

آریہ سنگیت پربھاکر

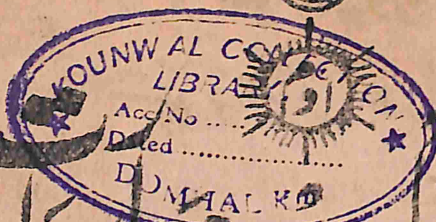
مکمل ہر چہار حصص

مصنفہ

سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی

پرکاشک

لالہ دیودیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی لدھیانہ



آریہ سنگیت مہابھارت

مکمل ہر چہار حصص

مصنفہ

سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی

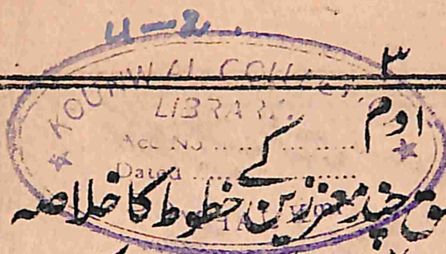
جسکو باخذ حق تصنیف دوامی از مصنف

لالہ دیو دیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی

ٹوہانہ ضلع حصار نے شائع کیا

قیمت پانچ روپے

(آریہ آر۔ گپتا پریس۔ دہلی)



اوم

آریہ سنگیت مہابھارت کے متعلق چند معززین کے خطوط کا خلاصہ

شریمان لکشمن داس جی بیراگی مندر سنگم دومیل ریاست کشمیر

شریمان سردار صاحب اب سیتارام - آپ کا تیار کردہ آریہ سنگیت مہابھارت بڑے پریم سے دوبارہ سہ بارہ پڑھا - جو آنند ہمیں اس میں پراپت ہوا وہ تحریر سے باہر ہے - آپ کے پریم اور اتوراگ کو مدنظر رکھکر چند اشعار آپ کی سیوا میں بھینٹ کرتا ہوں :-

کمالیت مہابھارت بھلا کیونکر بیاں ہووے
نہیں تعریف ہو سکتی جو منہ میں سو زباں ہووے

عجب دلچسپ پیرایہ غضب کا رنگ رنگیلا ہے
اتی دھنیاد ہے تمکو مبارک شادماں ہووے

پھلے پھولے نہ کیوں بھارت ورش کا یہ چمن پیارے
جہاں سرسبز ورما سا چمن کا باغباں ہووے

پراتن سورویروں کا کھینچا ہے ہو بہو فوٹو
رنگیلی یہ نظم تیری کبھی نہ ناتواں ہووے

مہابھارت بنائی ہے کہ شیدا کل خدائی ہے
بھری نور الکتائی ہے جن آنکھوں سے رواں ہووے

تری نظم و نثر دلچسپ ہے پیارے دھرم بھراتا
جو حاسد حسد سے دیکھیں دل تنگ شعلہ ہووے

جہاں ان پڑھ سے ان پڑھ بھی تمہاری داد دیتے ہیں!
جہاں وہ وان ددوان انگشت بدنداں ہووے

ہندو گوہر بھی شیدا ہیں تری ایسی پڑی ہے
کلی صرف ایک پڑھنے سے مطلب کل عیاں ہووے

ترجمہ داری عجب پیاری نیاری کتاب ہے تیری
مدھر بانی تمہاری سے حیرانی عاقلاں ہووے

خیالات آپکے معلوم ہوتے گو سماجک ہیں!
گر بھگتی اور دیر سناتن بھی فداں ہووے

سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی مشہور و معروف تصانیف

بھارت ورش میں اب کون ایسا شخص ہے۔ جو سردار جی کے نام سے واقف نہ ہو۔ ہر کتاب پیارے سرب سنگیتوں کا بھنڈار ہے۔ کتھا کریں۔ ناٹک کریں۔ ڈرامہ کریں۔ دل بہلائیں۔ بانٹیں اور دوستوں کو تحفہ بھیجیں۔ امتحان میں کامیاب طالبعلموں کو انعام میں دیں۔ ان کے دلچسپ گیت اور دلفریب ناٹک اس پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ ایکبار شروع کر کے کتاب ختم کئے بغیر ہاتھ سے چھوڑنا ناممکن ہے۔ ہر ایک کتاب کے بیسیوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ صرف آریہ سنگیت رامائن ہی تین لاکھ سے زیادہ بک چکی ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک ان کتابوں کو نہیں پڑھا تو آج ہی اپنے شہر کے بکسیلروں سے خرید کر پڑھیں۔ اگر کہیں نہ ملے تو سیدھی ہم سے منگوائیں اس صورت میں محصولڈاک الگ دینا ہوگا۔

اردو۔ ہندی۔ گورمکھی تینوں زبانوں میں مل سکتی ہیں

آریہ سنگیت رامائن اردو ہندی گورمکھی عہ
آریہ سنگیت مہابھارت " " " للعہ
سنگیت حقیقت رائے " " " ۸؍
سنگیت پرتھوی راج " " " ۸؍

سنگیت بال ہقیقت ہندی گورمکھی عہ
سنگیت شانتی آنند اردو ہندی عہ
سنگیت ہریشچندر اردو ہندی گورمکھی عہ
شہید قوم عرف بیراگی بیر اردو ۱۰؍

ملنے کا پتہ:- گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ضلع حصار پنجاب

جب تک سمپورن سماپت نہ ہوا۔ روٹی تک کا خیال بھی بھول گیا۔ واقعی آپکی تصنیف کردہ مہابھارت قابل تعریف ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں جن سے آپکی تعریف کر سکوں۔ جو زخم دیرسے مہابھارت کی انتظاری میں ہوا۔ وہ مٹ گیا۔ لیکن اب دوسرا گھاؤ ہو گیا۔ براہ نوازش حصّہ دوم جلد ارسال فرمائیں۔ دل سخت بیتاب ہے۔

شریمان لالہ دیوان چند جی کپور سب ڈپٹی انسپکٹر رامپورہ پھول۔ ریاست نابھہ

جناب سردار جی صاحب نمستے حصّہ اوّل آریہ سنگیت مہابھارت ملا۔ واقعی آپکی تصنیف قابل داد ہے۔ اور بندہ آپکو دھنیاد دیتا ہے۔ ہندو جاتی پر عموماً اور آریہ جاتی پر خصوصاً بڑی کرپا کی ہے۔ گو یہ کتاب پراچین زمانہ کی تصنیف ہیں۔ مگر چونکہ آجکل بہت سے اشخاص علم سنسکرت سے محض ناواقف ہیں۔ اس لئے پراچین اتہاسوں کے علم سے محروم ہیں۔ مگر آپ نے اس مشکل کو بڑی اچھی طرح حل کر دیا ہے۔ ایشور پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپ جیسے مہاپرش اور پیدا کرے جو ہندو جاتی کی کمزوریوں کو مٹا سکیں۔ حصّہ دوم کا سخت انتظار ہے۔

شریمان مہاشہ موتی رام جی سچر کلانوری سررشتہ دار محکمہ نہر سب ڈویژن پاکپٹن

شریمان سردار جسونت سنگھ صاحب نمستے۔ میں نے آپکی مصنّفہ رامائن مکمل

شیں بھارت کے دکھ کیوں ترا پت سکھ سو کیوں نہ — جہاں بھارت ورش پر آپ جیسا مہرباں ہووے
نہ ہو تم شادماں ایسے مہرباں دو جہاں اندر — تو ابل سور تلسی داس کے بل کے سماں ہووے
سخن گو میں نہیں ہوں بھول ہو تو معاف کر دینا
ہے آشا جو کبھی درشن بھنگم کے درمیاں ہووے

شریمان لالہ پیارے لال جی ایجنٹ میسرز دینا ناتھ اینڈ سنز

پوری جاگیر ریاست گوالیار

شریمان سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ مدت دراز سے انتظار کرتے کرتے آپ کا تصنیف کردہ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اوّل موصول ہوا۔ وی پی دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ وی پی کھولا۔ اور پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک محو ہو گیا کہ شام کا کھانا بھی بھول گیا۔ اس وقت میرے چند دوست بھی موجود تھے چنانچہ ہر ایک کے منہ سے بیساختہ آفریں و تحسین کے کلمات نکلتے تھے۔ دوسرا حصہ بہت جلد بھیجنے کی مہربانی کریں۔

شریمان بابو جیرام جی شرما مقام شعبہ فیلڈ پوسٹ آفس نمبر

۲۶۴۔ میسوپوٹامیہ (بغداد)

جناب سردار صاحب نمستے عرض ہے آپکا تصنیف کردہ مہابھارت حصہ اوّل ملا۔ پڑھنا شروع کیا۔ مگر کیا مجال جو چھوڑنے کو دل کرے۔ پڑھتے پڑھتے کہیں آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی بہہ نکلتی تھی۔ کہیں بے اختیار ہنسی آجاتی تھی۔ قصہ کوتاہ

ہاتھ سے نہ چھوڑا جس دن سے کتاب موصول ہوئی ہے۔ اسی دن سے میرے مکان پر سامعین کے جھمگھٹے میرے آنے سے پہلے ہی لگ جاتے ہیں۔ جب ختم کرتا ہوں تو دل میں ایک حسرت سی پیدا ہو جاتی ہے کہ کاش دوسرا حصّہ بھی موجود ہوتا۔ کرپا کرکے دوسرے حصہ کا انتظار نہ کرائیے نیز آئندہ کیلئے بھی پرارتھنا ہے کہ جب آپکے قلم مبارک سے کوئی تصنیف ہو۔ مجھے فوراً اطلاع بخشا کریں۔

شریمان پنڈت رگھوناتھ سہائے جی گدٹس کلرک ریلوے اسٹیشن لدھیانہ

مانیہ ور سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ خاکسار نے آپکی آریہ سنگیت مہابھارت حصّہ اول کو پڑھا۔ اور تمام پڑوسیوں کو پڑھکر سنایا۔ پڑھکر اور سنکر دل بہت خوش ہوا واقعی کتاب بے نظیر اور لاثانی ہے۔ میں اس پرماتما کو نمسکار کرتا ہوں۔ دھنیہ ہے وہ ماتا جسکی کوکھ نے ایسے لعل پیدا کیئے جس کی ہر ایک بوڑھا بچّہ اور جوان مہما کرے۔ دوسرے حصّہ کیلئے لوگ ادبار تنگ کرتے ہیں۔ اگر تیار ہو گیا ہو۔ تو فوراً بذریعہ وی۔پی بھیجدیجئے۔

شریمان ساہو بھگوان داس ہردواری مل زمیندار و رئیس و جنرل سوداگر نگینہ ضلع بجنور

شریمان مہاشہ سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ آپکی تصنیف کردہ رامائن ہر چہار حصص پڑھکر جو آنند مجھکو ہوا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اسی روز سے اس وقت

اور مہابھارت صرف حصہ اوّل ملاحظہ کی۔ آپکی حسن لیاقت کی جس قدر تعریف کی جائے۔ واجب اور مناسب ہے۔ عبارت شستہ ہے۔ اور طرز تحریر دلکش پیرایہ لئے ہوئے ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کئی مصنفوں کے مہابھارت دیکھے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے وقت میں کمال عرقریزی سے کام لیا ہوگا۔ مگر مہربانوں نے ہمارے دھرم کو کھوکھلا کرنیکی غرض سے ایسی گڑبڑ مچادی کہ جن کے جواب ہم معترض کو نہیں دے سکتے۔ مگر میں آپکی تصنیف شدہ کتب پڑھکر ایسا خوش ہوا ہوں اور دعائے خیر کرتا ہوں کہ پرماتما سرب شکتیمان آپکو اس سے بھی ادھک بل اور بدھی دیویں۔ تاکہ آپ دیگر اتہاسوں اور تاریخوں کو بھی اصلی جامہ پہنادیں نیز میں بڑے زور سے پرتی ندھی سبھاؤں کی خدمت میں تحریک کروں گا۔ کہ آپ کی تصنیف شدہ پستکوں کو ہر ایک لائبریری میں رکھا جائے۔ اور ہر بھائی کا بھی فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے دوستوں کو بھی ان کی تصانیف کے مطالعہ کی پریرنا کرکے مصنف کی حوصلہ افزائی کریں۔

شریمان ماسٹر امرناتھ جی ہومین ہیڈ ماسٹر ڈی۔اے۔وی سکول ضلع گورداسپور

شریان مانیہ ور سنپرادک صاحب نمستے۔ شکر کرتے آریہ سنگیت مہابھارت کا پہلا حصہ پہنچا۔ گو ظاہر میں اپنے کلاس کو پڑھا رہا تھا مگر دل میں خواہش تھی کہ کب آخری گھنٹی بجے اور مکان پر جاکر سب سے پہلے اسے پڑھوں۔ کیونکہ میں جناب کی طرز تحریر کا آریہ سنگیت رامائن سے شیدا ہوں۔ پڑھنا شروع کیا اور بغیر ختم کئے

ارادہ کر لیا ہے کہ امسال بموقعہ دسہرہ بجائے رامائن کے مہابھارت آدرش کو لوگوں کو دکھایا جائے۔ اگر حصہ دوئم چھپکر تیار ہو گیا ہو۔ تو کرم فرما کر سب سے پہلے بھیجدیں۔ ہم تمام اہالیان شہر آپ کے خاص طور پر مشکور ہونگے۔

شریمان صوفی اوم پرکاش دت جی سیکرٹری آریہ سماج سانبہ ریاست جموں

شریمان سوراج جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن ہر چہار حصص مطالعہ کئے۔ بہت آنند ہوا۔ آریہ سنگیت مہابھارت بھی میں نے پڑھا۔ واقعی آپکی لیاقت قابل داد ہے۔ ناممکن اور خلاف عقل واقعات دور کرنیکا خاص خیال رکھا ہے۔ طرز بیان اور قافیہ بندی بہت دلچسپ اور دلکش ہے۔ ہر دو کتب آریہ سماجوں کی لائبریریوں میں ضرور بالضرور رکھنی چاہئیے۔ ایسی دلچسپ کتب سے بہت پرچار ہوتا ہے۔ مطلع فرمائیں کہ بقیہ حصص کب تک شائع ہوں گے۔

شریمان لالہ دانچند جی کپور سب انسپکٹر بنوں۔ نارورن ویسٹرن فرنٹیر پراونس

شریمان مہاشہ جسونت سنگھ جی نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول ملا۔ پڑھکر دلکو بڑا آنند ہوا۔ واقعی آپکی تصنیف کمال درجہ کی ہے۔ اور آپ نے بڑی کوشش اور محنت سے تیار کی ہے۔ ایشور پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپ جیسی شبھ آتماؤں کو تا ابد زندہ رکھیں۔ تاکہ وقتاً فوقتاً ایسی عمدہ دھارمک اور قومی تصانیف ظہور میں آتی رہیں۔ جن سے ہندو جاتی کو لابھ پہنچے۔ آپنے ہندو جاتی

کا منتظر تھا کہ آپکی تصنیف کردہ مہابھارت کب تیار ہو۔ آج پرماتما کا ہزار ہزار دھنباد کرتا ہوں کہ مجھ کو اسکا پہلا حصہ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ واقعی آپ نے کمال کر دکھایا ہے۔ اگر مفصل تعریف کی جائے تو مضمون بڑھتا ہے موجودہ مہابھارت جسکو مہرشی بیاس جی کی تصنیف بتلایا جاتا ہے جسکے ایک لاکھ پچیس ہزار شلوک وہ چھٹانک بھر دودھ اور سیر چھٹانک پانی ہے۔ اب ایسے بڑے گرنتھ کو شدھ کرکے بنانا۔ دودھ کو متھ کرکے مکھن نکالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ آپ کی ہمت کو سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں بھارت باسی جو اپنے بزرگوں کے کارناموں سے تو کیا، انکے نام تک سے بھی واقفیت نہیں رکھتے وہ آپکی تصنیف سے انکے حالات سے واقف ہوکر آپکا دھنباد کرینگے۔ پرماتما آپکو دیا بل۔ بدھی اس سے بھی زیادہ پردان کریں۔ اور ہمیشہ بلند اقبال رکھیں۔ دوسرا حصہ تیار ہونے پر فوراً بھیجدیں۔

نوٹ :- خط ہذا مہابھارت کی اچھی خاصی سمالوچنا تھی۔ مگر افسوس جگہ کی قلت کی وجہ سے میں اسکو تمام و کمال درج نہیں کرسکا۔ اس قطع و برید کیلئے میں اپنے معزز دوست سے معافی کا خواستگار ہوں (مصنف)

شریمان شنہ بابو رام چوہدری سیکریٹری آریہ سبھا مچھیواڑہ ضلع لدھیانہ

پریہ ورجی! نمستے۔ آپکا آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اوّل نظر سے گذرا۔ واقعی کمال کر دکھایا۔ گویا مردہ بھارت میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ میں نے مصمم

ہوگیا جسکی وجہ سے بیقراری بڑھ گئی۔ سردار صاحب! براے مہربانی اگر تصنیف کیا کرو۔ تو تمام کتاب یک لخت مکمل کیا کرو۔ اس طرح تڑپا تڑپا کر نہ مارا کرو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میرا دل بقیہ حصص کیلئے سخت بیقرار ہو رہا ہے۔ بہت جلد ان کو شائع کرائیے۔ نیز آپ کے قلم سے جو تازہ تصنیف نکلا کرے۔ وہ بلا تکلف میرے نام بذریعہ وی، پی بھیجدیا کریں۔

شریمان مہتہ نواری لال جی ہریانوی انچارج گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس ریاست چمبہ

شریمان مانیہ ور سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اوّل ملا۔ شروع سے آخر تک کئی بار پڑھا۔ آپکے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ کیا نظم کیا نثر موہت کرنے والے ہیں۔ جو آنند آپکی رامائن اور مہابھارت کو پڑھکر پراپت ہوتا ہے۔ وہ فی زمانہ کسی دوسری کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ آپ نے درحقیقت دریا کو کوزے میں بند کرکے پبلک دلوں کو ہر لیا ہے۔ جب میں آپکی کتابوں کو پڑھتا ہوں اور لوگوں کو سُناتا ہوں۔ تو ہر ایک کے منہ سے یہی دُعا نکلتی ہے کہ ایشور آپکو ہر طرح خوش و خرم رکھے۔ اور اس سے بھی زیادہ سامرتھ دے کہ آپکا نام ابد تک قائم رہے۔ نیز آپ نے جو کاغذ کی گرانی کی بابت تحریر فرمایا ہے۔ اس کے واسطہ آپ کو شکستہ دل نہ ہونا چاہیئے۔ پرماتما آپکی مدد کرینگے۔ آپ کتابوں کی قیمت بڑھا سکتے ہیں۔ صرف کاغذ کی گرانی کی وجہ سے پبلک کو مایوس نہ رکھنا چاہیئے۔ دیگر حصص مہابھارت تیار ہونے پر فوراً بذریعہ وی، پی بھیجدیں۔

پر آریہ سنگیت رامائن و مہابھارت کے ذریعہ بہت کچھ اپکار کیا ہے۔ پہلے بھی کئی ایک رامائن و مہابھارت اردو میں ترجمہ ہوئیں۔ مگر ان میں کسی میں تو کیو ٹیشن بہت بھرا ہوا ہے۔ جو اس سے متبرا ہے۔ انکی طرز تحریر ایسی روکھی پھیکی ہے کہ پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر آپ کی تصنیف کو ہاتھ میں لیکر پھر ختم کئے بغیر کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ بلکہ باربار پڑھنے سے بھی سیری نہیں ہوتی۔ اگر حصہ دوئم مہابھارت تیار ہو گیا ہو تو فوراً بھیجدیں۔

شریمان لالہ گنگا رام جی۔ بی ایس راجپوت چک ۹۶ گ ب ضلع لائلپور

جناب سردار صاحب آداب نیاز۔ آریہ سنگیت مہابھارت آنجناب ملا۔ آپکا شکریہ دھنباد اور تعریف کرنے کیلئے مجھکو وہ الفاظ نہیں ملتے۔ جو میرے اظہار مطلب کیلئے کافی ہوں آپکی مہابھارت ایسی دلچسپ اور دلفریب ہے جسکے پڑھنے سے مردہ جسم میں جان آجاتی ہے۔ اور گذشتہ بزرگوں کی بہادری اور سچائی کا سبق ملتا ہے۔ حقیقت میں آپنے بڑی محنت اور عرقریزی سے یہ دو بے بہا رتن تیار کرکے ہندو قوم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ہندو جاتی کا بچہ بچہ آپ کا ثنا خواں ہے۔ پرمیشور آپ کی عمر میں برکت دے۔

شریمان لالہ رام لال جی معرفت لالہ مہر مل رام آسرا مقام محیال ضلع جہلم

بسیہ وربر سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول موصول ہوا جسکو پڑھکر از حد خوشی ہوئی۔ مگر فوراً اندوہگیں ہو گیا کیونکہ حصہ اول جلدی ختم

پبلک کے سوشل سدھار کا ذریعہ بنے گی ملالہ کنورسین جی گپتا کے قابل قدر دیباچہ نے کتاب کو اور بھی چار چاند لگائے ہیں۔ اور انہیں الفاظ میں جب اگر آپ کو جاتی کا واٹر ورکس لکھوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اُمید ہے کہ پبلک اسے بھی رامائن کے مانند پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی آپ کی حوصلہ افزائی کریگی۔ اب پبلک آپ کے کام سے ناواقف نہیں ہے۔ آپ کی ذات بابرکات سے ہندو جاتی کو بڑی اُمیدیں ہیں۔

شریمان لالہ پرمانند کشن چند تلہ گنگ ضلع اٹک

مانیہ ور سردار صاحب جی نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول پڑھکر کمال مسرت ہوئی۔ واقعی آپ نے پبلک پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ فی زمانہ جبتک ایسے پیرایہ میں ہمارے اتہاسک رتن نہ پیش کئے جائیں تب تک قوم میں جاگرتی پیدا نہیں ہو سکتی۔ میری تو پرارتھنا ہے کہ پرماتما آپکو دیش سیوا کیلئے اس سے بھی بڑھ کر ہمت دے۔ کرپا کر کے واپسی ڈاک سے مطلع فرمادیں کہ دوسرا حصہ بھی تیار ہوا یا نہیں؟

شریمان لالہ پنجولال جی کھتری منڈانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

مبارک باد و ہا کو جس نے مہابھارت بنائی ہے
کہ بھارت ورش کیلئے ندی امرت کی بہائی ہے
پرچم بھاگ مہابھارت کہ جسکی نثر لاثانی
و جسکی نظم اعلیٰ نے کلی دل کی کھلائی ہے
دوسرا بھاگ نیچے موتیوں کی منسلک مالا
سبھی فرد و بشر جاتے عدد بھی دے بھلائی ہے

شریمان میلا رام جی پیارے لال جی ریلوے اسٹیشن عبد الحکیم ضلع ملتان

شریمان مانیہ ور لالہ دیو دیال جی! نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول پڑھا پڑھتے پڑھتے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہی دل چاہتا ہے کہ کھانا پینا چھوڑ کر بھی اس کو پڑھتا رہوں۔ شریمان سردار صاحب نے کمال کر دیا ہے۔ نظم ہے تو وہ بے نظیر۔ نثر ہے تو وہ دلچسپ۔ یہ ناقابل فراموش احسان ہے۔ جو سردار صاحب نے ہندو جاتی پر کیا ہے۔ جب پہلا حصہ ختم ہو چکا۔ تو یہی ابھلاشا ہوئی کہ کاش دوسرا حصہ بھی اسی وقت ہوتا۔ جب تک دوسرا حصہ نہیں آتا۔ اس کو نہیں پڑھا جاتا۔ دل سخت بے چین رہے گا۔ مہربانی فرما کر حصہ اول کے علاوہ جس قدر حصے ہوں فوراً بھیج دیجئے۔

شریمان مہاشہ اوجاگر لال جی منڈل ودیارتھی ڈی اے وی کالج لاہور

مانیہ ور شریمان جی! نمستے۔ آپکی تازہ تصنیف آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول کا بندہ نے شروع سے آخر تک بغور مطالعہ کیا۔ اور کتاب ہذا کو از حد مفید پایا۔ یہ کتاب بھی درحقیقت آریہ سنگیت رامائن کی مانند اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ جو پڑھتا ہے۔ گدگد بر سینہ ہو جاتا ہے۔ اور آپکی قابلیت کی داد دیتا ہے۔ آپ کی نظم و نثر موثر اور دلکش ہے۔ بعض بعض جگہ ظرافت اور نازک خیالیوں سے پُر ہے۔ جس سے کتاب کی قدر کئی جگہ بڑھ گئی ہے۔ یہ کتاب دھارمک ڈرامہ کا کام بخوبی انجام دے گی جس کی مدت سے انتظار تھی۔ یہ اس کمی کو پورا کر کے

کے درشن ہوئے جس کی نثر مقفی اور نظم کے پڑھتے ہی پھڑک گیا۔ قلم اور زبان سے نہ کتاب کی تعریف ہوسکتی ہے نہ مصنف کی۔ پرماتما! ایسے مہان پُرش مدت دراز تک قائم رہیں۔ تاکہ نئے نئے شگوفے جن گربیلاب کے ہاتھوں میں پہنچاتے رہیں۔ تیتھا استو! حصہ سوئم کا سخت انتظار ہے۔ خواہش ہے کہ جلد ہی تیسرے حصہ کے درشن ہو جائیں۔

شریمان لالہ بیرام جی گپتا بینکر سیکرٹری سناتن دھرم سبھا سولن ضلع شملہ

شریمان مانیہ ور سردار جسونت سنگھ صاحب! جے رام جی کی آپکی نئی تصنیف کردہ مہابھارت کے دونوں حصے ملاحظہ کئے۔ آہا ہا اسکے مطالعہ سے وہ آنند آیا کہ کئی دفعہ پڑھنے سے بھی دلکو شانتی نہیں ہوئی۔ کتاب کے پڑھنے سے مہابھارت کا وہ زمانہ خاصکر دریودھن کا دروپدی پر ظلم کا نظارہ سامنے آجاتا ہے۔ کتاب کیا ہے گویا سمندر کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ امید ہے کہ باقی حصص بھی اس سے بڑھ چڑھ کر ہونگے جنکا بیتابی کیساتھ انتظار کیا جارہا ہے۔ سردار صاحب موصوف کا اتی دھنیاد کرتے ہیں۔ پرماتما شری کرشن ایسی دھارمک پستک بنانے میں ہمیشہ سردار صاحب موصوف کو کامیابی بخشیں۔ اور ہم گذارش کرتے ہیں کہ باقی حصص جس وقت تیار ہو جائیں سب سے پیشتر ہمارے نام بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں۔

شریمان بابو بخشو رچند شرما جنرل مرچنٹ بڈبر ریاست نابھہ

شریمان سردار جسونت سنگھ صاحب! نمستے۔ آپکا مصنفہ مہابھارت میں اپنے

چو من بر اختتام آمد بحصہ اوّلیں اتہاس — فکر کردم دوبارہ ہوئی مشکل کشائی ہے

جب آیا پارسل کھولا ہوا دل شاد تب میرا — کہ جسکے پڑھنے پر بھارت کے رشی دیوتا بدھائی ہے

خدایا تا ابد تو قائم رکھ آباد تو ھساند — بدولت جسکے ہم نے آج خواہش دلی پائی ہے

اُداسی چھا گئی لیکن سماپت اسکے ہونے پر — نئی دھن تیسرے حصہ کی اب دل میں سمائی ہے

میں بارم بار گرچہ دیکھتا ہوں آپکی تصنیف — مگر پھر بھی طبیعت سیر ہونے میں نہ آئی ہے

خدا دے دور بینی آپکی ان بحر چشماں کو — کہ جنکی دور بینی سے ہوئی یہ کارروائی ہے

کیا اتہاس کو روشن دیا کینی اتی بھاری — خزاں کب ہو سکے گلشن بہار ایسی چھائی ہے

سناتن دھرمیو بھائیو ہوئے بیدار غفلت سے — گزشتہ کھتوریوں کی ہوتی جاتی اب صفائی ہے

اُٹھو اب بھی کرو ہمت یو بوجھے بھارت ماتا — کہ جب جسونت سنگھ کرتا ہماری رہنمائی ہے

مبارکباد گاتے ہیں سبھی مل جل کے نر ناری — تمہارے کارناموں کی کرے ہر اک بڑائی ہے

نہ شاعر ہوں نہ ماہر ہوں نہ جانوں نام بھی اسکا
یہ پنچھو لال کے من سے قدرتی نکل آئی ہے

شریمان پنڈت سکھن لال جی شرما ہیڈ ماسٹر سکول فتحپور ڈاکخانہ پونی ضلع بجنور

مانیہ ور شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ بندہ نے سنہ ۱۹۱۹ء میں سنگیت مہابھارت منگایا تھا جس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے حصہ دوئم کے انتظار میں آنکھیں ڈاکخانہ کی طرف لگی ہوئی تھیں شکر شکر کرکے حصہ دوئم

لہ غیر اقوام رامائن اور مہابھارت کی ہسٹری کو غلط بتاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ محض مصنوعی حکایتیں اور شاعروں کی دماغی اختراع ہے۔

کہ کب تیسرا حصہ آنکھوں کے سامنے آئے۔ اتنے دن اس بہانہ سے گذارے کہ شاید ابھی طبع نہ ہوا ہوگا۔ مگر آپکی طرز تحریر صبر کی دشمن بن رہی ہے۔ ان نہار کتابوں کو جن میں بیشمار وہمی خیالات ویدک دھرم کے دشمنوں نے خیالی پلاؤ پکا پکا کر ملادئیے ہیں۔ تاکہ غیر مذاہب کو نکتہ چینی کا موقعہ ملے۔ اصلی روپ میں پیش کرنے کا مدعا مدِ نظر رکھا ہے۔ وہ کتاب کو اور بھی چار چاند لگا رہے ہیں۔ میں ایشور بھگوان سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ آپکو ابد تک سلامت رکھیں۔ تاکہ آپ ویدک دھرم کی اسی طرح سیوا کرکے آریہ بھائیوں کے شکریہ کے مستحق رہیں۔ نیز آئندہ کیلئے کمترین کا نام مستقل خریداران میں درج کرکے مشکور فرماویں۔

شریمان لالہ میلا رام ٹھیکیدار ڈھلوان ریاست کپورتھلہ

شریمان سردار جسونت سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔ آپکی تیار کردہ مہابھارت ہر دو حصہ پڑھے۔ واقعی آپ نے کمال کر دکھایا ہے۔ گویا مردہ بھارت میں ایک روح پھونک دی ہے۔ طرز تحریر اور قافیہ بندی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے پبلک پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ ان کی ثانی آج تک کوئی پُستک میری نظر سے نہیں گذری۔ جس کے لئے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ پرماتما آپ کی قلم کو اور بھی طاقت دے۔ ہماری یہ بڑی زبردست تمنا ہے کہ اس طرز پر "سیتا بن باس" بھی تیار کریں۔ کیونکہ لوگ اس کے بڑے شائق ہیں۔

ایک دوست کے پاس پڑھکر بڑے آنند کو پراپت ہوا مگر آپ نے اختصار سے کام لیا ہے۔ اگر تمام واقعات کو درج کیا جاتا۔ تو عجیب لطف حاصل ہوتا۔ مگر یہ بھی آپ ہی کا کام ہے کہ ایک سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ شاباش آپ جیسے دھارمک پُرشوں کی زندگی ایسے شبھ کاموں کیلئے ہونی چاہیئے جس قدر آپکی تعریف وستائش کی جائے کم ہے۔ پرارتھنا ہے کہ مہابھارت مکمل ہر چہار حصص جو آپ نے تصنیف فرمائے ہیں۔ بذریعہ وی، پی بھیجدیں۔

شریمان مستری لوہداس جی مقام گھمان ضلع گورداسپور

جناب سردار جسونت سنگھ جی انمستے۔ آپکا تصنیف کردہ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول دوئم کا بغور مطالعہ کیا۔ اسکی نظم تو دلکش ہے ہی۔ مگر نثر بھی کمال خوبی رکھتی ہے۔ ایسی کتاب اب تک میری نظروں سے کوئی بھی نہیں گذری۔ بندہ آپکو مبارکباد دیتا ہے۔ ایشور آپکی قلم کو اور بھی طاقت بخشے۔ تاکہ آپ اسی طرح ملک اور قوم کی سیوا کرتے رہیں۔ جس وقت تیسرا حصہ تیار ہو جائے۔ فوراً سے بیشتر بھیجکر مشکور فرمائیں۔

شریمان پنڈت خزانہ رام جی شرار اسوی ضلع احمد نگر (دکن)

جناب سردار جسونت سنگھ جی انمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت کے دو حصہ پہنچ گئے۔ جنکو ان دنوں میں نہ معلوم کتنی دفعہ دہرا چکا ہوں جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ دوسرے حصہ کے آخری نظارے ختم کرکے کمال خواہش یہ ہوئی

(آئندہ ایسا ہی ہوگا۔ مصنف) کیونکہ آپ تو نوٹس ویکر آرام سے رہتے ہیں۔ (یہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ مصنف) مگر ہمارے دلکو بیقراری رہتی ہے۔ وہ ہم ہی جانتے ہیں۔ نہ معلوم آپکے نام میں ہی ایسا کیا پریم ہے۔ ورنہ بہت سے مصنفین کی رامائن اور مہابھارت ہمارے پاس موجود ہیں۔ مگر انکے پڑھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ اگر پریس سے بھی کتاب نہ نکلی ہو۔ تو براہ مہربانی ہاتھ سے لکھکر بھیجدیں۔ (یہ ایک ہی کہی۔ مصنف)۔ جو تازہ تصنیف آپ کے قلم سے نکلے بغیر ہماری تحریر کے بھیجدیا کریں۔

شریمان بابو پیارے لال جی ورما ٹھیکیدار جنگلات موضع کروڑ ڈاکخانہ بدروسی ریاست گوالیار

شریمان سوامی جی! نمستے۔ آپکی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن و مہابھارت ہر دو حصص کا وی۔ پی وصول ہوا۔ اسی وقت کھولکر پڑھنا شروع کیا جس قدر صاحب موجود تھے اسکے سننے سے اسقدر مشتاق ہوئے کہ تمام ختم ہونے کو آگئی مگر انکا اشتیاق کم نہ ہوا واقعی نظم و نثر میں آپنے کمال کر دکھایا ہے۔ غرضیکہ ان لوگوں نے مجھے مجبور کرکے چار پانچ یوم میں تمام کتب کو سُن لیا۔ میرے کام کے نقصان کا بھی ان لوگوں کو خیال نہ رہا۔ جملہ حاضرین نیز اپنی طرف سے آپکی ان بے نظیر تصانیف کیلئے آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ بقایا حصص مہابھارت بھیجکر مشکور فرمادیں۔

شریمان پنڈت مول راج جی شرما ہیڈ ماسٹر اے۔ وی مڈل سکول

شریمان وہستہ نبواری لال جی ہر بانوی انچارج گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس ریاست چمبہ

شریمان مانیہ ور سردار صاحب! نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ دوئم ملا۔ کمال خوشی ہوئی۔ لالہ دیو دیال صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ بوجہ محصول ڈاک بڑھ جانے کے وی، پی ۱۴ ار کا ہو گیا۔ مگر میں لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ کہ یہ کتاب مجھ کو مل گئی جس کی میں ایک عرصہ سے انتظار میں تھا۔ اگر بجائے ۱۲ ار کے دو روپے بھی دینے پڑتے تو بھی ہرگز دریغ نہ کرتا۔ کیونکہ آپ کی تصنیف کردہ کتابوں کی قیمت تو کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ کتاب کی انتظار بہت مدت تک کرنی پڑتی ہے جس سے دل بیقرار ہو جاتا ہے۔ کرپا کر کے اس قدر دیر نہ لگایا کریں۔ میری تمنا سے بار بار تھا ہے کہ آپ ہمیشہ تندرست رہیں۔ اور پھلیں پھولیں۔ تاکہ پھر کبھی اس قدر انتظار نہ کرنی پڑے۔ حصہ سوئم تیار ہوتے ہی بذریعہ وی، پی ارسال فرمائیں۔

شریمان لالہ رام لال آشر لال صاحب مقام نسیال

سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ دوئم ملا۔ پڑھ کر دل کو کمال مسرت ہوئی۔ مگر پڑھتے پڑھتے آخر دل اندوہ گیں ہو گیا۔ کیونکہ اپنی قدرتی جادو بیانی دکھاتا ہوا نظر سے غائب ہو گیا یعنی جلدی ختم ہو گیا۔ براہ مہربانی آگے نیتے میں کا ہمد کیا کریں۔ تو مکمل ہوگئے۔ انتظار کا نوٹس ہرگز نہ دیا کریں

دوسرا کام نہیں کرسکتا مطلب یہ کہ آپکی قلم مبارک میں صفت ہی ایسی ہے کہ
جس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ آنجناب کی خدمت میں اگرچہ طویل خط لکھنا کئی وجوہ
سے باعث تکلیف ہوکر آئندہ کے سلسلہ خط و کتابت کو منقطع کرنے والا ہوگا
مگر بہ نظر خوبی کتاب اظہار دلی مسرت میں میرا قلم رک جائے۔ یہ میری طاقت سے
باہر ہے۔ بلکہ مسرورئی طبع کا بذریعہ تحریر پورا ثبوت دینا مشکل ہو رہا ہے۔ ایشور سے ہمارا
سے پرارتھنا ہے کہ ہمارے سردار صاحب کو صحت اور تندرستی بخشیں۔ جن کے
سبب سے ہم اپنی کھوئی ہوئی پونجی پھر سے حاصل کرسکیں۔

نوٹ: خط فلس کیپ سائز کے قریب تین صفحوں کا تھا جسکو پورا
تو کیا اسکا اصلی خلاصہ بھی میں درج نہیں کرسکا۔ کیونکہ جگہ کی قلت مجھ
کو اجازت نہیں دیتی۔ امید ہے کہ میرے معزز دوست اس ضمن میں
مجھکو معذور سمجھکر اس قطع و برید کیلئے معاف فرمائینگے۔ اور آئندہ
اس قدر طویل تحریر سے محتاط رہیں گے۔ (خاکسار مصنف)

شریمان لالہ شنکر لال جی ویش اگروال مقام چندسارہ ڈاکخانہ کھوہ ضلع میرٹھ

شریمان مانیہ ور جی انمستے۔ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ دوئم بعد انتظار ملا۔ پڑھتے
پڑھتے یہانتک محو ہوا کہ رات کے بارہ بجے تک اور کوئی خیال ہی نہیں رہا۔ اور
حاضرین کا ایک جمگھٹا اسوقت تک میرے پاس رہا جبتک کہ کتاب ختم نہ
ہوگئی۔ اور آپکی آخری بحر طویل نے اور بھی غضب ڈھایا۔ اور ہر ایک چھوٹے بڑے کی
آنکھوں سے ندی چھلک پڑی۔ اور دلمیں یہی حسرت رہی کہ کاش تیسرا حصہ

خانخاں ضلع جالندھر

پوجنیہ سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ ہیں نے آریہ سنگیت مہابھارت کے دو حصوں کو پڑھا۔ میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ آپکی تازہ تصنیف بزدلوں اور ڈرپوکوں کو مردِ میدان بنانے والی اور کل گھاتوں کو انکے اصلی انجام سے آگاہ کرنے والی ہے۔ شریمان جی ملک کو ضرورت ہے۔ آپ جیسے سچے کشتریوں کی۔ جو بھارت ورش کو اس انتہائی گراوٹ سے نکالکر موجودہ اور آنے والی نسلوں کے اندر غیرت اور خودداری کا مادہ پیدا کرکے انکو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلائیں پرم پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپ جیسے ہتیشی اور سُدھارک زیادہ تعداد میں پیدا کریں۔ جو کہ اپنی تصانیف سے بھارت جنتا کو ان بزرگوں کے کارنامے پیش کرنے میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ اور ان سیوکوں کی آیو دیرگھ ہو۔

شریمان پی مدن لال جی مکان نمبر ۲۴ الف خیریت آباد حیدرآباد دکن

شریمان سردار جسونت سنگھ جی! نمستے۔ پرماتما کا شکر ہے کہ بعد انتظار آریہ سنگیت مہابھارت ہر دو حصص مع وصول ہوئے۔ بعد وصول کتب صدر مطالعہ شروع کیا۔ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی روز گریں نے اپنے ہاتھ سے وی پی وصول کیا ہوتا تو مکان سے باہر نہ جا سکتا تھا کیونکہ اسکا مطالعہ شروع کرکے پھر اسکو درمیان سے چھوڑ کر دوسرا کام کرنیوالا شاید ہی کوئی ہو۔ ورنہ کتاب کی طرز تحریر، رنگینی عبارت کچھ ایسی ہے کہ گتنا ہی سخت سے سخت پابندی کا کام کیوں نہ ہو۔ یکایک اسکو چھوڑ کر

مہابھارت حصہ اول و دوئم کا دیکھ عین انتظاری بلکہ بیقراری میں موصول ہوا۔ پڑھکر دل شاد ہوگیا۔ کتاب کیا ہے گویا نصیحت کا ایک نایاب گلدستہ ہے اسکے پاٹھ کرنے سے میری ناپاک زیست میں ایک نیا اور پوتر دور شروع ہوگیا۔ نثر تھی کہ سچے موتیوں کی لڑی تھی۔ نظم تھی کہ علم موسیقی کی زنجیر تھی۔ میں نے کئی بار کئی مہابھارت مطالعہ کیے۔ مگر کسی مہابھارت سے میری تسلی اور شانتی نہ ہوئی۔ جتنی کہ آپکی تازہ تصنیف سے ہوئی۔ یوں تو تمام کتاب کا طرز تحریر نہایت اعلیٰ اور سب سے نرالا ہے۔ مگر خصوصاً دروپدی چیر ہرن کا نظارہ دکھانے میں تو آپ نے اور بھی کمال کر دیا جس نے آنکھوں کا پانی بھی ختم کر دیا۔ سردار صاحب سمندر کو کوزہ میں بند کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ جو امرت کی ورشا آپ بھارت ورش پر کر رہے ہیں۔ اس کیلیے آپ دھنباد کے مستحق ہیں۔ آخر میں اس پرم پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپ جیسے پرا پکاری اور دیش انوراگی مہا پرش ہمیشہ بھارت ماتا کی گود پوتر کرتے رہیں۔ بقیہ حصص کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں۔

شریمان مہاشا دھورام زمیندار تاجیوالہ تحصیل جگادھری ضلع انبالہ

شریمان سردار صاحب! ایشور آپکو آنند رکھے۔ آپکا تصنیف کردہ آریہ سنگیت مہابھارت حصہ اول و دوئم پڑھنا شروع کیا۔ مگر کیا مجال کہ چھوڑنے کو دل چاہے۔ پڑھتے پڑھتے کہیں آنسوؤں کی ندی نکلتی ہے۔ کہیں بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ قصہ کوتاہ جب تک سمپورن سماپت نہ ہوا۔ روٹی تک کا خیال بھی بھول گیا۔ واقعی آپ کی تصنیف مہابھارت قابل تعریف ہے۔ میں حسب منشا اسکی تعریف

بھی اسی قدر موجود ہوتا۔ سچ پوچھئے تو آپکی تصنیف کے اندر وہ آکرشن شکتی ہے۔ جو
سننے والے کو خود بخود اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ مجھ ناچیز کے پاس تو وہ الفاظ بھی نہیں
جن سے دلی امنگوں کا اظہار کافی طور پر کر سکوں۔ پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپکو
اس سے بھی اور ادھک بل اور بدھی دیویں۔ تاکہ باقی آشائیں بھی پوری ہوں۔
اگر کوئی تازہ تصنیف آپکی قلم مبارک سے نکلے۔ تو براہ مہربانی مجھ کو ضرور اطلاع
بخشیں۔ حصہ سوم کی انتظاری میں سخت بیقراری ہے۔

شریمان پنڈت مدن گوپال جی شرما ففتھ ہائی اسکول ڈی اے وی ہائی اسکول دوسوہیہ ضلع ہوشیارپور

شریمان مانیہ ور سردار صاحب! نمستے۔ آپکا بھیجا ہوا آریہ سنگیت مہابھارت حصہ سوم
مجھے شوق سے پڑھا۔ یہ کتاب نہ صرف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ بلکہ دلچسپ سے
بھی دلچسپ ہے۔ بزرگوں کی سچائی اور بہادری کا ہو بہو فوٹو ہے۔ آپنے ہندو قوم پر بڑا بھاری
اپکار کیا ہے کہ اس جاتی کے بزرگوں کی مثال کا ایک نمونہ بنا دیا۔ میں کم سے کم تقریباً آٹھ
دفعہ پڑھ چکا ہوں۔ لیکن اب بھی اگر ایک دفعہ پڑھنے کیلئے اٹھاتا ہوں تو بغیر تمام
کتاب ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ دھنیہ ہے آپکی لیاقت جسکا زبان
سے ورنن کرنا کٹھن ہے۔ حصہ سوم تیار ہونے پر بلا طلب ارسال فرمائیں۔

شریمان لالہ جیون داس جی کپور چنیوٹ ضلع جھنگ

شریمان مانیہ ور سردار صاحب! نمستے۔ آنجناب کی سندر اور من موہنی تصنیف

انٹروڈکشن

از لالہ کنور سین جی - ڈی اے وی کالج لاہور

آج سے پانچ ہزار برس پہلے بھارت ورش کے اتہاس میں انقلاب عظیم واقع ہوا۔ یہ وہ انقلاب تھا جسکی یاد بھارت ورش کے بچے بچے کو آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے۔ اور انہیں یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کاش کہ کورو پانڈو جوئے کے بھیانک بھائیوں کے ورددھ بوڑھوں اور بزرگوں کے اپمان اور نافرمانی اور پاکدامن استریوں کی عصمت دری کے برے نتائج کو سوچتے۔ اور دریودھن کو اپنی ہٹ سے باز رکھکر بھارت ورش کی آئندہ نسلوں پر احسان کرتے۔ اس انقلاب میں اس دیش میں اس وقت چلنے راجہ ویرادر یودھا تلوار اور تیر کے دھنی اور راج نیتی کے گیاتا تھے۔ تقریباً سب ہی نے حصہ لیا۔ نہیں نہیں صرف ہند سے ہی کیوں؟ دنیا کے ہر گوشہ گوشہ سے بہادر تیر ترکش میں لگائے کمان ہاتھ میں لئے اس بدقسمت ماتربھومی کی قسمت کا فیصلہ کرنے کیلئے سرزمین ہند پر وارد ہوئے۔ فیصلہ جو ہوا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ودیا کا ناش ہوا۔ اودیا کی حکومت شروع ہوئی۔ بھارت ورش کے ان کشتریوں کے ساتھ جو اس یدھ میں کام آئے بہادری، فن سپاہ گری اور تیر اندازی کا خاتمہ ہوگیا۔ ہمارے دیش کی بیوائیں یتیم بچے اس کی زندہ شہادتیں موجود ہیں۔

کرنے سے بھی قاصر ہوں۔ حصّہ سوم و چہارم جب تک میرے پاس نہ آئے گا۔ دل سخت بے قرار رہے گا۔

شریمان لالہ دینا ناتھ خلف لالہ رادھا کشن جی پوری ریاست پونچھ (کشمیر)

شریمان بدجیہ ور سردار صاحب! نمستے۔ آنجناب کی تصنیف کردہ آریہ سنگیت مہابھارت ہر سہ حصص ملے۔ گویا چودھویں رات کا چاند نکل آیا مطالعہ سے آپکے فطری جذبے اور شانتی سردری تمام ہردہ ایک عجیب پرکار کی روشنی میں منور ہوگیا۔ آپکی پرجوش اور بے نظیر تحریر نے یہاں تک بیخود کر دیا کہ راتری کا بھوجن کرنا بھی بھول گیا۔ پرنتو یہ تمام خوشی جلد ہی سایۂ غم میں چھپ گئی جبکہ چوتھے حصّہ کی ضرورت پڑی۔ مجھے ہرگز یہ اُمید نہ تھی کہ آپ ہمیں دوبارہ ماہی بے آب کی طرح تڑپائیں گے۔ مجبوراً صبر و سنتوش کے سوا اور کوئی تجویز نہ بن پڑی حصّہ چہارم کیلئے آنکھیں ترس رہی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ بہت جلد اس بیقراری کو دفع فرمائیں گے۔ پرماتما! تو اس ادوتیہ کوی کو مدام سلامت رکھنا۔



ان میں بہت ہے۔ عام پبلک پر جو اثر ان اتہاسوں کا ہے۔ وہ شاید ہی کسی شرقی یا سمرقی کا ہو پشاور سے لیکر رنگون تک اور سرینگر سے کولمبو تک کون ہندو ہے۔ خواہ وہ شودر ہے خواہ براہمن جین مت سے تعلق رکھتا ہے یا بُدھ کا پیرو ہے۔ جو رام اور کرشن کے نام سے واقف نہیں۔ کیا کوئی شخص پاگل خانہ کی چہار دیواری سے باہر رہنا اپنا حق سمجھتا ہوا یقین کر سکتا ہے کہ اتنا فرضی قصے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر کے اور پشت در پشت ان قصوں کے ہیروز کیلئے شردھا بڑھتی جاوے۔ انگلستان کے لوگ شکسپیر کا نام بڑے فخر سے لیتے ہیں۔ اور جتنا اثر شکسپیر کے من گھڑت ڈراموں کا انگلش سوسائٹی پر ہے اتنا شاید ہی کسی اور ملک کے شاعر کے فرضی قصوں کا اس ملک کے لوگوں پر ہو۔ مگر یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر اس اثر کا جو رامائن اور مہابھارت کا ہندو جاتی پر ہے عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

مغربی تہذیب میں پلے ہوئے لوگوں کا ان دونوں اتہاسوں کو فرضی کہنا شاید آپ کے لئے تعجب کا مقام ہو۔ مگر میں تو اسے انکی تہذیب کا قدرتی نتیجہ خیال کرتا ہوں جس تہذیب میں بنیادی سکھ ہی سب سے اعلیٰ سکھ ہو۔ جو انسانی زندگی میں روحانیت سے منکر ہو۔ جسکی ہر ایک کوشش اور ہر ایک ایجاد کا سنٹر مادہ ہو جسمیں تہذیب کا پیمانہ مسٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے کتھن کے مطابق ہو کہ کونسی قوم کم سے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ بم کے گولے پھینک سکتی ہے۔ ایسی تہذیب سے زینت یافتہ لوگ ست اور تیاگ کے دقیق مسئلوں کو نہ سمجھتے ہوئے اگر رام اور کرشن کی ہستی سے منکر ہوں تو کونسے تعجب کی بات ہے۔ راجہ ہرشچندر کا نام ہم بڑے فخر اور عزت کے ساتھ لیتے ہیں لیکن جو کچھ ایک امریکہ کے عالم نے انکی سوانحعمری پڑھکر فرمایا ہے۔ ذرا اسے بھی ملاحظہ کیجیے۔ وہ لکھتے ہیں کہ" راجہ ہرشچندر

ویاس جی نے ان واقعات کو ایک موثر اور دلکش نظم کی شکل دیکر آنے والی نسلوں کیلئے قائم رکھا۔ انکی تصنیف کی عبارت نہایت سلیس اور شستہ ہے۔ بعد میں اِدھر اُدھر سے کوڑا کرکٹ مہابھارت میں کافی اکٹھا کر دیا۔ یہاں تک کہ ویاس جی کے تصنیف کردہ چوبیس ہزار شلوکوں سے آج موجودہ مہابھارت کے شلوکوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ویاس جی نے جو قصے مہابھارت میں درج کئے ہیں، وہ سب کے سب کسی نہ کسی اخلاقی سبق کو لئے ہوئے ہیں۔ ہر ایک سے دھرم، گیان، ویراگ اور بھگتی ٹپکتی ہے۔ شکنتلا، دمینتی، ساوتری اور سب سے بڑھکر دروپدی کے حالات اس زمانہ کی عورتوں کے چال چلن اور شوہر پرستی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بھیشم پتامہ، ودر جی اور کرشن جی اس زمانہ کے عالی دماغ اور مدبر ہستیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ بھیشم پتامہ نے باپ کے آرام کیلئے تمام عمر برہمچاری رہنے کا پرن کیا۔ ایک مرتبہ جب انکی ماتا ستیہ وتی نے انکی شادی کیلئے اصرار کیا۔ تو ان کا جواب تھا کہ پرتھوی اپنی گندھ، جل اپنی پرواہ شکتی، تیج اپنا روپ، سورج اپنی روشنی، چاند اپنی ٹھنڈک، آسمان اپنا خلو، دھرم راج اپنے دھرم کو چھوڑ دیں۔ مگر بھیشم پتامہ اپنی پرتگیا کو ہرگز نہ چھوڑیگا۔ ودر جی کی دور اندیشی بڑے شوق سے مطالعہ کی جاتی ہے۔ کرشن جی نے جو اپدیش اثنائے جنگ میں ارجن کو کئے ہیں۔ وہ ان کی قابلیت کے شاہد ہیں۔ اگر یدھشٹر دھرم کی مورتی تھے۔ تو بھیشم، ارجن، کرن اس زمانہ کی سپہ گری کی زندہ جاوید تصویریں ہیں۔

مغرب کے لوگ چاہے تسلیم کریں یا نہ کریں۔ انہیں اختیار ہے کہ وہ رامائن، مہابھارت کو زندہ دل شاعروں کے دماغ کی اختراع کہیں لیکن ہندو جاتی کی شردھا

کو سیراب کرتا ہوا بہا جا رہا ہو۔ راستہ میں کتنی ہی چیزیں گندی پڑ جاتی ہیں اور پینے کے لائق بنانے کیلئے واٹر ورکس انجن میں اُبالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہی حالت مہابھارت کی ہے۔ اپنے اصلی منبع یعنی ویاس جی کے دماغ سے نکلکر ثبت درشت ہندو جاتی کو سیراب کیا۔ اور بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے اسمیں بہت سی چیزیں نئی اور ناپاک داخل کردی گئیں۔ اسکو جاتی کیلئے شدھ اور پوتر بنانے کیلئے ایک واٹر ورکس جیسے سسٹم کی ضرورت تھی چنانچہ سردار جسونت سنگھ جی نے ایسا واٹر ورکس بننے کا ذمہ اپنے اوپر لیا۔ میں نے آریہ سنگیت مہابھارت کے مسودہ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس میں اپنے آپکو اس بات کا حقدار سمجھتا ہوں کہ یہ کہہ سکوں کہ سردار صاحب ایک اچھے اور مفید واٹر ورکس کا کام جاتی کو دے رہے ہیں۔ عام طور پر واٹر ورکس کا پانی گو جرموں سے پاک تو ہو جاتا ہے۔ مگر بدمزہ ضرور ہو جاتا ہے۔ سردار صاحب اس بات میں واٹر ورکس سے بھی بڑھ گئے۔ پرماتما نے جہاں انہیں وہ ذہن سا دیا ہے کہ آسانی اصل و نقل میں تمیز کر لیتے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی ایک شاعرانہ دماغ اور ظریفانہ طبیعت بھی عطا کی ہے کہ جنکی بدولت جو لفظ انکی زبان سے نکلتا ہے۔ ظرافت سے پُر اور نازک خیالیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ جہاں آپکی نظم موثر و دلکش ہے وہاں نثر نظم سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔

فی زمانہ لوگ بُرائیوں کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ آج ہم میں ایک نہیں بلکہ سینکڑوں دریودھن موجود ہیں۔ جو اپنے بھائیوں کی گردن پر چھُری چلانے کو تیار ہیں۔ ہزاروں دوشاسن اور کیچک ہمارے زمانہ کی دروپدیوں کی عصمت دری پر آمادہ ہیں۔ ہمارے گھر میں وہی باتیں جو پانچ ہزار برس پہلے بھارت ورش کی تباہی کا کارن ہوئی تھیں۔

اگرچہ ست کی پیروی کرنے میں بڑے بہادر تھے۔ لیکن مغرب کے معمولی لوگوں کی نگاہ میں
تو وہ بیوقوفی سے فضول اصرار کرتے تھے۔ یا انکو پاپ کا جھوٹا خوف تھا۔ کیونکہ
چاہے کتنا ہی پن انھوں نے ست کے پالن میں کمایا ہو۔ وہ سب اس پاپ سے جو کہ
انھوں نے اپنی بات رکھنے کیلئے کیا ناش ہو گیا۔ انھوں نے اپنے آپکو اور اپنی بیوی اور
لڑکے کو ماں کے واجبی حقوق سے محروم کر کے ایک بڑا پاپ کیا کہ جس سے وہ پاگل خانہ یا
قیدخانہ میں رکھنے کے لائق تھے۔" مغرب کے لوگوں کا خون صرف اسی بات کے خیال
کرنے سے جوش کھاتا ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو بیچنے کا بڑا بھاری گناہ کیا ہے۔ ہندو لوگ
اس بات پر تعجب کریں۔ مگر ہم کو تو انکی کارروائی نہ صرف تعجب انگیز بلکہ اندھوں کی تقلید
معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے ایسے موٹے خیالات ہوں۔ اگر وہ ایک قدم اور آگے
بڑھ جائیں۔ اور کہیں کہ ہرشچندر کا قصہ ہی جھوٹا ہے۔

افسوس صرف اتنا ہے کہ مغربی تہذیب کا اثر ہمارے بھائیوں پر بھی ہوتا جاتا ہے
خاص طور پر ایسے تعلیمیافتہ اصحاب جو کہ سنسکرت یا ہندی نہیں جانتے۔ ان خیالات کا
شکار ہوتے ہیں۔ خیر انکا عذر کسی حد تک معقول ہے۔ اگر وہ کہیں کہ انکی تعلیم انکو اس
لائق نہیں بناتی کہ وہ بالمیک یا ویاس کی کتب کا مطالعہ کر سکیں۔ نہ ہی کسی زبان
میں جسکو وہ سمجھتے ہیں کوئی ایسی نفیس کتاب انکے متعلق شائع ہوئی ہے۔ لیکن حیف ہے
ہندو جاتی کے ان سپوتوں پر جو کہ سنسکرت جانتے ہوئے بھی ان مہارشیوں کی تصانیف
سے محروم ہیں۔ ایک مشکل اور بھی ہے کہ مہابھارت اور رامائن میں بہت سی باتیں
نئی اور واہیات سی داخل کر دی ہیں جس سے اصل اور نقل میں تمیز کرنا ہر ایک کا کام نہیں
جس طرح کہ قدرتی چشمے کے صاف اور شفاف پانی کے نالے میں جو دور دور کی زمینوں

اگرچہ

رامائن اور مہابھارت کے زمانہ تصنیف میں زمین آسمان کا فرق یعنی رامائن مہابھارت سے صدیوں نہیں بلکہ یگوں پیشتر تصنیف ہوئی ہے۔ مگر توہمات اگر بڑ اور آمیزش کے لحاظ سے مہابھارت رامائن پر سبقت لے گیا۔ اور آپس سے اصل اور نقل کا امتیاز کرنا سخت مشکل ہوگیا۔ اس قسم کی آمیزش کو لوگ عموماً شاعرانہ خیال آرائیوں اور رنگ آمیزیوں کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ لیکن اگر ذرا انصاف سے اور غور سے دیکھا جائے تو واقعات خود اس بات کے شاہد ہیں کہ شاعروں کو اس جرم کیلئے موردِ عتاب بنانا سراسر بے انصافی ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کی کرتوت ہے۔ جن کا مشن ہی آرین لٹریچر کو گندہ اور ناپاک بنانا تھا جسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ آج ہم آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ اور اپنی زبان کا لٹریچر اصلی روپ میں دنیا کے سامنے رکھتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ اور مخالفوں کے آگے ہم کو سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔

دنیا کی قومیں جو کبھی اس پوتر زمین کو بہشت کہتیں اور یہاں کے فاضلوں کی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتی تھیں کہ اس سرزمین میں پیدا ہونا ہی نہیں بلکہ اس خاک پر مرنا بھی اپنے لیے نجات سمجھتی تھیں۔ آج ہم کو نہ معلوم کن کن خطابوں سے مخاطب کر رہی ہیں۔ اس گئے گذرے زمانہ میں جبکہ ہم کو نیم وحشی اور جاہل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پروفیسر میکس مولر مرتے وقت پرمیشر سے پرارتھنا کرتا ہے کہ اگر میرا پھر بھی جنم ہو تو آریہ ورت کی پوتر زمین میں ہی ہو۔ عام قاعدہ ہے کہ ہر ایک انسان زندگی کے

بار ہا وہرائی جارہی ہیں۔ ممکن ہے کہ زمینی گورنمنٹ کو برائیوں کا پتہ نہ لگے چاہے قانون
کی زد سے ہم باہر ہی باہر ہیں۔ زمینی عدالت کو چاہے دھوکا دیا جائے۔ مگر دنیا کی سب سے
اعلیٰ حکومت سب سے زبردست قانون اور سب سے منصف عدالت اس بات کو جانتی
ہے کہ وہ مجرم کو کبھی بھی بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑیگی۔ قوم کی تباہی، قوم کی بربادی، قوم کی
خرابی محض ہمارے بُرے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اور اس سزا کا سلسلہ طاعون، قحط، انفلوئنزا
نزلہ، مفلسی کی صورت میں اسوقت تک برابر جاری ہے اور جاری رہیگا جبتک ہندو
مہابھارت کے مطالعہ سے ان برائیوں کو ترک نہیں کرتے۔ جو اس جنگ عظیم کا باعث
ہوئی تھیں۔ ہماری موجودہ حالت میں یہ ممکن نہیں کہ قحط یا انفلوئنزا، بے موسم سردی،
گرمی و برسات کی کمی کا خوف کبھی دُور ہو۔ بہت سی ایجنسیاں ان برائیوں کو دُور کرنے
کیلیئے کام کر رہی ہیں۔ کالج، سوشل سوسائیٹیاں اور دھرم پرچارنی سبھائیں کھولی جارہی
ہیں لیکن باوجود اس کے بہت لوگ ان انسٹی ٹیوشنز کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ میں
ان لوگوں کی تائید کرتا ہوں جنکی رائے میں ہمارے ملک میں ڈراما سوشل سدھار کیلئے بہت
ضروری آرگن ہے۔ صاحبان! ایک ایسا ڈراما اب آپکے زیر مطالعہ ہے۔ امید ہے کہ
پبلک اس سے مستفیض ہوگی۔ اور مصنف کی اسی طرح قدردانی کریگی جس طرح سے
پہلے رامائن کی تصنیف پر کی تھی۔ امید ہے کہ سردار صاحب آئندہ بھی اسی طریقہ سے
ملک کی سوشل برائیوں کو دُور کرتے ہوئے قوم کی طرف سے یش کے بھاگی بنیں
گے۔ اوم شم

نیاز مند

کنور سین ڈی اے وی کالج لاہور

سرزمین کی ایک ٹوٹی ہوئی اینٹ کے اندر مجھ کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو سینکڑوں مہابھارت کے پڑھنے سے بھی پراپت نہیں ہو سکتا۔ کورکشیتر کی زمین کا چپہ چپہ بذات خود مہابھارت کا مکمل اتہاس ہے۔ جس پر کہ بہادروں کے خون کی سرخی ابتک موجود ہے۔ اس وقت بھی اس زمین کو کھودنے سے دلاور کشتریوں کی ہڈیوں کے تودے نکلتے ہیں۔ بعض مقامات پر زیادہ بارش ہو جانے سے میلوں تک ہڈیوں کے ریزے ہی ریزے نظر آتے ہیں۔ اندر پرستھ[1] کے ویران کھنڈرات کی ہستی گو اب برائے نام ہے۔ لیکن آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس قدر مطالعہ کا ذخیرہ موجود ہے۔ جو شاید سینکڑوں اور ہزاروں کتابوں میں بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ قلم میں طاقت نہیں۔ جو ان کھنڈرات کا نقشہ کھینچ سکے۔ زبان میں طاقت نہیں جو اس کو بیان کر سکے۔ میں نے ان کھنڈرات کے صفحہ اُلٹ پلٹ کر دیکھے۔ مطالعہ کرتے کرتے بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی چھلک پڑی۔ اور پہروں وہاں بیٹھا روتا رہا۔ یہ مجھ سے نہ پوچھو کہ کیوں؟ اس کا جواب آپ اپنے دل سے مانگیے۔ آخر جب دل کا بخار نکل چکا۔ تو یہ شعر پڑھ کر وہاں سے اٹھا ؎

---

[1] یہ مقام دہلی سے تین میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے جو پرانی دلی یا ڈھِلّی کے نام سے مشہور ہے۔ قطب صاحب کی لاٹ۔ پرتھوی راج کا قلعہ۔ جو ستھ کھمبا اور جوگ مایا جی کا مندر و دیگر کئی قابل دید مقامات اس جگہ پر ہیں۔ نیز پانڈوں کا قلعہ بھی دہلی سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر اسی سڑک پر واقع ہے۔ جو دہلی سے اندرپرستھ کو جاتی ہے۔

عیش و آرام کے دن چاہے کہیں بھی گذارے۔ مگر مرتے وقت اسے اپنی ماتر بھومی کی یاد ضرور تڑپا دیتی ہے۔ نہ معلوم اس زمین کی مٹی میں پرمیشور نے کونسی مقناطیسی تاثیر رکھی ہے کہ لوگ اسمیں پیدا ہونا اپنے لئے فخر اور اسمیں مرنا اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہیں۔ مگر آہ! زمانہ کی گردش نے اسکی تاثیر بالکل ہی الٹی کردی۔ آج اس ملک میں پیدا ہونا نحوست کا باعث اور اسمیں اپنی زندگی کے دن گذارنا اپنی سخت سے سخت بد نصیبی۔ یہانتک کہ اس نصیب ور ملک کا پیدا شدہ بچہ جائز انسانی حقوق سے بھی محروم سمجھا جاتا ہے۔ اور قدرت کی دی ہوئی نعمتوں کو بھی پوری آزادی سے استعمال نہیں کرسکتا۔ جملہ معترضہ ختم۔ "پدرم سلطان بود" کی مہارتی سمایت۔

جنگ مہابھارت کی پاک یا نحوس سرزمین (جیسا کہ آپ سمجھیں) جسکی یاترا اپنے اپنے خیال کے مطابق کرنیکے لئے سینکڑوں اور ہزاروں میل کا سفر طے کرکے بیحد تکلیفیں اٹھاکر اور زر کثیر صرف کرکے آتے ہیں حسن اتفاق سے میرا جنم ہی اس سرزمین میں ہوا جسکو لوگ بھارت بھومی یعنی میدان جنگ المعروف دھرم دھرتی کے نام سے پکارتے ہیں (مگر میرے خیال میں اس سرزمین کا نام دھرم ناشک نہیں نہیں بلکہ سرد ناشک ہونا چاہیئے) اس وجہ سے میں نے مہابھارت کا مطالعہ بہ نسبت اُن سیاحوں یا یاتریوں کے بہت زیادہ کیا ہے۔ جو دور دراز کا سفر اور سینکڑوں روپیہ خرچ کرکے یہاں آتے رہتے ہیں۔ میرا مطالعہ کاغذ یا کتاب کے ورقوں پر نہیں۔ بلکہ روزمرہ کے مشاہدات پر ہے۔ جو وقتاً فوقتاً نہیں بلکہ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے موجود رہتے ہیں۔ سچ پوچھو تو کتاب کا جو آنند! اس

راگ اور رنگ مُبارک تمہیں قسمت والو
ہم کو رونے میں ہی گانے کا مزا آتا ہے

میں بھی روتا ہوں۔ آپ بھی روئیں۔ اور خوب روئیں۔ یہانتک کہ جس قدر رقیق مادہ ہماری آتما، من اور بدھی پر جما ہوا ہے۔ وہ سب پانی بنکر آنسوؤں کی شکل میں باہر نکلتا ہوا آنکھوں کے موتیا بند کو بھی بہالے جائے۔ تاکہ ہم کچھ دیکھنے سُننے اور وِچارنے کے قابل ہو جائیں۔

میری ناچیز تصنیف کا جو خیر مقدم پبلک کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے میرے پاس کافی الفاظ نہیں۔ دراصل آپکی حوصلہ افزائی ہی مشعل ہدایت بنکر میرے لئے رہنمائی کا کام دیتی رہی۔ ورنہ اتنے بڑے کام میں ہاتھ ڈالنا خارجی کا بارہ نہیں۔ تاہم شکر ہے کہ پرمیشور کی کرپا سے اس وقت ناکامیابی کا منہ دیکھنا نہیں پڑا۔ بلکہ یہ طرز اس قدر مقبول عام ہوئی کہ دیگر کئی مصنفین نے بھی اپنی طبع آزمائی کی۔ اگرچہ انکے اس طرزِ عمل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جو اخلاقی جرم کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ تاہم انکی کوشش کو مبارک کوشش سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فتح ہے۔ کہ اہلِ قلم اصحاب نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ ؎

کیں راہ تو میروی بہ ترکستان است

بالآخر انہوں نے اپنی عنانِ قلم کا رُخ سیدھا کیا۔ مگر ابھی تک اس میں ٹیڑھا پن موجود ہے جسکو میں پبلک میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ میرا خیال ہے کہ میرے

خواب و خیال ہوگئے وہ دن شباب کے
اِک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

مہابھارت کے یدھ سے جو نقصانِ عظیم اس بدنصیب قوم کو ہوا۔ اُسکو آریہ جاتی کا بچہ بچہ اس وقت تک آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ اور قیامت تک یہ سیاپہ ختم ہونے والا نہیں۔ کیونکہ اس نقصان کی تلافی کسی بھی ممکن سے ممکن کوشش سے ہونی ناممکن نظر آتی ہے۔ یہ ایسا روگ لگا جس کی آج تک دوا ہی ایجاد نہیں ہوئی۔ فی زمانہ نسبتاً سدھار اور اُدھار کی فکر قوم کے بچّہ بچّہ کے دل میں سمائی ہوئی ہے۔ مختلف سوسائٹیاں اور سبھائیں اپنی اپنی طاقت اور سمجھ کے مطابق مختلف ذرائع ملک اور قوم کی ترقی کے استعمال کر رہی ہیں۔ مگر قسمت کچھ ایسا دھکا دے گئی کہ قدم پیچھے ہی پیچھے پڑتا چلا جاتا ہے۔ ہاں اس کوشش کا نتیجہ اتنا ضرور نکلا کہ اس عرصہ میں ہم کو رونا خاصہ آگیا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ آتا تو پہلے ہی تھا۔ مگر اب اس فن میں ذرا اور ترقی کر لی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ رونا بہت بُرا ہے۔ یہ نحوست کا پیش خیمہ ہے۔ یہ وحشی اور جاہل لوگوں کا طریقہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر کہیں کسی کے دم جھانسوں میں آ کر اسکو بھی مت کھو بیٹھنا۔ ورنہ بالکل ہی ٹھن ٹھن گوپال رہ جاؤگے۔ مجھے بھی دنیا کہتی ہے کہ تجھے گانا اچھا آگیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ بالکل غلط۔ گانا تو میں نے سیکھا ہی نہیں۔ آ کہاں سے جاتا۔ ہاں تھوڑا بہت رونا ضرور آگیا ہے۔ بھلا جنکی قسمت میں لکھا ہی رونا ہو۔ انکو گانا آ کیسے سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو مجھ کو گانے کی نسبت رونے میں کچھ لطف بھی زیادہ آتا ہے ؎

اوم

آریہ سنگیت مہابھارت

حصہ اوّل

پہلا نظارہ

پہلا سین

مہاراجہ دھرت راشٹر کی راج سبھا

نرتکاؤں کا گانا

ٹھاٹھ راجن مبارک شاہانہ

کیسا سما۔ آیا بنا۔ ہو مبارک۔ مرادوں کا پانا

ٹھاٹھ راجن ......

کوہ میں کوہسار میں۔ ملک و دیار میں۔ ڈنکا تیرا باجے شاہانہ

معاصرین اس رمز کو پا گئے ہونگے۔ اور آئندہ اس کجروی سے محتاط رہیں گے۔

مجھے زباندانی نہیں آتی۔ نہ انشار پردازی کا ماہر ہوں۔ نہ اُردو علم و ادب پر ہی عبور ہے۔ سچ پوچھو تو میں ان کمیوں میں سے کسی کو محسوس کبھی نہیں کرتا۔ کیونکہ مطلب صرف اظہار مطلب سے ہے۔ نہ فضول ہیر پھیر سے۔ اپنی منشا جتلانے میں کیا ہرج ہے۔ اگر اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں اپنے مدّعا کو ظاہر کردیا جائے جس سے نہ لکھنے والے کو دقّت ہو۔ نہ پڑھنے والوں کو ڈکشنری کی پڑتال کرنی پڑے۔ جو کچھ بھلا برا قلم سے نکل گیا غنیمت ہے۔ اگر ناظرین نے توجہ سے سُن لیا۔ تو میں سمجھوں گا کہ مجھ کو محنت کا صلہ مل گیا۔

آپ کا سیوک

جسونت سنگھ ورما

(ٹوہانوی)

دھرت راشٹر۔ تعجب ہے۔ حیرانی ہے کہ تو نے آج اپنے دل میں کیا ٹھانی ہے۔
گفتگو کا لب و لہجہ بھی بدل رہا ہے۔ ارے آج تیرے سر پر کیا سنیچر سوار ہے؟
دریودھن۔ میرے سر پر تو سنیچر آپ سوار ہو گیا۔ جب میری موجودگی میں
یدھشٹر راج کا حقدار ہو گیا۔
دھرت راشٹر۔ ہائے افسوس! اب معلوم ہوا کہ تیرے سینہ میں تو حسد
کی آگ جل رہی ہے۔ اسی لیے تیرے منہ سے بھی جلی کٹی بات نکل رہی
ہے۔ مجھے حیرانی ہے کہ تجھے یدھشٹر کی نسبت کیوں اس قدر بدگمانی ہے؟
سچ پوچھے تو راج کا حقدار تو وہی ہے۔ میرے پاس تو یہ سلطنت بطور
امانت کے رہی ہے۔
دریودھن۔ جی ہاں بالکل صحیح ہے ہنسو کی بات تو آپ نے اب کہی ہے۔ سُنا
کرتے تھے کہ ماں ڈائن بھی ہو جائے گی۔ تو اپنے بیٹوں کو تب بھی نہ کھائے گی۔ مگر
یہ ہمارے بزرگوار ہیں جو ہمیں ہی ڈکارنے کو تیار ہیں۔ یدھشٹر تو راج کا حقدار
ہے۔ اور ہم کسی کنجڑے کی اولاد ہوں۔
دھرت راشٹر۔ ارے سودائی تیری عقل تو چلی گئی تھی۔ مگر تمیز بھی بیچ کھائی۔
بھلا تو ہی بتا کہ میں اپنے بھائی کی اولاد کا کس طرح گلا کاٹ ڈالوں۔ اور
دنیا میں اپنی بدنامی کروا لوں۔
دریودھن۔ تو پھر مجھے اجازت دیجیے کہ میں زہر کھا لوں یا خنجر اپنے گلے پر چلا لوں
تاکہ اس بے حیائی کی زندگی سے نجات پا لوں۔
دھرت راشٹر۔ ارے ہٹیلے! آخر تو کیا چاہتا ہے۔ کچھ اپنا دلی منشا

اور جھنڈے فتح کے لہرانا
ٹھاٹھ راجن ....

اپنی عقل سے باہو کے بل سے سب کو لیا اپنا بنا
شادیانے خوشی کے بجانا
ٹھاٹھ راجن ....

ناٹک

دھرت راشٹر۔ پرماتما کا شکر ہے کہ میرے پانچوں بھتیجے ہر طرح سے لائق اور ہوشیار ہیں۔ اس لئے اب مناسب ہے کہ ان کی امانت ان کے سپرد کر کے اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔

دریودھن۔ اور مجھے بھی بتاؤ کہ زہر کھالوں یا رُوپوش ہو جاؤں۔

دھرت راشٹر۔ کیوں! کیوں! امیرے نونہال۔ بلند اقبال! تجھے کس بات کا خیال ہوا۔ جو تیری طبیعت پر اس قدر ملال ہوا؟

دریودھن۔ (سرد آہ بھر کر) کس کا رنج اور کیسا ملال۔ میں کسی کا لگتا ہی کیا ہوں جو رنج یا افسوس کروں ؎

کہے کیا خاک کوئی آپ کے منطق نرالے ہیں
مرے برباد کرنے کے یہ ڈھب اچھے نکالے ہیں
جنہیں سمجھے ہو انساں در اصل دو ناگ کالے ہیں
پلا کر دودھ تم نے آستیں میں سانپ پالے ہیں
ہوئی اتنی عمر یونہی جہاندیدہ کہلائے ہیں
ہوا معلوم تم نے دھوپ میں دھولے بنائے ہیں

ملک خدا تنگ نیست
پائے گدا لنگ نیست

دھرت راشٹر۔ دریودھن! ذرا اپنی زبان کو سنبھال اور ایسے کلمے منہ سے نہ نکال۔ پانڈو ہرگز اس ذلت کو گوارا نہ کریں گے۔ بھوکے مرجائیں گے۔ مگر تیرے دئے ہوئے ٹکڑوں پر گذارہ نہ کریں گے۔ سمجھ جا۔ ورنہ پچھتائے گا۔ اور ساری کھاتا آدھی سے بھی جائے گا۔

دریودھن۔ خیر اگر آپ کو ان کی زیادہ خاطر منظور ہے۔ تو برناوا کا کچھ علاقہ ان کو دے دیجئے۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں سے وداع کیجئے۔

دھرت راشٹر۔ (دل ہی دل میں) دریودھن کے دل میں پانڈوؤں کی طرف سے سخت کدورت ہے۔ اس حالت میں ان کا پاس پاس رہنا دونوں کے لئے سخت خطرناک صورت ہے۔ آگ اور بارود کا کیا میل۔ جہاں ذرا غفلت یا لاپرواہی ہوئی۔ اور اسی جگہ تباہی ہوئی۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ ان کا آپس میں میل جول ہونا سخت محال ہے۔ اب کیا بتاؤں۔ اور اس بھڑکتی ہوئی آگ کو کیونکر بجھاؤں۔

گنگ وزیر۔ راجن! آگ تو بجھی بجھائی ہے۔ نہ کچھ جھگڑا ہے نہ کچھ لڑائی ہے۔ آپ پانڈوؤں کو برناوا بھیج دیجئے۔ بس اس میں طرفین کی بھلائی ہے۔

دھرت راشٹر۔ مگر دنیا کیا کہے گی؟

گنگ۔ مہاراج! دنیا نے کیا کہنا ہے۔ اور اس دویش کی اگنی نے سدا اسی طرح تو نہیں سلگتے رہنا ہے۔ آخر بھائی بھائی ہیں جس دن خون جوش

بھی تبلاتا ہے۔

دریودھن۔ بس ایک خنجر تاکہ اپنی آنتوں کا یہیں ڈھیر کردوں اور اندھی آنکھوں میں اور بھی اندھیر کردوں۔

دھرت راشٹر۔ بیٹا! تو اطمینان رکھ۔ میں ایسا انتظام کردوں گا کہ دونوں کا حق ایک سمان رہے۔ انہیں گلہ رہے نہ تمہیں نقصان رہے۔

دریودھن۔ وہ کس طرح! ذرا مجھے بھی تو بتایئے؟

دھرت راشٹر۔ بس یہی کہ سلطنت کو دو برابر حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ کوئی اپنی آدھی کھائے۔ کوئی ساری کھائے۔

دریودھن۔ واہ واہ! آپ کا فیصلہ بھی بہت اعلیٰ اور سب سے نرالا ہے۔ سلطنت کی تقسیم کا نیا طریقہ یہ آپ نے ہی نکالا ہے۔ تمام عمر راج کیا۔ مگر آج تک اتنا بھی پتہ نہیں کہ سلطنت بھی تقسیم ہوا کرتی ہے یا نہیں۔ اگر سلطنتوں میں تقسیم در تقسیم کا سلسلہ جاری رہتا۔ تو آج آپ کو دنیا میں راجہ کون کہتا تقسیم ہوتے ہوتے آج تک یہ حالت ہو جاتی کہ آپ کے حصہ میں بمشکل دو چار بیگھہ زمین آتی۔

دھرت راشٹر۔ تو تو یوں کیوں نہیں کہتا کہ پانڈوں کا اس سلطنت میں کچھ بھی حق نہیں۔

دریودھن۔ بیشک۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو کھانا کپڑا ہم سے لیتے رہیں۔ اور جو خدمت ہم ان کے سپرد کریں۔ اسکو انجام دیتے رہیں۔ ورنہ ـــ

بھوت بڑی بھوتی ہے گھر میں ہو رہا چرچا یہی نگر میں

ہونی ناچ نچاوت ہے

کیسے بھجیوں ....

چنتا ہو رہی من کو بھاری بھس میں آ گر پڑی چنگاری

پل پل بڑھتی جاوت ہے

کیسے بھجیوں ....

ناٹک

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

افسوس! تمام عمر عیش و آرام اور ہنسی خوشی سے گذار کر آخیر عمر میں سفید و

کو سیاہی لگ کر ہی رہی۔ کمبخت دریودھن کو جو نہ کہنی تھی۔ وہ کہی۔ مگر اس کو

ایسی ضد چڑھی کہ چکنے گھڑے پر ایک بوند نہ پڑی۔ اس میں تو اب کچھ شک

و شبہ ہی نہیں کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ اور دلوں

میں جو کدورت بیٹھ گئی ہے۔ وہ ہرگز نہیں جا سکتی۔ یدھشٹر کو سمجھاؤں

کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے چاروں بھائیوں سمیت برناوا میں سکونت

اختیار کرے۔ اُمید تو نہیں کہ وہ میرے کہنے سے انکار کرے۔ (چوبدار سے) ذرا جاؤ

یدھشٹر کو چاروں بھائیوں سمیت یہاں بُلا لا۔

(چوبدار کا جانا اور تھوڑی دیر کے بعد یدھشٹر وغیرہ کا آنا)

ہیں آئے گا۔ دریودھن انہیں خود ہی منا کر لائے گا۔ گویا لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی۔ اور سانپ بھی مر جائے گا۔

دھرت راشٹر۔ دریودھن تم جا کر آرام کرو۔ میں یدھشٹر کو بلا کر سمجھاؤں گا۔ اور جس طرح ہوگا۔ تیری اس ایرشا کی آگ کو بجھاؤں گا۔

(دریودھن کا مسکراتے ہوئے چلے جانا)

دوسرا سین

دھرت راشٹر اور یدھشٹر

دھرت راشٹر کا گانا راگنی کونسیہ تین تال،

کیسے بھیجوں انہیں برناوت کو مجھے کہتے لجا آوت ہے
کیا اُن پہ اپرادھ لگاؤں کیسے انہیں یہاں بلواؤں
اپنا ہی من گھبراوت ہے
کیسے بھیجوں......
نہ سوجھت اب کوئی ٹھکانہ کُل دنیا یہ دے گی طعنہ
اندھا اندھیر مچاوت ہے
کیسے بھیجوں......

نہیں تو میں تجویز ایسی کروں گا کہ دونوں میں تقسیم ہو بادشاہی
بڑھاپے میں آکر......

ناٹک

بڈیا! میں نے جس مطلب کیلئے تم کو یہاں بلایا ہے۔ اگرچہ اس کو بتلانے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر کیا کروں اگر خاموش رہوں۔ تو سارے خاندان کی عزت جاتی ہے۔ سچ پوچھو تو کل سے روٹی بھی نہیں بھاتی ہے۔

یدھشٹر۔ چچاجی! مجھے سخت حیرانی ہے۔ کیا ہماری موجودگی میں آپ کو اس قدر پریشانی ہے۔ کیا ہماری نسبت کوئی شکایت گوشگذار ہوئی۔ جو آپ کی طبیعت اس قدر بے قرار ہوئی؟

دھرت راشٹر۔ میرے فرزند! سعادت مند! پرمیشور تمہاری عمر دراز کرے دنیا میں کس کی طاقت ہے۔ جو تمہاری سعادتمندی پر اعتراض کرے۔ مگر نالائق دریودھن کا نہ معلوم تمہاری طرف سے کیوں من میلا ہے۔ کہ اس کے رگ و ریشہ میں حسد اور بغض کا زہر پھیلا ہے۔ میرے لئے دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری موجودگی میں تمہارا آپس میں کچھ تکرار ہو۔ یا ایک دوسرے سے تیر و تلوار ہو۔ ہاں میرے مرنے کے بعد تم مختار ہو۔ کیا میں جو کچھ بھی رائے دوں تم اس کو ماننے کے لئے تیار ہو؟

یدھشٹر۔ کبھی ممکن ہے کہ آپ کا حکم ہو اور ہماری طرف سے انکار ہو؟ ہماری سعادتمندی اسی میں ہے کہ ہمارا سر آپ کے چرنوں میں نثار ہو۔ نیز ہم نے

یدھشٹر۔ (دھرت راشٹر کے چرن چھو کر) سیوک حاضر ہے۔ فرمائیے کیا حکم ہے؟

دھرت راشٹر۔ بیٹیا! میں تم پانچوں بھائیوں کی سعادتمندی پر جس قدر ناز کروں کم ہے۔ مگر اپنی اولاد کی طرف سے سخت ناک میں دم ہے۔ جس کا مجھے بڑا بھاری غم ہے۔

یدھشٹر۔ ہیں! ہیں!! آج آپ کو کس بات کا خیال ہوا۔ جو دشمنوں کی طبیعت پر اس قدر ملال ہوا؟

دھرت راشٹر کا گانا (مالکونس)

بڑھاپے میں آ کر یہ ذلت اُٹھائی سفیدوں کو ناحق لگائی سیاہی

چنگاری پڑی پھوٹ کی آن گھر میں اُٹھی بھائی بھائیوں کے دل میں بُرائی

نہ جائے گی اب یہ دلوں سے کدورت یہ لکشن بُرے دے رہے دکھائی

بڑھاپے میں ....

ہے منشا میری کچھ دنوں کے لئے تم یہاں سے چلے جاؤ پانچوں ہی بھائی

اگر میرا کہنا نہ مانو گے بیٹا رہو گے اکٹھے تو ہو گی لڑائی

بڑھاپے میں ....

اندیشہ ہے مجھ کو یہ دویش کی آگ کر دے نہ سارے ہی کل کی تباہی

سمجھ سوچ کر اے یدھشٹر تم ایسا کرو کام جس میں ہو کل کی بھلائی

بڑھاپے میں ....

ہے اُمید اول تو تھوڑے دنوں میں خود ہو جائے گی دو دلوں میں صفائی

دوسرا نظارہ

پہلا سین

دھوکے کی ٹٹی

(پانچوں پانڈو قصبہ برناوہ میں دریودھن کے بنوائے ہوئے مکان میں جلوہ افروز ہیں۔ اور مکان کی ساخت پر چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں)

ارجن۔ یہ مکان دریودھن نے کس اہتمام سے بنوایا ہے؟

یدھشٹر۔ یہ پوردھن نے اپنی قابلیت کا نمونہ دکھلایا ہے۔

بھیم۔ مصالحہ بھی نہایت نفیس لگایا ہے۔

نکل۔ اور سامان آرائش سے کیا کم سجایا ہے؟

سہدیو۔ دیکھو کیسی چکنی مٹی ہے؟

یدھشٹر۔ تمہارے نزدیک یہ مٹی ہے۔ مگر دراصل دھوکے کی ٹٹی ہے۔

سہدیو۔ یہ آپ نے کیا فرمایا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ آپ نے اس کو دھوکے کی ٹٹی کیسے فرمایا؟

پتا کا دیکھا ہی کیا ہے۔ ہمارے تو آپ ہی والد بزرگوار ہو۔
دھرت راشٹر۔ گلے لگا کر بیٹا! اس شخص کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جس کی اولاد تمہارے جیسی ہونہار ہو۔ سچ پوچھو۔ تو میرے گھر کا سنگار ہو۔
یدھشٹر۔ (ہاتھ جوڑ کر) آخر ہمارے لئے کیا حکم ہے ؟
دھرت راشٹر۔ بیٹا! میں مصلحت وقت کی وجہ سے تم کو یہ رائے دیتا ہوں کہ تم پانچوں بھرا تا معہ اپنی ماتا کے چند روز کیلئے برناوہ میں سکونت اختیار کرو۔ اور میرے کہنے پر اعتبار کرو۔ میں بہت جلد ہی تمہیں واپس بلاؤں گا۔ اور جو کچھ تمہارا حق ہوگا۔ تم کو دلاؤں گا۔
یدھشٹر۔ آپ کی آگیا کا پالن کرنا ہمارا فرض ہے۔ باقی حق حقوق کے جھمیلوں سے ہمیں کیا غرض ہے۔ ہم اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اور شام کی روٹی برناوہ میں جا کر ہی کھائیں گے۔
دھرت راشٹر۔ اچھا بیٹا! اس جدائی کا کچھ خیال نہ کرنا۔ اور طبیعت پر کسی قسم کا ملال نہ کرنا۔
ودر جی۔ (چپکے سے یدھشٹر کے کان میں) برناوہ میں جو مکان دریودھن نے تمہاری رہائش کے لئے بنوایا ہے۔ اس میں خاص قسم کا مصالحہ لگایا ہے۔ اس لئے ذرا ہوشیاری سے رہنا۔ مگر یہ راز کسی دوسرے سے نہ کہنا۔



کے چراغ کیسے جلیں گے؟

ایک بھکارن۔ بابا! پرمیشور تمہارا بھلا کرے۔ ہمارے پیٹ کے تنور (تندور) کے لئے بھی کچھ ایندھن مل جائے۔

یدھشٹر۔ مائی تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئی ہو؟

بھکارن۔ لاوارث۔ یتیم۔ اناتھ۔ بیکس ستم رسیدہ مظلوم! اور فلک کی ستائی۔

یدھشٹر۔ آخر تمہارا کیا سوال ہے؟

بھکارن۔ بچہ! جب سے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ مارے بھوک کے ہمارا یہ حال ہو گیا۔ سچ پوچھو تو جینا وبال ہو گیا۔ اپنے دن تو جیسے کیسے کاٹ لیتی مگر (پانچوں بچوں کو آگے کر کے) ان بچوں کی پرورش کرنا محال ہو گیا۔

پانچوں بچوں کا گانا

(طرز۔ دئے دکھ یہ فلک نے سارے)

ہم دین اناتھ بچارے۔ روئے آکر تمہرے دوارے

ہائے پتا کا اٹھ گیا سایہ کوئی رہا نہ چاچا تایا جی

دن کاٹیں کس کے سہارے

روئے آکر۔۔۔۔۔۔۔

گردش میں ہوا زمانہ نا سوجھے کوئی ٹھکانا جی

پھرتے ہیں در در مارے

روئے آکر۔۔۔۔۔۔۔

یدھشٹر۔ جب وقت آئے گا۔ تمہیں سب معلوم ہو جائے گا۔
بھیم۔ آپ آدھی بات منہ سے نکال دیتے ہیں۔ اور سب کو بحر تفکر میں ڈال دیتے ہیں۔ یا تو پوری بات کہا کریں۔ ورنہ اس کہنے سے چپکے ہی رہا کریں۔
یدھشٹر۔ (چپکے سے) یہ مکان دریودھن نے لاکھ سے بنوایا ہے۔
نکل۔ نہیں! نہیں!! یہ آپ نے غلط اندازہ لگایا ہے۔ میرے خیال میں تو کئی لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔
یدھشٹر۔ واہ وا۔ تمہاری عقل بھی کمال ہے۔ یہاں کوئی لاکھ روپے کا سوال ہے؟ بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ یہ مکان ایک دھوکہ کا جال ہے۔ ہمیں نیست و نابود کرنے کی چال ہے۔ اور اس کی ساخت میں جس قدر مصالحہ کا استعمال ہے۔ اس میں تیل ہے۔ لاکھ ہے۔ اور رال ہے جس کا دھوپ میں بھی بھبک جانے کا احتمال ہے۔
کنتی۔ تو یہاں ٹھہرنے میں تو سراسر تباہی ہے۔
یدھشٹر۔ نہیں۔ ہمارا بھی پرمیشور سہائی ہے جس نے اتنی بات سوجھائی ہے۔ اس نے بچ نکلنے کی ترکیب بھی بتائی ہے۔
بھیم۔ ترکیب سوچنا تو یہ امر مجبوری ہے۔ ہم کسی کے باوا کے قیدی تو نہیں جو اس مکان میں ٹھہرنا ضروری ہے۔
یدھشٹر۔ تم نہ تو کسی قسم کا فکر کرو۔ اور نہ اس بات کا اب ذکر کرو۔ بیشک نہ تو ہمارے لئے کوئی مجبوری ہے۔ اور نہ ہی ہمارا اس مکان میں ٹھہرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر ہم اس وقت یہاں سے نکل چلیں گے۔ تو دریودھن کے گھی

دوسرا سین

لاکھ کے محل کی آتشزدگی

(پانچوں پانڈو مع رانی کنتی لاکھ کے محل میں بیٹھے ہوئے ہیں)

یدھشٹر

گانا (بطرز قوالی)

نہیں معلوم دریودھن میرے سے بدگماں کیوں ہے
چچا بھی بے وجہ ہم پر ہُوا نامہرباں کیوں ہے
ہمیں برباد کرنے کو وہ کیا کیا چالیں چلتا ہے
ہمارا وہ مٹانا چاہتا نام و نشاں کیوں ہے
زہر دے کر دغے سے بھیم کو مروا دیا ہوتا!
وہ اپنے ہاتھ سے اپنی کچلتا ہڈیاں کیوں ہے
وہ اپنی حسب خواہش کل زمیں کا ہو گیا مالک
تعجب ہے کہ پر سر پر اٹھایا آسماں کیوں ہے
چچا کو بھی نے آیا ہاتھ پر اپنی چالاکی ـــــ

کہیں کس کو حال سُنا کے — ہوئے رخصت ساتھ پتا کے جی
سب عیش و آرام ہمارے
روئے آکر.........

سب لاج اور شرم اُتاری — بنے در در کے بھکاری جی
مانگن کو ہاتھ پسارے
روئے آکر.........

ہائے بھاگ ہمارے پھوٹے — سب دُنیا کے سُکھ چھوٹے جی
پتا جی جب سے سورگ سدھارے
روئے آکر.........

ناٹک

یدھشٹر۔ (آبدیدہ ہوکر) مائی! ان بچوں کو روکو۔ کہ اس قسم کا ورلاپ نہ کریں۔

بھکارن۔ (بچوں کو گود میں لیکر) بیٹا! صبر کرو۔ رونے دھونے سے مصیبت نہ ٹلے گی۔ جہاں تم جاؤ گے۔ یہ کمبخت تو تمہارے ساتھ چلے گی۔

یدھشٹر۔ مائی! تم آرام کرو۔ (سہدیو سے) سہدیو! تم ابھی ان کے لئے بھوجن کا انتظام کرو۔



بھیم۔ وہ یہ کہ پوروچن اس وقت ایسا غافل ہو رہا ہے۔ گویا گھوڑے بیچ کر سو رہا ہے۔ بس اس مکان کو بتی دکھاؤ۔ اور سُرنگ کے راستے یہاں سے رفوچکر ہو جاؤ۔ یہ بدذات یہیں جل کر مر جائے گا۔ اور اپنے کھودے ہوئے کنوئیں میں آپ ہی پڑ جائے گا۔

ارجن۔ تجویز تو بڑی معقول ہے۔ بس دکھاؤ بتی۔ اب دیر کرنی فضول ہے۔

یدھشٹر۔ بھائی یہ تمہاری بھول ہے۔ پوروچن کے ساتھ یہ سلوک کرنا دھرم کے پرتیکول ہے۔

بھیم۔ اور اس نے جو کچھ کیا وہ دھرم کے انوکول ہے۔

یدھشٹر۔ اس بچارے کا کیا قصور ہے۔ یہ تو دو پیسے کا مزدور ہے۔ اور اپنے مالک کے حکم سے مجبور ہے۔

بھیم۔ (جھنجھلا کر) دھرم اور ادھرم تو آپ کا تکیہ کلام ہے۔ دریودھن تو اس کا مالک ہے۔ اور یدھشٹر اس کا غلام ہے؟ جیسا یہ نمک حرام ہے ویسا ہی اس کی زندگی کا انجام ہے۔

ارجن۔ (بھیم سے) ان کی "اگر مگر"، تو اسی طرح رہے گی۔ تم بتی جلاؤ۔ اب دیر کرنے کا کیا کام ہے۔

یدھشٹر۔ مجھے تو تمہاری باتیں سخت ناپسند ہیں۔

بھیم۔ ہاں ہم جل کر مر جائیں۔ تو آپ رضامند ہیں۔

{ بھیم کا مکان کو بتی دکھانا۔ آگ کا آناً فاناً بھڑک جانا۔ پانچوں پانڈوں کا سُرنگ کی راہ سے نکل جانا۔ اور محل سے چیخ و پکار کی آواز آنا }

نہ جانے اس کا سینہ اس قدر آتش فشاں کیوں ہے۔
ہماری چشم پوشی کا نتیجہ برعکس نکلا!
نہیں معلوم اس کو کہ یدھشٹر بے زباں کیوں ہے

ناٹک

اس مکان کا چپّہ چپّہ زبانِ حال سے دریودھن کی انتہائی نیچت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور وہ بڑی بے صبری سے ہماری موت کی خوشخبری سُننے کا انتظار کر رہا ہے۔ مگر اس کو معلوم نہیں کہ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام بھارت ورش کے لئے تباہی اور بربادی کے سامان تیار کر رہا ہے۔

کنتی۔ ان باتوں کو چولھے میں ڈالو۔ اگر میری مانتے ہو۔ تو فوراً اس مکان سے اپنے آپ کو نکالو۔ انسان کہاں تک ہوشیار اور چوکنا رہ سکتا ہے۔ اور اس کی نسبت کوئی کیا کہہ سکتا ہے کہ کس وقت تم غافل ہو جاؤ۔ اور بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ جس وقت چاروں طرف آگ ہی آگ جلے گی۔ اس وقت تمہاری کوئی تدبیر نہ چلے گی۔ آگ اور دشمن کو حقیر سمجھنا بیوقوفی کی علامت ہے۔

بھیم۔ میری سمجھ میں ایک تجویز آئی ہے۔ جس سے دریودھن بغلیں بھی بجائے۔ اور ہم پر بھی آنچ نہ آئے۔

یدھشٹر۔ وہ کیا؟

کم ان کا نتیشٹی سنسکار تو کر ڈالیں ۔

تمام آدمی ۔ (چتہ جلی ہوئی لاشیں نکال کر) ہائے ہائے! ان کی شکلیں کیسی بھیانک اور بہت ناک ہو گئیں ۔ اور روئے زمین کے دعویدار ہستیاں آن کی آن میں جلکر خاک ہو گئیں ۔ (ایک لاش کی طرف اشارہ کرکے) جس کی ہمہ کورونے اور بلانے کی آواز سنتی کتی ۔ وہ یہی بدنصیب کنتی کھی ۔ ظالم دریودھن ! تو چند روزہ زندگی پر کیوں اتنے پاپڑ بیل رہا ہے ۔ آخر تیرے سر پر بھی کال کھیل رہا ہے ؎

کسی کے گھر کو اجاڑ دیگا تو اس کا خانہ خراب ہوگا
بدی کے رستے چلے گا جوں جوں تو پاپ ہی ہم رکاب ہوگا
جیسے جیسے عمل کسی کے ہیں ویسا ویسا حساب ہوگا
ثواب دیگا ثواب ہوگا ۔ عذاب دیگا عذاب ہوگا
جہاں میں نیکی بدی کا ہی ایک تذکرہ گو بگو رہے گا
نہ یہ رہے گا نہ وہ رہے گا ۔ نہ میں رہوں گا نہ تو رہے گا

تیسرا سین

جنگل

بھیم ۔ دریودھن تو آج خوب بغلیں بجاتا ہوگا ۔ اور ہماری موت کے

ایک دردناک آواز۔ ہائے ہائے!! میرے بچوں کی بیکسی کی زندگی بھی زمانے کو نہ بھائی۔ لوگو دوڑو۔ دوڑو۔ دُوہائی۔ دُوہائی۔

اہل شہر (حیران ہوکر) اے دریودھن انیائی تیری چالاکی اب سمجھ میں آئی۔

ایک شخص۔ ہائے ہائے! ظالم کا کیسا خون سفید ہو گیا۔

دوسرا۔ کچھ بھی ہو۔ بیچارے پانڈووُں کا نام ونشان نابود ہو گیا۔

تیسرا۔ آگ کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا بجلی کڑکتی ہے۔

چوتھا۔ تعجب تو یہ ہے کہ جوں جوں اس پر پانی ڈالتے ہیں۔ تیوں تیوں آگ زیادہ بھڑکتی ہے۔

پانچواں۔ اس مکان کی ساخت میں جس قدر مصالحہ ہے۔ اس میں آتش گیر مادہ کثرت سے ڈالا ہے۔

چھٹا۔ ہر ایک دیکھنے والا تو یہی کہتا تھا کہ کیسی عمدہ اور بے نظیر عمارت ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اس کی ایک ایک اینٹ میں دریودھن کی خفیہ شرارت ہے۔

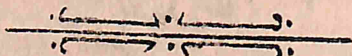
ساتواں۔ افسوس! یہ بھی ہونا تھا کہ راجہ پانڈو کی اولاد ایسی بُری موت مرے مگر جب بھائی ہی بھائیوں کے خون کا پیاسا ہو تو کوئی کیا کرے۔

آٹھواں۔ ہائے ہائے اندھیر ہو گیا۔ کہ پانچوں بھائیوں کا ایک آن کی آن میں راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

نواں۔ اب تو آگ بھی بہت مدھم ہو گئی۔ اور اس کی تیزی بھی کسی قدر کم ہو گئی چلو چل کر دیکھیں بھالیں۔ اور ان کے مُردہ جسموں کو اگر ہوں تو نکالیں۔ کم از

سے بے فکر رہیں گے۔ تو ہماری سخت بھول ہے۔ اور اس کی کسی بات کا اعتبار کرنا بالکل فضول ہے۔

(پانچوں بھائیوں کا برہمنوں کا بھیس بدل کر وہاں سے چلی دینا)



تیسرا نظارہ

پہلا سین

شہر کنبیلا

دروپدی کا سوئمبر

[ملک ملک کے راجکمار بڑی آن بان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ میدان کے عین وسط میں ایک بہت اونچے ستون پر ایک مصنوعی مچھلی لگی ہوئی ہے۔ اور اس کے نیچے ایک چکر بڑی تیزی سے گردش کر رہا ہے۔ نیچے ایک بھٹی پر تیل کی کڑاہی ابل رہی ہے۔ جس میں اس مچھلی کا عکس پڑ رہا ہے۔]

جشن مناتا ہوگا۔

ارجن۔ بغلیں بجانے کی اچھی کہی۔ یوں کہو کہ اب تو اس کی خوشی کی انتہا ہی نہیں رہی۔

کنتی۔ (حیرانی سے) اور تو ہوا جو ہوا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ وہ بھکارنی جو اپنے پانچوں بچوں سمیت آئی تھی۔ بھوجن پا کر چلی گئی تھی یا اُسی مکان میں رہی تھی؟

ارجن۔ اوہو! بڑا غضب ہوا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ بھوجن پا کر وہیں سو گئے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو وہ معصوم آگ کی بھینٹ ہو گئے۔

یدھشٹر۔ (ماتھے پر ہاتھ مار کر) بھیم! تمہاری کوتاہ اندیشی اور جلد بازی نے ان بےچارے بے گناہ معصوموں کی جان لی۔ اور باوجود میرے اصرار کرنے کے سب نے تمہاری بات مان لی۔ اگر ذرا تحمل کرتے۔ تو وہ بیچارے ناکردہ گناہ تو جل کر نہ مرتے۔

بھیم۔ واقعی مجھ سے بڑا اپرادھ ہوا۔ اور میری بے وقوفی سے ان کا خانہ برباد ہوا مگر یہ کس کو خیال تھا کہ وہ بھوجن پا کر وہیں سو جائیں گے۔ اور بیچارے بے گناہ یوں جل کر خاک ہو جائیں گے۔

کنتی۔ بے شک ہوا تو بڑا انرتھ ہے۔ مگر جو بات ہو چکی۔ اب اس کا افسوس ویرتھ ہے۔ اب تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم احتیاطاً اپنا کوئی بھیس بنا لو۔ اور جس طرف کو جانا ہو۔ اس طرف کی راہ لو۔ آخر ہونی ہے وہ ہو کر ٹلتی ہے۔ تاہم دریودھن کی طرف سے بے فکر ہو جانا سخت غلطی ہے۔

ارجن۔ بیشک آپ کی تجویز بہت معقول ہے۔ اگر ہم اب بھی اس کی طرف

شکنی

نام میرا اگر ہے شکنی تو اس میں مطلق بھی شک نہیں ہے
کہ میں ہی جیتوں گا اس سوئمبر کو اور کا کوئی حق نہیں ہے
ہاتھ پھیری کا کام ہے یہ سو اس میں مجھ کو اٹک نہیں ہے
دکھاؤں اپنی نہ دست گردی کیا اس میں میری ہتک نہیں ہے
وہ صفائی دکھاؤں اپنی کہ سب کی آنکھوں میں دھول ڈالوں
سبھی ہیں دیکھتے یہ بھوندو دروپدی کو میں بیاہ لوں

(تیر و کمان اٹھا کر) اسے وہ مارا

تمام حاضرین۔ خالی۔ خالی۔ بالکل خالی

جراسندھ

اگر جراسندھ یاں نہ آتا تو چھتری جن کی تھی صفائی
ارے غضب ہے کہ تم سبھوں سے نہ یہ کمان اٹھ سکی اٹھائی
جاؤ گے کون سا منہ لیکر شرم و حیا سب ہی بیچ کھائی
حیف ہے تم کو ڈوب مرنے کے واسطے بھی جگہ نہ پائی
دیکھئے اب کہ وہ ہی مچھلی جو آسمان پر اڑا رہی ہے
گیت میری بہادری کے پڑی زمیں پہ وہ گا رہی ہے

(شست باندھ کر) وہ دیکھئے ہو گیا آنکھ کے پار!

راجہ دروپد۔ اپنے بھاٹ سے سوئمبر کی شرط[۱] تمام حاضرین کو آواز بلند سنا دو۔

شاہی بھاٹ

کبت

دیش دیش کے نریش کیا سبھا میں پرویش۔ راجہ دروپد کا سندیش سکل سبھا کو سنایو ہے
مچھلی اور ستمبھ دیکھ تیل ہیں پرتی بمبھ کیجے۔ کاریہ آرمبھ کیوں بلمبھ اب لگایو ہے
تیل ہیں عکس دیکھ کر چکر کے سوراخ ہیں سے۔ تیر مار مین کو زمین پر گرایو ہے
جو یہ شرط پوری کرے کرشنا کا پتی بنے۔ اس لئے مہاراج نے سوئمبر رچایو ہے

ناٹک

السبتھت گن۔ اس بھاری ستون پر مچھلی کا آکار نظر آ رہا ہے۔ اور جس کے نیچے ایک پہیہ بڑی تیزی سے چکر لگا رہا ہے۔ اس تیل کی ابلتی ہوئی کڑاہی میں مچھلی کا عکس دیکھ کر جس کا ایک ہی تیر مچھلی کی آنکھ کے پار ہوگا۔ وہی راجکماری کرشنا کا پتی کہلانے کا حق دار ہوگا۔ جس کو اپنی بھجا بل اور دھنش ودیا پر بھروسہ ہو وہ میدان میں آئے اور اپنی قسمت آزمائے۔

---

۱ عکس ۲ شروع ۳ دیر ۴ مچھلی

۵ دروپدی کا اصلی نام کرشنا تھا۔ مگر رواج زمانہ کے مطابق راجہ دروپد کی پتری ہونے کی وجہ سے دروپدی کے نام سے مشہور ہوئی۔

اپنی قسمت بھی آزما لے تو دیکھتا کیا ہے کہ شتابی
یہ دیکھو اے حاضرین جلسہ میں تیر چٹکی سے چھوڑتا ہوں
خیال رکھنا کہ کس صفائی سے آنکھ مچھلی کی پھوڑتا ہوں

تمام حاضرین۔ بھئی واہ! نشانچی ہو تو تمہارے جیسا۔ اگر نشانہ پورب ہے۔ تو تیر جاتا ہے پچھم کو۔ اجی جناب! پہلے کسی سنگ تراش کو بلوا کر آنکھوں کے ناخون اُتروائیے۔

کرن

بات کیا ہے کہ سر بہ ناحق زمین اور آسماں اُٹھایا
دہل جائے گی پرتھوی بھی کہ میں نے جس دم کماں اُٹھایا
جھکائی میں نے کھڑک جدھر کو مکیں اٹھایا مکاں اُٹھایا
صفحۂ ہستی سے آن واحد میں خود سروں کا نشاں اُٹھایا
تیر ماروں اگر زمیں پر تو آسماں پر اُسے چڑھا دوں
جو آسماں پر نگاہ قہر ہو تو پرچے گرا سے اُڑا دوں

(کمان اٹھا کر) معلوم ہوتا ہے کہ پرماتما نے اس سوئمبر کی فتح کا سہرا کرن کے نام ہی لکھا ہے۔ اب دیکھیئے کہ کس طرح ایک ہی تیر سے.........

دروپدی۔ (قطع کلام ہو کر) ہیں! ہیں!! یہ کیا؟ ایک پرستار زادہ، اور اس کی یہ حماقت؟ اوّل تو تیر کا کامیاب ہونا ہی سخت مشکل ہے۔ بفرض محال اگر شرط سوئمبر پوری بھی کر دے۔ تو دروپدی تیرے جیسے عدم پتہ

تمام حاضرین۔ (قہقہہ لگاکر) واہ واہ! کیا کہنے ہیں۔ کس کی آنکھ کے پار ہوگیا۔ مچھلی کی یا تمہاری؟ اجی حضرت دیکھنا کہیں آنکھ ہی نہ پھوڑوا بیٹھیے۔

ششپال

زور اپنا لگا یا سب نے مگر شرمسار ہو کے بیٹھے
سُست بازو ہوئے سبھی کے سبھا میں لاچار ہو کے بیٹھے
شرم کے مارے جھکائے گردن وہ مثل دیوار ہو کے بیٹھے
سانس پھولا ہے دم چڑھا ہے یہ گویا مُردار ہو کے بیٹھے
نام دھاری بہادروں کی تو آج ترکی تمام ہوگی
فتح سوئمبر کی اب یقین ہے کہ بس ہمارے ہی نام ہوگی

(خم ٹھونک کر) اگر ایک ہی تیر سے مچھلی، چکر، اور ستون تینوں کو نہ اُڑا دوں۔ تو ششپال نام نہیں۔ (نشانہ لگاکر) وہ دیکھیے صاحب لگا عین ٹھکانے پر۔

تمام حاضرین۔ آیئے آیئے! بیٹھ جایئے۔ اگر پیاس لگی ہے۔ تو شربت کا گلاس منگوائیں۔

دریودھن

زور اپنا لگا چکے سب ہوئی ہے سب کو ہی اضطرابی
دروپدی گر رہی کنواری تو ہوگی پھر تو بڑی خرابی
تری تقدیر میں ہی شاید لکھی ہو قدرت نے کامیابی

ایک براہمن

نہیں مجھے کچھ گیان نہیں اے راجن کہ ہوں کوئی شستر دھاری
بان چلان کا بودھ نہیں ہوں دھنش اٹھان میں نپٹ اناڑی
ابلاشا نہیں شادی کی ہے دروپدی بیاہی یا ہے کنواری
ان راجاؤں کی دُربلتا پر ہم سے جائے نہیں سہاری
گورو سے جو کچھ سیکھا ہے اس ودّیا کا پرکاش دکھاؤں
پرمیشور کی کرپا سے اس مین کو چھید زمین گراؤں

تمام برہمن۔ اے مورکھ! یہ کیا نادانی کرتا ہے۔ اور برتھا تمام برہمنوں کی ہانی کرتا ہے۔ اپنی طرف دیکھ۔ اور اپنی اوقات کی طرف دیکھ اور نہیں تو کم از کم اس برہمن ذات کی طرف دیکھ ؎

سب راجے زور لگا بیٹھے تو کیا نادانی کرتا ہے
تو اپنی مورکھتائی سے کل کل کی ہانی کرتا ہے
یہ سادھارن سا کام نہیں جو تجھے سہل سا ہو جائے
کیوں زرق مارتا ہے سب کا اپنی من مانی کرتا ہے

وہی برہمن

میرے نزدیک دانائی ہے تم جسے نادانی سمجھے ہو
میں مانی سمجھتا ہوں اسے تم جسے ہانی سمجھے ہو

انسان کے ساتھ ہرگز ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔ بہتر ہے کہ کمان کو ہاتھ سے رکھ دے۔

کرن۔ (غضبناک ہوکر) بدلہ! بدلہ!! اے غرور اور تکبر کی پتلی بدلہ!!! اگر اس اپمان کا بدلہ تیرے شریر کے ایک ایک روم سے نہ کر نہ چھوڑوں۔ تو کرن کے نام پر لعنت۔ ان مو نچھوں پر دھکار ہے

تیری نوک زبان نے رُخ زمین آسمان کا بدلا
مجھے لعنت نہ لوں تجھ سے جو اس اپمان کا بدلا

درشٹھ دیومن

کشتری کل کا جہاں سے نام مٹ جانے کو ہے
کیرتی جانے کو ہے اب کیرتی آنے کو ہے
آن قومی مٹ چکی گیدڑ ہوئے جو شیر تھے
ہندوانیں اب انہیں منہ موت دکھلانے کو ہے

ناٹک

معلوم ہو گیا کہ کشتری ونش اب دُنیا سے مٹ چکا۔ دکھاوے کا نام اور صفت کی شیخی کو دھو دھو کر پیا کریں۔ خیال رہے۔ کہ یہ سوئمبر ہے۔ نہ کہ نمائشی اڈمبر ہے۔ جس کی بھجاؤں میں بل ہوگا اسی کا اول نمبر ہے۔

(تمام برہمنوں کا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانا)

ایک برہمن۔ ماری گئی جیوکا۔
دوسرا۔ جاتی رہی روزی۔
تیسرا۔ کھویا گیا روزگار۔
چوتھا۔ مل گئے دھکے۔
پانچواں۔ ہو گئی کرکری۔
چھٹا۔ چلی گئی عزت۔
ساتواں۔ دل میں آتی ہے کہ اس دُشٹ کی مارے گھونسوں کے ساری اینٹھ نکال دوں۔ یا توڑ مروڑ کر اس اُبلتی ہوئی کڑاہی میں ڈال دوں۔ ہات تیرا بیڑا غرق۔ ڈال دیا تو نے ہماری روزی میں فرق؟

وہی برہمن

محض ابھیمان جاتی کا کہ جو نادان کرتے ہیں
سمجھو واستو میں قوم کا نقصان کرتے ہیں
وہ مشہور ہے کہ خود جو اپنا مان کرتے ہیں
مثل اٹھتا ہے انکی ہی مدد بھگوان کرتے ہیں
جو خود تکبر سے نہیں کہتا نہ کچھ ابھیمان کرتا ہوں
ہاں اپنی قوتِ بازو کا ہر اخود بیان کرتا ہوں

(کمان تان کر) پرمیشور اِستر آشترا۔ پرماتما! اپنا ابھارا بل دے۔ بل دے۔

پرنیام دیکھنے سے پہلے انومان کیا نشیبھلتا کا
یہ ہیں من مانی کرتا ہوں یا تم من مانی کرتے ہو

ایک برہمن۔ ارے عقل کے دشمن! کیوں ہماری جگہ میں لات مارتا ہے۔ جوانی کے جوش میں اندھا نہ بن۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ کمان ہاتھ سے رکھدے۔
دوسرا۔ واستو میں یہ برہمن نہیں۔ بلکہ برہمن کے بھیس میں برہمنوں کا کوئی شترو ہے۔
تیسرا۔ اگر یہ اس طرح نہیں مانتا تو زبردستی اس کے ہاتھ سے کمان چھین لو۔
تمام برہمن۔ ہاں ہاں! پکڑلو۔ چھین لو کمان۔ دیدو دھکے نکال دو منڈپ سے باہر۔
ایک۔ یہ تو کوئی سودائی ہے۔
دوسرا۔ مورکھ ہے۔
تیسرا۔ بڑبڑی ہے۔
چوتھا۔ خفقانی ہے۔
پانچواں۔ دیوانہ ہے۔
چھٹا۔ احمق ہے۔ بیوقوف ہے۔ نالائق ہے۔ بے تمیز ہے۔ دھورت ہے۔
ایک افسر۔ (ڈپٹ کر) خاموش! خاموش!! تمہارا یہ فعل سخت قابل اعتراض ہے۔ تمہیں کسی کو روکنے ٹوکنے کا کیا مجاز ہے؟

---

۱ نتیجہ ۲ انداز ۳ ناکامیابی ۴ روزی ۵ دراصل ۶ دشمن

دوسرا۔ بیشک۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے؟
تیسرا۔ اجی انصاف کیا بلکہ کشتری دھرم کے بھی سراسر خلاف ہے۔
چوتھا۔ اس برہمن کو بھی پکڑ لو۔ اگر زیادہ تین پانچ کرے۔ تو اس کو میت
دروپدی کے جکڑ دو۔
راجہ دروپد۔ اب تمہارا واویلا اور خواہ مخواہ کا جھمیلا بالکل فضول اور دھرم و
انسانیت کے سر دکھانا بیکول ہے ہیں شرط سوئمبر یار چکا۔ اور ایک خاص
فرض کو سر سے آتار چکا۔ اب آپ برہا شور نہ مچائیں۔ اور اپنی عزت و آبرو
کے ساتھ یہاں سے وداع ہو جائیں سہ
رونے دھونے سے بنے کچھ اور نہ کچھ تدبیر سے
ایسی باتوں کا تعلق ہے فقط تقدیر سے
کرن۔ دریودھن کے کان میں) اگر ہمارا یہاں ان سے تکرار ہو گیا تو ضرور ی
ہے کہ راجہ دروپد ان کا طرفدار ہوگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ ذرا یہاں
سے قدم اٹھائیں۔ اور ہم ان کو راستہ میں ہی جا سنبھالیں۔ کیوں؟
ٹھیک نا؟
دریودھن۔ بیشک بیشک۔ آپ کی تجویز نہایت معقول ہے۔ یہاں
ہمارا ٹھہرنا بالکل فضول ہے۔

(سبھا کا برخاست ہو جانا۔ اور پانچوں برہمنوں
کا معہ دروپدی کے وہاں سے چلا پڑنا۔)



نربلوں کو بل دینے والے! ان بھجاؤں میں اکھنڈ بل دے۔ نمسکار! نمسکار!!
شستر ودیا کے پردان کرنے والے گورودیو! آپ کے چرنوں میں نمسکار۔

رتیر چلا کر ؎

دیکھو بینائی کی تاثیر جس کی آنکھ میں
دھرن پر مچھلی پڑی اور تیر اس کی آنکھ میں

تمام حاضرین۔ مرحبا! شاباش!! آفریں!!! دھنیہ ہے! دھنیہ ہے! شستر ودیا کے چمکدار ستارے! تجھے دھنیہ ہے۔ تیرے ماتا پتا کو دھنیہ ہے تیرے گورو کو دھنیہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر تیرے بھرتھاؤ کو دھنیہ ہے۔

دھرشٹ دیمن۔ (تیراور ان مچھلی کو اٹھا کر تمام حاضرین کو دکھا کر) سوئمبر جیتا گیا۔
آنکھیں کھول کر دیکھ لو۔ پھر نہ کہنا کہ اس کا وار بھی ریتا گیا ؎

شرط جو کچھ تھی سوئمبر کی وہ آخر طے ہوئی
بھابد التقدیر برہمن بھی کے اسی کی جے ہوئی

{دروپدی کا اسی برہمن کے گلے میں جے مالا ڈال کر بیٹھ جانا۔ اور برہمنوں کا سنکھ گھڑیال بجا کر خوشی کے نعرے لگانا۔ اور وید منتروں کا اچارن کرتے ہوئے برہمن کمار اور دروپدی کو آشیرباد دینا}

تمام راجے۔ غلط۔ غلط۔ بالکل غلط۔ سوئمبر محض کشتریوں کے لئے ہے۔ ایک برہمن کی اس میں دست اندازی کیسی؟
ایک۔ بھاڑ میں جائے دروپدی کو۔ اس کی ایسی کی تیسی۔

لے انکسار کی کسر نفسی۔ سلف نفی۔

برہمن۔ آخر کوئی وجہ؟

کرن۔ مجھ سے پوچھنا بے سود ہے۔ وجہ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

دریودھن۔ ارے نامرادو! اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو۔ تو دروپدی کو ہمارے حوالے کردو۔

برہمن۔ ورنہ؟

دریودھن۔ ورنہ میرے تیر ترکش میں پڑے ہوئے میرے ہاتھ کے ذرا سے اشارے کا انتظار کر رہے ہیں۔

برہمن۔ سوئمبر میں ان تیروں کو کیا دیمک چاٹ گئی تھی۔ اور ان ہاتھوں کو کونسی تلوار کاٹ گئی تھی!

دریودھن۔ یہ ایک سادھارن بات ہے سہ

گہے باشد ز پیر دانشمند · برنہ آید درست تدبیرے
گہے باشد کہ کودکِ ناداں · بہ غلط بر ہدف زند تیرے

برہمن۔ میرا ارادہ تھا کہ تمہارا شکست نرمی سے کام لیتا۔ کیونکہ میرا برہمن دھرم مجھ کو کشت و خون کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو فسادی زیادہ ہے۔ شاید تجھے اس بات کا بھی ابھیمان ہے کہ تمہاری تعداد ہماری نسبت کچھ زیادہ ہے۔ کچھ پرواہ نہیں۔ اپنے شستر سنبھال۔ اور دل کھول کر دل سے ارمان نکال۔

{ دونوں کا ایک دوسرے پر تیر برسانا۔ آخر دریودھن کا زخموں سے نڈھال ہو جانا۔ اور کرن کا اس کی مدد کو آنا۔ }

دُوسرا سین

جنگل

دریودھن۔ (للکار کر) بہت دُور آ چکے۔ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا۔

کرن۔ جاتے کہاں ہو۔ تمہاری موت تو تمہارے پیچھے پیچھے آرہی ہے۔

پانچوں برہمن۔ (ڈانٹ کر) معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری کھوپڑی ابھی کھجلا رہی ہے۔ جو بجائے شرم و غیرت کے حماقت کی ہوا سر میں سما رہی ہے۔

دریودھن۔ ارے نالائقو! یہ میری حماقت ہے یا تمہاری حماقت کشتریوں کی موجودگی میں ایک راج کنیا کو لے جاؤ۔ برہمن بھکاریوں کی یہ طاقت؟

ایک برہمن۔ یہ تمہارا خواہ مخواہ کا فضیحتا ہے۔ میں نے اس کو کسی سے زبردستی نہیں چھینا۔ بلکہ سوئمبر میں جیتا ہے۔ کیا شرط سوئمبر میں کسی ذات یا خاندان کی پابندی تھی۔ جس کی رُو سے برہمنوں کو اس میں شامل ہونے کی بندی تھی۔

کرن۔ کیوں نہ ہو۔ اب تو برہمن بھی سوئمبر میں شامل ہونے لگے؟

وہی برہمن۔ تو تمہارا کیا بگاڑ دیا۔ تم خواہ مخواہ کیوں رونے لگے؟

کرن۔ پھر وہی ٹیں ٹیں۔ ٹھہر ابھی بتاتا ہوں کہ تو روتا ہے یا میں۔

درو پد کا گانا

ہائے یہ کیا ہوا......

برہمن بھکاری کا راج دلاری کا ہو گا کیسے نرباہ

ہائے یہ کیا ہوا......

ہمیں نے سوچا کچھ اور دیا اور بدھنا اور وچاری ہے
کیا سوچا کیا آگے آیا کرموں کی گت نیاری ہے
قسمت میں تھا یہ لکھا

ہائے یہ.........

ملے خاک میں سب منصوبے سبھی طرح برباد ہوا
ایک برہمن اور بھکاری دروپد کا داماد ہوا
کرموں نے کیا فتنہ

ہائے یہ.........

محلوں کی رہنے والی اب بنوں میں دھکے کھائے گی
راج دلاری بن بھکاری دَر دَر الکھ جگائے گی
لیلا تیری ایشورا

ہائے یہ.........

حسب و نسب بھی نہیں جانتا ادنیٰ ہے یا اعلیٰ ہے
کہاں سے آیا گیا کدھر کو کہاں کا رہنے والا ہے

کرن۔ (للکار کر) او موت کے متوالے! دو چار چھلانگیں اور لگا لے۔ اب
کرتا ہوں تجھ کو موت کے حوالے۔

برہمن۔ (تیر برساتا ہوا) واہ واہ۔ اب تو چیونٹی نے بھی پر نکالے۔ ہاں ہاں تو
بھی اپنی سی خوب چلا لے۔ مگر کسی اٹھانے والے کو بلا لے۔

کرن۔ اوہو! اوہو! ایک ایک تیر غضب کا قہر ہے۔ نہ معلوم ان میں
کس قسم کا زہر ہے۔

غضب ہے تیر ہیں یا کہ قیامت کے ترارے ہیں
جہاں لگتے ہیں گویا بدن سے جھڑتے انگارے ہیں
عجب بانوں کے چکر چمکتے گویا ستارے ہیں
برہمن ہے مگر آنکھوں میں بے ڈھنگے شرارے ہیں
یقیں آتا نہیں کہ یہ بدکاری یا برہمن ہے
میرے سنمکھ جو ٹھیرے وہ جہاں میں ایک ارجن ہے

[دریودھن اور کرن وغیرہ کا واپس لوٹ جانا اور
پانچوں برہمنوں کا معہ دروپدی کے آگے جانا]

تیسرا سین

راجہ دروپد کا دیوان خاص

دروپد۔ کس کی شادی؟ کیسی بدھائی؟ یوں کہو کہ خانہ بربادی۔ اور ہمیشہ کی تباہی ہے۔

بظاہر اس وقت تم کو میرا دل شاد سوجھے ہے
مجھے سوجھے نہ کچھ۔ تم کو مبارکباد سوجھے ہے

کرشن جی۔ کیوں؟
دروپد۔ کرموں کے آدھین۔
کرشن جی۔ کوئی وجہ؟
دروپد۔ شامت اعمال۔
کرشن جی۔ کچھ کارن؟
دروپد۔ میری پرابدھ۔
کرشن جی۔ یہ سب کس لئے؟
دروپد۔ پرمیشور کو معلوم۔
کرشن جی۔ کیا آپ کو راجکماری کے بیاہ سے خوش نہیں؟
دروپد۔ بالکل نہیں۔ ہرگز نہیں مطلق نہیں ہے۔

نہیں معلوم قدرت کے یہ کیا دل میں سمائی ہے
میری اور دروپدی کی خاک میں عزت ملائی ہے

کرشن جی۔ ہیں! ہیں!! خاک میں عزت!
دروپد۔ ہاں بھگوان! خاک میں عزت۔
کرشن جی۔ کس طرح؟ کیونکر؟

یہ بھی تو نہیں پتہ
ہائے یہ ....

ناٹک

(ماتھے پر ہاتھ رکھ کر) واہ رے کرم کے چکر۔ ذرا سی دیر میں تمام کھیل بگاڑ دیا۔ اور میرے گلشن اُمید کو پل میں اُجاڑ دیا۔ آہ! میرے لخت جگر ایک بھکاری کی بھاریہ کہلائے گی۔ جس کو آج تک چڑھے چھپے کی خبر نہ تھی جنگلوں میں ٹھوکریں کھائے گی۔ اور در در الکھ جگائے گی۔ ہائے! ہائے!! وہ میری ناز و نعمت کی پلی ہوئی پتری۔ اب بھیک مانگے ہوئے رُوکھے سوکھے ٹکڑوں پر گذارہ کرے گی۔ اور سرد آہیں بھر بھر کر اپنے من کو مارا کرے گی۔ افسوس! کرم کی گتی۔ پرارابدھ کا چکر۔ تقدیر کا پھیر۔

سنبھل جانا نہیں مشکل قضا کے تیر کے آگے
نہیں تدبیر چل سکتی کوئی تقدیر کے آگے

(اچانک سری کرشن جی کا وارد ہونا)

دروپد۔ (تعظیم بجالا کر) آئیے۔ آئیے۔ کرپا ندھان! آج چپ چاپ کیسے پدھارے؟

کرشن جی۔ بدھائی دینے کے لئے۔

دروپد۔ کیسی بدھائی؟

کرشن جی۔ راجکماری کی شادی کی۔

دروپد۔ ہاں بھگوان! میرے دل کی کچھ اور ہی ابھلاشا تھی۔

کرشن جی۔ وہ کیا؟

دروپد۔ وہ یہ کہ دروپدی کی شادی ارجن سے ہو۔ مگر ہوتی کیسے قدرت نے میری اور دروپدی کی قسمت کا فیصلہ کچھ اور ہی کرنا تھا ۔

ہر اک انسان اپنی عقل پر مغرور ہوتا ہے
مگر ہوتا وہی ہے جو اُسے منظور ہوتا ہے

آہ! ارجن تو رہا ایک طرف۔ اس کو تو کوئی دوسرا بھی یوگیہ ور نہ ملا۔ ملا تو ایک بھکاری برہمن۔ اور اس کے بھی نہ حسب و نسب کا علم۔ نہ رہنے سہنے کا پتہ۔ راہ رو آیا۔ اور مجھے برباد کر کے چلتا بنا۔ (ماتھے پر ہاتھ مار کر) واہ ری قسمت!

کرشن جی۔ دھیرج! دھیرج! ارجن دھیرج! اس وِیاکلتا کو چھوڑ دو قسمت کو نہ دھکار دو۔ پرار بدھ کو نہ کوسو ۔

اے راجن رکھ تسلی کس لئے میلا کیا من ہے
ترا داماد نسنچیہ ہی بہادر ویر ارجن ہے

دروپد۔ (چونک کر) کیا کہا؟ ارجن؟

کرشن جی۔ ہاں! ہاں!! ارجن۔ ارجن۔ ارجن۔

دروپد۔ کیا یہ سچ ہے؟

کرشن جی۔ ہاں سچ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ اور نسندیہہ سچ ہے۔

دروپد۔ مگر.........

کرشن جی۔ مگر کیا؟

دروپدی۔ جانا پھر پوچھنا یا تو چڑانے کے لیے
آزمانے کے لیے یا دل دکھانے کے لیے

کرشن جی۔ کیا جانتا ہوں؟ کیوں چڑاتا ہوں؟ کس کو آزماتا ہوں۔
کیسے دل دکھاتا ہوں ؎

کس طرح سے آپ کے کہنے کو سچا مان لوں
غیب داں تو میں نہیں جو بات دل کی جان لوں

دروپدی۔ سوئمبر کا فیصلہ تو آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟

کرشن جی۔ ہاں معلوم ہے۔ کیا اسی کارن آپ کا دل اس قدر مغموم ہے؟

دروپدی۔ بس یہی کارن۔ یہی وجہ۔ یہی سبب۔ یہی باعث ؎

میری قسمت جگر کا عیش پورا مٹی میں مل جائے
جو پالی ناز و نعمت سے وہ ٹکڑے مانگ کر کھائے
غضب ہے ایک بھکاری میرا داماد کہلائے
یہ بہتر ہے کہ اس جینے سے مجھ کو موت آ جائے
دچار تھا جو دل میں مل گئے مٹی میں منصوبے
نہیں معلوم کس کے کرم کس کو ساتھ لے ڈوبے

کرشن جی۔ کیا شرط سوئمبر میں کسی ورن کی قید تھی؟

دروپدی۔ بیشک! کسی خاص ورن کی قید نہ تھی۔ مگر اس نتیجے کی بھی مجھے اُمید نہ تھی۔

کرشن جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کچھ اور ہی آشا تھی؟

جسے سمجھے ہوئے تھے ہم کہ پردیسی برہمن ہے
نہیں بلکہ سوئمبر جیتنے والا تو ارجن ہے

دروپدی۔ کیونکر جانا اور کیسے پہچانا!

دھرشٹ دیومن جس وقت وہ یہاں سے روانہ ہوئے۔ تو میں بھی کچھ فاصلے سے ان کے ساتھ ہو لیا۔ راستے میں دریودھن و کرن وغیرہ نے ودا گھیرے۔ مگر اس اکیلے بہادر نے ان کے بخیے ادھیڑ دیئے کہ کوئی پیچھے اور کوئی آگے۔ آخر بچارے پاؤں سر پر رکھ کر بھاگے۔ وہاں سے چل کر وہ پانچوں ایک مکان میں پہنچے جہاں ایک بردھ استری بیٹھی تھی۔ چنانچہ انھوں نے باری باری اس کے چرنوں میں نمسکار کیا۔ اور اس بڑھیا نے ہر ایک کو الگ الگ نام لے کر ان کو پیار کیا۔ تب معلوم ہوا کہ یہ تو ارجن و بھیم وغیرہ پانچوں بھراتا ہیں۔ اور وہ بردھ استری مہارانی کنتی ان کی ماتا ہیں۔

کرشن جی۔ سن لیے ہیں۔ تمام کہانی سن لیے رکھی کی نہیں۔ بلکہ اپنے لخت جگر کی زبانی سن لیے۔

دروپدی۔ مگر اس برنادہ والے معاملے کی اصلیت کیا تھی؟

کرشن جی۔ وہ بات بالکل غلط نکلی۔ بھلا جن کا پرمیشور رکھوالا ہے۔ ان کو سنسار میں کون مارنے والا ہے۔

انہیں کیا خوف ہے جن پر کہ ایشور مہرباں ہووے
نہ ہووے بال بھی بیکا جو دشمن کل جہاں ہووے

دروپدی۔ پرماتما! تیرا شکر۔ پرمیشور! تیرا دھنباد!! ایشور! تیری کرپا عنایت

دروپد۔ مگر مجبور کہ کس طرح یقین آئے؟

کرشن جی۔ میرے کہنے سے۔

دروپد۔ دل کہنے ماتر سے یقین نہیں ہو سکتا۔ گستاخی معاف! ابھی ابھی آپ فرماتے تھے کہ میں غیب داں تو نہیں ہوں۔ جو تمہارے دل کی بات جانوں ؏

تم نہ تھے واں میرے دل میں تو یہاں میں بھی نہیں
غیب داں جو تم نہ تھے تو غیب داں میں بھی نہیں

کرشن جی۔ اوّل تو اس شرط سوئمبر کو پورا کرنے والا سوائے ارجن کے پرتھوی پہ دوسرا شخص نہیں۔ دوسرے دھرشٹ دیومن کے شرم دلانے پر تمام راجاؤں کی آنکھیں زمین پر جا گڑیں۔ وہ ارجن ہی تھا۔ جو ان لفظوں کو نہ سہار سکا۔ اور فوراً آنکھوں میں جوشِ خون کا طرارا آ گیا۔ بھلا ایک برہمن میں یہ لگن کہاں؟ پھر توہین تو ہو کشتریوں کی۔ اور جوش آئے برہمن کو؟ یہ ہو نہیں سکتا۔ تیسرے اور راجاؤں نے بھی تیر چلائے۔ مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کا طرز انداز، پینترا بازی اور قادر اندازی کچھ نرالی ہی تھی۔ جو بجز ارجن کے دوسرے میں نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ہوا انومان اور میں نے ان کو اچھی طرح پہچان لیا ہے یہ ہوا پرمان۔ اب جس طرح آپ کی طبیعت چاہے۔ اس طرح کر لو اطمینان۔

دھرشٹ دیومن۔ پتا جی! آپ کے من کی اچھا پوری ہوئی۔ دل کی کلی کھلی اور منہ مانگی مراد ملی ؏

دھن دینا ناتھ دیال ونی   دھن سرب سُکھوں کے شرومنی
دھن منگل مے آنند گھنی   سب دُور میرا آزار کیا

پرمیشور نے ....

ناٹک

دھنیہ ہو! دھنیہ ہو!! کرپا ناتھ! تم دھنیہ ہو۔ ادھیروں کی دھیر بندھانے والے۔ نربلوں کو بل دینے والے۔ تم دھنیہ ہو! دھنیہ ہو!! دھنیہ ہو!!! دھرشٹ دیومن! تم فوراً جاؤ۔ اور ان کو شاہانہ لباس زیب تن کرا کر اپنے ہمراہ لاؤ۔

{ دھرشٹ دیومن کا معہ دیگر اہلکاران کے جانا
اور پانچوں پانڈوؤں کو ہمراہ لے کر واپس آنا }

یدھشٹر۔ (ارجن کو پیش کر کے) راجن! آپ کے کُل کو کلنکت کرنے والا یعنی ایک براہمن ہو کر آپ کی راجکماری کو ورنے والا حاضر ہے۔ جو آپ کا دل چاہے۔ وہ سزا اس کو دیجئے۔

دروپد۔ (یدھشٹر سے بغلگیر ہو کر) کرپا ندھان! معاف کیجئے۔ یہ میرے کُل کو کلنکت کرنے والا برہمن نہیں۔ بلکہ میرے کُل کو اُجل کرنے والا اور میری پُتری کو ورنے والا ویر ارجن ہے۔ ارجن ہے۔ ارجن ہے ۵

چھپائے سے گدڑیوں میں نہیں یہ لال چھُپ سکتے
دلاور۔ دیوتا۔ داتا۔ نہ تینوں کال چھُپ سکتے

شفقت۔مہربانی۔انوگرہ ۔

میرے ایک ایک پرمانو رہا سے سو منہ کی کہانیں ہوں
نہ ہو پھر بھی شکریہ تیرا جو منہ میں سوز بانیں ہوں

کرشن جی۔شکریہ اور دھنیاد کرنے کے لئے بہتیرا وقت پڑا ہے پہلے آپ کسی کو بھیجکر انہیں یہاں بلوائیے۔اور ریتی انوسار بواہ کی رسم ادا کروائیے۔

دروپد

گانا۔(بطرز۔ہوادھیان میں اشیو کے جوگن)

پرمیشور نے اُپکار کیا مجھ دُکھیا کا اُدھار کیا
میں بھنور میں غوطے کھاتا تھا منجدھار سے مجھ کو پار کیا

سر پہ پہاڑ غم کا ٹوٹا تھا	سُکھ سمپت سارا چھوٹا تھا
ہر طرح نصیبا پھوٹا تھا	پھر قسمت کو بیدار کیا

پرمیشور نے ....

جو سُنانہ اُس کی آشا تھی	ہر طرح سے مجھے نراشا تھی
جو کچھ دل کی ابھلاشا تھی	میری اچھیا انوسار کیا

پرمیشور نے ....

سب کلیش من کا دُور ہوا	دل بجھا ہوا مسرور ہوا
میں آنند سے بھرپور ہوا	اُجڑے گھر کو گلزار کیا

پرمیشور نے ....

کی عقل پر آتا ہے۔ جو اپنی موجودگی میں اس قسم کے فتنے فساد برپا کردیتا ہے۔ خیر اب آپ یہیں آرام کیجئے۔ اور چند روز آرام کیجئے۔ اُمید ہے کہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے پاک ہوجائے گا۔ اور سب کام ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا۔

چوتھا نظارہ

پہلا سین

دھرت راشٹر کی راج سبھا

دھرت راشٹر۔ راجہ درو پد نے اپنی راجکماری کا سوئمبر بھی رچایا مگر اس بیچاری کو بھی کوئی یوگیہ ور نہ ملا۔

کرن۔ جی ہاں! آخر آسمان کا تھوکا منہ پر ہی پڑتا ہے۔ اور غرور کا سر پرمیشور بھی نیچا کرتا ہے۔

دریودھن۔ اس بے جا ابھیمان کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔ اور اس نے اسی طرح اپنی قسمت کو رونا تھا۔

شکنی۔ اُف۔ اتنا ابھیمان! کہ روئے زمین کے کشتریوں میں درو پدی کے لائق

ارجن۔ (دروپد کے قدموں میں ہوکر) بیشک وہ اپرادھی برہمن نہیں۔ اگر یہی ارجن تھا۔ جو آپ کے چرنوں میں حاضر ہے۔

دروپد۔ (گلے لگاکر) راجہ پانڈو کے کُل دیپک! مہارانی کُنتی کی کوکھ سپھل کرنے والے سپتر! اکشتری ونش کے چمکتے ہوئے ستارے! دروپد کی کامناؤں کو پورا کرنے والے ویر! تم دھنیہ ہو! دھنیہ ہو! دھنیہ ہو!!! ؎

میرے ایک ایک روم میں سے آنند کی لہر چل رہی ہے
خوشی کے مارے میری طبیعت خود بخود ہی اُچھل رہی ہے
میرے دل کی کلی کھِلی اور بے کلی اب نکل رہی ہے
خوش نصیبی ہے آج میری بدنصیبی بدل رہی ہے
سارا نقشہ پلٹ گیا اور ساری کایا پلٹ گئی ہے
یا پربرہما اُلٹی تھی یا وہ سیدھی الٹ گئی ہے

یدھشٹر۔ راجن! یہ آپ کی خوش نصیبی نہیں۔ بلکہ ہماری قسمت کا ستارہ بلند ہوا۔ جو آپ کے ساتھ ہمارے جیسے آوارہ گردوں اور صحرا نوردوں کا سمبندھ ہوا۔

دروپد۔ آہ! زمانے کا خون کس قدر سفید ہو گیا۔ گویا برادرانہ محبت کا جذبہ دنیا سے ناپید ہو گیا۔ ارے انیائی دریودھن! بھائیوں کے ساتھ ایسا نیچ کرم؟ شرم۔ شرم۔ شرم۔ پھر بھائی بھی وہ۔ جو ہر ایک وصف میں لاثانی۔ بے نظیر اور یکتائے روزگار ہوں۔ اور طرفہ یہ کہ راج کے بھی جائز وارث اور جدّی حقدار ہوں۔ سب سے زیادہ افسوس تو دھرت راشٹر

کو کلنکت کیا۔

دوشاسن۔ جی ہاں بدنام کیا۔ کلنکت کیا۔ رُسوا کیا۔ ذلیل کیا۔ خوار کیا۔

دریودھن۔ میری تو یہی رائے ہے کہ اس کو اس قومی توہین کی سزا دینی چاہیئے۔

شکنی۔ بیشک! ضرور چاہیئے۔ ابھی چاہیئے۔ آج ہی چاہیئے۔ بلکہ اسی وقت چاہیئے۔

دوشاسن۔ جی ہاں! پھر دیر کیا ہے۔ ہو جاؤ تیار۔ بول دو کوچ۔ چڑھا دو فوجیں۔ بجادو کنہیلا کی اینٹ سے اینٹ۔ کردو اس کا ملیا میٹ۔

ودر۔ یہ اپنی کھچڑی الگ ہی پکا رہے ہیں۔ اور یونہی زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔

دھرت راشٹر۔ چونکہ اس نے اپنے ایک انوچت کرم سے کشتری ونش کی توہین کر دی ہے۔ اس لئے ان کے جذبات سے مجھے پوری ہمدردی ہے افسوس! ایسی لاپرواہی کہ اتنے راجکماروں کے ہوتے ہوئے اس نے اپنی لڑکی ایک برہمن کے ساتھ بیاہی۔

ودر۔ بھائی صاحب! آپ کس خیال میں ہیں۔ اور کن کی باتوں پر لٹو ہو رہے ہیں۔ سوئمبر والے معاملہ کا تو پانسہ ہی پلٹ دیا گیا ہے

کون کہتا ہے سوئمبر جیتنے والا برہمن ہے
بھتیجا آپ کا وہ تو سعادتمند ارجن ہے

دھرت راشٹر۔ (حیرانی سے) ہیں! یہ کیا کہتے ہو؟

کوئی بھی ور نہیں۔ آخر ملا کون؟ ایک براہمن۔ جس کے پاس وشرام کرنے کے لیئے بھی گھر کا گھر نہیں۔

دھرت راشٹر۔ ہاں بھئی! یوں تو ہر ایک انسان اپنی عقل پرست ہے مگر قدرت کا فیصلہ سب سے زبردست ہے جب پرمیشور کو اسی طرح منظور تھا۔ تو دروپدی بیچارے کا کیا مقدور تھا۔ مگر ہوا بڑا اندھیر۔

ودر۔ بھائی صاحب! پرمیشور نے تو اس پر بڑا اوپکار کیا کہ سوئمبر کا فیصلہ عین اس کی اِچھا کے انوسار کیا۔

دھرت راشٹر۔ اس کی اِچھا کے انوسار کیا خاک کیا۔ یوں کہو کہ اس کے دامنِ امید کو چاک چاک کیا۔ اگر اس کی بھی یہی نامعقول اِچھا تھی۔ تو دھکار اس کی اِچھا پر۔ لعنت اس کی عقل پر۔

کرن و دریودھن۔ ہاں، ہاں! بے شک لعنت ہے۔ پھٹکار ہے دھکار ہے۔

ودر۔ کیوں؟ کس لیئے؟

دھرت راشٹر۔ اس لیئے کہ اس کی اِچھا ایک اجنبی راہ رو۔ عدم پتہ شخص کے ساتھ اپنی پتری کی شادی کرنے کی تھی۔

کرن۔ بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔ اجنبی، راہ رو، عدم پتہ، آوارہ گرد صحرا نورد، فقیر، بھکاری، وغیرہ وغیرہ۔

دھرت راشٹر۔ اگر اس کی ایسی ہی لواہیات اِچھا تھی۔ تو نہ صرف اس نے اپنے آپ کو ہی بدنام کیا۔ بلکہ بحیثیت مجموعی تمام کشتری ونش

دھرت راشٹر - بیشک میری بھی یہی رائے ہے۔
کرن - ظلم ہے۔ ستم ہے۔ اندھیر ہے۔ انیائے ہے۔
دریودھن - (تنگ آکر) راج کو تقسیم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اسی میں بہتری کی صورت ہے۔ تو تمام راج ان کو ہی سنبھال دیجئے۔ اور مجھے ایک جھولی اور ڈنڈا دے کر گھر سے نکال دیجئے۔
دوشاسن - جی ہاں! بس ٹھیک ہے۔ ایک جھولی اور ایک ڈنڈا۔
شکنی - افسوس ہے کہ مہاراج بھی ودرجی کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور گئی گنوائی بلا کو پھر سے بلا رہے ہیں۔
کرن - اس میں نہ مہاراج کا دوش ہے۔ نہ ودرجی کا قصور ہے۔ بلکہ یہ سب کمبخت بڑھاپے کا فتور ہے۔
دریودھن - یہ لاکھ سر پیٹیں۔ مگر مجھے کب منظور ہے۔
ودر - دریودھن! اپنی ضد سے باز آ۔ اور ان خوشامدیوں کی باتوں میں آکر اس گھر کو مٹی میں نہ ملا۔ اتنا ابھیمان نہ کر۔ اس قدر کھینچ تان نہ کر۔ آخر وہ بھی اسی دادا کی اولاد ہیں۔ اور جو کچھ ظلم تو نے ان پر کئے ہیں۔ وہ تجھ کو اچھی طرح یاد ہیں۔ اپنے ظلم اور ان کی بربادیوں کی طرف دیکھو۔ اور نہیں تو کم از کم ان سفید داڑھیوں کی طرف دیکھ۔
دریودھن - یہ سفید داڑھیاں ہی تو بنائے فساد ہیں۔ جن کو نہ عاقبت کا خوف ہے۔ نہ موت کے دن یاد ہیں۔ عقل تو اس لئے بھاگ گئی کہ اس خانے میں اب بڑھاپے کی مہر لگ گئی۔ اس لئے جو سوجھتی

ودر۔ جو کچھ کہتا ہوں حرف بحرف صحیح کہتا ہوں۔
دھرت راشٹر۔ کیا میرے پانچوں بھتیجے صحیح سلامت اور زندہ ہیں؟
ودر۔ بیشک وہ پانچوں صحیح سلامت اور زندہ ہیں۔ اور دشمن اپنی کرتوت پر خود شرمندہ ہیں۔
دھرت راشٹر۔ اس وقت ان کا کہاں قیام ہے؟
ودر۔ فی الحال تو ان کا شہر کنبیلا میں مقام ہے۔
دریودھن۔ (ہاتھ مسل کر) سنتے ہو بھائی کرن؟
کرن۔ (سرد آہ بھر کر) ہاں بھائی سنتا ہوں۔ میرا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا۔ جب جنگل میں اُن سے مُنھ بھیڑ ہوئی تھی۔
دریودھن۔ (ماتھے پر ہاتھ رکھ کر) پھوٹ گئی تقدیر۔
شکنی۔ بگڑ گیا کھیل۔
دوشاسن۔ پھر الجھ گئی تانی۔
دریودھن۔ تعجب ہے کہ کمبخت مر مر کر زندہ ہو رہے ہیں۔
دوشاسن۔ جی ہاں! دُنیا تو مرے ہوؤں کو روتی ہے۔ اور ہم زندوں کو رو رہے ہیں۔
دھرت راشٹر۔ شکر ہے کہ میں اپنے بھتیجوں کی نسبت یہ خوشخبری سُن رہا ہوں ودر جی! کہئیے اب آپ کی کیا صلاح ہے؟
ودر۔ میری رائے میں تو آپ ان کو یہاں بُلا کر راج کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دو اسی میں طرفین کی بھلائی ہے۔

جو سچ پوچھو تو تم نے ہی اسے سر پر چڑھایا ہے
تمہاری ہی یہ ناجائز محبت کے نتیجے ہیں
یہ بیٹا ہے تو وہ بھی تو تمہارے ہی بھتیجے ہیں

دوشاسن۔ ان دونوں کی چابی تو ختم ہولی۔ اب یہ مشین نمبر تین بولی۔

دھرت راشٹر۔ دریودھن! بیٹا اب زیادہ ضد نہ کر۔ آپس کا بگاڑ اچھا نہیں۔ جو کچھ ہو گذرا اس پر مٹی ڈالو۔ اب ایرشا اور دویش دل سے دُور کر کے ان کو گلے لگالو۔ اور ان کا حصہ ان کو دے ڈالو۔

دوشاسن۔ جی ہاں! اب یہی مناسب ہے کہ نہ بولو نہ چالو۔ اور تم بھی ان کی ہاں میں ہاں ملالو۔

دریودھن۔ (کرن سے) اب کیا بنا ہیں۔ یہ سب ایک ہی بولی بول رہے ہیں سے

کہتے ہیں سبو چہ کچھ ظروف جر جرے
رونا نہیں ہے ایک کا آوا بگڑ گیا

اگر ان کے برخلاف چلوں۔ تو ممکن ہے کہ یہ سب کے سب ان کے طرفدار ہو جائیں۔

دوشاسن۔ جی ہاں! اب تو تین ہیں ممکن ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں چار ہو جائیں۔

کرن۔ بیشک ان کے تیور کچھ بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر اس وقت ہم ان کے برخلاف آواز اُٹھاتے ہیں۔ تو دوسرے لفظوں میں اپنے دشمنوں کی تعداد اور طاقت کو بڑھاتے ہیں۔ اس لئے مصلحتاً سردست ان کا کہنا سویکار کرنا

ہے۔ الٹی ہی سوجھتی ہے۔

دوشاسن۔ جی ہاں! الٹی بالکل ہی الٹی۔

دریودھن۔ دادا کی اولاد ہیں تو ہوا کریں۔ ایسی اولاد کے گاؤں بستے ہیں۔

دوشاسن۔ جی ہاں! بیشک گاؤں بستے ہیں۔ مگر اپنی اپنی قسمت کے الگ الگ رستے ہیں۔

دریودھن۔ شاید آپ اس لئے انہیں یہاں بلاتے ہیں کہ ہمیں ان کے ساتھ لڑا کر تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

دوشاسن۔ جی ہاں! بس اور کیا؟ ان کی بھی تو یہی منشا ہے۔

بھیشم پتامہ۔ ارے دریودھن! اب تو اس قدر ابھیمان کرنے لگا۔ کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کا سر دربار اپمان کرنے لگا۔ ہماری عقل کے خانے میں تو بڑھاپے کی وجہ سے صفر آ گئی۔ مگر تمام زمانہ کی عقل صرف تیری کھوپڑی میں ہی سما گئی۔ شرم کر! نردئی! کچھ شرم کر۔ اپنی کرتوت پر شرم کر۔ اپنے اتیاچاروں پر شرم کر۔ اور اپنے ان بھرشٹ وچاروں پر شرم کر۔ (دھرت راشٹر سے مخاطب ہو کر) واستو میں یہ دریودھن کا قصور نہیں۔ بلکہ یہ دوش آپ کا ہے۔ کیونکہ اولاد کی شکشا میں بہت سا حصّہ اس کے ماں باپ کا ہے ؎

یہی دی ہے اسے شکشا علم یہ ہی پڑھایا ہے
ادب کرنا بزرگوں کا یہی اس کو سکھایا ہے
ذراسی بات پر دیکھو تو کتنا تلملایا ہے

دوسرا سین

شہر کنپیلا

راجہ دروپد کا محل

[راجہ دروپد مع اپنے فرزند دھرشٹ دیومن
اور پانچوں پانڈووں کے بیٹھے ہوئے ہیں]

بھیم۔ گانا۔ (بطرز قوالی)

نہیں معلوم گردش اور کیا کیا گل کھلائے گی
ہماری بد نصیبی اور کیا کیا رنگ لائے گی
ہائے ہم چھتری ہو کر پلیں غیر دل کے ٹکڑوں سے
نہ جانے اور قسمت بھیک کس کس کی منگائے گی

رہیں گے کب تلک بیٹھے دھرے ہاتھوں پہ ہاتھوں کو
وہی ہو گی مثل ہم کھائیں گے دنیا کمائے گی
ہماری زندگی کے دن کیا یوں ہی بسر ہونگے

پڑے گا۔ اور کسی موقعہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔
دوشاسن۔ جی ہاں! بس یا تو کچھ دنوں تک یہ مرجائیں گے۔ ورنہ ہمیں مرنا پڑے گا۔
دھرت راشٹر۔ دریودھن! تو اتنی دیر سے کیا سوچتا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ پیشانی کے بال نوچتا ہے۔ تسلی رکھ میں ایسا فیصلہ کروں گا جس سے دونوں کا اطمینان ہو۔ نہ انہیں شکایت رہے۔ نہ تیرا نقصان ہو۔ ورنہ یاد رکھ رو رو کر پچھتائے گا۔ اور ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔
دوشاسن۔ جی ہاں! بس لکیر کو پیٹنا۔ سانپ تو نکل جائے گا۔
دریودھن۔ بہت اچھا! اگر آپ کے نزدیک اسی میں بہتری کی صورت ہے تو مجھے انکار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
دوشاسن۔ جی ہاں! بس اسی وقت بُلاوا بھیج دو۔ کیونکہ آج بڑا اچھا مہورت ہے۔
دھرت راشٹر۔ ودر جی! تو آپ ہی جائیے۔ اور جس طرح ہو سکے انہیں سمجھا بجھا کر واپس لے آئیے۔
دوشاسن۔ جی ہاں! بس یہاں تو یہی حساب ہے۔ جو بولے وہی کنڈا کھولے۔
ودر۔ بہت اچھا۔ مجھے کیا انکار ہے۔
دوشاسن۔ جی ہاں! بس آپ کے زبان ہلانے کی دیر تھی۔ یہ تو پہلے ہی سے تیار تھے۔

پھر ننگے منہ چھپاتے کب تلک ہم ان خبیثوں سے

یدھشٹر ۔ دھیرج! دھیرج!! بھیم سین! دھیرج!! شانتی کرو۔ تمہارے مکھ سے
ایسے شبد خوبھا نہیں دیتے ۔

چت کی ویاکلتا کو دور کرو بھیم سین سوچ کا ہے کرو دُشا بُری ہے یا بھلی ہے
دھرم پہ پار وڑھ رہو ایشور پر بھروسہ کرو دیکھو بھرات کتنی دفعہ موت سر سے ٹلی ہے
ادھرم اور انیائے کبھی پھولا نہیں دنیا بیچ پاپ کی پھلواڑی کہو کہاں کہاں پھلی ہے
ہکو یتن کرنیکی ضرورت نہیں کداچت پاپی کے مارنے کو پاپ مہاں بلی ہے

بھیم ۔ یہ بھاؤ کشتریوں کے نہیں ۔ بلکہ سنیاسیوں کے ہیں ۔ یا بان پرستی بن
باسیوں کے ہیں ۔ جو کشتری پتر اس قسم کے بھاؤ رکھتا ہے ۔ ارتھات آپ جیسا
صوفیانہ سبھاؤ رکھتا ہے ۔ وہ کشتری کہلانے کا ادھیکاری نہیں ۔ یہ بیوستھا
ویدوں اور شاستروں کی ہے ۔ کوئی ہماری یا تمہاری نہیں ۔

درو پد ۔ میرا بھیم سین جی کے خیالات سے پورا اتفاق ہے ۔ مگر دریودھن نے
کچھ فیصلہ کر دیا تو بہتر ہے ۔ ورنہ (تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر) یہ تلوار دو ٹوک
فیصلہ کر دے گی ۔

چوبدار ۔ شری پانچال پتی مہاراج کی جے ہو ۔ ہستنا پور سے شری ودر جی مہاراج
پدھارے ہیں ۔ اور آگیا کے منتظر ہیں ۔

یدھشٹر ۔ (فوراً اٹھ کر) آہا! آج تو مدت کے بعد یہ شبھ گھڑی آئی ۔ جو چچا جی کے
درشن نصیب ہوئے ۔

(یدھشٹر کا معہ چاروں بھائیوں اور راجہ درو پد کے ودر جی کے

یونہی ہستی ہماری نیستی میں بدل جائے گی

اگر جیتے رہے بھی جنجری بن سے پتت ہوکر
تو کیا دنیا ہمیں پھر جنجری کہکر بُلائے گی
غضب ہے شیر بھاگیں گیدڑوں کے خوف کے مارے
کہیں بشرام کرنے کو جگہ ہم کو نہ پائے گی
نہ پائے گی حریفوں کو جگہ بھی منہ چھپانے کو
گدا جب بھیم کی جسونت سنگھ جنبش میں آئے گی

ناٹک

آہ! یہ دن بھی آنے تھے۔ کہ ہم نے ناکارہ اور بزدلوں کی طرح غیروں کے ٹکڑوں پر اپنی زندگی کے دن بتانے تھے۔ غضب تو یہ ہے کہ گیدڑ تو دندناتے پھریں۔ اور شیر اُن کے خوف سے منہ چھپاتے پھریں۔ کیا ہماری حالت اسی طرح خراب رہے گی۔ اور یہ بینوائی اور ٹکڑ گدائی ہمیشہ ہمارے ہمرکاب رہے گی ہ

رہے گی کیا ہمیشہ اب یونہی گردش زمانے کی
ہماری خوش نصیبی نے قسم کھائی ہے آنے کی
اِدھر ٹھانی ہے قسمت نے ہمارے آزمانے کی
اُدھر دشمن نے دل میں ٹھان لی ہم کو مٹانے کی
نہ لیویں کیوں بھلا اپنا نہ حق ہم ان حریصوں سے

از حد انتظار ہے۔ اس لئے آپ انہیں خوشی سے اجازت دیجئے۔ اور جتنی جلدی ہو سکے روانگی کی تیاری کیجئے۔

دروپد۔ ودرجی! ذرا آپ ہی خیال فرمائیے کہ میں ان کو کس منہ سے کہوں کہ آپ اپنے گھر کو تشریف لے جائیے۔ علاوہ ازیں گھر بلا کر ان کا کونسا ستکار ہوگا۔ یہی نہ؟ کہ ان کے لئے کوئی نیا بکھیڑا تیار ہوگا۔

ودر۔ نہیں، نہیں! دریودھن اپنی کرتوت پر خود شرمسار ہے۔ اور ہر طرح سے فیصلہ کر دینے کے لئے تیار ہے۔ نیز دھرت راشٹر کی موجودگی میں اس کو ان معاملات میں دخل دینے کا کیا اختیار ہے۔

دروپد۔ خیر اگر ان معاملات میں دریودھن کو دخل دینے کا کچھ اختیار نہیں۔ تو معاملہ زیر بحث میں مجھ کو دخل دینے کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر یہ خوشی سے جانا چاہیں تو مجھے کوئی انکار نہیں۔

ودر۔ (یدھشٹر سے) بیٹا! ان گئی گذری باتوں کو دل سے دور کرو۔ اور میرا کہنا منظور کرو۔

یدھشٹر۔ یہ تو ناممکن ہے کہ آپ کا حکم ہو اور ہماری طرف سے انکار ہو مگر ایسا نہ ہو کہ ہمارا جانا دریودھن کو ناگوار ہو۔ اور خواہ مخواہ کوئی نیا تکرار ہو جس کی وجہ سے تمام خاندان کو آزار ہو۔

ودر۔ نہیں! اب تو فیصلہ ہی دو ٹوک کیا جائے گا۔ اور دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا۔ آخر میں بھی وہاں سے یونہی جوتیاں نکال کر نہیں بھاگ پڑا۔ بلکہ یہ فیصلہ کر لیا۔ اور پھر آگے بڑھا۔

{ استقبال کو جانا۔ اور ان کو بڑی تعظیم و تکریم سے اپنے ہمراہ لانا۔
اور پانچوں بھائیوں کا باری باری ودرجی کے قدموں پر سر جھکانا }

یدھشٹر۔ چچا جی ایشور ہے پرمیشور کا۔ جو ہم کو آپ کے درشنوں کا شبھ اوسر پراپت ہوا۔ اور آپ کا چلتی دفعہ کا اُپدیش واقعی ہمارے لئے زندگی بخش ثابت ہوا۔

ودر۔ (پانچوں کو گلے لگا کر) بیٹا! تمہیں دیکھ کر جیت گد گد پرسن ہے۔ تمہیں دھنیہ ہے۔ اور تمہاری سہن شیلتا کو دھنیہ ہے۔

دروپد۔ آپ نے اپنے شبھ آگمن سے اس غریب خانہ کو جو عزت بخشی ہے۔ اس کے لئے آپ کو دھنباد دیتا ہوں۔

ودر۔ (دروپد سے بغلگیر ہو کر) آپ نے ان ایام میں جو آرام و آسائش میرے بھتیجوں کو دیا۔ اس کے لئے میں آپ کی مسافر نوازی کی داد دیتا ہوں۔ اور راجکماری کی شادی کی مبارکباد دیتا ہوں۔

دروپد۔ آپ کے جس قدر احسان مانوں کم ہیں۔ نیز اس مُبارکباد کے مستحق بھی آپ ہیں نہ کہ ہم ہیں۔

دھرشٹ دیومن۔ (ودرجی سے) یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر جس مقصد کے لئے آپ نے اس قدر دُور دراز سفر کی تکلیف اُٹھائی۔ وہ بات تو ابھی تک ظاہر نہیں فرمائی۔

ودر۔ بھائی دھرت راشٹر نے جب سے یہ خبر سُنی ہے ان کا دل اپنے بھتیجوں کو دیکھنے کے لئے سخت بے قرار ہے۔ نیز تمام رنواس میں کرشنا کماری کا

تیسرا سین

ہستناپور

مہاراجہ دھرت راشٹر کا دربار

نرتکاؤں کا گانا

جھوم جھوم آیو بادرا گگن گھن جھوم جھوم

باد بہاری ہے گل کی سواری ہے کوئل پکاری ہے ہو کے مگن
کاری کاری گھٹا گگن میں چھائے رہی ہے دم بدم
بجلی چمکے بادل گرجے برسے میگھا چھم چھم چھم
جھوم جھوم.......

پھولی پھلواری ہے۔ جوبن متواری ہے پھولوں کی کیاری ہے۔ دیتی پھبن
گرجے دامن لرجے کامن برسے ساون تھم تھم تھم
سگر نگر میں اور گھر گھر میں گائیں ترانے اور سرگم
جھوم جھوم.........

یدھشٹر۔ فیصلوں کے جھمیلوں سے مجھے کیا غرض ہے۔ ہاں چچا کے حکم کی تعمیل کرنا میرا فرض ہے ؎

ملا قسمت سے پھر موقعہ کہ درشن انکے پاؤں گا
جو دل میں درشنوں کی پیاس ہے اسکو بجھاؤں گا
میں جاکر اپنا سر جب انکے چرنوں میں جھکاؤں گا
تو گویا کل زمانہ کی شہنشاہی کو پاؤں گا
چچا کا جو حکم تعمیل اس کی کر کے جاؤں گا
کوئی پیروں کے بل جائے تو میں بل سر کے جاؤنگا

ودر۔ گلے لگاکر شاباش! بیٹیا شاباش!! میرا یہ اشیرباد ہے کہ تمہارا سب کلیش دور ہو۔ اور ہر قسم کے سکھوں سے بھرپور ہو۔ ہے پرمیشور! میری یہ پرارتھنا منظور ہو۔ کہ ایسی سعادتمند اولاد اگر ہر ایک گھر میں نہیں تو ہر ایک کُل میں ضرور ہو۔

دروپد۔ ودر جی! مہاراجہ دھرت راشٹر جہاندیدہ اور تجربہ کار ہے۔ ان کا اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ سخت انوچت بیوہار ہے۔ نیز دریودھن کو میری طرف سے کہدینا۔ کہ وہ کیوں زندگی سے بیزار ہے۔ بہتر ہے کہ فیصلہ کرد ے۔ اگر اسے اب بھی انکار ہے۔ تو دروپد ان کا طرفدار ہے۔ اور وہ دوسرا طریقہ کرنے کو بھی تیار ہے۔

ودر۔ اب یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے صاف کیا جائے گا۔ اور دونوں کے ساتھ یکساں انصاف کیا جائے گا۔

تھی۔ تو مارے چنتا کے شریر کا یہ حال ہو گیا کہ دو قدم چلنا بھی سخت محال ہو گیا جب تمہاری خیریت کی خبر سُنی تو جان میں جان آئی۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ ۔

دیکھ لوں میں تمہارا مکھڑا کہیں سے لا کر اُدھار آنکھیں
تڑپ رہی ہیں پھڑک رہی ہیں ہوئی ہیں بیقرار آنکھیں
مانگے جو کچھ انعام دوں گا۔ جو کھول دے ایک بار آنکھیں
بلائیں لے لوں پیار کر لوں و کر دوں آخر نثار آنکھیں
تو ہی سُن لے پکار میری تو بخش پرور دگار آنکھیں
دلی تمنا یہی ہے میری کہ ہوں یدھشٹر سے چار آنکھیں

یدھشٹر۔

شرم و حیا سے تمہارے آگے جھکی ہیں خدمت گذار آنکھیں
تمہارے چرنوں کی خاک سے ہی سنور رہیں خاکسار آنکھیں
کھلی ہیں یا ہیں یہ بند ہم کو مبارک ہیں غم گسار آنکھیں
ان بزرگوں کے درشنوں کو ترستی تھیں بار بار آنکھیں
آکاش پاتال چھان ماروں ملیں کہیں سے اُدھار آنکھیں
ایک دو کا تو ذکر کیا ہے نثار کر دوں ہزار آنکھیں

دھرت راشٹر۔ چرنجیو! چرنجیو! میرے نونہال چرنجیو!! اہاں ہاں میرا سعادت مند ارجن کہاں ہے؟

ارجن۔ چچا جی آپ کا ناچیز تابعدار حاضر ہے
جو خدمت ہو بجا لاؤں یہ خدمتگار حاضر ہے

ناٹک

دھرت راشٹر۔ ودرجی تو اب تک واپس نہیں آئے۔ کسی اور کو ہی بھیجوں۔ جو اُن کا پتہ لائے۔

کرن۔ آپ نے ان کی باتوں پر اور انھوں نے بازاری افواہوں پر اعتبار کر لیا۔ اور بغیر کسی خاص تصدیق کے ان کو بھیجنے کا وچار کر لیا۔ ممکن ہے کہ وہ محض ہوائی گپ ہو۔

دریودھن۔ پرمیشور کرے ایسا ہی ہو۔

دوشاسن۔ جی ہاں! ہو گا کیوں نہیں ضرور ایسا ہی ہو گا۔

چوبدار۔ شری مہاراج کی جے ہو۔ شری ودرجی مہاراج یدھشٹر آدی پانچوں بھائیوں سمیت آپدھارے ہیں۔

دھرت راشٹر۔ شکر ہے کہ یہ چنتا بھی دُور ہوئی۔

دوشاسن۔ جی ہاں! بیشک ضرور ہوئی۔

دھرت راشٹر۔ درونا چاریہ جی! آپ جائیے اور ان کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔

دوشاسن۔ جی ہاں! جائیے مہاراج ذرا جلدی کیجیے۔

(ودرجی کا معہ پانڈوؤں کے دربار میں آنا)

یدھشٹر۔ (دھرت راشٹر کے قدمبوس ہو کر) پوجیہ چچا جی! پرمیشور کا شکر ہے کہ آپ کی چرن دھولی سے میں نے اپنے مستک کو پوتر کیا۔

دھرت راشٹر۔ (گلے لگا کر) بیٹا! چرنجیو رہو۔ جب سے وہ منحوس خبر سنی

گذشتہ باتوں پر مٹی ڈالو۔ اور دویش بھاؤ کو دل سے دور کر کے ایک دوسرے کو گلے لگالو۔

یدھشٹر۔ مجھے آپ کے حکم سے نہ کبھی پہلے انکار ہوا ہے۔ نہ اب انحراف ہے۔ اور میرا دل دریودھن کی طرف سے بالکل صاف ہے۔

دریودھن۔ میرے ذمہ یہ خواہ مخواہ کا الزام مصیبت آئے ناگہانی، دریودھن کا نام بدنام۔ میرے دل میں تو نہ پہلے کوئی بغض تھا۔ نہ اب کسی قسم کا کینہ ہے میرا دل تو بالکل صاف مانند آئینہ ہے۔

دوشاسن۔ جی ہاں! بیشک اس بات کی تو میں تائید کرتا ہوں۔

دھرت راشٹر۔ دریودھن! تمہارا فرض ہے کہ تم اٹھ کر ان کا ستکار کرو۔ اور پانچوں بھائیوں کو گلے لگا کر محبت کا اظہار کرو۔

{دریودھن کا جبراً قہراً یدھشٹر وغیرہ کو گلے لگانا۔ مگر آتش حسد سے چہرہ کا عجیب قسم کا بن جانا۔ اور ناک بھوں چڑھا کر دانت پیستے ہوئے بیٹھ جانا}

بھیشم پتامہ۔ ~~ زباں کچھ اور کہتی ہے طرز کچھ اور کہتا ہے
مرا انجو مر سے الغرض کچھ اور کہتا ہے

دھرت راشٹر۔ پرماتما کرے کہ تمہارا ملاپ دائم رہے۔ اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت کا جذبہ قائم رہے۔

حاضرین۔ تتھا استو۔ تتھا استو۔

دھرت راشٹر۔ اگرچہ اس وقت طرفین کا بالکل شدھ آتما ہو گیا اور پرانے

دھرت راشٹر۔ سعادتمند ہو تم اس بڑھاپے کا سہارا ہو
وہ اندھی ہو نہیں سکتیں جن آنکھوں کا تو تارا ہو

بیٹا! تجھے گلے لگا کر دل میں ایک خاص سرور ہو گیا۔ اور ان اندھی آنکھوں میں ایک قسم کا نور ہو گیا۔ ارے میرا گدادھاری بھیم کدھر ہے؟

بھیم۔ برس سے ماس سے دن سے گھڑی سے اور پل چھن سے
سبکدوش ہو نہیں سکتا چچا جی آپ کے رن سے

دھرت راشٹر۔ میں بلہاری ہوں صدقے ہوں اس اپنی باغباڑی پر
میرا دل ہو گیا موہت تری اس انکساری پر

دھنیہ ہو! دھنیہ ہو! بیٹا بھیم سین! تم دھنیہ ہو! میرے ہونہار نکل اور سہدیو کس طرف ہیں؟

نکل۔ جدا ہو کر کے چرنوں سے نکل ویاکل تھا بیکل تھا
سہدیو۔ ادھر سہدیو کو سو سو برس کا ایک ایک پل تھا
نکل۔ ہماری خوش نصیبی کا ستارہ آج پھر چمکا
سہدیو۔ کیے جب آپ کے درشن ہوا سب خاتمہ غم کا

دھرت راشٹر۔ نچھاور ہوں بلائیں لوں میں اپنے نونہالوں کی
عمر دو چند ہو ایشور میرے گھر کے اجالوں کی

پرماتما! تیرا شکر ہے کہ میرے ہونہار بیٹے صحیح سلامت میری گود میں آ لپٹے۔ بیٹا دریودھن! اب تم بھی اپنا دل بغض اور کینہ سے صاف کر دو۔ بیٹا یدھشٹر! تم بھی اس کے پچھلے سب قصور معاف کر دو۔ دونوں بھائی

لہ فرض

(رشی منی۔ مہاتما اور آچاریہ لوگ جابجا ہون کر رہے ہیں)

یدھشٹر۔ (کرشن جی سے) میں نے آپ کے کہنے سے اتنے بڑے کام کا بیڑا تو اٹھا لیا ہے۔ اگر یہ یگیہ نردگھن سماپت ہو جائے تو بات ہے۔

کرشن جی۔ آپ اطمینان اور دلجمعی سے اپنا کام کئے جاؤ۔ اور پرمیشور کا نام لئے جاؤ۔ ایسے کاموں میں پرماتما کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ اور یہ تو خاص پرماتما کا کام ہے۔ ہمارا تو بیچ میں کیول نام ہی نام ہے۔

یدھشٹر۔ اب آپ یہ فرمایئے کہ دان وغیرہ دینے کے لئے خزانے کا چارج کس کو دیا جائے۔

کرشن جی۔ (کچھ سوچ کر) میری رائے میں تو یہ کام دریودھن کے سپرد کیا جائے۔

یدھشٹر۔ جاگتے ہو یا سو رہے ہو؟

کرشن جی۔ کیوں؟ آپ اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟

یدھشٹر۔ آپ کی باتوں پر۔

کرشن جی۔ کونسی بات بھائی؟

یدھشٹر۔ جو آپ نے ابھی فرمائی۔

کرشن جی۔ کیوں؟ اس میں آپ کو کیا خرابی نظر آئی؟

یدھشٹر۔ واہ صاحب واہ! خرابی کی بھی آپ نے ایک ہی سنائی راجی مہاراج! روپیہ پیسہ پر ہی تو اس کام کا زیادہ تر دارومدار ہے۔ اگر یہی دریودھن کے ہاتھ چلا گیا۔ تو بس بیڑا پار ہے۔ اس طرح لٹائے۔ اس طرح لٹائے کہ خزانے میں بالکل جھاڑو ہی پھر جائے۔ اور ایک کھوٹی کوڑی کبھی دیکھنے کو نہ پائے۔

دیر درود ھن کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ تاہم ازراہ دوراندیشی اس سلطنت کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرکے کھانڈو پرستھ کے علاقہ کا یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائیوں کو مالک و مختار کرتا ہوں۔ اور دریودھن کو ہستناپور کا تاجدار کرتا ہوں۔ تاکہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔

یدھشٹر۔ حکم عدولی کرنے کا کیا مقدور ہے۔ جو فیصلہ آپ کریں بسر و چشم منظور ہے۔

دھرت راشٹر۔ زندہ باش! کچھ دن یہاں آرام کرو۔ مگر جلد جاکر اپنی راجدھانی کا انتظام کرو۔

پانچواں نظارہ

پہلا سین

شہر کھانڈو پرستھ

راجسوئیگیہ

(ملک ملک کے فرمانروا شامل جلسہ ہیں۔ ودوان پنڈت

دریودھن۔ میری عرض آپ سے ایک اور ہے کہ یہ کام بڑا نازک اور خاص طور پر قابل غور ہے۔

کرشن جی۔ آپ کے دل میں کس بات کا خیال ہے۔ جو اس کام کو انجام دینے میں لیت و لعل ہے۔

دریودھن۔ یہ ایسا نازک کام ہے کہ جس میں دونوں طرف الزام ہی الزام ہے۔ تھوڑا دوں تو کنجوس کہلاؤں۔ زیادہ دوں تو فضول خرچ ٹھہرایا جاؤں۔ پرمیشور نہ کرے کہ اگر کچھ الٹ پلٹ پالا ہو گیا۔ یا خزانے کا دیوالہ ہو گیا۔ تو اس کوئلوں کی دلالی میں مفت میں میرا منہ کالا ہو گیا۔ بھلا فرمایئے کہ میں نے اس میں کیا ثواب کمایا۔ ناصاحب نا۔ میں آپ کی اس عزت افزائی سے باز آیا۔

کرشن جی۔ دریودھن جی! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اور کیسے بے ڈھنگے سوال کرتے ہیں۔ آپ کو کوئی یدھشٹر سے بیر ہے؟ یا دریودھن یدھشٹر کے لئے کوئی غیر ہے۔ جب یہ آپ کا ہی کام ہے۔ تو کس کا ثواب اور کس کا الزام ہے۔

یدھشٹر۔ پیارے دریودھن! اس قسم کے جو مہان کام ہوا کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور کی دیا اور بھائیوں کی امداد سے ہی سرانجام ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے آپ اس قسم کے بیہودہ خیالات کو دل سے دور کریں۔ اور ہماری پرارتھنا منظور کریں۔

دریودھن۔ خیر اگر آپ کا اسی بات پر زیادہ اصرار ہے۔ تو مجھے آپ کا حکم

کرشن جی۔ یہ تمہاری بھول ہے۔ اور وچار نرمول ہے۔ کیونکہ
بکشی کے پیے سمندر گھٹے نہیں بھان گھٹے نہیں بادل چھائے
اگنی میں سورن کی آب گھٹے نہیں ودیا گھٹے نہیں لاکھ پڑھائے
مٹی میں لال کا تیج گھٹے نہیں رین گھٹے نہیں دیپ جلائے
دان دئیے نہیں دربہ گھٹے نہیں مان گھٹے اپکار کمائے

یدھشٹر۔ تتھا استو۔ اگر آپ کا ایسا ہی وچار ہے تو مجھے کیا انکار ہے جس طرح
چاہو کرو۔ آپ کو اختیار ہے۔

کرشن جی۔ (دریودھن سے) دریودھن جی! آپ بھی تو انہیں کچھ امداد دیجئے۔
اور کوئی کام اپنے ذمہ لیجئے۔

دریودھن۔ مجھے کب انکار ہے۔ جو خدمت آپ میرے سپرد کریں۔ بندہ
بسر و چشم کرنے کو تیار ہے۔

کرشن جی۔ بس آپ اتنا کام کیجئے کہ خزانے کا چارج اپنے ہاتھ میں لیجئے۔ دان
والے کو دان اور انعام والے کو انعام دیجئے۔

دریودھن۔ (دل ہی دل میں خوش ہو کر)

گردن دیدی ہاتھ میں گئے چوکڑی بھول
ایسی جھاڑو پھیر دوں خاک رہے نہ دھول

(خاموش ہو گیا)

کرشن جی۔ کیوں؟ خاموش کیوں ہو گئے؟

اتنا کام باقی ہے کہ اس یگیہ کی سماپتی کا تلک کس کو دیا جائے۔ اس لئے جو صاحب آپ کی رائے میں مستحق ہوں۔ ان کو یہ اعزاز دیا جائے۔

بھیشم پتامہ۔ میری رائے میں کرشن جی کو اس پد کا ادھیکار ہے۔

یدھشٹر۔ اس بات پر ذرا اچھی طرح غور کر لیجئے۔ کیونکہ یہ معاملہ ذرا پیچیدار ہے۔

بھیشم پتامہ۔ نہیں یہ تمہاری بربھا سوچ وچار ہے۔ کرشن جی کی اس عزت افزائی سے کس کو انکار ہے۔

یدھشٹر۔ (جواہرات کا ایک تھال کرشن جی کے سامنے پیش کر کے) یہ کچھ پھول پتر آپ کی سیوا میں بھینٹ کرتا ہوں۔ اس کو سویکار کیجئے۔

کرشن جی۔ اس عزت افزائی کے لئے آپ کو دھنباد........

ششپال۔ (جوش میں آکر) اندھا اندھا! یہاں اندھا!!! ایسا اندھیر؟ اعلیٰ سے اعلیٰ راجوں مہاراجوں کی موجودگی میں ایک بالکل معمولی اور کم حیثیت شخص کو یہ پدوی دے کر دیدہ دانستہ ہماری عزت اتارنا اور گھر پر بلا کر جوتیاں مارنا ہے (بھیشم پتامہ کی طرف اشارہ کر کے) اس بڈھے بھیشم کے دماغ میں بھی فتور آ گیا۔ مگر اس کا بھی کیا قصور ہے۔ بیچارے کی عقل پر بڑھاپا چھا گیا۔ واہ رے پیر فرطوت! یہ عمر اور یہ کرتوت؟

بھیشم پتامہ۔ چندیری کے ششپال! ذرا اپنی زبان سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال۔ کرشن جی کا خاندان اور خاص ان کی شخصیت آج آریہ ورت میں ایک خاص رتبہ.........

سویکار ہے۔ آگے سبھلتا پرمیشور کے اختیار ہے۔

یدھشٹر۔ (خزانے کی چابیاں دے کر)۔ یہ خزانے کی چابیاں سنبھالو اور جس طرح تمہارا دل چاہے خرچ کر ڈالو۔

دریودھن۔ (الگ ہو کر)

یہ آئیں چابیاں اب ہاتھ میں میرے خزانے کی
میں دونوں ہاتھ سے کوشش کروں اسکے لٹانے کی
نکیں ایسی پھیر دوں جھاڑو نہ پائی ایک پانے کی
یہ ہے ترکیب اچھی کیرتی ان کے مٹانے کی
خزانے میں نہ ڈھونڈے سے اسے جو پائیگا پیسہ
تو پورن یگیہ کرنے کو کہاں سے لائیگا پیسہ

دوسرا سین

ششپال کا قتل

یدھشٹر۔ پرماتما کی دیا بزرگوں کے اقبال اور آپ صاحبان کی امداد سے یہ مہان یگیہ نرودھن سماپت ہو گیا جس کے لئے جہاں میں پرماتما کو دھنباد دیتا ہوں۔ وہاں جملہ حاضرین کے حُسن واخلاق کی بھی داد دیتا ہوں۔ اب صرف

گا۔ اور اس زبان درازی کا ابھی مزا چکھا دوں گا۔ میں صرف اس وجہ سے اب تک خاموش تھا کہ تو ہمارا مہمان ہے۔ اور اپنے گھر آئے ہوئے دشمن کا نرادر کرنا بھی ہماری خلاف شان ہے۔ مگر جہاں میزبان کے لئے اپنے مہمان کی خاطر اور دلداری ایک شریفانہ طرز ہے۔ وہاں اپنے میزبان کی عزت و آبرو کا پاس کرنا بھی تو مہمان کا ضروری فرض ہے۔

بھیشم پتامہ۔ (بھیم کا ہاتھ روک کر) شانتی! شانتی!! بھیم سین! شانتی!!!

؎ شانتی سے کام لو چھوڑ دو نہ اس مریاد کو
سرد لوہا کاٹ دیتا ہے گرم فولاد کو

ششپال۔ (تنک کر) اجی کیسی شانتی؟ ہماری غیرت اس بات کو ہرگز نہیں مانتی۔ ارے ہم کو اپنی بہادری کا خوف دکھلاتا ہے۔ عزت تو لے لی۔ اب سو بھی لینا چاہتا ہے۔ ایک گنوار گوالے کا حواری اور پجاری بن کر بجائے شرمساری کے اتنا تیز طرار ہو رہا ہے۔ اور الٹا ہمارے ہی سر پر سوار ہو رہا ہے۔

بھیشم پتامہ۔ افسوس کہ بار بار سمجھانے پر آپ کی وہی طرز گفتگو رہی۔ اور کرشن جی کی شان میں وہی مَیں مَیں تو تُو رہی۔

ششپال۔ پھر وہی کرشن جی، بھیشم جی! یقین مانئے کہ جب آپ ایک ایسے مورکھ اور لٹھ انسان کا اس عزت سے نام لیتے ہیں۔ تو آپ کے الفاظ میرے کرودھ کی اگنی پر تیل کا کام دیتے ہیں ؎

کر کے پوجن آپ نے اک ناستک انسان کا

ششپال۔ (قطع کلام ہوکر) بس جی بس رہنے دو۔ مجھے یہ چاپلوسی کی باتیں نہیں بھاتیں۔ تمہیں بھی کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کس کا خاندان۔ کیسا رتبہ؟ ایک معمولی گوالا۔ بچھوؤں کے چرانے والا۔ جس کا نہ کوئی دھرم نہ کچھ اصول۔ پہلے سرے کا نامعقول۔ بات بات پر کرشن جی۔ کرشن جی۔ ارے کرشن جی کیا! کتنا گوالا ہو۔

بھیشم پتامہ۔ ششپال! میں پھر کہتا ہوں کہ بڑا بول نہ بول۔ اور اتنا منہ نہ کھول جو پدوی انہیں دی گئی ہے۔ وہ ہر طرح سے اس کے مستحق تھے۔

ششپال۔ اونہہ ہوں! مستحق تھے تمہارے کہنے سے۔ آچاریہ مر گئے کوروں کا خاتمہ ہوگیا۔ بزرگ الوپ ہوگئے۔ بس سب کی جگہ ایک چرواہا رہ گیا۔ لعنت اس عقل پر۔ ارے اندھو اگر بزرگی کے لحاظ سے یہ عزت دینی تھی۔ تو اس کے باپ واسدیو کو ہی دے دیتے۔ اگر گورو کا پوجن کرنا تھا۔ تو درونا چاریہ موجود تھے۔ بہادری کا خیال تھا تو کرپا چاریہ اشوتھاما، دریودھن، کرن وغیرہ اپستھت تھے۔ مگر سب کا بزرگ سب کا آچاریہ، سب کا گورو گھنڈال یہ کل کا لڑکا بن بیٹھا۔ یدھشٹر تو غلطی کر ہی بیٹھا تھا۔ مگر اس بے غیرت کو بھی شرم نہ آئی۔ نہ اپنی ذات دیکھی نہ اوقات۔ جھٹ ہاتھ باہر نکال لیا۔ اور فوراً جواہرات کا تھال سنبھال لیا۔ ہائے لالچ بری بلا ہے۔

بھیم۔ (گدا اٹھا کر) بس بس او زبان دراز۔ بہتر ہے کہ اب بھی اپنی زبان کو تھام لے اور ذرا سبھیتا سے کام لے۔ ورنہ ایک ہی ہاتھ میں دن میں تارے دکھا دوں

تیسرا سین

راج بھون کی سیر

دریودھن۔ (یدھشٹر سے) سب مہمان وداع ہو چکے۔ اب مجھے بھی گھر جانے کی اجازت دیجئے۔

یدھشٹر۔ مہمان وداع ہو چکے تو ہونے دو۔ تم کوئی مہمان نہیں ہو۔ وہ بھی گھر ہے۔ یہ بھی گھر ہے۔ ابھی ذرا کام دھندے سے فراغت پائی۔ تو چلنے کی ٹھیرائی۔ کثرت کام کی وجہ سے اب تک تو تم کو اندرپرستھ کی سیر بھی نہیں کرائی۔

دریودھن۔ بے شک یہ بھی میرا گھر ہے۔ مگر پیچھے کا بھی تو فکر ہے کیونکہ میری زیادہ عرصہ کی عدم موجودگی سے انتظام سلطنت میں خلل آ جانے کا ڈر ہے۔

یدھشٹر۔ خیر اگر زیادہ نہیں۔ تو آج کا دن تو قیام کیجئے۔ اور نہیں تو راج بھون کو تو دیکھ لیجئے۔

دریودھن۔ بہت بہتر۔ اگر زیادہ ہی اصرار ہے۔ تو آپ کا حکم سو کیا ہے۔ مگر زیادہ عرصہ ٹھیرنا دشوار ہے۔

ناش کر ڈالا ہماری آبرو اور مان کا

بھیشم پتامہ سے سر نہیں اونچا کبھی رہتا سُنا ابھیمان کا
اپنے ہی منہ پر پڑا تھوکا ہوا آسمان کا

ششپال سے کچھ پتہ ملتا نہیں جس کے دھرم ایمان کا
مستحق وہ کس طرح سے ہو سکے اس مان کا

کرشن جی۔ (سدرشن چکر کو گھما کر) سنبھل! سنبھل!! اور موت کے متلاشی! سنبھل!!!

موت جب نزدیک آتی ہے کسی انسان کی
نشٹ ہو جاتی ہے شکتی آنکھ کی اور کان کی
کچھ خبر رہتی نہیں ہے لابھ کی اور ہان کی
دیکھ لو پرتیکش کو حاجت نہیں پرمان کی
خوب اُچھلا خوب اکڑا خوب پیٹی تالیاں
ہو جا اب ہوشیار پوری ہو چکی سَو گالیاں

[کرشن جی کا سدرشن چکر چلانا۔ ششپال کا سر دھڑ سے الگ ہو جانا۔ تمام منڈپ میں ایک سناٹا سا چھا جانا۔ باقی راجاؤں کا دم بخود ہو جانا اور یگیہ کا اختتام ہو جانا]

ا۔ ششپال کرشن جی کا خالہ زاد بھائی تھا۔ کرشن جی نے اپنی خالہ یعنی ششپال کی والدہ سے کسی وقت یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میں تیرے بیٹے ششپال کے ۹۹ قصور معاف کر دوں گا لیکن اس سے بڑھ گیا۔ تو درگذر نہیں کروں گا۔

یہاں سے جمنا تک ایک سرنگ نکالی ہے۔

دریودھن۔ وہ کس مطلب کے لئے۔

بھیم۔ دریائے جمنا میں اشنان کرنے کے لئے۔

شکنی۔ (دریودھن سے) نہیں بھائی! تمہارے ڈوب مرنے کے لئے۔

دریودھن۔ (الگ ہوکر) ؎

بنایا کس طرح سے ہے بھون یہ ان فقیروں نے
میرا سب ورب دے ڈالا انہیں میرے وزیروں نے

شکنی۔ ؎ نہیں یہ در اصل لایا مکاں اپنا دکھانے کو
کرائی ہے بھون کی سیر تیرا دل جلانے کو

بھیم۔ ذرا آگے آئیے۔ اور اس طرف کی عمارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

دریودھن۔ ذرا ٹھیرئیے۔ میں دامن سنبھال لوں۔

شکنی۔ اور میں بھی جوتیاں نکال لوں۔

بھیم۔ (مسکرا کر) کیوں؟ کیا کشتی دکھانے کی ٹھانی ہے؟

دریودھن۔ اجی نہیں! کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ یہاں پانی ہے۔

دروپدی۔ (محل کی دریچی میں سے) ؎

نظر آئے نہ کچھ دن میں یہ گُن ہوتے ہیں اُلّو میں
سنبھلنا ڈوب مت جانا کہیں پانی کے چُلّو میں

بھیم۔ بھائی صاحب! ذرا آنکھوں کے ناخن اتروائیے۔ سفید زمین کو پانی کا تالاب نہ بتلائیے۔ لیجئے میں چلتا ہوں۔ میرے پیچھے آیئے۔

یدھشٹر۔ (بھیم سے) بھیم سین! تم ان کے ساتھ جاؤ۔ بھائی دریودھن اور ماموں شکنی کو اچھی طرح راج بھون کی سیر کراؤ۔

بھیم۔ بہت اچھا بھائی صاحب! آئیے۔ ماموں صاحب آپ بھی تشریف لائیے۔

(چلے گئے)

دریودھن۔ آہاہاہا۔ مکان ہے یا اندر کا پرستان ہے؟

شکنی۔ (دریودھن سے) جی ہاں! مکان ہے یا ہماری دل آزاری کا سامان ہے۔

بھیم۔ یہ دیکھئے اس مکان کی چھت پر ایک خاص قسم کی میناکاری ہے۔

دریودھن۔ بے شک بڑی اعلیٰ دستکاری ہے۔

شکنی۔ (دریودھن سے) جی ہاں! ہمارا دل جلانے کے لئے کھڑس میں چنگاری ہے۔

بھیم۔ یہ دیکھئے۔ اس دیوار کی سنت کاری کیسی اعلیٰ ہے۔

دریودھن۔ بے شک اس میں تو کاریگر نے کمال کر ڈالا ہے۔ دیکھو تو کیسا چکنا مصالحہ ہے۔

شکنی۔ جی ہاں! یہ مصالحہ۔ اسی نے تو جلا کر خاک کر ڈالا۔ یہ کہئیے جناب والا۔ تمہارا تو نکل گیا دیوالہ۔

بھیم۔ (شکنی سے) یہ دیکھئے اس دروازے پر جو پردے پڑے......

شکنی۔ (تنک کر) جی ہاں! میں نے ایسے ایسے جھونپڑے بہت دیکھے ہیں۔ یہ پردے دریودھن کی عقل کے دروازے پر ڈال لیئے۔

بھیم۔ (دریودھن سے) یہ دیکھئے۔ ظاہر تو زمین بالکل خالی ہے۔ مگر در اصل

بیچارے کوڑی ناحق زمیں پر ڈبکیاں کھاتی
کوئی ڈوبے ہے پانی میں تو یہ ڈوبے ہے بن پانی

دریودھن۔ ۔

اُڑائی ہے ہنسی میری صریحاً ہے بے ایمانی
ہُوا ناسور دل میں اور اس میں بھر گیا پانی

شکنی۔ ۔

عقل پر پڑ گئے پتھر سمجھ پر پھر گیا پانی
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

بھیم۔ ۔

اجی باہر نکل آیئے یہاں ہے بہت کم پانی
ابھی چل کر نہلا دوں گا کرا دوں گا گرم پانی

دریودھن۔ ۔

نکالو تم ہی خود آکر جگہ مجھ کو نہیں پانی
اِدھر پانی اُدھر پانی جہاں دیکھو وہیں پانی

بھیم۔ میرے ساتھ ساتھ چلے آیئے۔ اس طرف بالکل پانی نہیں۔

شکنی۔ دیکھنا دل میں اور کچھ تو بے ایمانی نہیں؟

بھیم۔ یہ آپ کی فضول بدگمانی ہے۔ بھلا میرے دل میں کیا بے ایمانی ہے۔ یہ تو آپ کی آنکھوں کی مہربانی ہے۔ جو دیدہ دانستہ غوطے کھانے کی ٹھانی ہے۔

دریودھن۔ ارے یہ مکان ہے یا بھول بھلیاں کا ہیڈ آفس؟
شکنی۔ جی ہاں! اس کا نام سیر ہے، منہ پر محبت اور دل میں بیر ہے ؎

جو ان کو آشنا سمجھے تو ابیسوں سے خدا سمجھے
پڑے ہاں پتھر تمہاری عقل پر سمجھے تو کیا سمجھے

بھیم۔ یہ دیکھئے اس جگہ کو ساون بھادوں کہتے ہیں۔ دیکھنے والے کو یہی خیال ہوتا ہے گویا قدرتی پانی کے چشمے بہتے ہیں۔
شکنی۔ (دریودھن سے) یہاں پانی وانی کچھ نہیں۔ بھیم دھوکہ دے کر ہمارا مخول اڑانا چاہتا ہے۔
دریودھن۔ ایسا کیا میں بالکل ہی بیوقوف ہوں۔ یہ صاف بلور کا فرش نظر آتا ہے۔ جو اندھوں کو بھی........... (پانی میں گر گیا)
ارے باپ رے۔
بھیم۔ (قہقہہ لگا کر) اجی بھائی صاحب! راستہ تو اس طرف ہے۔ آپ کہاں چلے گئے؟
دریودھن۔ (جھنجھلا کر) چلا گیا تیری ایسی کی تیسی۔ میں اس سیر سے باز آیا مہربانی کر کے مجھے اس اندرجال سے نکالو۔
دروپدی۔ (قہقہہ لگا کر) ؎

ارے واہ عقل کے اندھے مجھے ہے سخت حیرانی
کہاں ہے فرش پتھر کا نظر آتا نہیں پانی

سہیلیاں۔ (کھلکھلا کر) ؎

تیزی میں آنے لگے۔ اور خواہ مخواہ تلملانے لگے ؎

نہیں واجب ذرا سی بات پر آنا شتابی میں
تمسخر ایسا ہو جاتا ہے دیور اور بھابی میں

دریودھن۔ بس صاحب! معاف کیجئے۔ واہ واہ کیا اچھی تہذیب ہے ؎

میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے رشتے اور تمسخر پر
شریفوں کا اُڑانا مضحکہ وہ بھی بُلا گھر پر

بھیم۔ نہیں بھائی صاحب! یہ محض آپ کا خیال ہے۔ ورنہ آپ کی ہنسی اڑانے کی کس کی مجال ہے۔ چلیئے باہر تشریف لے چلیئے۔

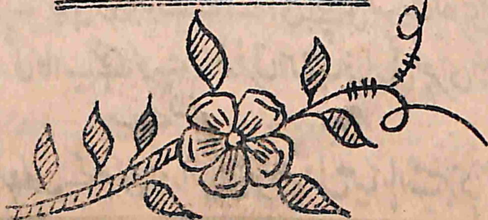
دریودھن۔ باہر کدھر سے جاؤں۔ کہیں راستہ نظر آئے۔ تو قدم اٹھاؤں یا یوں ہی دیواروں سے سر پھوڑ واؤں۔

بھیم۔ اگر دروازہ نہیں تو میں تو نظر آتا ہوں۔

دریودھن۔ تو کیا تمہارے پیٹ میں گھس جاؤں۔

بھیم۔ اجی پیٹ میں نہ گھس جایئے۔ بلکہ میرے ساتھ آیئے۔

(سب جاتے ہیں)



دریودھن۔ خیر۔ ان باتوں پر اب مٹی ڈالئے۔ مہربانی کر کے مجھے اس مکان سے باہر نکالئے۔

بھیم۔ بہت اچھا پدھاریئے۔ ادھر چل کر یہ کپڑے اُتاریئے۔

دریودھن۔ ہاں۔ ہاں چلیئے۔ مجھے خود سردی ....

(ایک دیوار سے ٹکر کھا کر) ہائے ہائے پھوٹ گیا سر (دیوار پر لات مار کر) ارے یہ دیوار ہے یا در۔

بھیم۔ آج تو آپ کمال کر رہے ہیں۔ اجی یہ تو دیوار ہے۔ جسے آپ دروازہ خیال کر رہے ہیں۔

دروپدی۔ (قہقہہ لگا کر) ؎

ڈنگوری پکڑ کر کوئی کرو امداد اندھے کی
نہ ہو اندھا یہ کیوں آخر تو ہے اولاد اندھے کی

دریودھن۔ ؎

یہ جو کچھ سمجتی ہے، ہے سبھی کچھ داد اندھے کی
کرو ہو عیش جس پر ہے وہ جائداد اندھے کی
وہ دن آئیں گے آئے گی تجھے جب یاد اندھے کی
بتا دونگا کہ میں ہوں یا ہے تو اولاد اندھے کی
نہیں یہ قہقہہ ہے آگ ہے بجلی کے شعلے ہیں
تری بد قسمتی کے دن ترے منہ چڑھ کے بولے ہیں

بھیم۔ اجی واہ بھائی صاحب! بس اسی قدر استقلال تھا کہ ذرا سی بات پر ہی

ہے تعجب کہ پایا کہاں سے یہ دھن پاس کھانے کو تھا سیر بھر ہی نہیں
میرے نستچہ ہی ....

میں نے اپنی طرف سے اگرچہ کوئی دھن لٹانے میں چھوڑی کسر ہی نہیں
اس قدر بے تحاشا لٹانے پر بھی انکے دھن پہ ہوا خاک اثر ہی نہیں
میرے نستچہ ہی ....

ملک سارے انہوں نے مطیع کر لئے کوئی سنمکھ اُٹھاتا نظر ہی نہیں
کوئی دن ہیں صفایا کرینگے میرا وہ کریں گے کبھی درگذر ہی نہیں
میرے نستچہ ہی ....

کسی دشمن کا ان کو نہ کھٹکا رہا انکے دل میں رہا کچھ خطر ہی نہیں
کوئی ان سے لڑائی بھڑائی کرے رہا اس بات کا بھی فکر ہی نہیں
میرے نستچہ ہی ....

اب تکبر انہیں اس قدر ہو گیا کوئی نظروں میں جچتا بشر ہی نہیں
مان بیٹھے ہیں ہم سا زمانے میں اب کوئی جسونت سنگھ شیر نر ہی نہیں
میرے نستچہ ہی ....

ناٹک

آشچریہ ہے، تعجب ہے، حیرانی ہے۔ پانڈوں کے اس بے انتہا عروج و اقبال کو دیکھ کر سخت پریشانی ہے۔ اندھیر ہے، ستم ہے، غضب ہے۔ نہ معلوم ان کی اس بے نظیر ترقی کا کیا سبب ہے۔ کہاں تو وہ پرلے سرے کی کنگالی۔ اور کہاں یہ انتہا درجہ کی فارغ البالی۔ اس قدر دھن؟ اس

چھٹا نظارہ

پہلا سین

ہستناپور

چنڈال چوکڑی

{دریودھن۔ کرن۔ شکنی اور دوشاسن وغیرہ کا ایک مکان میں بیٹھے ہوئے نظر آنا}

دریودھن۔ گانا (بحر طویل)

میرے نشچہ ہی دن موت کے آگئے آتی بچنے کی صورت نظر ہی نہیں
زندگی کا اب ہونے کو ہے خاتمہ فرق اس میں ذرا رتی بھر ہی نہیں
میرے نشچہ ....
پانڈوؤں کے عروج اور اقبال کو دیکھ دل میں رہا اب صبر ہی نہیں

مہربانی یہ ....

اس طرح تو کبھی کوئی انجان بھی خود جڑوں پہ چلاتا کلہاڑا نہیں
آگ بغض میں لگا کر کنارے ہوئے سوچتا اب کوئی بھی کنارا نہیں

مہربانی یہ ....

کوئی ایسا نہیں بے عقل دوسرا جس نے دشمن کو موقع پہ مارا نہیں
تم تو چوکے نہ چوکیں گے پانڈو کبھی دیکھ لینا جو بدلہ اُتارا نہیں

مہربانی یہ ....

ہوگئے تم سے ہر بات میں وہ زبر اب دھرا تے وہ کچھ بھی ہمارا نہیں
جو لڑائی کریں اُن سے جسونت سنگھ یہ کوئی خالہ جی کا دوارا نہیں

مہربانی یہ ....

ناٹک

آپ نے جو کچھ کہا درست کہا۔ مگر یہ معاملہ اب تمہارے ہمارے بس کا نہیں رہا۔ مہاراج کی ذرا سی نرمی نے ہی بلکہ کوتاہ اندیشی نے یہ کانٹے بو دیئے۔ اور سچ پوچھو تو آپ دین دنیا سے کھو دیئے۔ تھوڑے دن میں دیکھنا کہ کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ اور مہاراج کو بھی ان ناز برداریوں کے کیا کیا نتیجے ملتے ہیں۔ اگر وہ ہستناپور کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دیں، تو میرا نام مٹا دینا۔ یقین نہ ہو۔ تو لکھ دیتا ہوں۔ غلط ثابت ہو تو ہاتھ کٹا دینا۔

شکنی۔ جی ہاں! آپ کا کہنا بالکل صحیح ہے۔ آپ نے گویا میرے دل کی بات کہی ہے۔ میرا بھی خیال یہی ہے۔ اب تو صرف ڈوب مرنے کی کسر رہی ہے۔

قدر روپیہ؟ نہ معلوم ان کو کہاں سے دفینہ مل گیا۔ میں نے اپنی دانست میں ان کا دھن لٹانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ جتنا لٹایا۔ اتنا تھوڑا۔ مگر اس قدر فضول خرچی اور فراخ دستی کے دھن میں نام ماتر بھی فرق نہ آیا۔ تمام خزانے اسی طرح بھرے رہے۔ گویا ان کو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس کے علاوہ ملک کے تمام راجے مہاراجے ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ اس لحاظ سے وہ گویا روئے زمین کے تاجدار ہو گئے۔ اُفوہ! اس قدر عروج؟ اتنا اقتدار؟ اغلب گیا۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ مجھ سے ضرور اپنا انتقام لیں گے۔ اور میری ہستی دنیا سے مٹا کر ہی آرام لیں گے۔ غرور تو ابھی سے اتنا بڑھا ہوا ہے کہ ان کا دماغ آسمان سے بھی اوپر چڑھا ہوا ہے۔

کرن۔ گانا (بحر طویل)

مہربانی یہ ساری پتا جی کی ہے دوشٹ اس میں اے بھائی تمہارا نہیں
خواہ مخواہ کا بکھیڑا کھڑا کر دیا لابھ اور ہان کچھ بھی وچارا نہیں

مہربانی یہ ....

دیدیا بانٹ کر راج ناحق انہیں دینا چاہیئے تھا بالکل سہارا نہیں
اور دیگر بھی کر دیئے خود مختار ایسی غلطی ہوئی جس کا چارہ نہیں

مہربانی یہ ....

بدی دینا ہی تھا دیتے اتنا فقط انکا مشکل سے چلتا گذارہ نہیں
نہ کہ ڈھیلی کری باگ ڈور اسقدر آنکھ اٹھا کر اُدھر کو نہارا نہیں

کے یہاں بلانے پر رضامند کرو۔

دوسرا سین

دھرت راشٹر کا دیوان خاص

{ مہاراجہ دھرت راشٹر بھیشم پتامہ اور ودر کا بیٹھے ہوئے نظر آنا۔ اور دریودھن کا آکر ہائے دوہائی مچانا }

دریودھن۔ گانا (بحر طویل)

کوئی تجویز ایسی بتا دو مجھے کہ میرے دل سے نکلے یہ رنج و الم
نہ میں زندوں میں ہوں اور نہ مردوں میں ہوں نہیں معلوم کیسے کٹتے ہیں کرم
کوئی تجویز.........

میرے جینے کا کوئی اُپائے کرو۔ یا زہر دو کہ جلدی نکل جائے دم
روز کے جھنجھٹوں سے رہائی ملے آج ہو جائے میرا جو قصہ ختم
کوئی تجویز.........

مجھے یہ بھی تو اب تک نہیں ہے علم میری نسبت تمہیں ہو گیا کیا بھرم
میرا جینا جو تم کو سہاتا نہیں کیجئے پھر خوشی سے میرا سر قلم

دوشاسن۔ ان گئی گذری باتوں پر مٹی ڈالو۔ اگر اب بھی کچھ بن سکتا ہے۔ تو بنالو۔ ورنہ تھوڑے دن اور مزے کی کھالو۔ بعد میں چپکے سے اپنی اپنی راہ لو۔

دریودھن۔ جس طرح سے آپ کی رائے ہو۔ مگر ان کی طاقت کا حال تو آنکھوں سے دیکھ آئے ہو۔

شکنی۔ بیشک آپ کا بالکل صحیح خیال ہے۔ اور لڑ بھڑ کر ان پر غالب آنا محال ہے۔ البتہ ایک چال ہے۔ اگر اس میں پھنس گئے۔ تو جو کچھ ان کے پاس ہے سب ہمارا ہی مال ہے۔ یعنی بندہ کو فن قمار بازی میں پورا کمال ہے۔ اُدھر یدھشٹر کو بھی اس کا کچھ کچھ چسکا ہے۔ مگر میرے مقابلہ میں اس کا تجربہ ننّو اور دس کا ہے۔ اس لئے اُس کا داؤ میرے بس کا ہے۔ ایک دفعہ میری انٹی پر چڑھ جائیں۔ بس ہمارے پو بارہ اور ان کے نو دو گیارہ ؎

پلوں میں پلٹ دوں پاسا جلی جب چال پاسے کی
پھنسا لوں ایک دم میں سب کو پھانسی ڈال پاسے کی

دوشاسن۔ واہ واہ۔ استاد جی! سوجھی تو خوب بڑی دور کی ہم نے تو تمہاری تجویز منظور کی (دریودھن سے مخاطب ہو کر) آگے جو مرضی حضور کی۔

کرن۔ واقعی تجویز تو بڑی معقول ہے۔ اور اس وقت جو کرنا بڑی بھاری بھول ہے۔ اگر اس طرح کام بن جائے تو لڑنا بھڑنا فضول ہے۔

شکنی۔ جی ہاں! یہ تو ایسا پھندا ہے جو پھنسے وہ قیامت تک نہ چھوٹے۔

دریودھن۔ یہ تو سب کچھ درست ہے۔ مگر......

دوشاسن۔ اس "اگر مگر" کو تو بند کرو۔ اور کسی ترکیب سے مہاراج کو ان

تیز طراز ہوگیا۔ یہاں تک کہ جاننے سے بھی بیزار ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیرے سر پر سنیچر سوار ہوگیا۔

دریودھن۔ پتاجی! سچ تو یہ ہے کہ پانڈوؤں کی بڑھتی چڑھتی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور ان کی بے نظیر ترقی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ خصوصاً راجسو یگیہ کر کے تو ان کا غرور اس قدر بڑھ گیا۔ کہ گویا دماغ ہی آسمان پر چڑھ گیا۔ یوں کیوں نہیں کہتا کہ اُن کا جاہ وجلال دیکھ کر میرے سانپ لڑ گیا۔ اور سینے میں اس کا گھاؤ پڑ گیا۔

دھرت راشٹر۔ پھر تیرے لئے تو یہ خوشی کا مقام ہے کہ تیرے بازو اور بھی زبردست ہوگئے۔ جس کی وجہ سے تیرے دشمنوں کے حوصلے خود بخود پست ہوگئے۔

دریودھن۔ ہاں اب کسی بیرونی دشمن کا خوف بے سود ہے جب ہزار دشمنوں کا ایک دشمن گھر میں موجود ہے۔ یہ سب آپ کی مہربانی کے نتیجے ہیں کہ دریودھن کے جانی دشمن آپ کے حقیقی بھتیجے ہیں جن کی سعادتمندی کے آپ بار بار گیت گاتے تھے۔ اور تعریفیں کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے تھے ویارہ دانستہ مجھ کو چڑانے اور جلانے کے لئے اپنے بھون کی سیر کرائی۔ اور مجھ کو دھوکا دے کر میری ہنسی اُڑائی۔ کہیں پانی کے حوض میں گرایا۔ کہیں مصنوعی دروازوں سے سر پھوڑ وایا۔ خیر وہ تو ایک طرف رہے۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ درویدی مجھ کو اندھے کی اولاد کہے۔

کوئی تجویز.........

کونسی ایسی منحوس تھی وہ گھڑی آپ کے گھر جو میرا ہوا تھا جنم
ایک دن بھی نہ سُکھ سے گذاری عمر ایک پل بھی نہ دل سے ہوا دور غم

کوئی تجویز.........

جان دیدوں گا آخر یونہی ایک دن میرے جینے کا اب کیا ہاہئے ھرم
کوئی ماں باپ ایسے نہ ہونگے کہیں کریں اولاد اپنی پہ ایسا ظلم

کوئی تجویز.........

ہر طرح سے میں رُسوا کیا آپ نے کوئی مجھ سا جہاں میں نہیں بے شرم
باپ بیٹے کو دے زہر جسونت سنگھ ہا ستم ہا ستم ہا ستم ہا ستم

کوئی تجویز.........

ناٹک

غضب! ستم!! اندھیر!!! انیائے! ہائے ہائے باپ بیٹے کی گردن پر چھری چلائے؟ ایسا ظلم نہ آنکھوں سے دیکھا۔ نہ کانوں سے سُنا جیسا کہ میں آپ کے ہاتھوں سے بغیر آگ جلا بھنا۔ اس امیری سے تو یہ بہتر تھا کہ کسی غریب کنگال کے گھر جنم ہوتا۔ تاکہ آئے دن اپنی قسمت کو نہ روتا۔ پیٹ بھر کھاتا۔ اور نیند بھر سوتا۔ مگر اس گھر میں جب سے ہوش سنبھالی۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کنگالی کی کنگالی۔ لعنت ہے اس راج پر۔ دھکار ہے اس بادشاہی پر۔ اور سب سے زیادہ لعنت میری زندگی پر۔

دھرت راشٹر۔ ارے جنم جلے! آج تجھے کیا وکار ہو گیا۔ جو خواہ مخواہ اتنا

طبیعت چاہی رونے کو دھوئیں کا تو بہانا ہے

دریودھن۔ یہ اپنی کھچڑی الگ ہی پکاتے ہیں۔ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے۔ مگر یہ بن بُلائے کے مہمان ضرور بن جاتے ہیں۔ خواہ مخواہ اپنی ٹانگ بیچ میں پھنساتے ہیں۔

دھرت راشٹر۔ تو خواہ مخواہ اتنی کھینچ تان کرتا ہے۔ کچھ اپنا دلی مدّعا بھی بیان کرتا ہے۔

دریودھن۔ لیجئے۔ میں اپنا دِلی مدّعا بھی تبلاتا ہوں۔ وہ یہ کہ یدھشٹر وغیرہ کے ساتھ بساط قمار بازی پر اپنا دل بہلانا چاہتا ہوں۔

دھرت راشٹر۔ (سہم کر) ہرے! ہرے!! جوآ! ارے نالائق! تجھے یہ مرض کہاں سے ہوا؟ تجھ پر لعنت کی مار۔ اس کی تو جیت بھی ہار۔ اور ہار بھی ہار۔

شکنی۔ جی ہاں! یوں تو آپ کا بڑا سر لیشٹ وچار ہے۔ مگر بھائی بھائیوں کے کھیل میں کس کی جیت اور کس کی ہار ہے۔ کیا مجال جو ادھر سے اُدھر ایک پائی ہو جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس ذریعہ سے ان کے دلوں کی صفائی ہو جائے۔

بھیشم پتامہ۔ دلوں کی صفائی تو نہ ہوگی۔ البتہ کُل کی صفائی ضرور ہو جائے گی۔ اور اس کھیل میں ہی خونریز لڑائی ہو جائے گی سے

جوئے سے ناش ہوتا ہے عقل کا دِیر تا بل کا
جوئے کے نام سے ہی کانپتا ہے بیل بھی ہل کا
نہ منہ دکھلائے پرمیشور کسی کو ایسی محفل کا

دھرت راشٹر۔ ارے تو بھی کمال کر رہا ہے۔ جو معمولی سی بات پر دل میں اس قدر ملال کر رہا ہے۔ اور آپس کی ہنسی دل لگی کو اپنی ہتک خیال کر رہا ہے۔ اوّل تو دروپدی سے مجھے ایسی اُمید نہیں۔ کیونکہ وہ سمجھدار اور عقلمند ہے۔ بالفرض اگر کچھ کہہ بھی دیا۔ تو تیرا اور اس کا دیور بھابی کا سمبندھ ہے۔ سچ پوچھے تو تیری یہ جلی بھُنی طبیعت مجھے سخت ناپسند ہے۔

دریودھن۔ ہاں آپ کو ناپسند کیوں نہ ہو۔ جب آنکھیں بند ہیں۔ تو عقل کا دروازہ بھی بند کیوں نہ ہو۔ جب آپ ہی ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ تو پھر ان کا حوصلہ دوچند کیوں نہ ہو۔ کون سمبندھی، اور کس کے رشتہ دار۔ اس رشتہ پر لاکھ لعنت ہزار پھٹکار۔

دھرت راشٹر۔ ارے بیہودے! آج تو طرز گفتگو میں بھی کمال کر رہا ہے۔ جب تو ہی میری شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ تو دروپدی کے کہنے کا کیوں ملال کر رہا ہے ؎

میری نسبت تو ہی یہ لفظ استعمال کرتا ہے
تو پھر اوروں کے کہنے کا تو ناحق خیال کرتا ہے

دوڑ ۔ ۵

جلن کچھ اور ہے دل میں مگر منہ پر نہیں لاتا
جلایا ہے اسے جس آگ نے وہ اور ہے بھراتا
فقط الجھے ہوئے فقرے نہ اصلی بھید بتلاتا
اصل میں پانڈوؤں کا دم قدم اس کو نہیں بھاتا
تمہیں ہنتھے چڑھا کر چاہتا کچھ گل کھلاتا ہے

کوئی کام کرو تو ودرجی۔ ودرجی نہ ہوئے کوئی ہتھیلی کا پھوڑا ہو گئے۔

دھرت راشٹر۔ زیادہ شور مچائے گا۔ تو بدنام ہو جائے گا۔ تو جا کر آرام کر۔ اُمید ہے کہ تیرے حسب منشا سب کام ہو جائے گا۔

شکنی۔ جی ہاں! آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ چلو جب آپ نے اقرار کر لیا۔ تو پھر کسر کس بات کی رہی ہے۔ چلو بھائی! اب چل کر آرام کریں گے۔ مہاراج خود ان کے بُلانے کا انتظام کریں گے۔

تیسرا سین

اندر پرستھ

مہاراج یدھشٹر کی راج سبھا

نرتکاؤں کا گانا۔ (بطرز: ہائے سیاں ٹردوں توڑدے بیاں)

آؤ سیاں۔ ڈالوں ہیں گل بیاں۔ سُنائیں رجھائیں ری

مہاراجہ یدھشٹر کی سبھا میں آج آنند کے گیت گاویں

گاویں موری آلی رجھائیں موری آلی

میں واری بلہاری ہم ساری متواری

سیاں ڈالوں ہیں گل بیاں......

بدولت اس جوئے کے ہی ہوا تھا حال کیا نل کا
سو جھائی ہے تجھے کس نے ارے نامرد پاسے کی
پلٹ جائے گا پاسہ ہی چلی جب نرد پاسے کی

دھرت راشٹر۔ ہاں۔ ہاں۔ میں خود مانتا ہوں کہ جوآ بہت بُری چیز ہے۔ مگر اس بیچارے کو ابھی اس بات کی کیا تمیز ہے۔ دریودھن یہ بہت بُرا فعل ہے۔ بھلا جوآ بھی شریف آدمیوں کا کھیل ہے؟ میں ہرگز اس پاپ کرم کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور مرتی دفعہ یہ کلنک کا ٹیکہ اپنے سر پر نہیں لے سکتا۔

دریودھن۔ زیادہ کھینچ تان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر آپ اجازت نہیں دے سکتے۔ (ایک خنجر نکال کر) تو دریودھن کے زندہ رہنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔

شکنی۔ (دریودھن کا ہاتھ پکڑ کر ٹھہر! ٹھہر! یہ کیا کرتا ہے۔ دیکھئے مہاراج یہ خودکشی کرکے مرتا ہے۔

دھرت راشٹر۔ ارے دریودھن! یہ کیسا پاگل پن؟ تیری طبیعت میں بہت جلدبازی ہے۔ مگر خیر۔ اگر تو اسی بات میں راضی ہے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر میں ودرجی سے اس کے متعلق صلاح لوں گا۔

دریودھن۔ (چیں بجبیں ہو کر) بات بات میں ودرجی سے صلاح لوں گا۔ کیا ہرج ہے۔ آپ ان سے صلاح لیجئے۔ میں اپنی راہ لوں گا۔ اُدھر ودرجی۔ اِدھر آپ۔ نہ میں تمہارا بیٹا۔ نہ تم میرے باپ۔ کوئی بات پوچھو۔ تو ودرجی۔

شری وِدرجی مہاراج کے پدھارنے کا شبھ سماچار لایا ہے۔
یدھشٹر۔ ارجن! تم چچا کے سواگت کے لئے جاؤ۔ اور ان کو اپنے ہمراہ دربار میں لاؤ۔

(ارجن کا جانا۔ اور ودرجی کو ہمراہ لے کر دربار میں آنا)

یدھشٹر۔ (ودرجی کے قدمبوس ہو کر) آج کا دن ہمارے لئے بڑا سوبھاگیہ کا دن ہے۔ جو آپ نے شبھ آگمن سے اس نگری کو پوتر کیا۔ فرمایئے ہستناپور میں تو سب پرکار سے کشل ہے؟
ودر۔ ہاں ہستناپور میں ہر پرکار آنند ہے۔ بھائی دھرت راشٹر نے تم سب کو یاد فرمایا ہے۔ اور فوراً ہستناپور میں بُلایا ہے۔
یدھشٹر۔ چچا کا حکم سر ماتھے پر۔ مگر ایسا کیا کام ہے۔ جو فوراً ہی حاضر ہونے کا پیغام ہے۔
ودر۔ نہ کچھ کام ہے۔ نہ دھندا ہے۔ صرف تمہیں پھنسانے کے لئے بے ایمانی کا پھندا ہے۔ دھرت راشٹر نیتر ہین تو تھا ہی۔ مگر عقل کا بھی اندھا ہے۔
یدھشٹر۔ آخر کیا وارتا ہے۔ آپ کی باتیں سُن کر میرا تو خون جوش مارتا ہے۔
ودر۔ بات دراصل یہ ہے کہ دریودھن نے یہاں سے جا کر بھائی دھرت راشٹر کے پاس کچھ واویلا کیا۔ رویا پیٹا۔ اور نہ معلوم کیا کیا جھمیلا کیا۔ اور کیسے کیسے داؤ پیچ کھیلا کیا۔ یہاں تک۔ کہ ان کو بالکل

گھر گھر میں تورا یش چھائے رہو مہاراج

پرجا سب بلہارا ....

گھر گھر ہوتے منگلا چار ست کا ہوتا ہے بیوہار

کیا دربار کیا بازار کیا گھر بار کیا نر نار

سکھیاں ڈالوں میں گل بیاں ....

ایک۔

سارے سنسار میں ملک و دربار میں بستی اُجاڑ میں تیری دہائی ہے

کوہ میں کوہسار میں سندھو کی دھار میں گھر میں بازار میں کیرتی بھلائی ہے

دوسری۔

پرجا سے پیار ہے۔ پرجا نثار ہے۔ مرنے کو تیار ہے۔ سوگند کھائی ہے

سنچا بیوہار ہے۔ دھرم پرچار ہے۔ سب کا اُدھار ہے۔ لوگ کیا لوگائی ہے

تیسری۔

ست کا پرکاش ہے، پورن سب آش ہے شترو کا ناش ہے، سب کی صفائی ہے

سکھ کا نواس ہے سمپت سب پاس ہے، ہمری ارداس ہے، ایشور سہائی ہے

چوتھی۔

دھن سے بھرپور ہیں۔ درد سب دُور ہیں جگ میں مشہور ہیں ایسی چھب چھائی ہے

بھارت کے نور ہیں۔ دشمن معذور ہیں۔ حاضر حضور ہیں۔ گردن جھکائی ہے

ناٹک

چوبدار۔ پانڈو کل دیپک! شری چھترپتی مہاراج کی جے ہو۔ یہ سیوک

ساتواں نظارہ

پہلا سین

ہستناپور

محفل قماربازی

نرتکاؤں کا گانا۔ (بطرز: مینکو سانورے نے گاری دی)

چھائے رہی چھب آج سکھی رنگ راج بھون میں

چھائے رہی چھب آج......

یش چھایو ہے نگر نگر میں منگل گاوت ہیں گھر گھر میں

جگمگ چمکے تاج......

سکھی رنگ راج......

پرجا ساری نر اور ناری تن من دھن سے ہو بلہاری

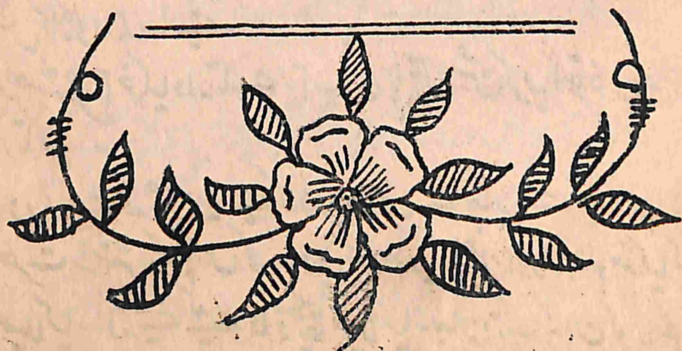
پل پل سکل سماج......

ہی اپنی مٹھی میں بند کرلیا - اور آخر اس بات پر رضامند کرلیا کہ یدھشٹر وغیرہ کو اندر پرستھ سے بلایا جائے - اور ان کا میرے ساتھ جوآ کھلایا جائے - میں نے ہر چند سمجھایا - بھیشم پتامہ جی نے بہتیرا زور لگایا - مگر ان کی سمجھ میں ایک نہ آئی - آخر تمہیں بلانے کے لئے میری ہی ڈیوٹی لگائی - میں صرف اس خیال سے چلا آیا کہ اگر کوئی دوسرا جائے گا - تو اصل حال نہ سنائے گا - صرف سندیشہ ہی دے کر چلا آئے گا -

یدھشٹر - دریودھن بھی عجب عقل کا مالک ہے - ایسی باتیں کرتا ہے گویا بالکل ہی نادان بالک ہے -

ودر - اول تو خود اس کی طبیعت ہی حد سے زیادہ شرارتی ہے اس پر اس کی چنڈال چوکڑی اسے اور بھی شہ دیکر ابھارتی ہے -

یدھشٹر - اور چاہے کتنی ہی مصیبتیں آئیں - خوشی سے جھیلوں گا - جانا تو مجھے ضرور پڑے گا - مگر جوآ ہرگز نہ کھیلوں گا -



دھرت راشٹر۔ کام وام تو کچھ نہیں۔ دریودھن کئی روز سے تمہیں ملنے کے لئے بیقرار ہے۔ اور اس کا تمہارے ساتھ دل بہلانے کے لئے کچھ شغل کرنے کا ودچار ہے۔

ودر۔ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ جوآ کھیلنے کے لئے تیار ہے۔

یدھشٹر۔ چچا جی! مجھے سخت حیرانی ہے۔ کہ آپ نے اپنے دل میں یہ کیا ٹھانی ہے۔ اور اس کام میں کیا بہتری کی صورت جانی ہے۔ میرا تو اس شغل کو دُور ہی سے پرنام ہے۔ بھلا جوآ کھیلنا بھی کوئی بھلے آدمیوں کا کام ہے۔

شکنی۔ یہ آپ کا خیال خام ہے۔ دراصل یہ بے نظیر کھیل اسی واسطے بدنام ہے کہ جن کے واسطے یہ ایجاد ہوا تھا۔ انھوں نے تو اس کی سرپرستی سے ہاتھ اُٹھا لیا اور ناتجربہ کار کم ظرف لوگوں نے اس کو ذریعہ معاش بنا لیا۔ ورنہ یہ لاثانی کھیل تو رموز سلطنت کے پوشیدہ رازوں کا دفینہ اور عقل ودماغ کی ترقی کا زینہ ہے۔ پہلے تمام راجے مہاراجے فرصت کے وقت اس سے اپنا دل بہلاتے تھے۔ گویا کھیل ہی کھیل میں ملک گیری کی تعلیم پاتے تھے۔

ودر۔ شکنی! تو کیا باتوں ہی باتوں میں یدھشٹر کے دل پر روغن قاز مل رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دریودھن پر تیرا جادو اچھی طرح چل رہا ہے۔ پرمیشور کے واسطے یہاں یہ فساد کا بیج نہ بو۔ کم از کم ہمارے بیٹھے تو یہ خاندان ملیا میٹ نہ ہو۔

دریودھن۔ آپ کو ہمارے ساتھ خدا واسطے کا بیر ہے۔ بھلا میں کوئی دوسرا

سکھی رنگ راج......

پرم سجان مہان پر بینا یگ پرجا پرتن من دینا

جگ جگ جیو مہاراج......

سکھی رنگ راج......

چہوں دِشا میں بجت نقارے جھولیں ہاتھی راج دوارے

دشمن دیت خراج......

سکھی رنگ راج......

نِسدن پل چھن ہم سٹ داری راجن پت مہاراج تمہاری

ایشور راکھے لاج......

سکھی رنگ راج......

ناٹک

یدھشٹر۔ (دھرت راشٹر کے چرن چھوکر) پوجیہ چچا جی! آپ کی آگیا انوسار یہ سیوک پریوار سہت حاضر ہو گیا۔

دھرت راشٹر۔ (گلے لگا کر) بیٹا! چرنجیو رہو۔ تمہیں سینے سے لگا کر میرا دل مسرور ہو گیا۔

شکنی۔ جی ہاں! ضرور ہو گیا۔ سب رنج والم دُور ہو گیا۔ اور سارا راج دربار آنند سے بھرپور ہو گیا۔

یدھشٹر۔ مجھے یاد فرمانے کا کیا کارن ہے؟ کوئی خاص کام ہے یا سادھارن ہے

ہے۔ اور معاملہ بالکل صاف ہے۔ گھڑی گھنٹوں کا کیا کام۔ دو چار ہاتھ ہوئے۔ اور کام تمام۔

یدھشٹر۔ ہم تو چاچا جی کے حکم کے پابند ہیں۔ اگر یہ اس بات پر رضا مند ہیں۔ تو یہاں کیا انکار ہے۔ ہمیں تو ان کا حکم ہر طرح سے سویکار ہے۔

دریودھن۔ بس تو پھر آئیے۔ اب کس بات کا انتظار ہے۔

یدھشٹر۔ میرے ساتھ کھیلنے کے لئے کون تیار ہے؟

دریودھن۔ میری طرف سے ماموں شکنی اس کھیل کا مختار ہے۔

یدھشٹر۔ بھئی واہ! یہ عجیب کھیل ہے۔ یہ تو مقابلہ بے میل ہے۔ ایک طرف پکا جواری۔ اعلیٰ درجہ کا کھلاڑی۔ دوسری طرف بالکل اناڑی۔

شکنی۔ آپ کا یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔ پاسہ نہ تو اناڑی کا دشمن ہے۔ نہ کھلاڑی کا میت ہے۔ اس میں تو جس کا داؤ پڑ جائے اسی کی جیت ہے۔

دوہرے
سنبھلنا دیکھنا آنا نہ اس کے دم دلاسے میں
یہ مارے گا پھنسا کر آپ کو اس سار پاسے میں

یدھشٹر۔ خیر جس طرح تم نے کہی۔ اسی طرح سے سہی۔ مگر ذرا نیت صاف رکھنا اور اپنی چالبدستیوں سے مجھ کو معاف رکھنا۔

شکنی۔ جی ہاں! آپ بے فکر ہو جائیے۔ اور جو کچھ داؤ پر لگانا ہو لگائیے۔

یدھشٹر۔ یہ اشرفیوں کی تھیلی ہیں نے داؤ پر لگائی۔

شکنی۔ (پاسے ہاتھ میں اٹھا کر) یا بے ایمانی تیرا آسرہ (پاسے ڈال کر) دیکھئے مہاراج پورے پو بارہ۔ یہ داؤ تو آپ نے ہارا۔

ہوں۔ یا یدھشٹر کوئی غیر ہے۔ اگر ہمارے دو گھڑی کے دل بہلانے سے خاندان ملیامیٹ ہوتا ہے تو ہونے دو۔ اجی تم اپنا کام شروع کرو۔ کوئی روتا ہے۔ تو پڑا رونے دو۔

یدھشٹر۔ چچا ودرجی کا بالکل صحیح ارشاد ہے۔ بلاشک جوا سکھ سمپت کا دشمن اور بنائے فساد ہے۔

دھرت راشٹر۔ اور میں نے بھی تو یہی کہا تھا کہ یہ کھیل بڑا نامراد ہے۔ مگر جس کام میں ان کی خوشی ہے۔ اسی میں ہمارا دل شاد ہے۔

بھیشم پتامہ۔ کیا خاک کہا تھا؟ ایک طرف اس کی تردید ہے۔ دوسری طرف داد ہے۔

دھرت راشٹر۔ پتامہ جی! محبت پدری کو وہی شخص جانتا ہے جو کہ خود صاحب اولاد ہے۔

بھیشم پتامہ۔ شوک ہے اس عقل پر لعنت ہے اس اولاد پر
نامناسب موہ کرے دھکار اس بیداد پر

شکنی۔ تعجب ہے اچنبھا ہے عجب مجھ کو حیرانی ہے
قبل از مرگ واویلا کہاں کی بدھیمانی ہے

دھرت راشٹر۔ اگرچہ میرا ان سب کی رائے سے اختلاف ہے لیکن اگر تمہاری نیت صاف ہے۔ تو اس جھگڑے جھمیلے کو بھاڑ میں ڈالو۔ اور دو گھڑی اپنا دل بہلالو۔

شکنی۔ جی ہاں! ان کا تو فضول اختلاف ہے۔ یہاں تو بیٹھنے کی دیر

یدھشٹر۔ یہیں گھڑی گھڑی کا جھگڑا ہی مٹاتا ہوں جس قدر میرے پاس مال و متاع ہے۔ معہ جیتے ہوئے دھن کے داؤ پر لگاتا ہوں۔

بھیشم پتامہ سے جیتے تو جیسکا پڑے ہارے لیت اُدھار
نامراد اس کھیل کی جیت بھلی نہ ہار

شکنی۔ لیجئے پاسے سنبھالئے اور ذرا ساودھان ہوکر ڈالئے۔

یدھشٹر (پاسے ڈالکر) دیکھئے پورے پندرہ اور دس۔

دریودھن۔ بس مہاراج بس۔ کیسے کے پندرہ اور دس تین اور دو پانچ اور ایک ہوا چھکا۔ اب کے تو آپ کی قسمت دے گئی دھکا۔

شکنی۔ (پاسے ڈالکر) یا میرے گورو گھنٹال۔ اب کے تو کردے نہال۔ دیکھئے جناب کر لیجئے حساب۔ بارہ اور چھ اٹھارہ۔ اور تین اکیس۔ اور چار پورے پچیس۔

دریودھن۔ (تالیاں پیٹ کر) واہ واہ وا۔ خوب مارا۔ یہ داؤ صاف ہمارا۔ جب پاسہ پڑے۔ تو کسی کے باوا کا کیا اجارہ

شکنی۔ کہئے اب کیا صلاح ہے۔ ارجن پر نیت ہے یا بھیم پر نگاہ ہے۔

یدھشٹر۔ بہت اچھا اگر تم اسی بات پر راضی ہو۔ تو اب کے بھیم سین کے نام سے ہی ہماری تمہاری بازی ہو۔

ودر۔ دھکار ہے۔ دھکار ہے۔ ارے یہ کیا انیاچار ہے؟ انھوں نے تو ساری مان بڑائی کا ہی گھات کر دیا۔ اور بکتے جواریوں کو بھی مات کر دیا۔ ان پاسوں کو توڑ پھوڑ کر بھاڑ میں ڈالو۔ اور اس کمبخت شکنی

یدھشٹر۔ ایک دو داؤ کے ہارنے سے کیا میں گھبراتا ہوں۔ اس دفعہ جس قدر نقدی میرے پاس ہے سب داؤ پر لگاتا ہوں۔

شکنی۔ جی ہاں! خوب دل کے ارمان نکالیئے۔ اب کے پاسے آپ ڈالیئے۔

یدھشٹر۔ (پاسے ڈالکر) اے نل مہاراج! رکھنا اس سیوک کی لاج۔

شکنی۔ اس میں نل کیا کرے گا۔ پاسے کی باتیں پاسہ ہی جانے۔ دیکھیے مہاراج! ہیں نہ تین کانے؟

یدھشٹر۔ یہ داؤ گیا۔ تو جانے جائے۔ اب کے داؤ پر میں نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے تمام زیور لگائے۔

ارجن ۔
گھائل ہو کر سورما بڑھ بڑھ ڈالے گھاؤ
ہارا ہوا جواریا ادھک لگائے داؤ

یدھشٹر۔ (پاسے ڈالکر) دیکھیئے یہ داؤ تو ہے ہمارا۔

شکنی۔ چھ اور تین نو اور تین بارہ۔ اور چھ اٹھارہ۔ بیشک یہ داؤ تمہارا تم جیتے اور دریودھن ہارا۔ اس داؤ پر دونوں طرف کا دھن آپ کا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ پاسہ کیا کسی کے باپ کا ہے۔

ودر ۔
ایک آدھ داؤ دیدیا اس میں بھی کچھ راز
تھپکی دے کر مارتے اکثر جوئے باز

دریودھن۔ کیا ہوا اگر یہ مجھے نہیں آیا۔ اب کی دفعہ میں نے اپنا تمام خزانہ داؤ پر لگایا۔

کچھ اس وقت ہو گذرا ہے۔ وہی کچھ کم نہیں۔ لیکن اب یہ یہاں تک بڑھے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہی داؤ پر لگانے لگ پڑے۔ اگر یہ فساد کا بیج بوؤ گے۔ تو یاد رکھنا کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر روؤ گے۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے۔ تو اسے بھولا نہ جانو۔ بہتر ہے کہ اب بھی کسی کا کہا مانو۔ ورنہ وہ منحوس وقت جس کا خیال کرتے ہوئے میرا ہر دہ کانپ رہا ہے۔ عنقریب آنے والا ہے۔ اس کے ذمہ وار تم ہو۔ اور اس کا بانی تمہارا سالا ہے۔

دھرت راشٹر۔ دریودھن! بس اب اس کھیل کو یہاں سے ہٹا۔ اور خواہ مخواہ میری ناک نہ کٹا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کون جیتتا ہے۔ اور کون ہارتا ہے۔ مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ہر ایک تیرے اس فعل پر دھکارتا ہے۔

دریودھن۔ جو بولتا ہے۔ وہ فضول جھک مارتا ہے۔ نہ معلوم میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ جو فضول بدلے اتارتا ہے۔ کیسی واہیات اور بے معنی تقریر ہے۔ دراصل ہمارے نمک کی ہی کچھ الٹی تاثیر ہے۔ تعجب ہے کہ ہمارا ہی کھائیں اور ہمیں ہی غرائیں۔

وِدُر۔ سن لیجئے پتامہ جی! اب یہ اس بات کا طعنہ دیتا ہے کہ ہمیں بیٹھے بٹھائے کپڑا اور کھانا دیتا ہے۔

بھیشم پتامہ۔ بیشک یہ ان کی ہم غریبوں کے حال پر بڑی مہربانی ہے مگر ناش ہونے کی یہی نشانی ہے۔

کو فوراً یہاں سے نکالو۔

اب بھی کچھ بگڑا نہیں اپنا آپ سنبھال
ورنہ یہ پاپی تجھے کردے گا پامال

دریودھن۔ آپ فضول کیوں تلملا رہے ہیں۔ اور بے فائدہ منہ پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں۔ پانڈوں کو بھاڑ میں ڈال دو۔ شکنی کو یہاں سے نکال دو۔ کس کو نکال دیں۔ کیوں بھاڑ میں ڈال دیں۔ ذرا اپنی زبان کو قابو میں کیجیے۔ بیٹھنا ہے۔ تو چپکے بیٹھے رہیئے۔ ورنہ اپنی راہ لیجیئے۔ کسی سے گفتگو کسی سے بات۔ خواہ مخواہ دخل در معقولات۔

ودر۔ بھائی دھرت راشٹر! آپ کی آنکھیں تو نہیں تھیں۔ مگر کانوں پر تو ابھی تک پرمیشور کی مہربانی ہے۔ سنتے ہو۔ آپ کے ہونہار کی گفتگو کیسی بے نظیر اور لاثانی ہے۔ یوں منہ میں گھنگھنیاں نہ ڈالو۔ اور کسی طرح اس وبال کو یہاں سے ہٹالو۔

دھرت راشٹر۔ یہ سارا نزلہ مجھ اکیلے پر ہی نہ ڈالو۔ اگر ہٹتا ہے۔ تو آپ ہی ہٹالو۔

ودر۔ میں تو جب ہٹالوں۔ جب میرا کہنا مانتا ہو۔ یا مجھے کسی گنتی شمار میں جانتا ہو میری بات تو ایسی بری لگتی ہے۔ گویا کلیجے میں چھری لگتی ہے۔ اول تو آپ نے یہ پاپ کا بیج بویا ہے۔ اس لئے اس کے ذمہ وار آپ ہیں۔ دوسرے آپ کا حق بھی اس پر میری نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ آپ اسکے باپ ہیں۔

بھیشم پتامہ۔ ودرجی کے دل پر اس واقعہ کا کچھ بیجا غم نہیں۔ اور جو

کونہال۔ اوہوہوہو۔ واہ رے تقدیر کے دھنی۔ دیکھئے مہاراج! یہ بازی بھی آپ کی نہ بنی۔ کیا اب سہدیو کو بھینٹ میں دو گے؟

یدھشٹر۔ چلو تو یونہی سہی۔ یہ بازی سہدیو کے نام سے سہی۔

شکنی ؎ سبھی کھلاڑی کھیلتے اپنی اپنی چال
جس کا پاسہ پڑ گیا وہ ہی ہوا نہال

(پاسے ڈال کر) ارے ہے رے رے رے ہے اے وہ مارا۔ دیکھئے صاحب یہ داؤ بھی ہمارا ؎

نہ جانے کس جنم کا آگے آیا پاپ
جو کچھ تھا ہار گیا رہ گئے آپ ہی آپ

کہو اب سر کیوں جھکایا ہے۔ خود بلیدان ہونے کا وقت تو اب آیا ہے ؎

اپنا سر دھر دار پہ لے ایشور کا نام
چڑھ جا بچہ سولی پر بھلی کریں گے رام

یدھشٹر ؎ ہے ازل سے گر یہی لکھا میری تقدیر میں
میں پھنسوں آ کر تمہاری قید کی زنجیر میں
دھن دیا دھرتی بھی دی بھائی دئے آخر میں
تاب ہے اب تیر میں طاقت نہ اب شمشیر میں
خاتمہ اب ہو چکا سب مان کا ابھمان کا
کیا بنے گا اب جہان میں مجھ اکیلی جان کا
منظور۔ منظور۔ منظور۔ تمہارا کہنا دل سے منظور ؎

دریودھن۔ (یدھشٹر سے) کہئے صاحب! آپ نے اس داؤ پر بھیم سین کو لگایا؟
یدھشٹر۔ ہاں ہاں لگایا۔
شکنی۔ (یدھشٹر سے) ۵

نہیں سار کی سار ہے نہیں کھیل کا ڈھنگ
سیدھی جب تقدیر ہے پاسے ڈال نسنگ

(پاسے ڈال کر) آہاہاہا! کیا کہنے ہیں۔ دینے والا ٹرا داتا ہے۔ جب دیال ہوتا ہے۔ تو چھپّر پھاڑ کر دلاتا ہے۔ دیکھئے بازی تو صاف ہماری ہے۔ اب کہئے کس کی باری ہے؟
یدھشٹر۔ اگر یہ داؤ نہیں آیا۔ تو اس بازی پر میں نے ارجن لگایا۔
شکنی ۵

پاسا جن کی ہیر پر قسمت جن کے ساتھ
انیشور کی جب نہر ہو جیتے خالی ہاتھ

(پاسے ڈال کر) چل پاسے! دینے والے کو دے اور کرم ہین کے سر میں کہہ۔ واہ وا۔ واہ وا۔ اسے کہتے ہیں قسمت کے کرچھپے کہ داؤ لگائے کوئی اور بازی کسی کے نام آئے۔ کہئے اب تو ارجن بھی کام آئے۔ کہو اب کیا ٹھانی ہے۔ اس دفعہ نکل کا نمبر ہے۔ یا سہدیو کی قربانی ہے؟
یدھشٹر۔ خیر یہ بازی نہ آئی نہ سہی۔ اب کے نکل سے قسمت آزمائی سہی۔
شکنی ۵

چل پاسے مم سارلے دغا نہ دیجیو آج
سیوک شکنی دین کی رکھ ذنگل میں لاج

لال پیلی اور ہری کالی۔ رکھنا اس سیوک کی لالی۔ چل بیر بیتال۔ کر دے شکنی

سانس ہے جبتک جسم میں تب تلک تو آس ہے
پاس گر بیگیہ نہیں تو دروپدی تو پاس ہے

دریودھن۔ ہاں ہاں! کیا ہرج ہے۔ اور اس بات کا بھی کیا آشچرج ہے کہ اس کی خوش نصیبی سے تمہاری بدقسمتی پلٹا کھا جائے۔ اور آخری داؤ تمہارے ہی نام آجائے۔

دوشاسن ہیں بڑے زور سے تائید کرتا ہوں کہ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ بیشک آپ نے یہ بات بدھشٹر کے بھلے کی کہی ہے۔

بھیم سین۔ (طیش میں آکر) ارے بزدلوں کے گورو گھنٹالو! ذرا اپنی زبان کو سنبھالو۔ ہائے ہائے غضب ہے کہ بھیم کی موجودگی میں تم ایسے الفاظ منہ سے نکالو۔ شرم کرو۔ شرارت کے پتلو! شرم کرو۔ اندھیر ہے غضب ہے۔ ارے مجھے تو صرف بڑے بھائی کی بزرگی کا پاس مانع ہے۔ ورنہ (گرز اٹھا کر) سے

لیتا ہیں زبان حلق سے سینہ سے کلیجہ
منہ توڑتا اک اک کا کچل ڈالتا بھیجا

یدھشٹر۔ (بھیم کا ہاتھ روک کر) شانتی! شانتی!! بھیم سین! شانتی!!!

ودر۔ انرتھ! انرتھ! مہاں انرتھ!!! ارے بے حیاؤ! تم ایسی بے شرمی سے کام لینے لگے۔ کہ اس نیچ کرم کے لئے بیچاری دروپدی کا نام لینے لگے۔ لعنت ہے تمہاری عقل پر۔ تھو ہے تمہاری شکل پر۔

دریودھن۔ اجی یہ تو یوں ہی بڑبڑاتے رہیں گے۔ مگر ہم تو وہی کریں

میں اکیلا کیا لگوں گا اب کسی کے گھاؤ پر
میں نے خود کو بھی لگایا اس آخری داؤ پر

شکنی سے
ہاتھ پسارے رہ گئے بڑے بڑے پربین
قسمت جب الٹی ہوئی رہ گئے تیرہ تین

(پاسے ڈال کر) ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ الٹ گیا پاسہ بکھر گئی سار۔ لیجئے جناب! کھیل تمام ہوا۔ اور یہ داؤ بھی دریودھن کے نام ہوا۔ مجھے خود افسوس ہے۔ کہ اس کھیل کا تمہارے حق میں بُرا انجام ہُوا۔ مگر میرے خیال میں آپ دل کو نہ گرائیے۔ بلکہ ایک دفعہ اپنی قسمت اور آزمائیے۔

یدھشٹر سے
پاس میرے کیا ہے قسمت آزمانے کے لئے
ہاتھ میں پیسہ نہیں ہے زہر کھانے کے لئے
مستعد ہے آسماں ہستی مٹانے کے لئے
میرا جیون ہو گیا عبرت زمانے کے لئے
بن گیا سیوک تمہارا جو کبھی مہاراج تھا
خاک اس سر میں پڑ گئی جس پہ شاہی تاج تھا

شکنی چیز تو میں بتا دوں۔ بشرطیکہ آپ کو منظور ہو۔ کچھ عجب نہیں کہ اس کے طفیل سے درد دُور ہوں۔ یعنی ......

دریودھن یعنی کیا؟ یا تو بات منہ سے نہ نکالو۔ ورنہ جو کچھ کہنا چاہتے ہو جھٹ پٹ کہہ ڈالو۔

شکنی یعنی سے

سبھا میں سامنے سب کے اسے ننگی نچاؤں گا
بنا لونڈی اسے اپنی چرن سیوا کراؤں گا
اسی سے محل میں دونوں وقت جھاڑو دلاؤں گا
اگر حجت کری سیدھی کروں تت کال کوڑوں سے
میں فوراً ہی اڑا دونگا بدن کی کھال کوڑوں سے

بھیم ؎
تھام لے تو بس زباں کو تھام لے
بے حیا انسانیت سے کام لے
بھیم کی موجودگی میں بڑھ دے
دروپدی کا اس طرح سے نام لے

دریودھن۔ (تحکمانہ لہجہ میں) بس بس اب آنکھیں نہ دکھاؤ۔ ذرا اصطبل میں جاکر گھوڑوں کی لید اٹھاؤ۔ اب لگاؤ قہقہہ۔ (اڑاؤ ہنسی) دیکھا کیسی مصیبت میں جان پھنسی؟

یدھشٹر۔ بھیم سین! صبر کرو دھیرج دھرو۔ وقت وقت کی بات ہے ؎
سواری جو کبھی کرتے تھے قابل دید گھوڑوں کی
یہ قسمت میں بدا تھا کہ اٹھائیں لید گھوڑوں کی

دریودھن۔ پرات کامی!
پرات کامی۔ شری مہاراج!

دریودھن۔ گانا (بحر طویل)

گے۔ جو آپ کہیں گے۔ اگر منظور ہو تو بازی لگائیے۔ اور اپنی قسمت آزمائیے ورنہ پاسے اٹھائیے۔

یدھشٹر۔ خیر بھائی اس داؤ پر میں نے درو پدی بھی لگائی۔

بھیشم پتامہ۔ عقل کو تو تالا لگ ہی گیا تھا۔ مگر اب حیا اور شرم بھی بیچ کھائی۔

شکنی ؎
پاسہ ہے یہ کانہیں نا دھن کا ہے میت
جبکو اس سے پریت ہے اُس سے اسکو پریت

(پاسے اٹھاکر) نہ چلے چھُری نہ چلے کٹار۔ دانت کے پاسے اور لکڑی کی سار۔ استادی کا رستہ اور ہاتھ کی صفائی۔ چل دے جہاں بلی تیرے نام کی دوہائی (پاسے ڈال کر) دیکھئے سرکار اگر لیجئے شمار۔ نہ کسی کا جھگڑا نہ کسی سے تکرار۔ یہ پڑے ہیں پاسے اور یہ پڑی ہیں سار۔ میں ہاتھ لگاؤں تو گنہگار۔ تم خود ہی کہہ دو کہ کس کی جیت اور کس کی ہار۔

یدھشٹر۔ (ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر) ؎
ہو چکی قسمت کی ہاری ہو چکی
درو پدی بھی اب تمہاری ہو چکی

شکنی۔ کیوں جناب! ہو گیا جھگڑا طے؟ یا اب بھی کچھ کسر باقی ہے؟ بولو مہاراجہ دریودھن کی جے۔

دریودھن ؎
مزا طعنہ زنی کا اب اسے میں بھی چکھاؤں گا

جس طرح سے ہو سکے حاضر اسے دربار کر
کچھ اگر حجّت کرے تو کھال اڑا دے مار کر
ہے تجھے اختیار چاہے تین کر یا چار کر
بال سر کے پکڑ کر رُسوا سر بازار کر
ہاتھ گر چاہے چھڑانا ہاتھ بیشک توڑ دے
منہ بنائے سر ہلائے سر ہی اسکا پھوڑ دے

پرات کامی۔ آپ کا حکم سویکار ہے۔ اور سیوک تعمیل کرنے کو بالکل تیار ہے۔ پرنتو ....

دریودھن۔ زبان کاٹ کر میں پرنتو درنتو نہیں جانتا کیا تو میرا حکم نہیں مانتا؟

بھیشم پتامہ۔ اس چھل کپٹ کی فتح پر اتنا نہ اترا۔ اور اس قدر زمین و آسمان کے قلابے نہ ملا۔ اگر اپنی اور اپنے خاندان کی سلامتی چاہتا ہے تو دروپدی کو یہاں نہ بلا۔

دریودھن سلزنتک کر جی ہاں پوچھیں گے۔ آپ کو کیا ہم فضول اترانے ہیں؟ یا بلا وجہ زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں؟ اس وقت تو جتنی خوشی منائیں ہمارا حق ہے۔ کیا اب بھی ہماری فتح میں کسی کو شک ہے

تمہارا دخل دینا خواہ مخواہ کا ہی فضیحتا ہے
بلائیں کیوں نہ جب اس کو سر میدان جیتا ہے

بھیشم پتامہ۔ ارے عقل کے دشمن! ایسی انیتی! کس نے جیتی اور کون جیتی اگر وہ سبھا میں آئے گی۔ تو کیا اس سے تیری عزت نہ جائے گی؟ مورکھ تجھے

جا پکڑ لا یہاں دروپدی کو ابھی آج ارمان دل کے نکالوں گا میں
جو بنا اس نے اس نے بنائی یا جو میرے سے بنے گی بنا لونگا میں

جا پکڑ لا ....

میرے دل میں جو گہرے زخم ہوئے وقت آیا نہیں اب مٹا لونگا میں
بدزبان اور مغرور کے خون کی آج مرہم بنا کر لگا لوں گا میں

جا پکڑ لا ....

وہ ہنسی تھی مجھے دیکھ کر جس قدر آج اتنا ہی آنسو رلا لوں گا میں
کوئی ہمدردی ہووے گا اسکا اگر یار اسکو بھی اسکے بلا لوں گا میں

جا پکڑ لا ....

میرے ٹھنڈک کلیجے پڑے گی جزا بدزبانی کا اسکو چکھا لوں گا میں
ماننے میں حکم کے جو حجت کری کھال کوڑوں سے اسکی اڑا لوں گا میں

جا پکڑ لا ....

دیکھتا کیا ہے جلدی پکڑ لا اسے ورنہ کچا ہی تجھ کو چبا لوں گا میں
چین آئیگی جسونت سکھ جب مجھے سامنے سب کے ننگی نچا لوں گا میں

جا پکڑ لا ....

ناٹک

درلودھن بلت کا می ۔ تم فی الفور جاؤ ۔ اور دروپدی کو پکڑ کر ہمارے پاس لاؤ ۔ اگر حجت کرے تو ذرا سختی کو کام میں لانا اور پھر بھی نہ مانے تو بیشک کوڑوں سے اس کی کھال اڑانا ۔

یہ نامناسب ہے بولنا یوں ہمارے سے ہمکلام ہوکر
یہ بات کرتا ہے کس طرح سے تُو ایک ادنیٰ غلام ہوکر

بھیم سین۔ (گدا اُٹھاکر) ارے بے ایمان اور ادھرمیوں کے سوامی! ہم اور تیرے جیسے پنچ کی غلامی ؟

میں نوچ ڈالوں زبان تیری یا تیرے اس منہ کو توڑ ڈالوں
تو جس زباں سے یہ بک رہا ہے حلق سے باہر اسے نکالوں
دیکھ لوں تیری شہنشاہی اور تیری طاقت کو آزمالوں
ذرا میرے سامنے تو آجا سوامی کہکر تجھے بُلالوں
مَیں سنبھالوں زباں کو اپنی یا تو زباں کو سنبھالتا ہے
پھر میں دیکھوں کہ ایسی باتیں تو پھر بھی منہ سے نکالتا ہے

یدھشٹر۔ (بھیم سین کا ہاتھ پکڑکر) بھیم سین! شانتی سے کام لو۔ اور جیتی ہوئی بازی کو ہاتھ سے نہ دو۔ اس وقت بھی ہماری ہار نہیں۔ بلکہ جیت ہے اور اس سمے بولنا دھرم کے بیرت ہے۔

بھیم سین۔ (جھنجھلاکر) آگ لگے تمہاری اس جیت اور ہار کو۔ بھاڑ میں ڈالو اس ریت اور بیوہار کو۔ تمہاری اس جیت اور ہار نے اس حال کو تو پہنچا دیئے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپاہج بناکر بٹھا دیئے۔ خون جگر پی رہے ہیں اور لخت جگر کھا رہے ہیں۔ مگر آپ کو اب تک جیت اور ہار کے خواب آرہے ہیں۔ سُنتے سنتے کان بہرے ہوگئے۔ دیکھتے دیکھتے آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ سہتے سہتے کلیجہ پتھر ہوگیا۔ (دانت پیس کر) ہائے ہائے یہ بزدل ہم کو

اس بات کا وچار نہیں۔ کیا تو دروپدی کی عزت اور بے عزتی کا حصہ دار نہیں؟
دریودھن:۔ بالکل نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مطلق نہیں۔ کداچت نہیں۔ اس کی الگ راہ۔ میرا الگ راستہ۔ مجھے اس لونڈی کی عزت اور بے عزتی سے کیا واسطہ؟

بھیم سین:۔ او ستیاناشی۔ موت کے متلاشی؟ پرمیشور سے ڈر۔ اور اپنی اس دو انگل کی زبان کو قابو میں کر۔ چھل اور کپٹ کی جیت کو اپنی بڑی فتح بتلاتا ہے۔ دھوکہ، فریب اور بے ایمانی پر بجائے پشیمانی کے الٹا پھولا نہیں لگاتا ہے۔ او پھولا نہیں سماتا ہے۔ ہائے ہائے تو؟ اور دروپدی کی شان میں ایسے لفظ منہ سے نکالے۔ افسوس تو یہی ہے کہ ہم نے اپنے پر خود ہی نوچ ڈالے۔ ورنہ سے

کھولتا تو زبان اتنی او دُشٹ تیری بساط کیا تھی
نہ جانے کیوں ہوں ہیں چپ کا ورنہ تو کیا تھا تیری اوقات کیا تھی
نہ آن سوجھی نہ بان سمجھی نکالی منہ سے یہ بات کیا تھی
شرم نہ آئی تجھے او پاپی یہ گفتگو واہیات کیا تھی
قسمت الٹی نصیب پھوٹے کہ بازو بازوؤں کے کاٹ ڈالے
ورنہ تیری مجال کیا تھی کہ منہ سے ایسے سخن نکالے

دریودھن:۔ کیسے بازو؟ کس کے بازو؟ اب وہ زمانہ گیا جب خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ ذرا گفتگو کا طریقہ سیکھ اور اپنی حیثیت کے مطابق بولنے کا سلیقہ سیکھ۔ کچھ معلوم ہے کہ اس وقت تیری کیا پوزیشن ہے؟ سے

غصہ کا کچھ ٹھکانہ نہ رہا۔ آخر اسی غصہ کی حالت میں مجھے کہا کہ جا کر پہلے اس بات

کا جواب لا۔ کہ انھوں نے پہلے مجھے ہارا یا اپنے آپ کو۔

دریودھن۔ دیکھی کس طرح اپنے آکھوں کو۔ اسکے باپ کو۔ بدذات وہیں

بیٹھی باتیں بناتی ہے۔ اور خواہ مخواہ لوگوں کے تلوے گھساتی ہے۔ جا کر

کہدے کہ جو کچھ تو نے دریافت کرنا ہے۔ خود وہاں جا کر کر۔ اور خواہ مخواہ میرے

سر ہو کر نہ مر۔ اگر پھر بھی کچھ بولے یا زبان کھولے۔ تو بس وہی علاج۔

پراتکامی۔ خاموش۔

دریودھن۔ میرے منہ کی طرف کیا تکتا ہے۔ اب بک جو کچھ بکتا ہے

پراتکامی۔ مہاراج! سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا! اس کام

کو وہی کرے گا جو بے رحمی اور سنگدلی میں یکتا ہے۔

دریودھن۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو (پانڈوؤں کی طرف اشارہ کر کے) ان گیدڑوں سے

ڈرتا ہے۔ اسی لئے حیلے بہانے بناتا ہے۔

پراتکامی۔ نہ گیدڑوں سے ڈرتا ہوں۔ نہ شیروں سے خوف کرتا ہوں۔

بلکہ ڈرتا ہوں تو اسی پرمیشور کا ہے کہ جس نے

بنا بنا کر بگاڑ ڈالے ہزاروں ہم سے اور آپ جیسے

اجل کے آخر ہوئے حوالے ہزاروں ہم سے اور آپ جیسے

جہاں بلی اور غرور والے ہزاروں ہم سے اور آپ جیسے

گھروں کو جنکے لگے ہیں تالے ہزاروں ہم سے اور آپ جیسے

خوف مجھ کو ہے اک اسی کا نہ خوف ان کا نہ خوف تیرا

غلام کہے اور بھیم سین چپ کئے سنتا رہے۔

دریودھن۔ اس میں بھی کچھ کلام ہے۔ تو میرا غلام نہیں۔ بلکہ میرے غلاموں کا غلام ہے۔

یدھشٹر۔ ہاں شریمان مہاراجہ دریودھن جی مہاراج! آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ آپ نے یہ جھوٹ بات کہی ہے۔ یہ دن کب کب آئیں کہ آپ ہم کو غلام کہکر بلائیں ؎

رہیں گے ہر گھڑی حاضر کھڑے تیری سلامی میں
نہیں کچھ عیب لگ سکتا ہمیں تیری غلامی میں

دریودھن۔ (اسکے منہ دیکھ کر) ارے پرات کامی، بے غیرت اسامی! ابھی تک یہیں کھڑا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے بھی باتیں سُننے کا چسکا پڑا ہوا ہے۔ میں نے تجھے کیا کہا۔ اور تو ابھی تک یہیں کھڑا رہا۔

پرات کامی۔ مہاراج! میں آپ کے حکم کی تعمیل کر آیا۔

دریودھن۔ حکم کی تعمیل کر آیا؟ مگر اسکو ساتھ کیوں نہیں لایا؟

پرات کامی۔ میں نے اس کو آپ کا حکم اور یہاں کا کل برتانت سُنایا اُس نے اور ایک بات دریافت کرنے کے لئے مجھ کو واپس لوٹایا۔

دریودھن۔ ارے نامراد! رونا جائے اور مُردوں کی خبر لائے۔ تجھ پر یہی مثال صادق آتی ہے۔ خیر بتا کہ کیا بات دریافت کرنا چاہتی ہے۔

پرات کامی۔ پہلے تو سارا برتانت کچھ غور اور کچھ لاپرواہی سے سنتی رہی کوئی بات اپنے منہ سے نہیں کہی۔ جب میں نے سبھا میں چلنے کو کہا تو اس کے

زبان کھولے۔ اگر یا ئیں ہاتھ سے پکڑ کر پھینک دوں تو یہاں آتی بولے۔ یہ بھی کوئی پڑات کامی ہے۔ جو حیلے بہانے بنا کر جان چھڑائے گی۔ زیادہ چون و چرا کرے گی۔ تو گردن تڑائے گی۔

دریودھن۔ شاباش شاباش۔ آخر بہادروں کے کام بہادروں سے ہی ہوتے ہیں۔ وہ کمبخت کیا کریں گے۔ جو پہلے ہی قسمت کو روتے ہیں۔ جاؤ تمہیں پورا اختیار ہے۔ اگر حجت کرے تو اس کا سر اور تمہاری تلوار ہے (چپکے سے کان میں) تلوار تو صرف ڈرا دینے کے لئے دکھلانا۔ مگر اس کو کام میں نہ لانا۔

آٹھواں نظارہ

پہلا سین

دروپدی چیرہرن

رلواس

دروپدی۔ گانا

دینوں کے سوامی دکھیوں کے حامی کرنا مہری پرتپال

دان سے ڈرتا نہ تجھ سے ڈرتا یہ ہی میرے نہ تجھے میرا

دریودھن - طیش میں آکر ارے بدزبان پاجی! اوّل تو حکم عدولی - اور پھر اتنی زبان درازی؟ اگر اب بھی اپنی سلامتی چاہتا ہے تو فوراً الٹے پاؤں جا۔ اور اس کو گھسیٹ کر یہاں لا۔

پراتِ کامی جسم شریر نے ایک دن ضرور ناش ہونا ہے۔ اس کے لئے میرا اور آپ کا فضول رونا ہے۔ زندگی اور موت تو اس جسم کی منزلیں ہیں جن کا طے کرنا ہر ایک منش کے لئے قدرتی اصول ہے پھر اس زندگی اور موت کا خوف اور خوشی بالکل فضول ہے ؎

تمہیں اختیار ہے ٹکڑے میرے تلوار سے کر دو
اڑا دو کھال کوڑوں سے یا بھوسہ کھال میں بھر دو
چاہے جلتی ہوئی لوہے کی بھٹی میں مجھے دھر دو
چاہے لالچ دو جینے کا مجھے یا موت کا ڈر دو
جو تم روٹھو بلا سے تیری نگری میں نہیں آؤں
مگر پرماتما کی حد سے باہر میں کہاں جاؤں (چلا گیا)

دریودھن - (دوشاسن سے) اس بزدل سے تو مجھے یہی اُمید تھی۔ چنانچہ وہ اپنا کائرپن دکھلا گیا۔ روتا ہوا آیا۔ اور پیٹتا ہوا چلا گیا۔ تم جاؤ اور فوراً اسے پکڑ کر یہاں لاؤ۔ اگر کچھ تین پانچ کرے۔ تو تم بھی پاؤں پیچھے نہ ہٹاؤ۔ بلکہ وہیں تلوار نکالو۔ اور اس کے ٹکڑے کر ڈالو۔

دوشاسن - اجی تین پانچ کرے۔ اسکی ایسی کی تیسی۔ اسکی کیا مجال ہے۔ جو

سُننے میں آیا۔ آخر ان کے دل میں یہ کیا سمایا۔ جو جُوا کھیلنے کو دل للچایا۔
یہ انرتھ کیا ہوا۔ مہاراجہ یدھشٹر سا دھرماتما اور کھیلے جُوا؟ اس پر ایسی
اندھیر گردی کہ میں بھی جوئے کی بھینٹ کر دی۔ ہائے ہائے ایسا انرتھ تو
آج تک سُننے میں نہیں آیا۔ ادھ پکے سے پکے اور عادی جُواری نے بھی
اپنی بہو بیٹیوں کو داؤ پر نہیں لگایا۔ مگر ان کو یہ انیتی کس نے سمجھائی۔ اور
ایسا انرتھ کرتے ہوئے کچھ للج نہ آئی۔ خیر یہ تو جو ہُوا سو ہُوا مگر دریودھن
سے اپنی جان اور آبرو بچانا سخت محال ہے۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتی
ہوں کہ اس کا میری نسبت کیا خیال ہے۔ ابھی سے بُلاوے پر بُلاوا
آرہا ہے۔ یہ غم ہے جو مجھ کو دم بدم کھائے جا رہا ہے۔ پرماتما! ایک تیرا
ہی آسرہ ہے۔ ورنہ بربادی اور رُسوائی میں تو........
دوشاسن۔ کیا بڑبڑ لگا رہی ہے۔ اور کیسے خیالی پلاؤ پکا رہی ہے۔ کیوں
اِدھر اُدھر کی باتیں بنا رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ ہماری ٹانگیں توڑ وا رہی
ہے۔ کیا تیری شامت تو نہیں آرہی ہے؟
دروپدی۔ کہو دیور جی! آج تو بڑے غصہ میں بھر رہے ہو۔ کیا کارن ہے
جو کردو دفعہ کر رہے ہو۔
دوشاسن۔ چولھے میں پڑے دیور اور بھاڑ میں پڑ تو۔ ہماری لونڈی ہو کر ایسی
گفتگو؟ آئی ہے کہاں کی دیور کی سگی۔ اب جان پر بنی تو بھاوج بنے گی۔
دروپدی۔ خیر تم کچھ بھی کہہ لو۔ تمہارا مخول کرنے کا رشتہ ہے۔ میرا
اس میں کیا گھستا ہے۔

داسی میں تیری چرنوں کی چیری تجھ کو ہی میرا خیال

راج سبھا کا حال سن چت ہوا بے چین
ڈوبی شوک سمندر میں بھر بھر آئے نین
دھن مال سارا جوئے میں ہارا آیا کیا ایسا وبال
دینوں کے ....

آگ لگے دھن دربیہ کو گیا بلا سے جائے
مجھ کو اور خود آپ کو جوئے پہ دیا لگائے
ایسی کی غلطی کیا بس جلتی دنیا سے دیئے نکال
دینوں کے ....

ہو گئے ہم سب آج سے دریودھن کے داس
اب سکھ سمپت کی ہمیں رہی نہ کوئی آس
ایسی اپتی ہم سنگ بیتی ہو گئے بالکل کنگال
دینوں کے ....

دریودھن تو دیر سے ہو رہا یونہی لال
دیکھیں اب جسونت سنگھ کیا ہوتا ہے حال
بپتا نے گھیری اب جان میری بچنی ہے بالکل محال
دینوں کے ....

ناٹک

آہ آہ پرمیشور! میں نے ایسا کونسا پاپ کمایا جو اس پرکار کا سماچار

مہاراجہ دریودھن کا غلام ہو چکا۔

دروپدی۔ پرمیشور! یہ کیا سُن رہی ہوں، کیا دیکھ رہی ہوں۔ اس سے تو یہ بہتر تھا کہ مجھے کان نہ دیتا۔ اور دیکھنے سے پہلے ہی میری آنکھیں چھین لیتا۔

دوشاسن۔ تو اب تو کیا سمجھ رہی ہے کہ تیری آنکھیں ہیں، آنکھیں ہوتیں تو دیکھ دیکھ کر قدم رکھتی۔ اور آج اپنی بدزبانی کا مزہ نہ چکھتی ؎

تو جب مہاراج کو اولاد اندھے کی بتاتی تھی
ہوئی تھی مست یوبن میں نہیں پھولی سماتی تھی
کسی چھوٹے بڑے کو تو نہیں خاطر میں لاتی تھی
خود ہی بے عزتی کرتی خود ہی قہقہے لگاتی تھی
مزا چکھنا وہاں چل کر ذرا اس بدزبانی کا
اتر جائے گا اب سارا نشہ تیری جوانی کا

دروپدی۔ دوشاسن! اس وقت مجھ کو معاف کریں۔ اس اوستھا میں سبھا میں جانے کے لائق نہیں۔

دوشاسن۔ کیوں؟

دروپدی۔ اس وقت میں صرف ایک ہی کپڑے میں ہوں۔

دوشاسن۔ کچھ پرواہ نہیں۔ بلکہ بہتر ہے کہ اسے بھی اتار دے۔

دروپدی۔ اس اوستھا میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

دوشاسن۔ بلا سے۔

دروپدی۔ میں اس وقت اپوتر ہوں۔

دوشاسن ۔ بیہر فضول ٹیں ٹیں ۔ کون تو اور کون ہیں ۔ کس کا مخول ۔ کس کا ٹھٹھا ؟ تجھ سے مخول کرتا کون ہے اُلّو کا پٹھا ۔

دروپدی ۔ ذرا غصّے کو ضبط فرمائیے ۔ آخراس بے رحمی کا کچھ کارن تو بتائیے ۔

دوشاسن ۔ کارن وارن میں نہیں جانتا ۔ اگر تو اپنی بھلائی چاہتی ہے ۔ تو میرے ساتھ چلی چل ۔

دروپدی ۔ کہاں ؟

دوشاسن ۔ سبھا میں ۔

دروپدی ۔ کیوں ؟

دوشاسن ۔ مہاراجہ دریودھن کا حکم ہے ۔

دروپدی ۔ کس لئے ؟

دوشاسن ۔ انہیں اختیار ہے کیونکہ تو ان کی جیتی ہوئی لونڈی ہے ۔

دروپدی ۔ ہیں تو دیور ادر جی جی کہتے بل ہیں پڑتی گئی ۔ اور تجھے زیادہ مستی چڑھتی گئی ۔ ذرا سبھیتا سے کام لو ۔

دوشاسن ۔ زبان درازی کو کیا رو رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو دست درازی بھی کرنا پڑے گی ۔

دروپدی ۔ کس کی مجال ہے کہ پانڈوؤں کی موجودگی میں مجھ پر دست درازی کرے ۔

دوشاسن جن کے بھروسے پر تو مینڈک کی طرح پھدک رہی ہے ان کا تو تجھ سے پہلے کام تمام ہو چکا ۔ اور ہر ایک یکے بعد دیگرے

ہے مجھے یہ ہانی کا رک دو قدم بھی گر چلوں
اس ادستھا میں سبھا میں کیا میں تیرا سر چلوں
جان ہستیک جائے کچھ پرواہ نہیں ہے جان کی
ہاں مجھے پرواہ ہے اپنے دھرم اور ایمان کی

دوشاسن۔ تو چلے گی اور پھر چلے گی۔ پاؤں کے بل نہیں۔ بلکہ سر کے بل چلے گی جب یہ اپنی پر آیا۔ اور تو نے یہاں سے قدم اُٹھایا ہے

ایک دم میں یہ تیری سب اکڑ فوں ڈھل جائیگی
اینی سی کرنے لگا تو ہاتھ ٹل ٹل جائے گی
جس وقت تلوار میرے ہاتھ سے چل جائے گی
جائے گی تو جائے گی اور سخیش کے بل جائے گی
میرے آگے کیا تیرا یہ چیخ چلّا وا چلے
تو چلے اور پھر چلے تو کیا تیرا باوا چلے

دروپدی۔ بس بس ذرا زبان کو سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال۔ اتنا پڑھا کہ ہر ایک کو ہی منہ میں ڈالا۔ آیا ہے کہیں کا انان باوا کا مجھے کہنے والا۔

دوشاسن۔ گانا ربطرز:۔ جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے،

چل چل بدکار ناحق شیخی کے جتلانے والی
تیری ایسی کی تیسی۔ کرتی ہے حجت کیسی صورت مکاروں جیسی۔ رہ گئی جیسی تھی ویسی
لونڈی بن کر بوبے تن کر ہم کو بھبے دکھلانے والی

دوشاسن۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔
دروپدی۔ ہائے ہائے کیا کروں۔ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ دوشاسن! میرے حال پر رحم کر۔ کیونکہ اس وقت میں رجوسلا......
دوشاسن۔ یہ اور بھی اچھا ہے۔
دروپدی۔ افسوس کہ میری عاجزی اور خوشامد کی کوئی حد نہیں رہی۔ بے شرم ہو کر جو بات منہ سے نہ کہنی تھی وہ بھی کہی۔ مگر تیرے کٹھور دل پر اس کا خاک اثر نہ پڑا۔ ہائے ہائے ایسا چکنا گھڑا؟ ع

ادھر سے کیا نہیں منت کہ انکسار نہیں
اُدھر سے ایک "نہیں" لاکھ "نہیں" ہزار "نہیں"

دوشاسن۔ دیکھ دیکھ تو اب بھی اپنی بدزبانی سے باز نہیں آتی ہے۔ اور میری نرمی کا ناجائز فائدہ اُٹھاتی ہے۔ میں لحاظ کرتا گیا۔ تو الٹا سر چڑھتی گئی۔ اگر اب بھی تو نے بہانے بنائے۔ تو سمجھ لے کہ میرے ہاتھ تیرے جھونٹوں پر آئے۔ آدمیوں کی طرح بات ہی نہیں کرتی۔ چڑیل کہیں کی۔
دروپدی۔ اور جو کچھ تو کہے مجھے کرنے سے انکار نہیں۔ مگر اس حالت میں سبھا میں چلنے کے لئے تیار نہیں۔ گردن اتار دے۔ جان سے مار دے۔ ہزار دکھ دے۔ لاکھ آزار دے۔ یہ سب کچھ سہار دوں گی۔ تو نے تو شرم و حیا کا برقعہ اتار دیا۔ مگر میں تو نہ اتاروں گی ع

تو ہی کچھ انصاف کر میں سبھا میں کیونکر چلوں
زندہ جاؤں گی نہیں ہاں گر چلوں مر کر چلوں

ناٹک

دوشاسن۔ (ایک کر) اری تیرا ستیاناش۔ پھر وہی بیہودہ بکواس ہے اب برداشت کی حد ہو لی۔ (کلائی پکڑ کر) خبردار اگر زیادہ بولی۔

درو پدی۔ (گندھاری کو پکار کر) ماتا جی! دیکھنا یہ موا ادھاری میرے ساتھ کیسا انیاچار اور انوچت بیوہار کر رہا ہے۔ نہ معلوم اسکے دماغ میں کیسا نشہ بھر رہا ہے۔

(دوشاسن سے) ہٹ جا بیدردی۔ میری کلائی ٹوٹی جاتی ہے

دوشاسن۔ (جھونٹے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا) زیادہ باتیں نہ بنا۔ کلائی کو کیا روتی ہے اپنی گردن کی خیر منا۔ اب شور مچاتی ہے۔ اور طرح طرح کے سوانگ رچاتی ہے۔ سیدھی طرح چلی چل۔ ورنہ ابھی نکال دوں گا سارے بل۔

دوسرا سین

راج سبھا

دریودھن۔ گانا

اب آئے گا دوشاسن تو میرے ارمان نکلیں گے

نحوست کے یہاں سے آج سب سامان نکلیں گے

کھٹکتے تھے مرے دل میں جو کانٹے آج نکلیں گے

چل چل بد کار..........

ہوش کر ہوش یہ دیتے تو بتاتی کس کو
اینٹھ کر اور اکڑ کر تو دکھاتی کس کو

پت کامی یہ نہیں ہے تو ڈراتی کس کو
بننے والا میں نہیں ہوں تو بناتی کس کو

دم بھر میں تجھے سنوار دوں
کوڑا لے کھال اتار دوں

گردن میں تیری مار دوں
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈار دوں

گئی اکڑتی سر پہ چڑھتی باتوں میں الجھانے والی
چل چل بد کار..........

دروپدی ۔ گانا (بطرز ایضاً)

جا جا مکار موئے آئے ہیں دھمکانے والے
ناحق کیوں سر پر چھایا۔ تیرا کیا لیکر کھایا۔ کر دوں گی ابھی صفایا۔ جو مجھ کو ہاتھ لگایا
ارے کل گھاتی۔ شرم نہ آتی۔ دیکھے تیر چلانے والے
جا جا مکار..........

سامنے تو نہ کسی ویر کے جایا کرنا
عورتوں پر ہی فقط ہاتھ اٹھایا کرنا

بیٹھ کر گھر میں ہی بس تیر چلایا کرنا
مرد مل جائے تو منہ بل میں چھپایا کرنا

مرد وں نے بل میں بڑ کر استریوں کے سنگ لڑکر گھر میں تلوار پکڑ کر چلنا پھر خوب اکڑ کر
بڑے بہادر لے کر چادر گھر میں جنگ مچانے والے
جا جا مکار..........

لہ ہاتھ

تک ہوش نہیں سنبھلی۔ اور نہ سنبھلنے کی اُمید ہے۔ اب تو پانڈو ہیں اور دریودھن
کی قید ہے۔ قید نہیں تو نہ سہی۔ مگر وہ شان و شوکت نواب آنے سے رہی۔
نہ معلوم کہاں کہاں مارے مارے پھریں گے۔ اور کس طرح اپنا گذارہ کریں
گے۔ ان کی قسمت کا تو فیصلہ ہوا۔ باقی رہی دروپدی۔ اگر وہ اپنے پچھلے
قصوروں کے لئے معافی کی خواستگار ہوئی۔ اور میرے ساتھ شادی کرنے
کے لئے تیار ہوئی۔ تو اس کے ساتھ شادی کروں گا۔ ورنہ اس کی ان سے بھی
زیادہ بربادی کروں گا۔ ایسے ناچ نچاؤں گا کہ یاد رکھے۔ اور اپنی بدزبانی کا
اچھی طرح مزا چکھے۔ وہ روئے گی۔ میں کھلکھلاؤں گا۔ وہ تڑپے گی۔ میں
چھلانگیں لگاؤں گا۔ وہ مچلے گی۔ میں اس کی کھال اڑاؤں گا۔ وہ چلائے
گی۔ میں تالیاں بجاؤں گا۔ اور سب سے زیادہ مزا اس وقت آئے گا۔
جب اس کو بھری سبھا میں ننگی کر کے نچاؤں گا۔

ودر — ارے انیائی کل گھاتی! تجھے اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے شرم تو
نہیں آتی؟ کیوں اتنی زبان چلا رہا ہے۔ اور سندیشے بھیج بھیجکر اپنی موت
کو بلا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیری ہونی آرہی ہے۔ جو دماغ میں اس
قسم کی ہوا سما رہی ہے۔

دریودھن — تمہیں کوئی بلاتا ہے؟ جو خواہ مخواہ بڑبڑا رہے ہو۔ اور فضول اپنی
منطق لڑا رہے ہو۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

یدھشٹر — (ودر سے) چچا جی! میں اپنی ہر طرح کی رسوائی برداشت کرنے کے
لئے دم نہیں مار سکتا۔ مگر آپ کے اپمان کو کسی حالت میں نہیں سہار سکتا۔

جو باقی رہ گئے وہ بھی سر میدان نکلیں گے

زمانے میں کسی کو بھی جو خاطر میں نہ لاتے تھے
وہی بلوان اب گھر سے مثل حیوان نکلیں گے

تکبر زعم سے کرتے تھے جو کل بات نخرے سے
خدائی خوار ہو کر وہ عالی شان نکلیں گے

رہیں گے دست بستہ ہر گھڑی حاضر مرے آگے
یہ مشکل سے ہی اب مجھ سے بچا کر جان نکلینگے

کروں گا زندگی برباد ماروں بھی تو یوں ماروں
کہ مشکل سے تڑپ کر اور سسک کر پران نکلیں گے

میں دیکھوں گا کہ اب بھیم کی کیا گل کھلائے گی
و ارجن کی کماں سے اور کتنے بان نکلیں گے

کروں گا دروپدی کو میں ننگن پھر اس سے پوچھونگا
کہ تیرے منہ سے ایسے لفظ پھر نادان نکلیں گے

جو بھوجن سینکڑوں پرکار کا نخرے سے کھاتے تھے
غریبی تنگدستی کے وہ بن مہمان نکلیں گے

جو ناحق بے وجہ تجھ سے کشیدہ دل ہی رہتے ہیں
ترے جسونت سنگھ ایسے بھی مہربان نکلیں گے

ناٹک

آہاہاہا! اس کو کہتے ہیں حکمت عملی۔ ایسی مار ماری کہ بچاروں کی اب

اور تمہاری بکواس کا جواب دینے میں میری سراسر ہان ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ منہ کو بند کرو۔ اور زبان کو تالا لگاؤ۔ خواہ مخواہ شور مچا کر ہمارے کان نہ کھاؤ۔ ورنہ مجبوراً ہمیں کوئی سخت احکام دینے پڑیں گے۔ اور تمہارے منہ میں کوئی مضبوط اور کانٹے دار لگام دینے پڑیں گے۔

بھیم۔ جب کبھی منش کے ناش ہونے کی گھڑی آیا کرتی ہے۔ تو اس کے دماغ میں اس قسم کی بیہودہ ہوا سما جایا کرتی ہے۔ اب تو ہمارے ساتھ ہمکلام ہونے میں تیری شان گھٹنے لگی۔ اور ہماری آواز سے تیرے کانوں میں ہوائی چھٹنے لگی۔ ارے نرلج بے ایمان! کیا تو اور کیا تیری شان؟ ذرا وقت آنے دے۔ تیری اس شان کو ......

دوشاسن۔ (دروپدی کو دھکا دیکر) لیجئے سرکار! یہی ہے نہ وہ مکار؟ جو بیٹھی ہوئی حجتیں ملاتی تھی۔ اور بلائے سے بھی نہ آتی تھی۔

دریودھن۔ کیا اب بھی اس نے انکار کیا؟

دوشاسن۔ اجی بہیترا امرار کیا۔

دریودھن۔ پھر؟

دوشاسن۔ پھر کیا بس میں نے اسکو مار مار کر اچھی طرح مغرور کیا۔

دریودھن۔ ہا ہا۔ بہت اچھا کیا۔ مناسب کیا۔ خوب کیا۔

ارجن۔ (سر پیٹ کر) آہ! میری بدنصیبی کیا کیا گل کھلا رہی ہے۔ اور کس قسم کے دل دوز اور حیا سوز نظارے دکھا رہی ہے۔ ٹوٹ جاؤ ابھیمانی بازو ٹوٹ جاؤ۔ میں نے تمہاری طاقت کا فضول ابھیمان کیا۔ ہائے ہائے

اس سے بہتر ہے کہ آپ خاموش ہی ہو جائیں۔ اور ہمارے لئے اپنی بے عزتی نہ کروائیں۔ (دریودھن سے) ہاں بھائی نکلیں گے۔ اور ضرور نکلیں گے اور بڑی خوشی کے ساتھ نکلیں گے۔ اگر تم دن میں کہدو گے۔ تو ہم راتوں رات نکلیں گے۔

نکلنے سے ہمارے گر ترے ارمان نکلیں گے
خوشی سے ہم ترا یہ چھوڑ کر استھان نکلیں گے

ارجن۔ زمانے میں ادھرمی بہت سے انسان نکلیں گے
مگر پھر بھی تیرے سے کم ہی بے ایمان نکلیں گے

نکل۔ تیرے سے ہم نہ لیکر زندگی کا دان نکلیں گے
اگر نکلے تو تیری ساتھ لے کے جان نکلیں گے

سہدیو۔ ہمارے جس گھڑی کہ ترکشوں سے بان نکلیں گے
تیرے سے بزدلوں کے دیکھکر ہی پران نکلیں گے

بھیم۔ نکلنا ہی پڑا تو مردِ میدان نکلیں گے
تیر تلوار سے سج اور چھاتی تان نکلیں گے
مچاتے شیر مردوں کی طرح گھمسان نکلیں گے
ادھر ارمان نکلیں گے اُدھر ارمان نکلیں گے
تیرے ارمان نکلیں ہم بھی اس دن کو ترستے ہیں
گرجتے ہیں جو بادل بس وہ ایسے ہی برستے ہیں

دریودھن۔ اس وقت تمہارے ساتھ ہمکلام ہونا ہماری خلاف شان ہے

نہیں یہ کھینچتی ہے اس جسم سے کھینچتی زنہار ساڑھی
کھٹک رہی ہے میری آنکھوں میں آج مانند خار ساڑھی
پڑے ہے کھینچے چلائے بیشک مگر اتار ایک بار ساڑھی
جو یہ سمجھتی سنگار ساڑھی تو میں سمجھتا ہوں بار ساڑھی
نہ دیر کر اب اتار ساڑھی اتار ساڑھی اتار ساڑھی

(دوشاسن اٹھتا ہے)

دروپدی۔ (ڈانٹ کر) ارے انیائی دُراچاری! خبردار جو اس طرف آیا۔ اور میری ساڑھی کو ہاتھ لگایا۔ ارے موت کے نوالے! تیری یہ دلیری کہ پانڈوؤں کی موجودگی میں میری عصمت پر ہاتھ ڈالے۔

دوشاسن۔ ان بیچاروں کو کیا اختیار ہے۔ اب تو مہاراجہ دریودھن کی دیا پر سارا دار و مدار ہے ؎

رہی ہے وہ کہاں طاقت بھلا اب ان فقیروں میں
انہیں ہم نے جکڑ رکھا ہے جُوئے کی زنجیروں میں

دریودھن۔ کیا چبا چبا کر باتیں بنا رہی ہے۔ تیری کچھ شامت تو نہیں آ رہی ہے (تلوار نکال کر) دیکھتی ہے میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ اب تو دروپدی نہیں۔ بلکہ میری ایک ادنیٰ کنیز ہے۔

دروپدی۔ مجھے تیری کنیز بننے سے انکار نہیں۔ تیری سیوا کرنے سے عار نہیں۔ مگر پرمیشور کے واسطے اس ناپاک خیال سے باز آ۔ اور بھری سبھا میں میری آبرو نہ اُتروا۔

میرے جیتے جی نیچ دوشاسن نے دروپدی کو ایسی بُری طرح لہولہان کیا ضربات کے نشان اور پھٹی ہوئی ساڑھی سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ نہ صرف بدلحاظی کی گئی ہے۔ بلکہ حد سے زیادہ دست درازی کی گئی ہے۔

دریودھن:۔ (دروپدی سے) کیوں ری بدذات! ہتھکڑی، سر میں لات۔ تو نے میرا حکم نہیں مانا۔ شاید تو نے اب تک مجھ کو اور اپنے آپ کو نہیں جانا؟

دروپدی۔ اپنے آپ کو بھی جانتی ہوں۔ اور تم کو بھی پہچانتی ہوں۔ نکل اور سہدیو کی طرح تم کو بھی اپنا دیور مانتی ہوں۔

دریودھن۔ بھاڑ میں جائیں نکل اور سہدیو۔ چولھے میں پڑ تو۔ پھر وہی بیہودہ پن کی گفتگو۔ دوشاسن! دیکھتا کیا ہے۔ اتار دے ساڑھی۔ کر دے انگھاڑی۔

دروپدی۔ اے انیائی پرمیشور سے ڈر۔ اور مجھ ابلا پر اتنا ظلم نہ کر۔ اب یہ ساڑھی ساڑھی نہیں۔ بلکہ پھٹے پرانے جھیتھڑے ہیں۔ ؎

کی دوشاسن مہا انیائی نے پھاڑ کر تار تار ساڑھی
کبھی اِدھر کو کبھی اُدھر کو یہ کھینچ کر بار بار ساڑھی
خود اپنی حالت بتا رہی ہے یہ اپنے منہ سے پکار ساڑھی
میری عصمت بچائی آخر ہوئی یہ مجھ پر نثار ساڑھی
جا ہے گردن اتار دے تو مگر نہ میری اتار ساڑھی
بس اس پہ صدقے یہ مجھ پہ قرباں ہے زندگی کا آدھار ساڑھی

دریودھن سے کھڑا ہے کیا سوچتا دوشاسن تو فوراً اسکی اتار ساڑھی

سے بھٹ کر یہ حال ہو رہا ہے۔ کہ مجھ کو اس سے اپنا بدن ڈھانپنا بھی سخت محال ہو رہا ہے۔ کیا آپ کے خاندان میں بہو بیٹیوں کا یہی سنسکار کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح سبھا میں بُلا بلا کر ذلیل و خوار کیا جاتا ہے۔ ہائے ہائے ایسا سلوک تو کسی دُراچاری بازاری عورتوں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا اے پرمیشور! ان سب کا تو پتھر کا ہردہ ہو گیا۔ تجھ کو بھی میرے حال پر رحم نہیں آتا ۔

ذلیل اتنی ہوئی میں آج ہر اک کی نگاہوں میں
ہے ایشور کیا اثر کچھ بھی نہیں ہے میری آہوں میں

دریودھن۔ تُو بے بہا بہا گرکس سے فریاد کرتی ہے۔ اب اپنے ان لفظوں کو کیوں نہیں یاد کرتی ہے۔

دروپدی۔ کون سے لفظ۔

دریودھن۔ جب تمہارے جھونپڑے کی سیر کرتا ہوا اس حوض میں گر گیا تھا۔ تو مخول اُڑاتی تھی قہقہے لگاتی تھی۔ اور مجھ کو اندھے کی اولاد بتاتی تھی۔ کہوں ہے آ گیا یاد؟ اب بتا کون ہے اندھے کی اولاد ۔

بتاتی تھی مجھے اولاد تو بے داد اندھے کی
بتا تو اب کہ میں ہوں یا ہے تو اولاد اندھے کی

دروپدی۔ ہاں ہاں میں اب بھی کہتی ہوں کہ تو نہ صرف اندھے کی اولاد ہے۔ بلکہ خود بھی اندھا ہے۔ آنکھوں کا اندھا ہے عقل کا اندھا ہیئے کا اندھا۔ اگر آنکھیں ہوتیں۔ تو دیکھ دیکھ کر قدم رکھتا عقل ہوتی تو پرمیشور سے ڈرتا۔

دریودھن ۔ یہ تیرا فضول اعتراض ہے۔ لونڈی بن کر تجھے ہمارے حکم میں دخل دینے کا کیا مجاز ہے۔

دروپدی ۔ لونڈیاں تو تیرے ہاں اور بھی بہت سی ہونگی۔ کیا اُن سب کے ساتھ بھی یہی حساب کتاب ہے۔ یا مجھ پر ہی کچھ نظر عتاب ہے؟

دریودھن ۔ تو لونڈی ہے یا میرے گھر کی محاسب؟ تجھے ان باتوں سے کیا سروکار ہے جب لونڈی کے ساتھ جیسا ہم لوگ کریں ہمیں اختیار ہے۔

دروپدی ۔ مگر تو نے مجھ کو لونڈی کے نام سے کیسے پکارا۔

دریودھن ۔ یدھشٹر نے اپنے آپ کو اور تجھ کو معہ اپنے چاروں بھائیوں کے میرے پاس جوئے میں ہارا۔

دروپدی ۔ انھوں نے پہلے اپنے آپ کو ہارا یا مجھے۔

دریودھن ۔ پہلے چاروں بھائیوں کو پھر اپنے آپ کو اور پھر تجھ۔

دروپدی ۔ یہی تو مجھے شک ہے کہ جب وہ پہلے اپنے آپ کو ہار چکے تو پھر مجھ کو جوئے پر لگانے کا ان کو کیا حق ہے۔

دریودھن ۔ خاموش۔

دروپدی ۔ اے بزرگان خاندان! معاف کرنا۔ کہ میں کبھی بے حجابانہ اس بے حیائی اور ہیئت کذائی سے آپ کے سامنے کھڑی ہوں۔ مگر اپنی خوشی اور رضامندی سے نہیں بلکہ زبردستی نہیں نہیں ظلم و تعدی کے ساتھ لائی گئی ہوں۔ ہائے ہائے اتیاچار کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے۔ مجھے اس حالت میں یہاں لایا گیا۔ جبکہ میرے بدن پر صرف ایک ہی دھوتی ہے۔ اس کا بھی کھینچا تانی

یہ نتیجہ ہے یہاں پرماتما کو بھی بُلاؤں گی

بھیشم پتامہ ۔ گانا (مالکوس تین تال)

توہی جگدیشور سُن مہاراج کرپر تپال رکھو کل کی لاج

توہی جگدیشور سن ......

عزت حرمت پرآن بنی نہیں رہتا دیکھے راج تاج

نہیں آن بچے نہیں جان بچے ہوئے لکشن الٹے سبھی آج

توہی جگدیشور سن ......

کل کا کل نشٹ ہوا سگرا بگڑ گئے ہیں سبھی کاج

ابلا کی عزت اتر رہی چُپ بیٹھی دیکھے سکل سماج

توہی جگدیشور سن ......

سب بکفات ہوئے سب علت ہوئے نہیں سوجھے اسکا کچھ علاج

ہو رہا اتی انوچت بیوہار کیا بھلے گھروں کا یہ رواج

توہی جگدیشور سُن ......

ناٹک

ارے دریودھن! تو اب بھی اپنی شرارتوں سے باز آ۔ اور اس بیچاری بے گناہ کو ناحق نہ ستا۔ یقیناً جب یہ دُکھے اور جلے ہوئے دل سے آہ نکالے گی تو تو کیا زمین و آسمان کو بھی بھسم کر ڈالے گی۔ اس پر نہیں۔ پانڈوؤں پر

اور ایک ابلا استری پر اس قسم کے اتیاچار نہ کرتا۔

دریودھن۔ اری بدزبان! پھر وہی کھینچ تان۔ اب تک بھی نہیں گیا تیرا ابھیمان (دوشاسن سے) ارے دوشاسن اناڑی! کھینچ لے اس کی ساڑھی۔ کر دے ابھی اگھاڑی۔

دروپدی۔ ہائے ہائے اتنی بھری سبھا میں جہاں بزرگ، ودّوان، آچاریہ، بہادر سبھی بیٹھے ہوئے ہیں کسی کی زبان نہیں ہلتی۔ اور کسی کے منہ سے انصاف کی بات نہیں نکلتی۔ گورو درونا چاریہ کی زبان کو تالا لگ گیا۔ دادا بھیشم کے ہونٹ سی دئے گئے۔ کرپا چاریہ نے منہ میں گھنگنیاں ڈال لیں۔ اشوستھاما کی ودیا صرف ابلا استریوں کی بے حرمتی دیکھنے کے لئے رہ گئی۔ دھرم اور انصاف تو گویا چولھے میں۔ ایک ذرا سی بات کے لئے کسی کا منہ نہیں ہلتا۔ اور مجھ کو میرے ایک معمولی سے سوال کا جواب نہیں ملتا۔ ہاں ہاں مجھے اب پورا یقین ہو گیا ہے کہ اس دُراچاری کا اَن کھا کھا کر تمہارا آتما بھی ملین ہو گیا۔ شرم اور غیرت کا مادہ پانی بن کر بہہ گیا۔ اور دھرم وایمان محض قسم کے لئے رہ گیا۔ فریاد فریاد ؎

میری فریاد اس شہ سے نہیں ان بادشاہوں سے
نہیں او جھل ہے کوئی پاپ بھی جن کی نگاہوں سے
وہ واقف ہیں بد دل سے اور بد دل کے نیر خواہوں سے
زمین و آسمان جل جائیں گے ابلا کی آہوں سے
کہے دیتی ہوں کہ جب آہ جلے دل سے نکالوں گی

التجا کرتی ہے مجھ سے رحم کرنے کے لئے
کیا نہیں ملتا ہے پانی ڈوب مرنے کے لیئے

دروپدی۔ (سرد آہ بھر کر) ہائے ہائے آج میرے نصیب بالکل ہی سو گئے۔ اپنے بیگانے اور بیگانے دشمن ہو گئے۔ اب کون ہے۔ جسے بلاؤں۔ اور کس طرح سے یہ مصیبت سر سے ٹالوں۔

دریودھن۔ جن کی طرف تو اشارہ کرتی ہے تھوڑی دیر میں دیکھنا۔ خود ان کے ساتھ کیا گذرتی ہے۔ ان کا خیال دل سے دُور کر۔ اگر رانی بننا چاہتی ہے تو۔ (اپنی ران پر تھپکی مار کر) اس ران پر بیٹھنا منظور کر۔

بھیم۔ او شرارت کے پتلے! شرم کر شرم کر۔ ارے رُوسیاہ میں تیری ایک ایک بات کو اپنے دل کے دفتر میں درج کر رہا ہوں۔ ذرا وقت آنے دے میں ایک ایک کا جواب دوں گا۔ اور پائی پائی کا حساب دوں گا۔ اگرچہ میں ابھیمان کے لفظ کہتا ہوا ڈرتا ہوں۔ تاہم آج بھری سبھا میں یہ پرن کرتا ہوں۔ کہ اگر تیری اس ران کو توڑ کر چکنا چور نہ کر دوں۔ تو ماتا کنتی کا نہیں بلکہ کسی کُتیا کا دُودھ پیا ہے ؎

منہ دکھاؤں گا نہیں زندہ کسی انسان کو
میں اگر توڑوں نہیں پاپی تیری اس ران کو

دریودھن۔ یہ خیالی پلاؤ بیوقوفوں میں بیٹھ کر پکانا۔ اور یہ ڈراوے کسی بچے کو دکھانا۔ تو تو کسی وقت کا منتظر ہے۔ مگر تمہارا وقت تو اس وقت میری مٹھی میں قید ہے۔ اور میرے اختیار میں تمہارا سیاہ وسفید ہے یعنی میرے ذرا

نہیں۔ خاندان پر نہیں۔ تمام پرجا پر نہیں۔ تو کم از کم اپنے آپ پر ہی رحم کر۔ اگر پرمیشور کا خوف نہیں۔ تو اپنے اتیاچاروں سے ہی ڈر۔ ورنہ میں پھر کہتا ہوں۔ اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

دریودھن۔ اجی یہ ٹھٹھیروں کے کبوتر نہیں۔ جو ان پھڑکیوں سے اڑ جائیں گے میں دیکھوں گا کہ اس کی آہوں میں کتنے بم کے گولے چھوٹیں گے۔ مرتے ہمارے دشمن۔ ہم تو اسی طرح عیش لوٹیں گے۔ اور دنیا کو پرمیشور نے جواب دیدیا۔ مگر تمام خدائی کا ٹھیکہ آپ نے اور اس نے لیا۔ جو آہوں کے بان اس نے چلانے ہیں۔ کل چلاتی آج ہی چلا لے۔ اور جس حمایتی کو بلانا ہے گھڑی میں بلاتی ابھی بلا لے۔

دروپدی۔ میں نے کیا کچھ واویلا نہیں کیا۔ کس کس کا واسطہ نہیں دیا۔ چلائی نہیں یا روئی نہیں۔ مگر میرا حمایتی سوائے پرمیشور کے کوئی نہیں۔ اس پرمیشور کا واسطہ میرے حال پر رحم کر۔

دریودھن۔ رحم؟ کس کا رحم؟ کس کے لئے رحم؟ کس میں رحم؟ ؎

رحم ہوگا تیغ میں تلوار میں مجھ میں نہیں
رحم ہوگا کوہ میں کوہسار میں مجھ میں نہیں
رحم ہوگا غیر میں اغیار میں مجھ میں نہیں
رحم ہوگا دیو میں یادار میں مجھ میں نہیں

وکرن۔ دروپدی یدھشٹر کی استری ہے یا ارجن کی؟

دریودھن۔ ارجن کی۔

وکرن۔ تو ارجن کی استری کو یدھشٹر جوئے میں کیسے ہار سکتا ہے؟

دریودھن۔ اس کا جواب یدھشٹر سے پوچھ اس نے کیوں نہیں کہا کہ دروپدی ارجن کی استری ہے۔ مجھے اس پر کوئی ادھیکار نہیں۔ اگر غلطی بھی ہے تو یدھشٹر کی۔

وکرن۔ تو یدھشٹر کی غلطی کی ذمہ داری یدھشٹر پر ہونی چاہیئے۔ نہ کہ دروپدی پر؟

دریودھن۔ یہ فضول کی حجت بازی ہے میں اس کو نہیں مانتا۔

وکرن۔ بالفرض اگر کوئی جواری آپ کا تمام راج پاٹ جوئے میں ہار آئے اور جیتنے والا آپ سے راج کا مطالبہ کرے۔ تو بہر حال آپ یہی جواب دینگے کہ اس کو ہارا راج جوئے میں ہارنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ پھر جیتنے والا آپ سے یہ کہے کہ میری غلطی نہیں۔ بلکہ اس کی ہے جس نے آپ کا راج جوئے میں میرے ہاتھ ہارا ہے۔ آپ مہربانی کر کے راج تو مجھے دیجیئے۔ اور اس غلطی کی وجہ ہارنے والے سے دریافت کیجیے۔ تو کیا آپ بلا حیل و حجت اپنا راج اس کے حوالے کر دیں گے؟

دریودھن۔ یہ بھی ایک فضول حجت بازی ہے میں اس کو نہیں مانتا۔

وکرن۔ اچھا یہ بتایئے کہ یدھشٹر نے پہلے اپنے آپکو ہارا یا دروپدی کو۔

دریودھن۔ پہلے چاروں بھائیوں کو پھر اپنے کو۔ پھر دروپدی کو۔

سے اشاروں سے تمہاری ہستی دنیا سے بالکل ناپید ہے (دوشاسن سے) دوشاسن میں حکم دیتا ہوں کہ فوراً اس کی ساڑھی کو اتار دے۔

(دوشاسن اٹھتا ہے)

دروپدی۔ خبردار! او ڈھیٹھ کے کتے! اگر میرے نزدیک آیا۔ یا میری ساڑھی کو ہاتھ لگایا جب تک مجھ کو میرے سوال کا جواب نہ مل جائے۔ کس کی طاقت ہے جو میری ساڑھی کو ہاتھ لگائے۔ ہائے ہائے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس بھری سبھا کے اندر سب کے سب دھرمی انیائی اور ڈراچاری بھرے پڑے ہیں۔ جو باوجود زندہ ہونے کے بھی مرے پڑے ہیں جن کا ایک ذرا سی بات کے لئے منہ نہیں کھلتا۔ اور مجھ کو میرے ایک معمولی سوال کا جواب نہیں ملتا۔

وکرن۔ بیشک دروپدی کا معقول سوال ہے۔ اور جب تک اس کا معقول جواب نہ دیا جائے۔ اس کی طرف آنکھ اٹھانے کی کس کی مجال ہے۔

دریودھن۔ تو بھی عجب بے عقل ہے۔ جب یہ ہماری داسی ہے۔ تو اس پر ہمیں ہر طرح کا دخل ہے۔

وکرن۔ مجھے بھی تو یہی شک ہے۔ کہ تمہیں دروپدی کو داسی کہنے کا کیا حق ہے۔

دریودھن۔ ہم نے اس کو جوئے میں جیتا ہے۔

وکرن۔ کس سے؟

دریودھن۔ یدھشٹر سے۔

وکرن۔ کیونکہ وکرن تمہیں ایک نیچ کرم سے روکتا ہے۔ اس لئے بے شرم ہے۔ مگر جوا کھیلنا۔ دغا فریب اور بے ایمانی کرنا کہاں کا دھرم ہے۔ اور ایک استری کو بھری سبھا میں بے آبرو کرنا بڑا اشبھ کرم ہے۔ میں تمہاری نسل سے کیوں ہونے لگا۔ نہ تم میرے بھائی۔ نہ میں تمہارا سگا۔ تمہاری نسل سے وہ ہیں جو تمہاری ہر ایک بات میں ہاں میں ہاں ملائیں۔ تمہاری نسل سے وہ ہیں جو تمہیں جوا کھیلنا سکھائیں۔ تمہاری نسل سے وہ ہیں جو تمہیں دغا، فریب اور بے ایمانی کی چالیں تبلائیں۔ تمہاری نسل سے وہ ہیں۔ جو تمہاری بہو بیٹیوں کو سبھا میں بلوا کر ننگی کروائیں۔ اور خود تالیاں بجائیں۔ قہقہے لگائیں۔ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔ اس جینے سے تو یہ بہتر ہے کہ کہیں چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔

دریودھن۔ گانا (بحر طویل)

ایسے بھائی کی مجھ کو ضرورت نہیں تیری کرتوت کا اب پتہ ہو گیا
میرا تیرا تعلق جو تھا بے حیا بس سمجھ آج سے منقطع ہو گیا

ایسے بھائی کی ....

تیرے جیسے بے ایمان اور نیچ کا ہر طرح سے ملین آتما ہو گیا
گر تو زندہ رہا تو بھی کیا بات ہے اور مر بھی گیا تو بھی کیا ہو گیا

ایسے بھائی کی ....

ہستنا پور سے فوراً چلا جا ابھی دیر کی تو سمجھ لے برا ہو گیا

وکرن۔ جب وہ اپنے آپ کو پہلے ہار چکا۔ تو ایک ہارے ہوئے شخص کا کسی دوسرے کو ہارنے کا کیا حق رہا۔

دریودھن۔ پھر وہی بات۔ میں کہتا ہوں کہ یدھشٹر نے اس وقت کیوں یہ نہیں کہا کہ جب میں اپنے آپ کو ہار چکا۔ تو دروپدی کو داؤ پر لگانے کا میرا کوئی حق نہیں۔

وکرن۔ تو میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ یدھشٹر کی غلطی کی ذمہ داری دروپدی پر کیسی؟

دریودھن۔ (جھنجھلاکر) تیری ایسی کی تیسی۔ یہ فضول سی حجت بازی ہے۔ میں اس بات کو نہیں مانتا۔

وکرن۔ اگر میری ہر ایک بات فضول سی حجت بازی ہے۔ تو آپ کا یہ فعل بے گناہ دروپدی پر ایک ظالمانہ دست درازی ہے جس سے نہ کوئی انسان خوش ہے نہ پرمیشور راضی ہے۔

دریودھن۔ ارے نالائق! تو میرا بھائی ہو کر دروپدی کا سہائک بن رے انیائی! تجھے میرے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے غیرت نہ آئی؟

وکرن۔ مجھ پہ تو ایک سچی بات کے لئے بے غیرتی کا الزام ہے مگر اپنے بھائی کی استری کو ایسی بُری طرح سبھا میں بلانا یہ غیرت والوں کا کام ہے۔ اگر شرم اور غیرت اسی کا نام ہے۔ تو ایسی تہذیب کو دُور سے ہی سلام ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

دریودھن۔ ارے بے شرم! معلوم ہوتا ہے کہ تو ہماری نسل سے نہیں ہے،

کوئی مُردہ نہیں میں ناکارہ نہیں تیرے طعنے جو ناحق سہارا کروں
نہ رہوں ایکدم ہے مجھے بھی قسم تیرے درشن اگر میں دوبارہ کروں
اس جگہ سے ....

تُو میرے سے گیا میں تیرے سے گیا کیا ادب اور لحاظ اب تمہارا کروں
کیا غرض ہے مجھے جو کہوں کچھ تجھے کیوں تیرے سے یونہی مغز مارا کروں
اس جگہ سے ....

کیوں ظلم بے ایمانی یہ باندھی کمر تو سنبھل جا میں پھر بھی اشارہ کروں
لے ڈگر تیرا چھوڑا انگر آج سے خواب میں بھی نہ اسکو نہارا کروں
اس جگہ سے ....

ناٹک

او مغرور انیائی! تجھے نہ کسی کی نصیحت بھائی۔ نہ کچھ غیرت آئی ارے کل گھاتی! تجھے اس قسم کے اتیاچار کرتے ہوئے بھی غیرت نہیں آتی۔ جو بھی تجھے سمجھاتا ہے۔ تو اسی کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتا ہے۔ بزرگوں کی بزرگی کو تو نے خاک میں ملا دیا۔ خاندان کی عزت کو تو نے بٹا لگا دیا۔ کسی نے تجھ کو نصیحت کی بات کہی۔ بس تیرے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہر ایک کی قسمت کا فیصلہ کرنے لگ جاتا ہے گویا تو ہی سب زمانے کا اَن داتا ہے۔ تو مجھے کیا نکالنا چاہتا ہے۔ مجھے خود تیرے جیسے پاپی کا اَن جل نہیں بھاتا ہے۔ بھوکا مرنا منظور ہے مانگ کر گذارہ کرنا منظور ہے جس طرح ہوگا۔ اپنا جیون سنبھالوں گا۔ مگر تیرے اس پاپ کے اَن کو حرام

کل ذرو ہی نہ مجھ کو دکھانا شکل میرا دشمن تو اب بر ملا ہو گیا
ایسے بھائی کی ....

تیرے منہ سے بغاوت کی بُو آ رہی اور غیرت کا مادہ دفع ہو گیا
دیکھ آئینہ لے کر تو اپنی شکل چہرہ لعنت سے تیرا سیاہ ہو گیا
ایسے بھائی کی ....

اس جگہ ٹھیرنے کی ضرورت نہیں جب میرے سے ہی تو بیوفا ہو گیا
خاک سر میں رما اور پھر در بدر تیری قسمت کا یہ فیصلہ ہو گیا
ایسے بھائی کی ....

تو نے بکواس کر کے میرا کیا لیا اُلٹا تیرا ہی جیون تباہ ہو گیا
عیش و آرام سارے گئے ایک دم تو گداگر ہوا بے نوا ہو گیا
ایسے بھائی کی ....

وکرن ۔ گانا ۔ (بحر طویل)

اس جگہ سے نکلنا تو کیا چیز ہے میں خوشی سے یہاں سے کنارہ کروں
اسی کیلئے جائے گر جان بھی تو میں اس کو بھی دینا گوارا کروں
اس جگہ سے ....

تیرے جیسے پت کا تجا اَن جل مانگ کر بھیک چاہے گذارہ کروں
میرا رازق نہیں کوئی انسان ہے اَن داتا جسے کہہ پکارا کروں
اس جگہ سے ....

دریودھن۔ تیری شامت ناللائق ہے آئی ہوئی
وکرن ۔ میری شامت تیری موت لائی ہوئی
" موت کا بھے دکھا کر ڈراتا مجھے
دریودھن ۔بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
" ارے منحوس اپنی دکھا مت شکل
وکرن ۔ موت آتی تو جاتی ہے پہلے عقل
دریودھن۔ خیر چاہے تو جلدی یہاں سے نکل
وکرن ۔ رہنا خود ہی میں چاہتا نہیں ایک پل
" بولنا بھی نہ تیرا سُہاتا مجھے
دریودھن ۔بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
" سامنے سے او پاجی میرے دُور ہو
وکرن ۔ او ادھرمی تو اتنا نہ مغرور ہو
دریودھن ۔ہستناپور سے فوراً ہی کافور ہو
وکرن ۔ مجھے رہنا یہاں خود بھی منظور ہو
" کیسے بیہودہ دھتے بتاتا مجھے
دریودھن ۔بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
" جان کھو کر ہی جائے گا کیا آج تو
وکرن ۔ تیاگ بیٹھا ہے ساری شرم لاج تو
دریودھن ۔دانے دانے کو بھٹکے گا محتاج تو

بھی منہ میں نہ ڈالوں گا۔ سنبھال سنبھال۔ او پاپی اپنے اس پاپوں کے بھنڈار کو سنبھال۔ مجھے نہ تیرا اَن جل درکار ہے۔ نہ تیری نگری سے سروکار ہے۔ جاتا ہوں۔ جاتا ہوں۔ نفرت کے ساتھ جاتا ہوں حقارت کے ساتھ جاتا ہوں۔ وقت آئے گا جب میری ایک ایک بات نہیں۔ بلکہ ایک ایک لفظ پتھر کی لیک ہوگا۔ مگر اس وقت نہیں۔ بلکہ اس وقت جبکہ مرنے کے نزدیک ہوگا۔ اور تیرا یہ آسمان پہ چڑھا ہوا دماغ بھی اسی وقت ٹھیک ہوگا ؎

اس وقت کہنا تجھے بے سُود ہے بے سُود ہے
سمجھ کا مادہ تیرے سر سے ہُوا مفقود ہے
سنبھل جا نزدیک تیری منزلِ مقصود ہے
بندۂ سرکش ابھی سر پہ خدا موجود ہے
بیلتا ہے پاپ کے پاپڑ تو کس دن کیلئے
کوستے مظلوم کے بدلے نہ گن گن کے لئے

دریودھن اور وکرن کا مشترکہ گانا

(بطرز۔ کیا کروں یہ میرا دل دیوانہ ہوا)

بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
دریودھن۔ تیرے دل میں کیا پاجی سمائی ہوئی
وکرن۔ تیری آنکھوں میں چربی ہے چھائی ہوئی

وکرن۔ پرائی آگ؟ ہائے ہائے میں پرائی آگ میں نہیں جلتا۔ بلکہ میں تو اس گھر کی آگ میں جل رہا ہوں۔ جس میں ایک دن نہ صرف تم بلکہ سارے خاندان کو جلنا پڑے گا۔ نہیں نہیں میں اس آگ میں جل رہا ہوں۔ جس کے چنگارے ایک روز نہ صرف ہستنا پور بلکہ تمام آریہ ورت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔ ہاں ہاں میں اس آگ میں جل رہا ہوں۔ جس کی خاک میں سے بھی اس کورو ونش کے لئے ہمیشہ صدائے لعنت و ملامت آتی رہے گی۔ اور اس پوتر سرزمین کی شوکت و عظمت دُنیا سے بالکل جاتی رہے گی۔

کرن۔ وکرن! مجھے تمہاری عقل پر سخت افسوس آتا ہے۔ جب تو مہاراجہ دریودھن کا بھائی ہو کر ان کے برخلاف آواز اٹھاتا ہے۔ ذرا سوچ تو سہی۔ کہ تو کس کی حمایت کرتا ہے۔ کن کی ہمدردی کا دم بھرتا ہے۔ آخر تم بچے نہیں نادان نہیں۔ کیا تمہیں اپنے بیگانے کی پہچان نہیں؟

وکرن۔ جہاں تک میں دیکھتا ہوں۔ اس میں دریودھن کا بہت کم قصور ہے۔ بلکہ تیرے جیسے چیت قناعتیوں کا مچایا ہوا فتور ہے۔ اب یہ بات شکیہ نہیں۔ نہیں بالکل کُھلی ہوئی ہے کہ تو اور تیری چنڈال چوکڑی اس خاندان کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ تمہاری خوشامدانہ اور چاپلوسی کی باتوں سے اس کے دماغ پر تمہارا پورا قبضہ ہو رہا ہے۔ اور اس کی آنکھوں میں ساون کے اندھے کی طرح چاروں طرف سبزہ ہو رہا ہے۔ دھرم اور انصاف کی جگہ ظلم اور بے ایمانی کا راج ہو رہا ہے۔ نیلائے باپ کا اور باپ تمہارا

وکرن - کل زمانے کا کیا ہے مہاراج تو
میں کسی کو نہ کوئی کھلاتا مجھے
دریودھن - بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
" تو زبان ہی چلاتا رہا بے شرم
وکرن - مجھے مجبور کرتا ہے میرا دھرم
دریودھن - بھاگ جا ورنہ ہو جائے گا سر قلم
وکرن - سر کٹانے کو تیار بیٹھے ہیں ہم
" یہ اناچار لیکن نہ بھاتا مجھے
دریودھن - بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے
" ٹھوکریں کھائے گا تو کہیں کا کہیں
وکرن جہاں لے جائے قسمت جائینگے وہیں
دریودھن - نظر آتی ہے قسمت تو تیری یہیں
وکرن - میں بھی جسونت سنگھ کوئی بچہ نہیں
" کیا اتالیق بن کر پڑھاتا مجھے
دریودھن - بے حیا کیسی آنکھیں دکھاتا مجھے

ناٹک

دریودھن - ارے بدذات! چھوٹا منہ اور بڑی بات؟ بے غیرت کمینے! عقل کے ہیٹے! تیرا دماغ اس قدر چل رہا ہے کہ تو خواہ مخواہ پرائی آگ میں جل رہا ہے۔

رکھشک وہی ہے اب تو بگڑی وہی سنوارے

وہ نربلوں کا رکھشک مظلوم کا سہائک
اس کے بغیر کس کو اب دروپدی پکارے

میرے دھرم کی نیا آئی ہوئی بھنور میں
پرماتما تو ہی اب اس کو لگا کنارے

ایشور تیری دہائی گھیرے ہوئے قصائی
تو ہی دلار ہائی دکھیاؤں کے سہارے

عزت میری بچالے بڑے میرے چھپالے
کر موت کے حوالے ساڑھی اگر اتارے

اے دو جہاں کے والی تیری ہیں گائے کالی
تیرے دوار پر ہیں پلہ کھڑی پسارے

اتنی سبھا ہیں منہ میں زباں نہیں کسی کے
بیٹھے ہوئے بچارے منہ دیکھتے ہیں سارے

بے حرمتی پہ میری سارے تُلے ہوئے ہیں
سمجھا بجھا کر ان کو جسونت سنگھ بھی ہارے

ناٹک

دریودھن۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ مکّار عورتیں اس قسم کے حیلے بہانے بہت بنایا کرتی ہیں۔ رویا کرتی ہیں۔ چلّایا کرتی ہیں۔ اور اس

محتاج ہو رہا ہے۔ مگر نشچہ رکھو کہ اس نیائے کاری کے یہاں تمہاری ان خرمستیوں کا بھی علاج ہو رہا ہے۔

کرن :۔ نہ معلوم تم کس ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو۔ جو ہر ایک کو منہ میں ڈالنے کو تیار ہو۔ میں نے تو چاہا تھا کہ اس معاملہ کو یہیں صاف کرا دوں۔ اور کسی طرح مہاراجہ دریودھن سے تمہارا قصور معاف کرا دوں۔ مگر احسان کیا ہوا کس کے پاس ہے۔ یہاں تو گناہ لازم اور نیکی برباد ہے۔ بہت اچھا جناب! اگر آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو ہماری اس میں کونسی خود غرضی ہے۔ جائیے۔ تشریف لے جائیے۔ ٹھنڈی ہوا کھائیے۔ جنگلوں میں خاک اڑائیے۔ چند روز میں جب فاقہ پر فاقہ کی نوبت آئے گی۔ تو آپ کے دماغ کی ہوا خود بخود درست ہو جائے گی۔

دریودھن :۔ کرن! تم اس نالائق سے کیوں مغز کھپاتے ہو۔ اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت کو رنج پہنچاتے ہو۔ جائے گا تو میری کیا تقدیر دھو لے گا۔ بلکہ اپنا ہی سب کچھ کھوئے گا۔ دوشاسن! تم کیوں بلنبھ کرتے ہو۔ کیوں نہیں اپنا کام آرنبھ کرتے ہو۔

دوشاسن :۔ (دروپدی سے) سُن لیا مہاراجہ دریودھن کا ارشاد۔ اب کر کس سے کرتی ہے فریاد۔

دروپدی۔ گانا

فریاد اب تو میری پرماتما کے دوارے

تو میرا دامن کش اور وہ میرا دامن گیر ہے
آنکھوں والو دیکھ لو کہ میری آنکھوں میں کھچی
میری رُسوائی کی اس کی موت کی تصویر ہے
جب میرے سر پر وہ میرا سرو شکلیمان ہے
پھر بھلا تو کس لئے جسونت سنگھ دلگیر ہے

ناٹک

دریودھن۔ دوشاسن! یہ رنڈ کا گاتی تو بہت اچھا ہے۔ مگر اس سے پوچھ کہ کچھ ناچنا بھی جانتی ہے؟

دوشاسن۔ اجی یہ تو اس کی آنکھوں سے ہی ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف گانے ناچنے بلکہ اس کے متعلق ساری باتوں میں پوری ماہر ہے۔

دروپدی۔ گانا

بے حیا اب بھی تیری چال نرالی نہ گئی
بات اچھی بھی کبھی منہ سے نکالی نہ گئی
ہائے بدذات تجھے چھائی ہے کیسی مستی
اور سب کچھ تو گیا منہ میں سے گالی نہ گئی
وقت ہے اب بھی زباں کو تو سنبھال اے ظالم
پھر نہ سنبھلے گی اگر اب یہ سنبھالی نہ گئی

طریقے سے لوگوں کے دلوں کو موم بنایا کرتی ہیں۔ مگر یہاں وہ دل نہیں جس پر تیرا جادو چل جائے۔ اور تیرے آنسوؤں سے موم بن کر پگھل جائے تیری بہتری اور بہبودی صرف ایک بات میں ہے۔ اور تیری قسمت کا فیصلہ ابھی تک بھی تیرے ہاتھ میں ہے۔

دروپدی۔ گانا

بدنصیبی ہے میری ہی کیا تیری تقصیر ہے
ہو رہی برگشتہ مجھ سے میری ہی تقدیر ہے

بے گناہ کی آہ سے جلتے زمین و آسماں
کیا میری آہوں میں بھی وہ نہیں تاثیر ہے

خوف کر پرماتما کا چھوڑ دے کرنا ظلم!
چند روزہ زندگی پرست کیوں بے پیر ہے

بل دیا تجھکو اگر تو نربلوں کو مت ستا
ظلم کرنے کے لیے کیوں ہاتھ لی شمشیر ہے

میری گر کھچوائی ساڑھی کونسا جیتا قلعہ
یہ نہیں کوئی دھجا اک استری کا چیر ہے

بند ہے سب کی زباں پرماتما کا ڈر نہیں
یہ بھی او ظالم ترے ہی نمک کی تاثیر ہے

وہ میرا رکھشک ہے اب تو ہے اسی کا آسرا

اے مردود! کسی ستم رسیدہ کو ستا کر اتنا نہ کود۔ یہ مصیبت نہ کسی خاص انسان
کے لئے بنائی ہے۔ نہ کسی قوم کے حصے میں آئی ہے۔ ڈرو! ڈرو! پرمیشور سے
ڈرو۔ اگر مجھ پر نہیں۔ تو اپنی بہو بیٹیوں پر رحم کرو۔ آخر تم بھی کسی کے جننے جائے
ہو یا کہیں گرے پڑے اٹھائے ہو۔

او پاپی تیرے ظلم کا شاہد زمین اور آسمان ہوگا
تیری بدکاریوں کا ظالم قدم قدم پر نشان ہوگا
تو مجھ کو بیشک ویران کر دے مگر تو خود بھی ویران ہوگا
حیران کر دے حیران ہوگا احسان کر دے احسان ہوگا
ودنیائے کاری سنے گا آخر وہیں لگی ہیں نگاہیں میری
ستم رسیدہ ہوں بیگناہ ہوں نہ خالی جائینگی آہیں میری

دریودھن۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ پرماتما اور مہاتما کی ساری طاقتیں تیرے
ہی لئے تو بنائی ہیں۔ اور تیری مہربانی سے ہی باقی دنیا کے حصے میں کچھ نہ کچھ
آئی ہیں۔ اگر اپنی خیریت چاہتی ہے۔ تو پہلے اپنی ساڑھی اُتار۔ پھر اپنے
حامی کو پکار۔ اگر کیا انکار تو تیرا سر ہے اور میری تلوار۔

دروپدی۔ گانا (سوہنی)

ہے پربھو رکھشا تو ہی کر دروپدی کی آن کی
کون ہے جس کی نہ مشکل آپ نے آسان کی
نہ کوئی میرا رہا اور نہ کسی کی میں رہی

تجھ کو کھانا بھی ہضم ہوتا نہ ہوگا شاید
جب تلک کہ کوئی مظلوم ستائی نہ گئی

ظلم کر لے تو مجھے چاہے ستا لے جتنا
لوگ دیکھیں گے کہ آہیں میری خالی نہ گئی

پاپ کرنے کے لئے تو نے کمر باندھی ہے
کسی مظلوم کے دل سے دعا لی نہ گئی

مر بھی جاؤں گی تو کیا دنیا نہیں دیکھے گی
تیرے ماتھے سے میرے خون کی لالی نہ گئی

تیرا ناپاک ارادہ نہیں ہوگا پورا
بے عقل اب بھی تیری خام خیالی نہ گئی

دئے ایشور نے تجھے گرچہ پدارتھ سارے
ارے کنگال تیرے دل کی کنگالی نہ گئی

تیرے دروازے پر آئی ہوں بھکارن بن کر
آج تک بن کے کسی در پہ سوالی نہ گئی

باتیں بھاتی ہیں تجھے کرن و دوشاسن کی تو
کبھی جسونت سنگھ سے تو تجھ سے صلاح لی نہ گئی

ناٹک

آہ! ایشور! تیری مایا۔ مجھ بدنصیب کو کن ظالموں کے پھندے میں پھنسایا

ہوا اپرادھ کیا مجھ سے جو میری سُدھ بُھلائی ہے
ہوئی ہر طرف سے مایوس تو تجھ سے لگائی ہے
کرو رکھشا پربھو تیری دوہائی ہے دوہائی ہے

دریودھن۔ (پاؤں کی ٹھوکر مار کر) اری کیسی دوہائی ہے؟ کیا بک بک لگائی ہے۔ کیا آفت مچائی ہے؟ تیری کچھ شامت تو نہیں آئی ہے؟ ؎

باز تو آتی نہیں بے شرم اس گفتار سے
توڑ دوں گا ہڈیاں میں ٹھوکروں کی مار سے

دروپدی۔ دیا کر دیا کر! او نردئی! دیا کر۔ پرمیشور سے ڈر۔ زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اور کال کا چکر برابر چلتا رہتا ہے۔ کوئی چڑھتا اور کوئی ڈھلتا رہتا ہے دُکھ سُکھ رنج و راحت کسی کو ہمیشہ کے لئے نہیں بانٹے ہیں۔ جہاں آج پھول ہیں کل وہیں کانٹے ہیں۔ تو کس بھرم میں پڑا ہے۔ جو وقت آج مجھ پر ہے کل وہی تجھ پر بھی کھڑا ہے ؎

مارتا ہے کیوں مجھے تو ٹھوکروں کی مار سے
فیصلہ کیوں کر نہیں دیتا مرا تلوار سے

دریودھن ؎ کیا ضرورت ہے تجھے ماروں کسی ہتھیار سے
کام لینا عبث ہے خنجر سے یا تلوار سے
خوار کرکے میں نکالوں گا تجھے دربار سے
تجھ کو ماروں گا تیری ساڑھی کی اک اک تار سے
آئے گا مجھ کو مزا بس اس قسم کی مار میں

لی ہے میں نے شرن اب تجھ سرو شکتیمان کی
ہاتھ جوڑے گڑگڑائی اور خوشامد کر چکی
دُور مستی ہو سکی لیکن نہ اس شیطان کی

میری نظروں میں اندھیرا ہو گیا چاروں طرف
چھا رہی ہے دم بدم سر پر گھٹا طوفان کی
ہر طرح مایوس ہو کر آسرا تیرا لیا
تو ہی کر پرماتما رکھشا میرے ایمان کی

تو مجھے ظالم کے پنجے سے رہائی یوں دلا
جس طرح راون کے پنجے سے چھڑائی جانکی

ناٹک

آہ پرمیشور! کیا مجھ دین دُکھیا ابلا کی آہ و پکار خالی جائے گی؟ ہائے ہائے کیا اس بھری سبھا میں سچ مچ میری ساڑھی اُتروائی جائے گی؟ جن کا بھروسہ تھا۔ ان کے پر و بازو بالکل کٹے ہوئے ہیں۔ اور یہ بڈھے بزرگ محض میری بے حرمتی کا تماشہ دیکھنے کے لئے یہاں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور کون ہے جس سے اپنی فریاد کروں یا جس کو آڑے وقت یاد کروں ؎

سوائے آپ کے مجھ کو نہ دے کوئی دکھائی ہے
نہ دردی ہے کوئی میرا نہ بندھو ہے نہ بھائی ہے
سوا تیرے نہ میرا اب یہاں کوئی سہائی ہے

اور نراش ہو کر آپ کی شرن آئی ہوں۔ نردوش ہوں۔ دُکھیا ہوں مصیبت کی ستائی ہوں۔ رکھشا پرماتما رکھشا۔

کرن۔ اری بے عقل! تو کسی کی ہو کر چل۔ زیادہ واویلا اور فضول جھمیلا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تیری بہتری کی صرف ایک صورت ہے کہ یا مہاراجہ دریودھن کو شادی کے لئے رضامند کر لے۔ ورنہ کوروؤں میں سے جس کو تیرا دل چاہے پسند کر لے۔ اور اس کے ساتھ اپنا سمبندھ کر لے جس کو تو چاہے گی۔ وہی تجھے دل سے پیار کرے گا۔ اور ان بے غیرتوں کی طرح جُوئے میں لگا لگا کر تجھ کو ذلیل و خوار نہ کرے گا۔ ورنہ جنہوں نے آج جُوئے میں لگایا ہے ممکن ہے کل کو اور ہی ڈھنگ نکالیں۔ اور تعجب نہیں کہ بھوکے مرتے تجھ کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیں۔

دروپدی۔ صبر! صبر!! میرا صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور دنیا میں بدشیوں کے سوا کسی کا سہارا نہیں۔ او مونچھو والے کتے! تو اسی لئے بکواس کر رہا ہے کہ ایک تو میں عورت ذات ہوں۔ اور دوسرے مبتلائے آفات ہوں۔ ورنہ اگر میں تیری طرح مرد ہوتی۔ تو نہ اس طرح گڑگڑاتی۔ نہ یوں روتی۔ بلکہ تیری ایک ایک بات کا مکمل جواب دیتی۔ اور جس زبان سے تو بکواس کر رہا ہے اسے حلق سے باہر نکال لیتی ؎

ہے وقت تیرا او دُشٹ پاپی تو چاہے جتنی زبان چلا لے
میں تیرے پھندے میں آ پھنسی ہوں تو چاہے جتنا مجھے ستا لے
بنا لے داسی یا کہہ لے لونڈی یا چاہے الزام جو لگا لے

ننگی ہو کر تو پھرے گی شہر میں بازار میں

دروپدی۔ گانا

ہے پھوپترا مجھ سے یہ کیا اپرادھ ہوا ہے ناشاد ہوا ہے
جب میرا دھرم ہر طرح برباد ہوا ہے تو یاد ہوا ہے
دشمن تو میرا ہو ہی گیا سارا زمانہ اپنا و بیگانہ
ہر ایک میرے واسطے جلاد ہوا ہے صیاد ہوا ہے
گر جان میری جائے خوشی ساتھ مروں گی اُف تک نہ کروں گی
لیکن یہ ستم اور ہی ایجاد ہوا ہے بیداد ہوا ہے
رکھشک نہ کوئی میرا یہاں تیرے سوا ہے اندھیر مچا ہے
ہر ایک کا دل مانند فولاد ہوا ہے آباد ہوا ہے
سن ٹیر میری مجھ کو تو ذلت سے بچا لے یا جلد اٹھا لے
گر میرے لئے ایسا ہی ارشاد ہوا ہے بے بنیاد ہوا ہے
کیا دروپدی ہی قابلِ فریاد نہیں ہے؟ یا داد نہیں ہے
انیائے جو مجھ پر یہ بے تعداد ہوا ہے بے مریاد ہوا ہے

ناٹک

پرمیشور! اب برداشت کی حد ہو لی۔ ہر ایک کی خوشامد کر لی۔ ہر ایک کے آگے رو لی۔ حیا شرم ڈبو لی۔ لوک لاج کھو لی۔ ہر ایک طرف سے مایوس

ایسے الفاظ؟ نہ ان کی عزت کا خیال نہ رتبہ کا لحاظ؟ اتنا جوش؟ اس قدر خود فراموش! جس بھائی کے حکم کے سامنے کبھی سر نہ ہلایا۔ اس کو نہ صرف سخت سست کہا۔ بلکہ مارنے کے لیئے بھی ہاتھ اٹھایا۔ کیا چھوٹے بھائیوں کا یہی کام ہے؟ شرم کا نہیں بلکہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ مجھے تو یہ ڈر ہو گیا ہے کہ ان بے ایمانوں کی صحبت کا تم پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ مجھ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ بھائی یدھشٹر کا اس میں بالکل قصور نہیں انھوں نے کتنی دفعہ کہا کہ مجھے جُوا کھیلنا منظور نہیں۔ مگر اس نے دھوکے سے، فریب سے، عیاری سے، مکاری سے، لسانی سے، بے ایمانی سے اس بات پر رضامند کر لیا۔ اور میٹھی میٹھی باتیں بنا کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا۔ یہ سادہ لوح تو تھے ہی۔ دھوکہ کھا گئے۔ اور ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے۔ مگر خیر جو ہونا تھا سو ہوا۔ ہم اپنی مرضی سے کھیلے جوا۔ جو کچھ اس کا نتیجہ ہو گا۔ اسے مردانہ وار جھیلیں گے۔ اب کھیل پھر کھیلیں گے۔ اور جو اس وقت بغلیں بجا رہے ہیں۔ ان سے گن گن کر بدلے لیں گے۔ مگر تمہارا یہ ناجائز کرودھ صرف بے فائدہ ہے۔ بلکہ خلاف قاعدہ ہے۔ جس سے تم اپنی سعادتمندی پر ایک قسم کا دھبہ لیتے ہو۔ اور دشمنوں کو بغلیں بجانے کا موقعہ دیتے ہو۔

یدھشٹر۔ بھیم سین! تمہارا کہنا حرف بحرف صحیح ہے۔ جو کچھ کہا سچ سچ کہا ہے بیشک تمہاری تباہی و بربادی میں کوئی کسر نہیں رہی۔ جو نہ سہنی تھی۔ وہ سہی۔ جس قدر خرابی پھیلائی ہے۔ یا جو مصیبت تم پر آئی ہے۔ اس کا

نہیں ہے میرا ایمان جو کوئی تو چاہے جو کچھ تجھے بنا لے
تو جو کہے گا یا جو کرے گا یا جو بھی مجھ کو عذاب دے گا
میں سب سُنوں گی و سب سہوں گی زمانہ اسکا جواب دیگا

کرن۔ اُف رے ابھیمان! اری بیوقوف نادان! اگر تو مرد ہوتی تو کیا بنا لیتی جیسے ان پانچوں ہیجڑوں نے تیر چلائے ویسے ہی تو چلا لیتی۔ اری بدلگام! تیری اس زبان درازی نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا۔ مگر پھر بھی تیرا دماغ ٹھکانے نہیں آیا۔ زیادہ شور نہ مچا۔ ذرا اکھڑی ہو کر نٹک ناچ دکھا۔

بھیم۔ او چنڈال! ذرا زبان کو سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال میں تیری بہادری اور مردانگی دیکھ لیتا۔ مگر کیا کروں ناعاقبت اندیش بھائی مجھ کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ یدھشٹر! مہاں اپنائی بدھشٹر یہ سب تیری ہی مہربانی ہے۔ اور تو ہی سارے فساد کا بانی مبانی ہے نہ جوا کھیلتا اور نہ بھیم اس قسم کے ناقابل برداشت طعنے جھیلتا۔ اس ٹوچے کی یہ طاقت جو میرے سامنے ڈنڈ پیلتا۔ کرن اور دوشاسن جیسے لفنگے دل آیا بکیں ہم بیٹھے ان کے منہ تکیں۔ اور کچھ بھی نہ کر سکیں۔ تو نہ تو کچھ کرے گا نہ کرنے دے گا۔ نہ خود مرے گا نہ مرنے دے گا۔ بہتیری سُنی۔ اور بہت کچھ سہی۔ مگر اب مجھ میں ضبط کی طاقت نہیں رہی۔ بھائی ہو یا باپ ہو دھرم ہو یا پاپ ہو۔ اس کی کچھ پرواہ نہیں (گدا اٹھا کر) اور جب تک تیرا کام تمام نہ کروں دنیا میں کسی کو ......

ارجن۔ بھیم! ذرا ہوش کرو۔ کچھ سنتوش کرو۔ بڑے بھائی کی شان میں

کورو رہے ہیں۔ عزت آبرو کھو رہے ہیں۔ باپ دادا کا نام ڈبو رہے ہیں۔ تو میری بات کا جواب دے۔ اور بہت شتاب دے۔ ورنہ ہوشیار ہو جا۔ اور میرا آخری حکم سننے کے لئے تیار ہو جا۔

دروپدی۔ تو مجھ سے کس بات کا جواب مانگتا ہے؟

دریودھن۔ واہ وا۔ تمام رات روئے۔ مگر مرا ایک ہی۔ اور وہ بھی پڑوسی۔ ابھی تک یہ بالکل ہی بے خبر ہو رہی ہے۔ اری بیوقوف کی بچی! تو جاگتی ہے یا سو رہی ہے۔

دروپدی۔ گانا (کانگڑہ پنجابی)

کس در جاواں کہنوں حال سناواں کوئی وردی نہیں سوا تیرے ربا
رو رو کملی ہوئی میری سندا نہ کوئی کون ویوے ڈھوئی مینوں میرے ربا
کس در جاواں ....
بھاگ پھٹ گئے میرے کوئی لگدا نہ نیڑے جہاں چار چپھیرے بائی گھیرے ربا
من میریا سائیاں مینوں پے گیاں بھاہیاں تیری دیندی دہاہیاں بائیں پھیرے ربا
کس در جاواں ....
میری قسمت پھٹی دے میں ماری کٹی دن دہاڑے لٹی بن اندھیرے ربا
ساری آس نکھٹی ہڈی ہڈی ٹٹی مینوں وندے نہ چھٹی ایہہ لٹیرے ربا
کس در جاواں ....
مول ترس کھاندے مینوں کی کی تباندے دوتی دوت لگاندے ہیں بتیرے ربا

موجب تمہارا بدنصیب بھائی ہے۔ بلاشک میں تمہارا قصوروار ہوں۔ اور اس خرابی کا ذمہ وار ہوں۔ اس لئے جو کچھ ڈنڈ مجھ کو دو۔ برداشت کرنے کو تیار ہوں ؎

کاٹ دو ہاتھوں کو میرے ہے یہ ان کا ہی قصور
پھوڑ دو اس سر کو کیونکہ آگیا اس میں فتور
پھونک دو زندہ یا کردو ہڈیوں کو چُور چُور
چاہیئے ملنی سزا پاپی کو پاپوں کی ضرور
میں تو خود چاہتا ہوں کہ جلد آجائے میری قضا
تا کہ مل جائے مجھے اس بے وقوفی کی سزا

بھیم۔ کشما کشما۔ بھراتا! کشما۔ قصور ہوا۔ اپرادھ ہوا۔ بے وقوفی ہوئی۔ نالائقی ہوئی۔ سزا دو۔ میری گستاخی کی سزا دو ؎

آپ کو جو رنج پہنچا ہے میری گفتار سے
کاٹ لو میری زبان کو یا جلاد نا رسے
کاٹ دو گستاخ ہاتھوں کو ابھی تلوار سے
ہے پربھو اب بھیم کو جلدی اٹھا سنسار سے
دو مجھے جلدی سزا اب زندگی بیکار ہے
بھیم کی گردن ہے بھائی آپ کی تلوار ہے

دریودھن۔ (دروپدی سے) تو ان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہی ہے یہ بھی وہی ہیں۔ تو بھی وہی ہے۔ یہ آپس میں جو تا بیزار ہو رہے ہیں۔ اپنی قسمت

ہی شریف اور رذیل پہچانے جاتے ہیں۔ ورنہ شریفوں کے سر پر سینگ اور رذیلوں کے دُم لگی ہوئی نہیں ہوتی۔

دریودھن۔ واہ ری شریف زادی، شیطان کی دادی، تونے تو اپنی شرافت یہیں دکھلا دی۔ جب ارجن کی استری یدھشٹر نے داؤ پر لگا دی۔ ورنہ اگر یدھشٹر سے تیرا کچھ سروکار نہ ہوتا۔ تو اسے دوسرے کی استری کو جوئے میں ہارنے کا ہرگز اختیار نہ ہوتا۔ مزا تو تب ہے کہ تیرے سوا کسی دوسری استری کو داؤ پر لگائے۔ جو ابھی آٹے دال کا بھاؤ معلوم نہ ہو جائے۔

دروپدی۔ گانا (کانڑہ درباری)

ارے نردئی خوف ایشور کا کر تو
نہ کر اس قدر ظلم پاپوں سے ڈر تو
ہوا مست مد میں قضا کو بھلایا ڈبا اور دھرم کو بغل میں دبایا
او نادان پاپوں سے کر در گذر تو
نہ کر اس قدر ....
مری کھینچ لے گا اگر تو یہ ساڑھی زبردستی کر دے گا مجھ کو اُگھاڑی
کہلائے گا پھر تو بڑا شیر نر تو
نہ کر اس قدر ....
میں قسمت کی ماری پڑی تیرے پالے زبردست ہے چاہے جتنا ستا لے
مگر اس زبر سے نہیں ہے زبر تو

کی کی دکھ سہاراں کہنوں کوکاں ماراں ہن جائے پکاراں در در کیہڑے رب دا
کس در جاواں ......

ناٹک

دریودھن - اری تو پھر اسی طرح چلا رہی ہے۔ اور فضول زمین و آسمان سر پر اٹھا رہی ہے۔ نہ معلوم تو اپنے کس حمایتی کو بُلا رہی ہے؟

دروپدی - میں کسی انسانی امداد سے بالکل نراش ہو چکی جس کے آگے نہ رو نا تھا رو چکی۔ اب تو اس سرو شکتیمان کے آگے پکار رہی ہے۔ جو نرآشروں کا آشرا اور بے مددگاروں کا مددگار ہے جس نے راون جیسے ابھیمانیوں کا ابھیمان توڑا جس نے بالی جیسے دراچاریوں کو سزا دئے بغیر نہ چھوڑا جس نے راون کی قید میں جانکی جی کی سہائتا کی تھی۔ وہ میری مدد کرے گا۔ اور جس طرح راون اور اس کا ان گنت پریوار کتوں کی موت مرا تھا نشچے ہی تو بھی اسی طرح مرے گا۔

دریودھن - اری بدزبان مکار! تمام خدائی کی ٹھیکیدار! پھر وہی بیہودہ پن کی گفتار؟ اری بے تمیز! کہاں مہارانی سیتا اور کہاں ایک ادنیٰ کنیز غضب ہے کہ تیرے جیسی پتت اور نیچ ذات عورت کی زبان پر اتنی پتی برتا دیوی کا نام آئے۔ جو ایک استری ہو۔ اور پانچوں کے......

دروپدی - ڈر۔ ڈر پرمیشور سے ڈر۔ اور اتنی بدزبانی نہ کر۔ اس قسم کی فحش کنجر شاہی گالیاں شریف آدمی زبان پر نہیں لاتے ہیں۔ اور زبان سے

تو لٹّو ہے بہا کر..........

جو پھر ایسی باتیں زباں پر ہے لائی تو ایسی کروں کانپ جائے خدائی
تو کیا سمجھ کر رعب مجھ پر جماتی
تو لٹو ہے بہا کر.........

ہے بہتر کہ خود ہی اتار اپنی ساڑھی دکھا ناچ سب کو تو ہو کر اُگھاڑی
کہ ہو جائے ٹھنڈی ہماری بھی چھاتی
تو لٹو ہے بہا کر.........

ناٹک

دریودھن۔ کیوں! کچھ سُنا یا نہیں ہ تیرے دماغ کا تھرما میٹر کا پارہ ٹھکانے پر آیا۔ یا وہیں کا وہیں۔ اگر ابھی تک کچھ کسر ہے۔ یعنی اس میں کچھ پچھلا اثر ہے۔ تو اس کا بھی میرے پاس علاج ہے یعنی تیری کھوپڑی کسی مرمت کی محتاج ہے۔

دروپدی۔ اب تک تو نے کونسی کسر رکھی ہے۔ جو اب رکھے گا۔ کونسا بُرے سے بُرا الزام اور کونسی گندی سے گندی گالی ہے۔ جو تو نے زبان سے نہیں نکالی ہے جو کچھ کہا وہ سہا۔ جو کچھ کہے گا۔ وہ سہوں گی۔ میرا یہاں کون ہے جس سے اپنا دُکھ درد کہوں گی

کونسا ہے جو نہ الزام لگایا تو نے کونسے نام سے ابتک نہ بُلایا تو نے
کونسا دُکھ ہے جو مجھ کو نہ دکھایا تو نے کونسا عیب جو مجھ میں نہ بتایا تو نے

نہ کر اس قدر ۔۔۔۔۔۔۔۔
بہت ہو چکی اور بہت کچھ ستا لی نہ دینی تھی جو کچھ وہ دے لی ہے گالی
شرم کر شرم کر نہ اتنا بھر تو
نہ کر اس قدر ۔۔۔۔۔۔۔۔
نہیں کوئی جسونت سنگھ اب ٹھکانہ ہوا میرا دشمن ہے سارا زمانہ
کیوں روٹھا ہے مجھ سے میرے ایشور تو
نہ کر اس قدر ۔۔۔۔۔۔۔۔

دریودھن ۔ گانا (بطرز ایضاً)

اری بے حیا کیوں بہانے بناتی
تو ٹسوے بہا کر ہے کس کو دکھاتی
میں اب تک بہت ضبط کرتا رہا ہوں تو سمجھی کہ میں تجھ سے ڈرتا رہا ہوں
اسی واسطے تو زباں کو چلاتی
تو ٹسوے بہا کر ۔۔۔۔۔۔۔
نہ آیا تجھے گفتگو کا سلیقہ نہیں بات کرنے کا سیکھا طریقہ
جو آیا زباں پر وہی بکتی جاتی
تو ٹسوے بہا کر ۔۔۔۔۔۔۔
بے غیرت دلالہ شیطانوں کی خالہ بڑھی اتنی ہر اک کو منہ میں ہی ڈالا
بڑی اینٹھتی ہے بہت تن تناتی

دریودھن۔ تجھے آتی نہیں کچھ حیا و شرم
دروپدی۔ گھول کر پی گیا تو دیا اور دھرم
دریودھن۔ تو اکڑتی ہے جتنا ہوا میں نرم
دروپدی۔ باز آجا نہیں ہیں یہ اچھے کرم
" تو بھی روئے گا آخر رُلا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔
" یہ مناسب تجھے بد زبانی نہیں
دروپدی۔ بدزبانی سہی بے ایمانی نہیں
دریودھن۔ تجھے ہر چند سمجھایا مانی نہیں
دروپدی۔ بے رحم تیری آنکھوں میں پانی نہیں
" خوار کرتا سبھا میں بلا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے ۔۔۔۔۔۔ تجھے
" ہیں نچاؤں گا کروا کے ننگی تجھے
دروپدی۔ یہی آتی ہیں باتیں بے ڈھنگی تجھے
دریودھن۔ ہوگی ایک ایک دلنے کو تنگی تجھے
دروپدی۔ نہیں معلوم دنیا دور نگی تجھے
" دیکھ بے شک بے حرمت کرا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے ۔۔۔۔۔۔
" اب بھگت لے تو اپنے کیے کی سزا

وہ بھی بھگتوں کی ظلم اور اگر باقی ہا ہے
سر کٹانے کی فقط تاب تو کسر باقی ہے

دروپدی اور دریودھن کا مشترکہ گانا

(بطرز:- کیا کروں یہ میرا دل دیوانہ ہوا)

دریودھن

کیا ڈراتی ہے آنسو بہا کر مجھے

دریودھن۔ ایسی باتوں میں میں آنے والا نہیں
دروپدی۔ میں نے باتوں میں لاکر تو ٹالا نہیں
دریودھن۔ ابھی ارمان دل کا نکالا نہیں
دروپدی۔ تیرا مقصد برا نا سو کھالا نہیں
" کیا ڈراتا ہے آنکھیں دکھا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے......

" تو نہیں سمجھی ہر چند تجھ سے کہا
دروپدی۔ خوف ایشور کا دل میں نہ تیرے رہا
دریودھن۔ ایک پل میں ترا خون دوں گا بہا
دروپدی۔ یہ بھی سہہ لوں گی آگے بھی سب کچھ سہا
" سکھ نہ پائے گا تو بھی ستا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے......
......

دریودھن۔ دُشاسن! میں حکم دیتا ہوں کہ فوراً اُتار دے اس کی ساڑھی۔

(دُشاسن اٹھتا ہے)

دروپدی۔ بس وہیں کھڑا رہ مردود۔ اتارٹی! خبردار جو آیا اگاڑی۔

دُشاسن۔ اری کیسی اگاڑی کس کی پچھاڑی۔ اگر تیری ہوا نہ بگاڑی۔ تو ہمارے منہ پر بھی کاہے کو آئی ہے ڈاڑھی۔

دریودھن۔ دُشاسن ذرا ٹھیر۔ اس کی یہی سزا ہے۔ مارنے کی نسبت حیران کرنے میں زیادہ مزا ہے۔

دروپدی۔ گانا (بحر طویل)

کوئی رکھشک نہیں ہے سوا آپکے ہے پربھو اپنی داسی کی لیجو خبر
ہو گیا آج اندھیر چاروں طرف اور کوئی سہارا نہ آتا نظر

کوئی رکھشک ....

زندگی آپ سے میں نہیں مانگتی موت کا دان ہی مجکو دے دو اگر
تو بھی ہوں گی میں احسان مند آپکی کر دیا آپ نے گویا مجکو امر

کوئی رکھشک ....

ایسا اپرادھ میرے سے کیا ہو گیا بھول بیٹھے جو مجکو مرے ایشور
یا میں فریاد کرنیکے قابل نہیں یا کہ آہوں میں میری نہیں ہے اثر

کوئی رکھشک ....

اور کس کو پکاروں سوا آپ کے میرا دنیا میں کوئی نہ در دی بشر

دروپدی۔ میں ہوں راضی کہ جس میں ہے اس کی رضا
دریودھن۔ تو سمجھ لے کہ آئی ہے تیری قضا
دروپدی۔ میری ایشور سے خود ہے یہی التجا
" موت لے جائے جلدی اُٹھا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔
" کیا نہیں بند کرتی تو اپنی زباں
دروپدی۔ تو نے خود ہی بلایا میں بولی کہاں
دریودھن۔ تو بُلا اس کو تیری بچا لیوے جاں
دروپدی۔ کون جسونت سنگھ میرا دردی یہاں
" اس بَلا سے لے جائے چھوڑا کر مجھے
دریودھن۔ کیا ڈراتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

دریودھن۔ تیرے جسم پر گردن رہے گی یا ساڑھی۔ مگر دونوں چیزیں نہیں رہ سکتیں۔

دروپدی۔ جان دے دینی منظور ہے۔ مگر میں اس بے حرمتی کو نہیں سہہ سکتی۔

دریودھن۔ میری بھی یہی ضد ہے کہ تیری دھوتی اتروا‌ؤں گا دھوتی۔

دروپدی۔ پرمیشور سے ڈر۔ ایسی باتیں کرنے سے کوئی تیری عزت دوبالا نہیں ہوتی۔

نہیں شرم رہی نہ دھرم ہی رہا نہ ہی لاج رہی نہ حیا ہی رہی
نہ ہی نیائے رہا نہ ہی خوف رہا نہ ہی دل میں کسی کے دیا ہی رہی
نہ ہی مان اپمان کا دھیان رہا اوچت انچت ابھیمان کا راجیہ ہوا
نہ ہی چھوٹوں میں کچھ سبھیتا ہی رہی نہ بزرگوں میں کچھ ستیہ تا ہی رہی

بھیشم پتامہ ستیہ ہے دیوی استیہ ہے جو کچھ تو کہتی ہے سب ستیہ ہے۔ ہماری آنکھیں ہیں۔ کان ہیں۔ دل ہے زبان ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ پرنتو ان کا ہونا نہ ہونا ایک سمان ہے کیونکہ

پھوٹ جائیں وہ نین ابھی جو نیائے انیائے کو ناہیں نہاریں
ان کانن سے بہرے اچھے اس کان سنیں اُس کان نکاریں
وہ جیبھا ہے یوگیہ جلانے کے جو پکار سنیں اور ناہیں پکاریں
اس دل سے ہزار پاشان بھلا جو ستیہ استیہ کو ناہیں بچاریں

دروپدی۔ گانا (قوالی)

نہ بولو تم نہ بولو تم بیٹھ جاؤ بے زباں ہو کر
فلک تک پہنچ جائیں گی مری آہیں دھواں ہو کر
نہیں سنتے اگر تم تو مرا مالک تو سنتا ہے
بچائے گا مجھے خود ہی وہ میرا پاسباں ہو کر
دھرے بیٹھے رہو تم آج بیشک ہاتھ کانوں پر
وہی ہاتھ ہونگے آنکھوں پر تمہارے خونفشاں ہو کر

میری نیا بھنور میں پڑی آن کے ڈوبنے میں نہ اسکے ہے کوئی کسر
کوئی رکھشک ....

آگے کس کس کے رونی چلائی نہیں اور کس کس کے آگے جھکایا نہ سر
ایک سے ایک بڑھکر ہے ظالم یہاں نہیں دل میں کسی کے دیا کا گذر
کوئی رکھشک ....

منہ نہیں کھولتے دیکھتے ہیں سبھی ہو رہا جس قسم کا میرے پر جبر
اور جسونت سنگھ کوئی چارہ نہیں ہائے میرا صبر ہائے میرا صبر
کوئی رکھشک ....

ناٹک

ہائے ہائے دھرم اور انصاف کا دنیا سے خاتمہ ہوگیا۔ جبکہ ایسے ایسے وِدوان بزرگوں کا بھی کٹھور آتما ہوگیا۔ آنکھیں ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے منہ کو تکتے ہیں۔ کان ہیں مگر سُننے سے معذور ہیں زبان ہے مگر بولنے سے مجبور ہیں۔ جب اپنے گھر کی بہو بیٹیوں کی بے حرمتی دیکھتے ہوئے انہیں بولنے کی آن ہے۔ تو پرجا بچاری کا تو پرمیشور ہی نگہبان ہے۔ نصیب پھوٹے اس پرجا کے جس کی قسمت کی باگ ڈور ایسے انیائی راجاؤں کے ہاتھ ہے۔ جن کے نزدیک ایسے ایسے نیچ کرم اور اتیاچار ایک معمولی اور دل لگی کی بات ہے۔ شرم کرو۔ شرم کرو۔ چھتری پن کے ابھیمانیو! شرم کرو سے

کیں آخر کس نے تیری امداد کی؟

دروپدی۔ جب اس کل کی یہی مریاد ہے۔ تو کیسی داد اور کس کی فریاد ہے۔ میں تو ایک کوروتی تھی۔ مگر یہاں تو ہر ایک اندھے کی اولاد ہے۔

دریودھن۔ او نابکار! اب بھی تو نے اپنی زبان نہیں سنبھالی پھر وہی بات منہ سے نکالی جس نے تیری جان اس مصیبت میں ڈالی (دروپدی کا ہاتھ مروڑ کر) بھلا تو اب دیکھے گا لی۔

دروپدی۔ گانا

(ہائے سنیاں ٹروں ہیں تورے پنیاں)

ربطرز:

مرگئیاں مروڑ ناہیں بنیاں بیدردی ستاؤ نا

چھوڑو چھوڑو مروڑو نہ کلائی ادانیائی ہیں دیتی ہوں دوہائی

نہ پاپڑ اتنا کس کر۔ او پاپی بس کر بس کر

جان گئی جان گئی۔ آن گئی شان گئی

مرگئیاں ....

او ظالم یہ دکھڑا مجھ سے نہیں سہارا جائے دکھیا ہو رہی جان

مجھ کو کیوں کرتا حیران میرے نکلے جات پران

او نادان بے ایمان کہنا مان نکلی جان

مرگئیاں ....



مری بے حرمتی کا تم تماشہ شوق سے دیکھو
تباہی کا نظارہ دیکھ لینا خوں چکاں ہوکر
میں ڈرتی ہوں کہ پرمیشور کہیں وہ دن نہ دکھلائے
بہیں گے خون کے دریا یہاں آب رواں ہوکر
نہیں اپنی مصیبت کا مجھے ڈر ہے تو یہ ڈر ہے
کہ مٹ جائے نہ یہ کل اس قدر فخر زماں ہوکر
نہیں پرواہ اگر تم کو قسم ہے لب ہلانے کی
رہو چپ چاپ بیٹھے تم یہاں مثل بُتاں ہوکر
بہو بیٹیوں کی بے عزتی ہو سامنے سب کے
تماشہ دیکھتے ہو تم بزرگِ خانداں ہوکر
مٹا دے تو اے دریودھن مرا نام و نشاں لیکن
مٹے گا ایک دن تو بھی مرا نام و نشاں ہوکر
سنبھل جائے یہ دریودھن اسے سمجھانے والا ہو
اگر جسونت سنگھ تجھ سا کوئی جادو بیاں ہوکر

ناٹک

دریودھن۔ بہت کچھ شتر غمزے دکھلا چکی۔ بہتیرے زمین و آسمان کے قلابے ملا چکی۔ رو چکی۔ چلا چکی۔ اچھی طرح تلملا چکی۔ ایک ایک کو امداد کے لئے بلا چکی۔ بہتیرا فریاد کی۔ ہر ایک کی یاد کی۔ رو رو کر آنکھیں برباد

دروپدی اور دریودھن کا مشترکہ گانا

(بطرز:- البیلا چھبیلا)

دروپدی۔ مدھ ماتے مورکھ ایسا چھایا ہے ابھیمان کیا
خبر ہیں بالکل نہیں شرم و حیا ہے۔ انسان کیا مارھ ماتے مورکھ
ایسا چھایا ہے ابھیمان کیا۔ ہر آن کیا غلطان کیا شیطان کیا
مدھ ماتے مورکھ ....

دریودھن۔ اری باتیں بنانے والی۔ اری چل چل چل چل
اری نخرے دکھانے والی اری چل چل۔ چل
دروپدی ہائے ہائے بس کر۔ پکڑ نہ کس کر
دریودھن شور مچانے والی اری چل چل۔ چل
دروپدی۔ دُکھتی ہے میری نرم کلائی۔ چھوڑ دے مارھ ماتے مورکھ
ایسا کیا چھایا ہے ابھیمان کیا۔ ہر آن کیا غلطان کیا۔ شیطان کیا
مدھ ماتے مورکھ ......

ناٹک

دریودھن۔ زور سے دھکا دیکر او اپوتر آتما اب کرتا ہوں تیری زندگی کا
خاتمہ۔ اب بتا کہاں ہے تیرا پرماتما؟
دروپدی۔ ارے مورکھ! اس قدر مغرور نہ ہو نشہ جوانی میں اتنا مخمور نہ ہو۔ بلانے

دریودھن۔ گانا (بطرز ایضاً)

او متواری کیوں کرتی آہ وزاری ہوشیاری جتاؤ نا

دیکھو دیکھو یہ نخرے کیا دکھاتی بھلا کس کو تو رو رو کر ڈراتی

اب تیری کلائی کس لی توڑوں گا ہاڑی پسلی

دھکار۔ بدکردار۔ ناہنجار۔ ہوشیار

متواری ....

جب تک نہ چڑے گی تو چین پڑے نہ موئے توڑوں گا تیرا ابھمان

ایسے لوں گا تیری جان نکلیں تڑپ تڑپ کر پران

بس چل چل۔ ہو بیکل۔ تو پل پل۔ کر تل مل

متواری ....

ناٹک

دروپدی۔ ہائے ہائے ظالم! تو میری گردن بیشک توڑ دے۔ مگر پرمیشور کے واسطے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔ درد کے مارے میری جان نکلی جاتی ہے۔ مگر تجھ کو کچھ دیا نہیں آتی ہے۔

دریودھن۔ اری بے حیا! کیسی دیا؟ اور کس کی دیا۔ اب تو تیری موت کا وقت قریب آگیا۔ مگر اس طرح ماروں گا۔ کہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ تیری قضا آئے۔ تاکہ تجھے تڑپتا دیکھ کر مجھے بھی کچھ مزا آئے۔

مان مان مان کہنا مان بے ایمان
ہائے ہائے مورا جیا نہ جلا

دوشاسن۔ گانا (بطرز ایضاً)

ایری ایری زیادہ باتیں نہ بنا
اری بیحیا لوگائی۔ کیوں یہ آفت مچائی۔ کیسی دیتی ہے دوہائی
اری چُپ چُپ چُپ چُپ
ایری ایری زیادہ باتیں نہ بنا
کسے رورو کے ڈراتی ہے مکار بھلا چاہتی ہے تو ساڑھی کو اُتار
ورنہ کروں گا خراب بہت سہے گی عذاب
جان جان جان لوں گا جان اے نادان
ایری ایری زیادہ باتیں نہ بنا

ناٹک

دُوشاسن۔ بس بس۔ اب تیرا چیخنا چلانا بیکار ہے۔ یا تو سیدھی طرح دھوتی اُتار دے۔ ورنہ بندہ دست درازی کرنے کو بھی تیار ہے۔

دروپدی۔ چھوڑ چھوڑ۔ میرا دامن چھوڑ۔

دوشاسن۔ کبھی نہیں۔

دروپدی۔ رحم کر۔

کوتو اس کو جاؤں جو کچھ قدر ہوئے
دُور ہو مجھ سے تو جاؤں میں بُلانے کے لئے
ایک پل لگتا نہیں یاں اس کو آنے کے لئے
وقت چاہیئے جتنا مجھ کو منہ ہلانے کے لئے
کیسے لاکھوں سامان وہ مجھ کو بچانے کے لئے
اب تلک جو اپنی قدرت کا نہ دکھلایا ظہور
بھید ہے اس میں بھی کچھ سمجھا نہیں تو بے شعور

دریودھن - دوشاسن! تو فوراً اُس کی دھوتی اتار کر ننگی کر دے۔

دوشاسن - (دروپدی کی ساڑھی پکڑ کر) اگر تو اپنی خیریت چاہتی ہے۔ تو اس دھوتی کو خود ہی کھول کر کنارے دھر دے۔

دروپدی - گانا

(بطرز:- چھوڑ دو چھوڑ دو موری بنّیاں)

ہائے ہائے مورا جیا نہ جلا
ارے ظالم قصائی یہ ہے کیسی بے حیائی۔ تجھے شرم نہ آئی
ارے ہائے ہائے ہائے ہائے
ہائے ہائے مورا جیا نہ جلا

ارے پاپی نہ تو قضا کو بلا — مان کہنا ترا اسی میں بھلا
میری چھوڑ دے تو ساڑھی — مجھے کر نہ اُگھاڑی

دوشاسن۔ گانا (بطرز الفیا)

اری بیہودہ مکار۔ کیسی کرتی ہے گفتار۔ لوں گا تیری کھال اُتار

اری چُپ چُپ چُپ۔۔۔۔۔۔

کرتی ہے کیوں ناحق شور۔ دوں گا ہڈی پسلی توڑ۔ لونڈی نالائق سنہ زور

اری چُپ چُپ چُپ۔۔۔۔۔

روتی ہے کیا زار زار چیختی ہے بار بار۔ اب تو حمائتی کو اپنے پکار

اب تو کر اُس دن کو یاد۔ کہہ اندھے کی اولاد۔ ہوتی اپنے دل میں شاد

اری واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ وا

اری بیہودہ مکار۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

دریودھن۔ یہ ہر گھڑی کی نا۔ نا۔ ری۔ ری اچھی نہیں ہوتی۔ تو کیوں نہیں اُتارتا اس کی دھوتی۔

دوشاسن۔ اجی یہاں کیا انکار ہے۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ بندہ تو پہلے ہی بالکل تیار ہے (دروپدی کی ساڑھی کو جھٹک کر) بس اب چیختی رہ یا روتی۔ مگر چھوڑ دے اپنی دھوتی۔

دروپدی۔ (چلا کر) دوہائی۔ دوہائی۔ پرمیشور! دوہائی۔

بھیم۔ ہو چکی ہو چکی۔ برداشت کی حد ہو چکی۔ بہت کچھ سہا مگر اب نہیں سہہ

دوشاسن ۔ ہرگز نہیں۔
دروپدی ۔ دیا کر۔
دوشاسن ۔ مطلق نہیں۔
دروپدی ۔ پرمیشور سے ڈر۔
دوشاسن ۔ بالکل نہیں۔
دروپدی یہ "نہیں" اچھی نہیں۔
دوشاسن ۔ ایک دفعہ نہیں ۔ ہزار دفعہ نہیں ۔ لاکھ دفعہ نہیں ۔ آگے نہیں
پیچھے نہیں ۔ اب نہیں ۔ پھر نہیں۔

دروپدی ۔ گانا

(طرز: تیری چھل بل ہے نیاری)

جوڑوں تیرے آگے ہاتھ ۔ کر نہ ظلم یہ میرے ساتھ میں ہوں ابلا اناتھ
ارے سن سن سن ......
ڈر تو ایشور سے بدذات ۔ بالکل نہیں یہ اچھی بات میرا تھر تھر کانپے گات
ارے سن سن سن ......
ہائے ہائے بے ایمان ، کرتا ہے کھینچ تان ، ہٹ جا نہیں تو میں دونگی جان
ارے پاپی بدمعاش تیرا جائے ستیاناش ۔ میرا کر نہ پردہ فاش
ارے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہا
جوڑوں تیرے آگے ہاتھ ......

سمجھ لے کہ تجھے اب پڑ گئے جینے کے لالے ہیں
نہ بھولوں گا کبھی بھی جو زخم سینے میں ڈالے ہیں
نہ پی لوں خون کی چُلو جو چڑھ کر تیرے سینے پر
تو سو دھکار ہے مجھ کو ہے لعنت میرے جینے پر

بھیشم پتامہ۔ (دھرت راشٹر سے) دیکھا جُوئے کا انجام؟ اس پاسہ کے ساتھ ہی خاندان کا پاسہ بھی اُلٹ پلٹ ہوا۔ اگر کچھ کسر ہے تو اور کھلوا دو جُوا۔

دھرت راشٹر۔ پتامہ جی! آپ کو یاد ہے میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ کھیل بڑا نامُراد ہے یکھ سمپت کا دشمن اور فساد کی بنیاد ہے۔

بھیشم پتامہ۔ کیا خاک کہا تھا۔ اگر تم کچھ کہنے والے ہوتے۔ تو آج ہم قسمت کو کیوں روتے۔ اب بھی اگر کچھ بنتا ہے تو بنا لو۔ ورنہ وقت جا رہا ہے دیکھتے نہیں بھیم کس قدر طیش میں آ رہا ہے۔ ارجن کتنا تلملا رہا ہے۔ نکل سہدیو کا خون کہاں تک جوش کھا رہا ہے۔

دھرت راشٹر۔ (بھیم سے) میرے ہونہار بھتیجے! میں دیکھ چکا۔ اس نامُراد کھیل کے نتیجے۔ کیا کروں نیتر ہین ہونے کی وجہ سے میرے لئے تو ایسا ہی دن ہے اور ایسا ہی رات ہے۔ مگر اب تمہارے اندھے چچا کی لاج تمہارے ہاتھ ہے۔

بھیم۔ (طیش میں آکر) کون چچا اور کس کا بھتیجا۔ گھر پر آنچ آئی۔ تو آپ کا دل بھی پسیجا۔ دو منٹ پہلے نہ ہم بھتیجے تھے اور نہ آپ چچا۔ جب ہمارا دھن رہا نہ دھرم بچا۔ سب طرح برباد کر کے اب چچا بھتیجے کا ڈھونگ رچا۔

سکتا۔ تمام زمانہ تو کیا۔ اگر پرمیشور بھی رد کرے۔ تو بھیم خاموش نہیں رہ سکتا۔
کوئی نکتہ چینی کرے یا اعتراض۔ چولھے میں گیا ادب اور لحاظ۔ ہوشیار ہوجا
اے موت کے نوالے ہوشیار ہوجا۔

ارجن۔ سب کچھ دیکھتا رہا۔ ہر ایک کی سنتا رہا۔ ضبط کیا اور اندر ہی اندر جلتا
بھُنتا رہا۔ ہائے ہائے دوشاسن جیسا ہیجڑا جو نہ کرنی تھی وہ کرتا رہا میں نہ
معلوم کس وجہ سے زہر کے گھونٹ بھرتا رہا۔ مگر اس نے ہماری خاموشی کا
ناجائز فائدہ اٹھایا۔ زبان درازی کرتا کرتا دست درازی پر اُتر آیا۔ او
چنڈال! اکر اپنی موت کا استقبال۔

نکل وسہاریو۔ (تلوار کھینچکر) اب سبھا منڈپ یُدھ بھُومی بن کر رہے گا۔ اگر
ایک پل میں خون کے دریا نہ بہا دیں۔ تو ہمیں کشتری کون کہے گا۔
چاروں طرف سے آواز۔ شانتی! شانتی!! پرم شانتی!!!

بھیم۔ بس صاحبان! معاف رکھئے۔ یہ شانتی دھیرج بھاڑ میں جائے۔ ہم
آپ کی اس نصیحت اور ہمدردی سے باز آئے۔ بہتیرا تمہارے منہ کی طرف
تکا۔ مگر اتنی سبھا میں کسی کے منہ سے بھی انصاف کا ایک لفظ نہ نکل سکا۔
جب ہم نے ذرا ہاتھ ہلایا۔ تو شانتی پاٹھ کرنے لگے ہیں۔ پرائے پرائے ہیں۔
سنگے سگے ہیں۔ (گرز گھما کر) آؤ ذرا سامنے آؤ۔ اب بلوں میں منہ نہ چھپاؤ۔

دوشاسن سے مخاطب ہوکر)

یہ رکھنا یاد پاجی لفظ جو منہ سے نکالے ہیں
نہیں الفاظ ہیں یہ تیر ہیں برچھے ہیں بھالے ہیں

کیا اپرادھ کیا تھا میں نے جو جوئے میں ہاری
بھری سبھا میں مجھے بلا کر عزت میری اُتاری
ماتا میں تو ....

منہ آیا سو بکا انھوں نے لاکھوں دے لی گالی
دُراچارنی۔ لُچی۔ لنڈی ویشیا رانڈ بازاری
ماتا میں تو ......

سر کے بال پکڑ کر میرے اِدھر اُدھر دے ماری
ننگے بدن زمیں پر کھینچی کھال اُدھڑ گئی ساری
ماتا میں تو ....

لات اور ٹھوکر اتنی ماری جن کی گنتی ناری
مُول نہ آیا ترس کسی کو منتیں کر کر ہاری
ماتا میں تو ....

کیا کیا ورنن کروں جو مجھ کو دے رہے کشٹ اناڑی
جب تم آئی دُشٹ دوشاسن کھینچ رہا تھا ساڑھی
ماتا میں تو ....

کٹھن سمے ہے ماتا مجھ پر بپتا پڑ رہی بھاری
جان بچاؤ میری میں ہوں چرنوں کی بلہاری
ماتا میں تو ....

میں دُرپدی نہ بولوں مکھ سے پھلے تیری پھلواری

گندھاری - (دُور سے دوڑتی ہوئی) ہائے ہائے تم پر پڑ جائیں پتھر۔ یہ کیا ادھم مچا رکھی ہے۔ اور تو اور شرم غیرت تو گئی۔ ان سفید ڈاڑھیوں کی جن کی آنکھوں کے سامنے اس قسم کے اتیاچار ہو رہے ہیں۔ اور یہ بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ (پانسے وغیرہ دُور پھینک کر) آگ لگے ان پانسوں کو۔ اور سب کچھ تو گیا جوئے میں۔ اب یہی بزرگی دکھاؤ گے کہ لڑکوں کو جُوا کھیلنا سکھاؤ گے لعنت ہے اس عقل پر۔ یہ راج سبھا ہے یا کنجر خانہ۔

دروپدی - گانا (جوگ یا جوگیا آسا)

ماتا میں تو ہر پرکار اُجاڑی
اس گھر میں جو بیاہی آئی۔ تو میری آن اُتاری
کیا اس کُل کی یہی رسم ہے بہوئیں بھریں اُگھاڑی
ماتا میں تو......

جو مجھ کو معلوم یہ ہوتا یہ ہے یہ رسم تمہاری
قدم نہ رکھتی میں اس گھر میں رہتی چاہے کنواری
ماتا میں تو......

دھن دولت سے جُوا کھیلتی سُنی ہے خلقت ساری
مگر انھوں نے مات کر دیئے دنیا بھر کے جُواری
ماتا میں تو......

---

[1] دریودھن کی والدہ کا نام

میرا اس میں کیا قصور؟

گندھاری۔ (یدھشٹر سے) ارے یدھشٹر! میں تیری جان کو روؤں یا اپنے پران کھوؤں۔ ارے بے شرم! اتنا دھرماتما اور یہ نیچ کرم۔ جتنا دھرم کے جھنڈے پر چڑھا ہوا تھا۔ اتنا ہی بگلا بھگت نکلا ؎

رکھ دیا ہے شرم و غیرت کو اٹھا کر طاق میں
رل گیا دھرماتماپن آج سارا خاک میں

یدھشٹر۔ سچ ہے ماتا جی! آپ کا فرمانا بالکل سچ ہے ؎

میں نے بیشک کھو دیا ہے دھرم کو ایمان کو
میں نے ہی دھبہ لگایا خاندانی شان کو
میں نے ہی سوچا نہیں کچھ لابھ کو اور ہان کو
بھینٹ کر دو سبھی مجھ بے حیا کی جان کو
کر دیا میں نے ہی عزت آبرو کا خاتمہ
پاپ کرتا ہے جو کہتا ہے مجھے دھرماتما

ارجن۔ ماتا جی! جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہوا۔ ورنہ کس کے پانسے اور کس کا جوا۔ کس پر الزام اور کس کا قصور۔ وہی ہوا جو ایشور کو منظور۔ جو کچھ ہوا وہ سہا اور جو کچھ ہوگا وہ بھی سہیں گے جس حال میں پرمیشور رکھے گا۔ رہیں گے۔ مگر آپ کو یہاں کھڑی دیکھ کر مجھ کو سخت غیرت آتی ہے۔ کیونکہ یہ بات ذرا تہذیب کے برخلاف کہلاتی ہے۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر محلوں میں تشریف لے جائیں۔ اور اس جھگڑے کے متعلق کسی قسم کا خیال نہ فرمائیں۔

کوتا پر جسونت سنگھ کی موہت سب نر ناری
ماتا میں تو........

ناٹک

گندھاری۔(درودپدی کو گلے لگاکر) بس بیٹی! بس زیادہ نہ رو۔ اس قدر پریشان نہ ہو۔ اس کی زبان نکال لوں۔ جو تجھے منہ سے دُر بچن نکالے۔ یہ تو کس کی طاقت ہے۔ جو تیری طرف ہاتھ اٹھالے۔ اے ہے بیٹی! مجھے تو اس معاملہ کا علم ہی نہیں ہوا۔ ورنہ انہیں ایسا کھلواتی جو........

دریودھن۔(قطع کلام ہوکر) ماتا جی! مجھے نہ معلوم کس بات کا لحاظ ہے۔ مگر تمہارا اس طرح بھری سبھا میں آنا سخت قابل اعتراض ہے۔

گندھاری۔ ارے موئے پاکھنڈی! کُل گھاتی!! تجھے یہ لفظ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ میں بیٹے پوتوں والی سبھا میں آگئی۔ تو تیری ناک کٹی۔ مگر میری جوان جہان بہو کو سبھا میں بلواتے وقت تیری چھاتی نہیں پھٹی (دوشاسن کو دھکا دیکر) کیوں رے موئے بدمعاش! تیرا جائے ستیا ناش! مونڈی کاٹے بے حیا! تو بالکل ہی ہاتھوں سے نکل گیا؟

دوشاسن۔ لوجی اسے کہتے ہیں۔ طویلے کی بلا بندر کے گلے۔ یعنی کمزور پر سب کا زور چلے۔ بھلا اس میں میرا کیا قصور۔ مجھے تو آپ کا بھی کہنا سر آنکھوں پر۔ اور ان کا حکم بھی منظور۔ انھوں نے کہا ساڑھی اتار۔ میں نے کہا اچھا سرکار۔ آپ نے کہا دُور دُور میں نے کہا بہت اچھا حضور۔ پھر بتلائیے

نہ مانے گا۔ تو سمجھ لے کہ اپنی موت کا سامان کر رہا ہے۔

دریودھن۔ تو ہم نے یونہی اتنے پاپڑ بیلے۔ فضول اپنی جان پر کھیلے۔ بے معنی تکرار خواہ مخواہ کا فضیحتا۔ کیا ہم نے اس کو سر میدان نہیں جیتا۔

دھرت راشٹر۔ ارے نالائق! کیوں میرے پران پیتا ہے۔ کون جیتا ہے کس نے جیتا ہے۔ بس میں یہی کہتا ہوں کہ ان کا تمام مال انہیں دے ڈال۔ اور اپنا رستہ سنبھال۔

دریودھن۔ خیر مجھے آپ کے حکم سے انکار نہیں۔ مگر بغیر کسی شرط کے رہائی دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

دھرت راشٹر۔ ارے ضدی! آخر تیری وہی ضد رہی۔ وہ شرط کیا ہے بتا تو سہی؟

دریودھن۔ شرط یہ ہے کہ بارہ سال بنوں میں بالکل چپ چاپ اور خاموش رہیں اور تیرھویں سال اس طرح روپوش رہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو نہ پہچان سکے۔ چودھویں سال آکر اپنا مال و متاع سنبھال لیں۔ اگر تیرھویں سال ہم نے ان کو پہچان لیا۔ تو بارہ سال کے لئے پھر صحرانوردی بس یہ معمولی سی شرط ہے۔ جو میں نے عرض کر دی۔

دھرت راشٹر۔ بیٹا یدھشٹر! مصلحت اسی میں ہے کہ اس کی شرط کو منظور کرو۔ اور اس جھگڑے کو دور کرو۔ کیونکہ اس وقت اس کے کرودھ کی اگنی بڑھی ہوئی ہے اور اس کو اس بات کی ضد چڑھی ہوئی ہے۔ ایک دو روز میں جب اس کا غصہ اتر جائے گا۔ خود ہی جھک مار کر تمہیں واپس لائے گا۔

گندھاری۔ بیٹا ارجن! تمہیں میرے سر کی قسم ہے۔ جو جھگڑا پھیلاؤ۔ یا ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھاؤ۔ میرے لئے دونوں آنکھیں برابر۔ بائیں پھوٹی۔ بائیں طرف اُجاڑ۔ دائیں پھوٹی دائیں طرف اُجاڑ۔ لو میں جاتی ہوں۔ اور جاتی ہوئی پھر تجھے قسم دلاتی ہوں (دھرت راشٹر سے) کرپا کر کے جلدی اس جھگڑے کو مٹاؤ۔ اور دونوں کو ہنسی خوشی اپنے اپنے گھر پہنچاؤ۔

دھرت راشٹر۔ مٹنے کو جھگڑا ہی کیا ہے۔ تم جا کر آرام کرو۔

(گندھاری چلی گئی)

دریودھن۔ (دوشاسن سے) تم اپنا کام کرو۔

دروناچاریہ۔ او پاپی! تو نے اب بھی ہوش نہیں سنبھالی۔ سب کے منہ میں ہی انگلی پھیر ڈالی۔ یہ سمجھ لے کہ اب تو نے دروپدی کی طرف ہاتھ تو کیا آنکھ بھی اُٹھائی۔ تو مجھے لعنت بھیجنا۔ اگر تیری وہی آنکھ نہ نکالی۔ میں دیر تک تیرے منہ کو تکتا رہا۔ مگر تو بھی اسی طرح بکتا رہا۔

بھیشم پتامہ۔ دریودھن! تیری بے حیائی اور میرا صبر حد سے زیادہ گذر رہا ہے۔ تو نے اپنے دل میں یہی سمجھ لیا کہ ہر ایک چھوٹا بڑا مجھ سے ڈر رہا ہے۔ اتنا کام کر لینا کہ دروپدی کو ہاتھ لگانے سے پہلے اپنے کفن دفن کا انتظام کر لینا۔

تمام سبھاسد۔ تراہ مان! تراہ مان!! تراہ مان!!!

دھرت راشٹر۔ دریودھن! تو اب بھی اپنی ضد سے باز آ۔ اور زیادہ جھگڑا نہ پھیلا۔ ہر ایک چھوٹا بڑا تیری نسبت نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر اب بھی

دونوں آنکھوں میں مری دونوں بسا کرتے ہیں

ناٹک

یودھیشٹر۔ چچاجی! آپ کا حکم مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ جیل وحجت کرنے کا کسے مقدور ہے۔ اگر زندگی ہے تو تیرہ سال کا عرصہ کیا دور ہے۔ آج نہیں بلکہ اسی گھڑی سے یہاں کا ان جل چھوڑ دیا۔ اور تیرہ سال کے لئے ہر طرح رشتۂ الفت توڑ دیا۔ نہ یہاں دم لیں گے۔ نہ آج کل کریں گے۔ اب تو اس نگری کی حدود سے ہی نکل کر ان جل کریں گے ؎

سیر کی۔ پھول چنے۔ خوب پھرے شاد رہے

باغباں جاتے ہیں گلشن تیرا آباد رہے

دھرت راشٹر۔ بیٹا! تم کسی قسم کا خیال نہ کرو۔ اور خواہ مخواہ طبیعت پر اس قدر ملال نہ کرو۔ یہ تو صرف لرفع الوقتی ہے۔ ورنہ یہ بات کب ممکن ہو سکتی ہے کہ تم تیرہ سال بنوں میں رہو۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں سہو۔ تیرہ سال کا خیال کرنا واہیات ہے۔ بس صرف دو چار دن کی بات ہے۔

یدھشٹر۔ ممکن ہے کہ میری نسبت آپ کا ایسا ہی خیال ہو۔ مگر یہاں تو پرمیشور نے طبیعت ہی ایسی نہیں دی کہ جس پر ذرا سی راحت سے خوشی اور ذرا سی تکلیف سے ملال ہو۔ جو انسان مصیبت سے گھبراتا ہے۔ وہ اپنی ترقی کے راستے میں روڑا اٹکاتا ہے مصیبت ہی انسان کو ترقی کا راستہ بتلاتی ہے مصیبت ہی ہے جو انسان کو پستی سے بلندی پر لے جاتی ہے۔ اگر

یدھشٹر کا گانا (تلنگ)

شکوہ کرتے ہیں زباں سے نہ گلہ کرتے ہیں
آپ ہی ہم کو یہاں سے جو وداع کرتے ہیں

ہم جہاں چاہیں جیسے رہیں اس کا فکر ہی کیا ہے
آپ آباد رہیں ہم یہ دُعا کرتے ہیں

ان جل تیاگ دیا آج سے ہی اس گھر کا
عیش و آرام کو اپنے سے جُدا کرتے ہیں

ایک حالت میں نہیں رہنے زمانہ دیتا
جو چڑھا کرتے ہیں آخر وہ گرا کرتے ہیں

آپ کی ذات سے تکلیف بھی پہنچے گی اگر
ہم تو پھر بھی یہ کہیں گے کہ دیا کرتے ہیں

لاکھ آجائے مصیبت تو نہیں کچھ پرواہ
کشٹ اور دُکھ بھی مردوں کو ہوا کرتے ہیں

آپ کا حکم کریں گے دل و جان سے پورا
ایسے موقعے کبھی قسمت سے مِلا کرتے ہیں

کون کہتا ہے کہ بن باس ہمیں دیتے ہیں
حد جس کی نہیں وہ راج عطا کرتے ہیں

جیسا ارجن ہے مجھے ایسا ہی ہے دریودھن

تھی جب میں نے تم کو اس نامراد کھیل کی اجازت دی تھی۔ نہ یہ پاپ کا بیج بوتا۔ نہ گھر برباد ہوتا۔ نہ میں اپنی قسمت کو روتا ؎

دوش دوں کس کو یہ لکھا تھا مری تقدیر میں
اس طرح سے رُوسیاہ ہو کر مروں آخیر میں

ارجن۔ چچاجی! آپ خیال کرسکتے ہیں کہ ہم آپ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرسکتے ہیں۔ ارجن ایسا کمینہ ہے نہ کم ظرف ہے۔ بلکہ میرا روئے سخن تو کسی دوسری طرف ہے۔ آپ تو ہمارے بزرگوار ہیں۔ اگر بلا قصور بھی سزا دیں۔ تو بھی تابعدار ہیں۔

دھرت راشٹر۔ بیٹی دروپدی! تجھے تیرے نالائق دیوروں نے جس قسم کے رنج پہنچائے ہیں۔ بیشک آج تک دیکھنے میں تو کیا سننے میں بھی نہیں آئے ہیں۔ اس میں شک نہیں اگر تو ذرا بھی دُر بچن منہ سے نکالتی۔ تو ان کو یہیں بھسم کر ڈالتی جتنی سختیاں تو نے جھیلی ہیں۔ کون جھیلتا ہے۔ مگر دھنیہ ہے تو۔ دھنیہ تیری سہن شیلتا ہے۔ چونکہ اس خرابی کا میں ہی ذمہ وار ہوں۔ اس لئے جو بدسلوکی تیرے ساتھ ہوئی ہے۔ اس کے لئے میں معافی کا خواستگار ہوں۔

دروپدی۔ گانا (قوالی)

نہ کیجئے شرمسار اتنا مجھے خود شرمساری ہے
پتاجی آپ نے یہ بات کیا انوچت اُچاری ہے

مصیبت نہ آئے۔ تو کوئی شخص بھی اُنتی کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ہلائے۔ دو چار دن کا کام ہے۔ اب تو تیرہ سال کے لئے یہاں کا اَن جل ہمارے لئے قطعی حرام ہے۔ اور آپ کے چرنوں میں ہمارا آخری پرنام ہے۔

ارجن۔ چلو چلو۔ بھراتا! اب تو یہاں ایک پل ٹھہرنے کیلئے دل نہیں چاہتا۔

ارجن۔ گانا (تلنگ)

آج سے گھر کو بیابان سمجھ بیٹھے ہیں
اور جنگل کو گلستان سمجھ بیٹھے ہیں
لاکھ اچھا ہے ہمیں محلسرا سے جنگل
اور ان محلوں کو شمشان سمجھ بیٹھے ہیں
کل تلک ہمکو سمجھتے تھے جو مالک گھر کے
آج ہمکو سبھی مہمان سمجھ بیٹھے ہیں
ہم کو ایشور نے کیا گویا اپاہج پیدا
رازق اپنے کو یہ نادان سمجھ بیٹھے ہیں
جل اٹھے گھی کے دیئے خوب بجائیں بغلیں
گویا ہم کو یہ بلیدان سمجھ بیٹھے ہیں
فریب سے چھل سے ہمیں دیش نکالا دیکر
اسمیں اپنی یہ بڑی شان سمجھ بیٹھے ہیں
درِدت آنے دو ہمیں اک ایک سے لونگا بدلہ
دل میں اپنے کیا بے ایمان سمجھ بیٹھے ہیں
یہ ودرب ان کو کبھی زہر ہلاہل ہوگا
عیش کا جس کو یہ سامان سمجھ بیٹھے ہیں

ناٹک

دھرت راشٹر۔ بیٹا! جو الزام دو میں سب سہنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ تمہارا قصوروار ہوں۔ اور پرمیشور کا گنہگار ہوں۔ آہ۔ آہ! وہ کونسی منحوس گھڑی

ہیں. خود پاپ کرتے ہیں اور مجھے پاپوں کے گڑھے میں ڈال رہے ہیں. میں آپ سے سچ عرض کرتی ہوں کہ میرا نہ کسی پر افسوس ہے. نہ کچھ گلہ ہے. بلکہ جو کچھ ہوا ہے. یہ میرے کرموں کا پھل ملا ہے. آپ اپنے دل میں کسی قسم کا خیال نہ کیجئے. اور خوشی سے آشیرباد دے کر رخصت کیجئے۔

تمام سبھاسد. دھنیہ ہے. دھنیہ ہے. دیوی! تو دھنیہ ہے تیرے ماتا پتا کو دھنیہ ہے. پرمیشور تیرا سہاگ اٹل رکھے.

یدھشٹر. چلو بھائی! اب یہاں کون سا کام کرنا ہے. آخر کہیں ٹھکانے کا بھی انتظام کرنا ہے۔

سب کا مل کر گانا (بطرز: چلے چھوڑ کر راج بیچارے)

تج کر سب مال خزانہ کیا جنگل بیچ ٹھکانہ

یدھشٹر. اب ایشور تیرے سہارے ہم آن لگے بیچارے جی

تو ہی کچھ جتن بنانا

کیا جنگل........

ارجن. چلے خالی ہاتھ نگر سے اُٹھ گیا آج اس گھر سے جی

ہم سب کا آب و دانہ

کیا جنگل........

بھیم. سب راج پاٹ کو چھوڑا سکھ سمپت سے منہ موڑا جی

لے لیا فقیری بانا

تمہاری میتری ہوں میں پتا کے تلیہ تم مجکو
معافی مانگتے مجھ سے یہ کیا دل میں بچاری ہے

گورو جی اور دادا جی یہ بیٹھے آپ کے سنمکھ
انہیں سے پوچھ لو کہ کیا نہیں یہ پاپ بھاری ہے

پتا ہو یا سسر ہو یا گورو ہو یا اچارج ہو
ہے ان کا ایک درجہ مانتی یہ دنیا ساری ہے

پتا کا فرض ہے کہ وہ کرے سنتان کا پالن
ہمارا فرض کیول آپ کی خدمت گذاری ہے

دیا ہے آپ نے جو یہ حکم بن باس کا ہم کو
نتیجہ ہے اس میں بہتری کوئی ہماری ہے

فکر ہے آپ کو ہی تو ہمارے رنج وراحت کی
درد ہے آپ کو ہی آپ کو ہی غمگساری ہے

جلاوطنی ہوئی ہم کو نہ اتنا آپ غم کیجئے
یہ بربھا ہی فکر ہے اور بربھا بے قراری ہے

مصیبت اور دکھ سکھ تو یہ کرموں کا نتیجہ ہے
یہ کہدے کس طرح جسونت سنگھ غلطی تمہاری ہے

ناٹک

پتا جی! مجھے آشچریہ ہے کہ آپ کس پرکار کے شبد منہ سے نکال رہے

نواں نظّارہ

بن باس

پہلا سین

رانی کنتی کا محل

کنتی ۔ گانا

ہوئی دیر ابھی تک کیوں نہیں آئے میرے نونہال

میری پل پل دھڑکے چھاتی   نہیں کوئی چیز سُہاتی

وہ دریودھن کُل گھاتی   کوئی پھیلا دے نہ جال

ہوئی دیر ....

کیوں اتنی دیر لگائی   نہیں وجہ سمجھ میں آئی

کہاں رہ گئے پانچوں بھائی ۔ مجھ کو ہو رہا یہی خیال

ہوئی دیر ....

دل اُلجھ رہا ہے میرا   جیسے کسی غم نے گھیرا

کیا جنگل ....

نکل۔ جو سدا برت لگواتے بھوکوں کو اَنّ کھلاتے جی
خود پڑا مانگ کر کھانا
کیا جنگل ....

سہدیو:-
سُکھ چھوڑے ہم نے سارے دشمن بن رہے ہمارے جی
کیا اپنا کیا بیگانہ
کیا جنگل ....

دروپدی:-
جو مَلتے مشک بدن پر اب کپڑا تک نہیں تن پر جی
کیا بدلا رنگ زمانہ
کیا جنگل ....

{یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائیوں کا معہ دروپدی کے فقیرانہ لباس زیب تن کر کے وہاں سے روانہ ہونا۔ ودر اور بھیشم پتامہ وغیرہ کا زار زار رونا۔ پانڈوؤں کا ماتا کنتی کے پاس آنا۔ اور کل حالات سُنا کر بن باس کے لئے اجازت چاہنا۔}



سوار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا گھر بار کھانے کو آتا ہے۔ اور یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے بچّوں کو سینے سے لگائے رکھوں۔ یا ہر دم آنکھوں کے سامنے بٹھائے رکھوں۔ حالانکہ وہ بچّے نادان نہیں۔ مگر پرمیشور جانے آج دل کو کیوں اطمینان نہیں۔

باندی۔ (ہانپتی اور کانپتی ہوئی) ہائے ہائے بائی جی! غضب ہے۔ غضب ہے۔

کنتی۔ اری خیر تو ہے؟ تیری اس گھبراہٹ کا کیا سبب ہے۔

باندی۔ ہائے ہائے کیا کہوں میری تو ویسے ہی جان کانپ رہی ہے۔

کنتی۔ آخر بات کیا ہے؟ تو اتنی کیوں ہانپ رہی ہے؟

باندی۔ ہائے میں مرگئی۔ میرے تو ہوش اُڑے جا رہے ہیں۔ آپ کے پانچوں کنور معہ درو پدی کے گیروے وستر دھارن کئے ہوئے اس طرف کو آرہے ہیں۔

کنتی۔ اری کم ذات! کچھ عقل سے کر بات۔ کیا بکواس بکتی ہے۔

باندی۔ بائی جی! بھلا داسی کبھی آپکے سامنے جھوٹ بول سکتی ہے؟

کنتی۔ کیا یہ بات بالکل صحیح ہے؟

باندی۔ اجی بالکل صحیح ہے، وہ دیکھو آگے آگے پانچوں بھائی اور پیچھے پیچھے مہارانی درو پدی آرہی ہے۔

(پانچوں پانڈوؤں کا معہ درو پدی کے داخل ہونا)

یدھشٹر۔ (کنتی کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! نمستے۔

کنتی۔ ہیں! ہیں! تم نے یہ کیا حال بنایا ہے؟ کس ظالم نے تمہیں

اسے بہلاتی بہتیرا　　پھر بھی کھاتا ہے اُبال
ہوئی دیر.........
کچھ نہیں سمجھ میں آیا　　کہاں اتنا وقت لگایا
ابھی بھوجن بھی نہیں پایا　　بھوکے ہوں گے میرے لال
ہوئی دیر........
ہو کیسے چیت ٹھکانے　　کیا ہوا ہے ایشور جانے
کسے بھیجوں انہیں بلانے　　پل پل کٹنا ہے محال
ہوئی دیر........
کوئی راج سبھا میں جا کر　　انہیں لاؤ جلد بُلا کر
بس اتنا کہدو جا کر　　دل ماتا کا نڈھال
ہوئی دیر........

ناٹک

آشچریہ ہے کہ بار دھشٹر آدی کتنی دیر سے سبھا میں بلائے. کیا کارن ہے جو ابھی تک نہیں آئے. ادھر اندر پرستھ سے آئے. اُدھر راج سبھا میں بلائے نہ بھوجن کیا نہ پانی پیا. اندر پرستھ سے چلے اور ہستناپور میں دم لیا. خیر جانے کو تو کیا ڈر ہے. یہ بھی گھر ہے. وہ بھی گھر ہے. مگر آج کیا کارن ہے کہ کبھی میری آنکھ پھڑکتی ہے. کبھی چھاتی دھڑکتی ہے. دل پر طرح طرح کے خیالات کا طومار ہے. گویا ایک بڑا بھاری غم سینے پر

اصل ماجرا کیا ہے مجکو اب تک نہیں بتایا ہے
کس ظالم نے بیٹیا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

ارجن

دریودھن کے دل میں تو عرصہ سے بغض سمایا تھا
کئی دفعہ اس کل گھاتی نے ہم پر وار چلایا تھا
اب موقعہ پا کر اس نے جوئے کا جال پھیلایا تھا
اسی لئے دھوکہ دے کر ہم کو گھر سے بلوایا تھا
اپنا آپ اور راج پاٹ سب ہی جوئے میں ہارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے چکر میں دے کر مارا ہے

کنتی

اوّل تو تم نے کی غلطی اپنے گھر سے آنے کی
پھر یہ عقل سجھائی کس نے ایسا کھیل کھلانے کی
کھیلے بھی تو کیا عبث تھی راج پاٹ کے جانے کی
بڑی ضرورت کیا تھی تم کو ایسا بھیس بنانے کی
کیا فقیری بھیس بھلا کیا دل میں وہم سمایا ہے
کس ظالم نے بیٹیا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

بھیم

بھائی یدھشٹر نے پہلے تو راج پاٹ سب وار دیا
ہم سب کو اور اپنے کو پھر موت کے گھاٹ اتار دیا

فقیرانہ بانا پہنایا ہے؟

پدھستر - گانا (لاونی)

اُلٹ گیا قسمت کا پاسا ماتا آج ہمارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے چکر میں دیکر مارا ہے
راج چھینا گھربار لُٹا سب وداع عیش و آرام ہوئے
دنیا کے سُکھ عیش و عشرت سب ہی آج تمام ہوئے
دوش کسی کا نہیں ہم ہی سے ایسے انوچیت کام ہوئے
سب کچھ کھویا نام ڈبویا دریودھن کے غلام ہوئے
اب تو ہم کو دنیا میں پرمیشور کا ہی سہارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے چکر میں دیکر مارا ہے

کنتی - گانا (بطرز ایضاً)

حیرانی ہے مجھ کو تم نے یہ کیا حال بنایا ہے
کس ظالم نے بیٹا تم کو یہ بانا پہنایا ہے
میرے دل پر تو پہلے ہی غم کے بادل چھائے تھے
جو بیٹا تم اب تک بھوجن پانے بھی نہیں آئے تھے
کیا بیٹا تم اسی لئے اپنے گھر سے بُلوائے تھے
تمہیں پھنسانے کی خاطر پہلے ہی جال بچھائے تھے

کنتی

کیا دیکھوں کس کس کو دیکھوں کس کی طرف خیال کروں
اس پاپی کو کوسوں یا میں اپنا آپ حلال کروں
دل چاہتا ہے پیٹ پیٹ کر اپنی چھاتی لال کروں
تمہیں دیکھ کر اس حالت میں کیسے استقلال کروں
اتنے اتنے کر لیئے کو تک پھر بھی باز نہ آیا ہے
کس ظالم نے بیٹا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

سہدیو

راج پاٹ دھن دولت چھینا دھرم لیا ایمان لیا
بارہ برس رہیں ہم بن میں یہ بھی ہم نے مان لیا
برس تیرھویں اگر انھوں نے ہمکو کہیں پہچان لیا
بارہ برس رہیں پھر بن میں ایسا عہد پیمان لیا
گویا ہمارا زندہ رہنا اس کو نہیں گوارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے چکر میں دیکر مارا ہے

کنتی

راج پاٹ لے لیا خیر مجکو اتنا افسوس نہیں
یہی لکھا تھا پراربدھ میں کسی کا اسمیں دوش نہیں
ٹُسکر کے بن باس کی مہر ہے رہے ٹھکانے ہوش نہیں
کہوں تمہارے چچا سے جا کر رہ سکتی خاموش نہیں

اس کے بعد دروپدی کو بھی اسی جوئے میں ہار دیا
ورنن کچھ نہیں کر سکتا جو جو اس کو آزار دیا
مار مار کر بیچاری کا بدن سوجا دیا سارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے جگر میں دیکر مارا ہے

کنتی

ہائے ہائے یہ کیا سنتی ہوں موت نہ میری آتی ہے
دیکھ دیکھ یہ حال تمہارا پھٹی جاتی چھاتی ہے
میرے سر پر صبح سے گویا پھرے موت منڈلاتی ہے
شرم نہ آئی دریودھن کو بڑا نیچ کل گھاتی ہے
اس بیچاری ابلا پر کیوں اس نے ہاتھ اٹھایا ہے
کس ظالم نے بیٹا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

نکل

پہلے تو ہم سب کو اس نے لنچ کرکے بھٹلایا
پھر اس بیکس بیچاری کو بھری سبھا میں بلوایا
نیچ دوشاسن بری طرح سے سر کے بال پکڑ لایا
سب کے سامنے مارا پیٹا کسی سے کچھ نہیں بن آیا
کیا بتلائیں پاؤں پہ اپنے مارا آپ کلہاڑا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے جگر میں دیکر مارا ہے

ہوئے شرم نہ آئی؟ ظالم! تو نے کتنی دفعہ ان پر وار چلایا۔ دریا میں ڈبویا۔ زہر کھلایا۔ آگ میں جلایا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا۔ تو تو نے یہ نیا جال پھیلایا۔ اور انہیں دھوکہ دیکر اس جال میں پھنسایا۔

یدھشٹر۔ ماتاجی! اب افسوس کرنا فضول ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ ایشور اچھا کے انکول ہے۔

کنتی۔ اچھا بیٹا! اگر ایشور کو یہی منظور ہے۔ تو ہمیں سر ہلانے کا کیا مقدور ہے۔ مگر آج تو تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ کچھ تھوڑا بہت کھالو۔ پھر جدھر دل کرے۔ ادھر کی راہ لو۔ اب میرا یہاں کیا ناتا ہے۔ جہاں تم وہاں تمہاری ماتا ہے۔

یدھشٹر۔ ماتاجی! ہم یہاں کا بھوجن کھانے سے مجبور ہیں۔ اور آپ کو ساتھ لے جانے سے بھی معذور ہیں۔ کیونکہ آپ کو بنوں میں سخت آزار ہوں گے اور آپ کو دکھی دیکھ کر ہم کو اپنے دن گذارنے بھی دشوار ہوں گے۔ آپ خود سوچ سکتی ہیں کہ ہم اپنے دن ہی نہ معلوم کیسے پورے کریں گے۔ اور اس بے سروسامانی کی حالت میں آپ کو کہاں ساتھ لئے پھریں گے۔

کنتی۔ جب دروپدی تمہارے ساتھ جاتی ہے۔ تو مجھے بنوں میں کیا موت کھاتی ہے۔ میں مانتی ہوں کہ تمہیں میری محبت کا لحاظ ہے۔ مگر میری نسبت اس کا ساتھ جانا زیادہ خطرناک اور قابل اعتراض ہے۔ بھلا میں کس طرح گوارا کروں کہ بیچاری جوان جہان جس کے ہاتھوں کی مہندی بھی ابھی سوکھنے نہیں پائی جنگلوں میں ٹھوکریں کھائے۔ اور مجھ سی ستری بہتیری یہاں موج اڑائے۔ یہ مصیبت تو ہمیشہ نہ رہے گی۔ مگر دنیا مجھے کیا کہے گی۔

ایسا ظلم بھتیجوں پر اُسے کرتے خیال نہ آیا ہے
کس ظالم نے بیٹا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

درو پدی

کیا بتلاؤں ماتا جی کچھ کسر نہ مجھ میں چھوڑی ہے
مار مار کر دوشاسن نے ہڈی پسلی توڑی ہے
سر کے بال اُکھاڑ دیے اور بانہیں پکڑ مروڑی ہے
سب کچھ سہتی رہی مگر نہیں نکلی جان نگوڑی ہے
اور کہوں کیا جو کچھ اس نے مجھ پر ظلم اتارا ہے
بیٹھے بیٹھے بھاوی نے جگر میں دیکر مارا ہے

کنتی

بس کر بس کر میری لاڈلی مت کر اتنا غم بیٹی
دیکھ تیری یہ حالت میرا نکلا جاتا دم بیٹی
بے ایمان بے شرم جگت میں ایسے ہونگے کم بیٹی
دل چاہتا ہے اس پاپی کے کر دوں ہاتھ قلم بیٹی
ہائے میں مر گئی آج تو تو نے بھوجن نہیں پایا ہے
کس ظالم نے بیٹا تم کو یہ بانا پہنایا ہے

ناٹک

کنتی۔ ارے دریودھن انیائی! تجھے بھائیوں پر اس پرکار کے اتیا چار کرتے

تم تو کہتے ہو تیرہ برس کی مگر مجھے کل تک کی اپنی خبر ہی نہیں
ہائے کس کے سہارے رہوں میں یہاں کوئی در ہی نہیں ہے اگر ہی نہیں
بن مہلک اندھیرا ہے چاروں طرف تب مجھے آئیگا کچھ بھی نظر ہی نہیں

میری چھاتی پہ ....

جب تمہارا یہاں پر گذارا نہیں تو میری بھی یہاں پر گذر ہی نہیں
چاہے پیاسی رہوں چاہے بھوکی مروں پوچھنے والا کوئی بشر ہی نہیں

میری چھاتی پہ ....

پہلے مٹی ٹھکانے لگا دو میری تو رہے گا تمہیں کچھ فکر ہی نہیں
مجھے زندہ ہی در گور کرتے ہو کیوں دُکھ اٹھانے کی میری عمر ہی نہیں

میری چھاتی پہ ....

تم میری ماں تا کیسے انجھو کرو پہلو میں وہ تمہارے جگر ہی نہیں
فرق میری تمہاری محبت میں ہے اسلئے تم پہ ہوتا اثر ہی نہیں

میری چھاتی پہ ....

میں جیوں یا مروں چاہے جو دکھ بھروں تم یہاں سے اب کا کر ہی نہیں
جو کوئی آشرا ہوتا جسونت سنگھ میں کبھی تو کرتی فکر ہی نہیں

میری چھاتی پہ ....

ناٹک

بیٹا امر سنگھ شور کے واسطے یہ ظلم مجھ پر نہ کرو۔ اور جو بات کہتے ہو

ارجن۔ آپ نے یہ بات بالکل صحیح فرمائی ہے۔ بیشک اس کا ساتھ جانا بھی ہمارے لئے سخت دکھدائی ہے۔ مگر سخت مجبور ہیں۔ کیونکہ اس بے ایمان نے اس کے بن باس کی شرط ساتھ لگائی ہے۔

ودر۔ بیشک ان کا خیال صحیح ہے۔ میری رائے بھی یہی ہے کہ اگر تم ساتھ جاؤگی۔ تو ان کی مشکلات کو بجائے کم کرنے کے الٹا بڑھاؤگی خصوصاً تیرہ سال کے لئے جو روپوشی کی شرط لگائی ہے۔ اس وقت تمہارے ساتھ ہونے سے ان کے لئے سخت کٹھنائی ہے۔

کنتی۔ تو یہاں بیٹھ کر کیا دیواروں سے ٹکریں ماروں گی۔ آخر کس کے سہارے زندگی کے دن گذاروں گی۔ اور کس طرح ان کی جدائی کا صدمہ سہاروں گی۔ سال ہو چھ مہینے ہوں۔ تو بھی چھاتی پر پتھر دھرلوں۔ ہائے ہائے تیرہ سال تک کس طرح صبر کروں۔

یدھشٹر۔ ماتا جی! ہمیں تو خود افسوس ہے کہ ہم کو اتنے عرصہ تک ایک سخت عذاب سہنا پڑے گا۔ یعنی آپ کی چرن سیوا سے محروم رہنا پڑے گا۔ مگر کیا کریں۔ وقت ہی ایسا آن پڑا ہے۔ تقدیر کے ساتھ کون لڑ سکتا ہے۔ اور کون لڑا ہے۔ اس لئے ہماری تو آپ کے چرنوں ہی میں پرارتھنا بار بار ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔

کنتی۔ گانا (بحر طویل)

میری چھاتی پہ پتھر نہ مل کر دھر دو کر سکوں گی میں ہرگز صبر ہی نہیں

تو بھی اصرار کرتا نہ اتنا کبھی ہوتی مجکو زیادہ لاچاری نہیں

ہیں کبھی بھی ....

جانے کس کس کی خدمت سے کاٹیں گے دن آپکو زیب خدمتگذاری نہیں

ہم کریں گے گوارا بھلا کس طرح آپ نے بات یہ بھی وچاری نہیں

ہیں کبھی بھی ....

ہے مناسب تو یہ آپ ٹھہرے رہیں ہیں تہیں مشکل یہاں کوئی بھاری نہیں

ہیں خبر گیر دیا چار دور آپ کے آپ ہونگی ذرا بھی دُکھاری نہیں

ہیں کبھی بھی ....

ناٹک

ماتا جی! ہمیں آپ کی جدائی کب گوارا ہے۔ مگر تقدیر کے سامنے کسی کا کیا اجارہ ہے۔ آپ خود خیال فرما سکتی ہیں کہ اس عمر میں بنوں کے کشٹ کیسے اٹھا سکتی ہیں۔ گھر نہیں در نہیں۔ کوئی ایک ٹھکانہ نہیں بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں۔ وقت پر کھانا نہیں۔ اس کے علاوہ تیرھواں سال جو چھپ کر گذارنا ہے وہ گویا اپنے آپ کو زندہ ہی مارنا ہے۔ یوں تو بارہ برس کا کٹنا بھی سخت محال ہے مگر ہم کو ان کا فکر نہیں جتنا کہ تیرھویں سال کا خیال ہے۔ آخر انسان کا بچہ زمین میں نہیں گڑ سکتا۔ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا۔ کسی ڈبہ میں نہیں پڑ سکتا۔ جائے تو کہاں جائے۔ کس طرح اور کس جگہ اپنے آپ کو چھپائے۔ پھر ایک نہیں دو نہیں۔ اچھا خاصہ قافلہ جو نہ جانتا ہو وہ بھی جان لے۔ اور جس نے عمر بھر

سینے پر نہ دھرو۔ میں یہ صدمہ ہرگز نہ سہہ سکوں گی۔ اور بغیر تمہارے ایک پل زندہ نہ رہ سکوں گی۔ میری زندگی تو دریودھن نے تباہ کر ہی دی۔ مگر تم اس سے بھی زیادہ اپرادھ کرتے ہو۔ اور دیدہ دانستہ میری موت کو برباد کرتے ہو تمہارے بغیر تو مجھے یہاں کوئی سنبھالنے والا بھی نہیں۔ کیا تمہیں امید ہے کہ دریودھن میرے دن کٹائے گا۔ تمہارے جانے میں دیر ہے وہ تو مجھے کتوں کے ٹھیکرے میں پانی پلائے گا۔ اگر تمہیں یہی منظور ہے کہ تمہاری بوڑھی ماتا دَر دَر ٹکریں مارا کرے۔ اور بھیک مانگ کر گذارہ کرے تو تمہیں اختیار ہے۔ پھر میرا کہنا سُننا ہی بیکار ہے۔

یدھشٹر۔ گانا (بحر طویل)

میں کبھی بھی نہ انکار کرتا اگر ہوتی ماتا مجھے یہ لاچاری نہیں
ہر طرح سے میں لاچار مجبور ہوں کام کرتی عقل کچھ ہماری نہیں
اس عمر میں یہ تکلیف بن باس کی ماتا جائے گی تم سے سہاری نہیں
بیٹھنے کو جگہ اور نہ سونے کو گھر کوئی جنگل میں محل دا اٹاری نہیں
میں کبھی بھی......
جس طرح ہوگا سہہ لیں گے ہم تو مگر کشٹ سہنے کی آیو تمہاری نہیں
دیکھ دکھ میں تمہیں کشٹ ہوگا ہمیں کر سکیں گے مگر غمگساری نہیں
میں کبھی بھی......
آخری تیرھواں سال سب سے کٹھن ساتھ ہوتی اگر یہ بیماری نہیں

اس بڑھاپے کا کوئی بھی تو سہارا نہ ہوا
پھوٹی تقدیر تو دشمن ہوئی ساری دُنیا
اس مصیبت میں کوئی بھی تو سہارا نہ ہوا

روکتا ان کو جو کہتا کہ نہ بن کو جاؤ
کسی کمبخت کے منہ سے یہ اشارہ نہ ہوا
کیا کروں کس سے کہوں کون سُنے گا میری
میرے دُکھ درد کا کوئی بھی تو چارہ نہ ہوا

ہم پہ تو نت نئی پڑتی رہی ہے آفت
ایک دن چین سے اس گھر میں گذارہ نہ ہوا
اس اوستھا میں میرا جینے سے مرنا بہتر
موت کمبخت سے اتنا بھی تو یارا نہ ہوا

سب کچھ ہوتے ہوئے ہو جائے نپوتا کنگال
ایسا تو کوئی بھی تقدیر کا مارا نہ ہوا
نزع کے وقت میرے دل میں رہے گی حسرت
آخری وقت میں دیدار تمہارا نہ ہوا

ناٹک

ودُر۔ دیوی! اب آہیں نہ بھرو۔ بلکہ کچھ طبیعت پر جبر کرو۔ اگر ہر وقت اسی طرح آہیں بھرو گی۔ تو تیرہ سال کا عرصہ کس طرح پورا کرو گی۔ پھر جب پرمیشور کی کرپا

ہیں ہماری سکل نہ دیکھی ہو۔ وہ بھی پہچان لے۔ میں صرف ان باتوں کو دیکھ دیکھ
کر ڈرتا ہوں۔ اور اس لئے بار بار آپ سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ ورنہ ہرگز اصرار
نہ کرتا۔ اور آپ کو ساتھ لے جانے سے انکار نہ کرتا۔

ودر۔ اس میں تو کیا شک ہے کہ اس ویوگ[۵۱] کا دکھ دونوں کے لئے ادھک[۵۲]
سے ادھک ہے۔ پرنتو[۵۳] تمہارا ساتھ جانا سخت بھول ہے۔ اور نیلے نیتی
اور کال کے بھی پرتیکول[۵۴] ہے۔ جس لائق ہوں۔ ہر طرح سے تمہارا سہائک
ہوں۔ دریودھن کی کیا مجال ہے۔ جو تمہارے سامنے آنکھ اٹھائے۔ یا
تمہیں کلیش پہنچائے۔

کنتی۔ کیا کہوں۔ نہ کچھ کہہ سکتی ہوں۔ اور نہ خاموش رہ سکتی ہوں۔ اگرچہ یہ چھد میرے
لئے سخت دکھدائک ہے۔ پرنتو اچھا جاؤ۔ پرمیشور تمہارا سہائک ہے۔ مگر میری ایک
نصیحت ماننا۔ پانچوں بھائی ایک دوسرے میں کسی پرکار کا بھید بھاؤ نہ جاننا۔
خود کتنی ہی تکلیف اٹھانا۔ مگر دروپدی کو ہرگز ہرگز تکلیف نہ پہنچانا۔

{ پانچوں بھائیوں کا معہ دروپدی کے باری باری رانی کنتی
کے قدمبوس ہو کر آشیرواد چاہنا۔ اور کنتی کا ایک ایک کو سینے
سے لگانا اور خراماں خراماں وہاں سے رخصت ہونا۔ }

کنتی۔ گانا (تلنگ۔ یا جھنجھوٹی)

ہائے تقدیر او یہ بھی تو گوارا نہ ہوا

---

[۵۱] جدائی [۵۲] زیادہ سے زیادہ [۵۳] لیکن۔ مگر [۵۴] خلاف

بیٹا کہہ کر میں ....

کل تلک تھی میں اولاد والی   رہ گئی گود خالی کی خالی
ٹکریں کیا دیواروں سے ماروں

بیٹا کہہ کر میں ....

تھا یہ اچھا نہ اولاد ہوتی   تو میں قسمت کو ہرگز نہ روتی
بگڑی تقدیر کیسے سنواروں

بیٹا کہہ کر میں ....

بات آتی نہیں کچھ عقل میں   ہو گیا کیا سے کیا ایک پل میں
بیٹھی ہر وقت یہ ہی بچاروں

بیٹا کہہ کر میں ....

میرا کوئی نہیں اس نگر میں   پڑ گئے گھاؤ غم کے جگر میں
یاد کس کس کی دل سے اتاروں

بیٹا کہہ کر میں ....

نہیں دکھتا سہارا ذرا سا   کون جسونت سنگھ دے دلاسا
روؤں پیٹوں یا سر پھوڑ ڈاروں

بیٹا کہہ کر میں ....



سے ہر ایک زندہ اور صحیح سلامت ہے۔ تو تمہارا اس طرح سے آہ وزاری کرنا بدشگونی کی علامت ہے۔ اس لیئے ذرا اپنے آپ کو سنبھالو۔ اور اس قسم کی واہیات باتیں منہ سے نہ نکالو۔

کنتی۔ بیشک تمہارا کہنا سچ ہے۔ کہنا بہت آسان ہے۔ اور کہنے کے لئے ہر ایک کے منہ میں زبان ہے۔ مگر اس سے پوچھو جس کے دل کو لگ رہی ہے۔ اور سینے میں غم کی بھٹی سلگ رہی ہے۔ کس طرح دل پہ جبر کروں۔ کس کو دیکھ کر صبر کر دوں۔ آخر سے

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو   رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

ودر۔ یہ سب کچھ صحیح ہے کہ تمہاری آتما ایک سخت رنج و غم کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اس میں بھی کچھ کلام نہیں کہ ایسی حالت میں صبر کرنا آسان کام نہیں۔ مگر کم از کم اتنی تو تم کو بھی خبر ہے کہ اس روگ کا علاج ہی صبر ہے۔

کنتی۔ گانا (بطرز:۔ تجھ کو رہت کہاں پاؤں)

کس طرح سے میں یہ دکھ سہاروں   بیٹیا کہہ کر میں کس کو پکاروں
اس بڑھاپے میں تقدیر پھوٹی   بیگناہ بے ایمانوں نے لوٹی
زندگی کس طرح سے گذاروں
بیٹیا کہہ کر میں ....
ہو گیا میری آنکھوں اندھیرا   بیٹھے بٹھلائے گردش نے گھیرا
بیٹھی چاروں طرف کو نہاروں

بھائی بغیر کچھ چون وچرا کئے مہارانی درو پدی کو ساتھ لئے جنگل کو چل دیئے
جس سے تمام شہر میں ایک سخت ماتم برپا ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک چھوٹا بڑا
خون کے آنسو رو رہا ہے۔ بھلا جب راجہ نے اپنے بھائیوں اور بھاوج کی
آبرو خاک میں ملا ڈالی ہے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری اور تمہاری بہو بیٹیوں
کی عزت خطرے سے خالی ہے۔ جب جائز اور حقیقی حقداروں کے ساتھ
اس قسم کا ظلم اور نامعقولی ہے۔ تو پرجا بیچاری کس باغ کی مولی ہے۔ سچ
تو یہ ہے کہ اب اس نگری میں رہنا اپنی بہو بیٹیوں کی عزت اور آبرو کو برباد
کرنا ہے۔ اور خود ذلیل ہو کر مرنا ہے۔

دوسرا۔ ہائے ہائے۔ ایسا غضب اور اتنا اتیا چار۔ بھلا دریودھن نے جو
کیا سو کیا۔ مگر مہاراجہ دھرت راشٹر۔ بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ۔ کرپا چاریہ
و دور وغیرہ اپنے راج رتن کہاں مر گئے۔ کیا سب کے سب جیتے جی
دنیا سے کوچ کر گئے۔

پہلا۔ ہاں بھائی! وہ سب کے سب وہیں موجود تھے۔ مگر ان بیچاروں کے
لئے بالکل بے سود تھے۔ رونا تو یہی ہے کہ جب اپنوں کے لئے کسی نے
زبان نہ ہلائی۔ تو بادا ہمارے تمہارے لئے کسی کے دل میں کب دیا آئی۔

تمام اہل شہر کا گانا

چھوڑ دو یہ نگری اسی آن رے اہا مان رے۔ سبھی چھوڑ دو
اس نگری سے جنگل اچھا راجہ جہاں کا بے ایمان رے

دوسرا سین

اہلِ شہر کی چہ میگوئیاں

ایک شخص ہائے ہائے دنیا کا خون کس قدر سفید ہو گیا۔ رحم، انصاف اور بھراتری بھاؤ کا انش دنیا سے بالکل ناپید ہو گیا۔ غضب ہے۔ کتنا اندھیر ہے۔ اور کس قدر ظلم ہے۔

دوسرا۔ کیوں؟ کیوں؟ خیر تو ہے۔ آج ایسی کیا خبر سن آئے۔ جو اتنا گھبرائے۔ اور اس قدر تلملائے۔

پہلا۔ تو بھی اپنے کو آدمی کہتا ہے۔ ارے تو ہستناپور میں بستا ہے۔ یا کسی دوسری ولایت میں رہتا ہے۔

تیسرا۔ خیر چاہے کہیں بسیں یا کسی جگہ رہیں۔ مگر آپ کچھ مطلب کی بات تو کہیں جس کی وجہ سے اتنے حیران ہو رہے ہیں۔ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔

وہی پہلا۔ دریودھن نے یدھشٹر کا راج پاٹ۔ مال و متاع یہاں تک کہ پانچوں بھائیوں کو معہ مہارانی دروپدی کے دغا فریب اور دھوکے سے جوئے میں جیت کر انہیں تیرہ سال کے لئے جلا وطن کر دیا۔ یہاں تک ظلم کہ مہارانی دروپدی کو بھری سبھا میں بلوا کر نہ صرف مارا پیٹا۔ اور جسمانی تکلیف ہی دی۔ بلکہ اس کو ننگی کروانے کی ناپاک کوشش بھی کی۔ چنانچہ وہ پانچوں

چھوڑ دو اس شہر کو اور پھونک دو بازار کو
بھاڑ میں جھونکو تم ایسے راج کو دربار کو
الوداع کہہ دو ہمیشہ کے لئے گھر بار کو
لد گیا یارو زمانہ عیش کا آرام کا
جس جگہ ایسا ظلم ہو وہ راج ہے کس کام کا

تیسرا سین

جنگل

پہلی منزل

{ پانچوں پانڈو معہ دروپدی کے فقیرانہ لباس زیب تن کئے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں }

پانچوں پانڈوؤں کا گانا (بطرز:۔ ٹوڈی آساوری)

دینا بندھو دینڈیال۔ دکھ بھنجن سکھ رنجن سوامی کاٹو سکل جنجال
دینا بندھو........
آن لگے شرنا گت تیری کرتو ہی پرتپال

کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

جس نگری کا راجہ انیائی اس سے بھلا شمشان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

جس گھر میں عزت کا خطرہ وہ گھر نرک سمان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

پاپی راجہ کے راج میں رہنا یہ بھی ہے پاپ مہان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

جس بن میں رہیں پانڈو پُتر بن نہیں ہے گلستان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

پانڈو ہمارے سچے ہتیشی ہم ان پر قربان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

جہاں رہیں دھرم پُتر یدھشٹر وہی ہمارا استھان رے
کہامان رے سبھی چھوڑ دو......

ناٹک

چلو یارو! بھاگو۔ یا تو انہیں واپس لائیں گے۔ ورنہ خود بھی ان کے ساتھ جنگل کو چلے جائیں گے۔ مگر اس انیائی راجہ کے راج میں رہ کر اپنی عزت آبرو نہ گنوائیں گے

چھوڑ دو بس چھوڑ دو اس پاپ کے بھنڈار کو

آ رہے ہیں۔ اور کدھر کو جا رہے ہیں۔

ارجن۔ (غور سے دیکھ کر) بیشک یہ تو بہت ہی زیادہ ہجوم ہے۔ مگر یہ کیا معلوم کہ یہ کون ہیں۔ اور کدھر کو جا رہے ہیں۔ قیاس تو یہی کہتا ہے کہ ہماری طرف آ رہے ہیں۔

بھیم۔ یا تو یہ کوئی غول بیابانی ہے۔ یا بے ایمان دریودھن کی کچھ کارستانی ہے۔ اس لیئے ان سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور مقابلہ کیلیئے تیار رہنا چاہیئے۔

(سب نے اپنے اپنے تیر کمانوں میں رکھ لیئے)

تمام ہجوم۔ دہائی ہے۔ دوہائی ہے۔ مہاراج یہ آپ کے دل میں کیا سمائی ہے۔ جن کے برخلاف آپ نے ہتھیار اُٹھایا ہے۔ وہ تو آپ کی بدنصیب رعایا ہے۔

یدھشٹر۔ اوہو۔ بدگمانی کا بھی کیا ٹھکانا ہے۔ ہمیں نے تم کو اب پہچانا ہے۔ کہو بھائی! یہاں آنے کی کیسے تکلیف اُٹھائی؟

اہل شہر۔ مہاراج! نہ اب ہستناپور ہمارے رہنے کے لائق رہا۔ نہ ہمارا وہاں کوئی سہائک رہا۔ ایسے انیائی راجہ کے راج میں گذارا کیسے ہو سکتا ہے۔ جو آپ کا نہ ہوا وہ ہمارا کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کا اپنے بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ وہ ظالم پرجا پر ظلم کرنے سے کب چُوکے گا۔ ہمیں تو ذرا سی بات پر توپ کے منہ پھونکے گا۔ اس لئے ہماری یہ پرارتھنا منظور کیجئے اور ہمیں ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

یدھشٹر۔ نہیں بھائی! یہ تمہاری بھول ہے اور اس قسم کا خیال کرنا بالکل

سُکھ کے سوامی انتریامی کشٹ ہمارے ٹال

دینا بندھو.........

کٹھن پریکشا آن پڑی ہے رکھنا ذرا خیال
سب دُکھ سہن کریں ہم دے تو اتنا استقلال

دینا بندھو.........

راج پاٹ کے جانے کا نہیں ہم کو ذرا ملال
تیرہ سال بنوں میں رہنا دیکھے سخت محال

دینا بندھو.........

کیول ایک بھروسہ تیرے ہیں ہم دین کنگال
اپنے بھگتی دھن سے ہم کو کر دے مالا مال

دینا بندھو.........

ناٹک

یدھشٹر۔ پربھو! سب راج کاج اور تخت و تاج چھوڑ کر کیول تیرے نام کی مالا رٹیں گے۔ اور تیرے ہی آشرے سے ہمارے مصیبت کے دن کٹیں گے۔ نربلوں کو بل دینے والے! نرآشروں کے آشرے!! ادھیروں کی دھیر بندھانے والے پربھو!!! بل دو۔ آشرہ دو۔ دھیرج دو۔ اگر آپ کی دیا اور کرپا ہمارے ساتھ ہے۔ تو یہ مصیبت کا زمانہ کاٹنا ہمارے لئے معمولی بات ہے۔ (سامنے دیکھ کر) ارجن! دیکھنا سامنے سے کون لوگ بھاگے ہوئے

سگی بھاوج کی جس نے آبرو مٹی ملا ڈالی
ہماری عورتوں پر وہ ستم کیا کیا نہ ڈھائے گا

امن کی آڑ لے کر وہ ستم ایجاد انیائی
قصور ہوگا کسی کا اور ذلیل ہم کو کرائے گا

زبردستی پکڑ کر بے گناہ معصوم بچوں کو
کھڑا کر کے انہیں بازار میں کوڑے لگائے گا

غرض وہ اس قسم کی ذلتیں پہنچائے گا ہم کو
سینکڑوں کوس پر جسونت سنگھ بھی کانپ جائے گا

ناٹک

یدھشٹر۔ نہیں نہیں یہ محض تمہارے دل کا بھرم ہے۔ ورنہ پرجا کی دلجوئی کرنا تو راجہ کا مکھ دھرم ہے۔ بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس وقت پرجا کی خوشنودی حاصل کرنا اس کے لئے نہایت ضروری سوال ہے۔ بالفرض محال اگر تم لوگ کسی طرح بھی نہ ٹلو اور ضرور ہی ہمارے ساتھ چلو۔ تو اوّل تو تمہارے بیوی بچوں کو سخت سنتاپ ہوگا جس کا میرے ذمہ بڑا بھاری پاپ ہوگا۔ بھلا میں تو اپنی غلطی یا قصور کی سزا پاؤں۔ مگر تم کو بلا وجہ کیوں مصیبت میں پھنساؤں۔ دوسرے میں نہیں چاہتا کہ میرے باپ دادا کا راج یوں اجڑ جائے۔ اور وہاں ایک نفس بھی ڈھونڈے سے نہ پائے۔ علاوہ ازیں ہمارا کوئی گھر نہیں۔ کہیں ایک ٹھکانہ نہیں۔ کھانے کو پاس

فضول ہے۔ ہمارے ساتھ تو دشمنی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہماری اور اس کی رقابت ہے۔ مگر تمہارے ساتھ اس کی کیا عداوت ہے۔ جو بلا وجہ تمہیں ستلئے گا۔ یا خواہ مخواہ کچھ تکلیف پہنچائے گا۔

اہل شہر کا گانا

اَن جل ہستنا پور کا ہمیں ہرگز نہ بھائے گا
نہ تم لے جاؤ گے تو کیا ہمیں رستہ نہ پائے گا

ہم اس اندھیر نگری میں رہیں اور ذلتیں جھیلیں
جو اپنوں کا بنا دشمن ہمیں اپنا بنائے گا

تراشے گا عجب پرکار کے قانون وہ ظالم
رعایا کی زباں کو ایک دم تالا لگائے گا

زباں کھولی کسی نے اور دُکھ سکھ کی شکایت کی
اسے فی الفور قانونی شکنجے میں پھنسائے گا

جو پھر بھی روئیں گے یا جائینگے فریاد کرنے کو
انہیں وہ گولیوں کی باڑ سے اَندم اُڑائے گا

کسی کو کہہ کے باغی اور کسی کو راج کا دشمن
بہتیرے بیگناہوں کو وہ پھانسی پر چڑھائے گا

نہ جانے اور کیا کیا ظلم وہ ہم پر تراشے گا
منفسیوں کو وہ پشوؤں کی طرح سے ہی کھلائے گا

ہوگا نئے سے نیا ظلم مجبور ہیں لاچار ہیں

اور دشٹ پاپی جب دھوم بھائیوں کے ساتھ ایسا کرم

ہائے ستم ہائے ستم مجبور ہیں لاچار ہیں

{ تمام اہل شہر کا روتے پیٹتے اور آنسو بہاتے ہوئے اپنے گھر کو لوٹ جانا }

چوتھا سین

دوسری منزل

کامینک بن

پانچوں پانڈوؤں کا گانا

(دادرا بھیروی)

پربھو تمہاری لیلا اور قدرت اپار ہے

لکھ لکھ ہارے رشی منی سارے ہیں وہ بھی بچارے خاموش

تم دھنیہ ہو تم دھنیہ ہو تیرا کسی نے آج تک پایا نہ پار ہے

پربھو تمہاری لیلا۔۔۔۔

دانہ نہیں۔ آپ لوگ تو ساتھ جانے کا ذکر کر رہے ہیں۔ مگر ہم اپنے ہی دن کاٹنے کا فکر کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی اس ہمدردی کا دل سے مشکور ہوں۔ مگر اس اوستھا میں ساتھ لے جانے سے مجبور ہوں۔ اس لئے نہ تو آپ ہماری جلاوطنی کا کچھ ملال کریں۔ اور نہ دریودھن کی طرف سے کسی قسم کا خیال کریں۔ تن من دھن سے اپنے راجہ پر جان نثار رہیں۔ اور وہ کام کرنا جس سے راجہ اور پرجا کے تعلقات نہایت خوشگوار رہیں۔

اہل شہر کا گانا

بھرتے ہیں آہیں دمبدم مجبور ہیں لاچار ہیں
کیسے سہیں رنج و الم مجبور ہیں لاچار ہیں
نہیں تو کہا جاتا نہیں رہیں تو رہا جاتا نہیں
نہ ہی جانے کو اٹھتا قدم مجبور ہیں لاچار ہیں
نہیں ساتھ آپ لے جا سکیں ہم کیسے واپس جا سکیں
گھر جائیں تو آتی شرم مجبور ہیں لاچار ہیں
تم رنج و غم آفت سہو گھر جانے کو ہم سے کہو
کیسے کریں منظور ہم مجبور ہیں لاچار ہیں
گھر دکھتا کوسوں دور ہے جنگل ہی دل مسرور ہے
ہمیں آپ کے سر کی قسم مجبور ہیں لاچار ہیں
خود لے گیا جنگل کی راہ اور کر چلے ہم کو تباہ

یدھشٹر۔ (آنکھیں کھول کر) آہا کرشن جی! آپ کب پدھارے؟

کرشن جی۔ جب تم نے نہارے۔

یدھشٹر۔ معاف کرنا۔ ایک تو میرا دھیان کسی دوسری اور تھا۔ دوسرے جنگل میں جانوروں کا بہت شور تھا جس کے کارن نہ تو اس طرف دھیان ہوا۔ نہ آپ کے آنے کا گیان ہوا۔

کرشن جی۔ یہ میرے ذمہ ایک اور پاپ ہے معافی میں مانگوں یا آپ۔ میرا فرض تھا کہ مصیبت کے وقت تمہارے کام آتا۔ اور تمہارا دکھ درد بٹاتا۔ مگر میری بھی اس میں کچھ خطا نہیں کیونکہ مجھے تو اس معاملہ کا بالکل خبر نہیں۔ افسوس اور حیرانی ہے۔ بہاں انیائی دریودھن نے یہ کیا دل میں ٹھانی ہے۔

یدھشٹر۔ یہ قصور اس کا نہیں۔ بلکہ میرا یا میری پرار بدھ کا دوش ہے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ مجھے اس اوستھا میں بھی سنتوش ہے۔

کرشن جی۔ دھرم پتر! تو دھنیہ ہے۔ دھنیہ تیری آہن شکتی ہے تمہیں اس اوستھا میں دیکھ کر میرے تو کلیجہ میں چھری لگتی ہے۔ خصوصاً دروپدی کی حالت تو دیکھی نہیں جاتی۔ ہائے تیرا ستیاناش ہو کل گھاتی؟ دیکھو تو بدن کس قدر لہو لہان ہو رہا ہے۔ اور جسم کے ایک ایک حصہ پر ضربات کا نشان ہو رہا ہے۔

دروپدی۔ (آبدیدہ ہو کر) بھائی کیا کہوں۔ دل میں آتی ہے کہ کچھ کھا کر سو رہوں۔ ہائے ہائے مجھے اتنا پیٹا جیسے کوئی خونی کو پیٹتا ہے۔ اس طرح گھسیٹا جیسے کوئی جنونی کو گھسیٹتا ہے۔ تمام کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سر کے بال اکھاڑ ڈالے۔ مارے درد کے بدن کا یہ حال ہو رہا ہے کہ دو قدم چلنا بھی وبال ہو رہا ہے۔ خیر یہ تکلیفیں تو سب کچھ سہیں

تو جل میں تو تھل میں، تو چر میں یا اچل میں سکل ہو رہا ہے براج

سب کو رہا جلوہ دکھا پھر بھی تمہارے درشنوں کا انتظار ہے

پربھو تمہاری لیلا.......

بہتیروں نے دھیایا بہتیروں نے گایا نہ پھر بھی بتایا ہے بھید

جس سے کہا چپکار رہا دھنیہ اومکار نردکار نراکار ہے

پربھو تمہاری لیلا.......

بڑے بڑے گیانی نہیں جن کا ثانی زبانی جنہیں وید یاد

وہ بھی بھٹکے نہ ٹکرو سکے جسونت سنگھ تیری کیا گنتی شمار ہے

پربھو تمہاری لیلا.......

ناٹک

یدھشٹر۔ پربھو! تم دھن ہو۔ تمہاری مہما اپار ہے۔ منش اس کے ورنن کرنے میں اسمرتھ دکھلا رہا ہے۔ بستی میں جنگل میں، پربت کے شکھر، سمندر کی تہ میں تمہاری قدرت کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔ جنگل کا ایک ایک پتہ اور بستی کا ایک ایک پرمانو تمہاری مہما کے گیت گا رہا ہے۔ بہتیروں نے گایا بہتیروں نے دھیایا۔ پرنتو اتھاہ سمندر کی طرح تمہارا بھید کسی نے نہ پایا۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو۔ اننت شکتیوں کے سوامی! تم دھنیہ ہو۔

ایک نو وارد۔ وہ تو دھنیہ ہے ہی۔ پرنتو تم بھی دھنیہ ہو۔ جو اس اوستھا میں ہر پرکار سے پرسنّیہ ہو۔

بال سر کے پکڑ کے گھسیٹا مجھے میری ساری اُتاری حیا و شرم
مارا اتنا کہ میں ہو گئی ادھ موئی ہائے بھائی میرے آج پھوٹے کرم
دیکھ بھائی.........

لے گیا جب دو شاسن سبھا میں مجھے ہو گیا میرا ایک ایک من کا قدم
سامنے سب کے پٹتی رہی ہیں کھڑی نہیں آیا کسی کو ذرا بھی رحم
دیکھ بھائی.........

پھاڑ ساڑھی کری چیتھڑے چیتھڑے ہو گیا ڈھانپنا مجھ کو مشکل جسم
اور آگے کا قصہ کہوں کس طرح جس طرح کا ہوا ساتھ میرے ظلم
دیکھ بھائی.........

آج میری طرف سے سبھی مر گئے میں سناؤں کسے اپنا رنج اور غم
مارے جوتوں کے دکھتا ہے سارا بدن بھائی تیری قسم تیرے سر کی قسم
دیکھ بھائی.........

جو نکل جائے دم تو ہو قصہ ختم نہ تمہیں رنج و غم نہ مجھے رنج و الم
بھیک مانگوں میں جسونت سنگھ دربدر ہا ستم ہا ستم ہا ستم ہا ستم
دیکھ بھائی.........

درشٹہ دیومن۔ گانا (بحر طویل)

دیکھ حالت تری میری پیاری بہن میرے سینے میں گہرا زخم ہو گیا
خواب ہے یا کہ سچا ہے یہ ماجرا میرے دل کو تو یہ ہی وہم ہو گیا

گو اس وقت تو مجھ میں جان باقی نہیں رہی جب مجھ کو بھری سبھا میں...... ہائے کیا کہوں اور کیونکر کہوں۔ میری شرم گئی۔ حیا گئی۔ عزت گئی آبرو گئی۔ چھوٹے بڑے اپنے بیگانے سب میری بے حرمتی کا تماشہ دیکھتے رہے۔ مگر کیا مجال کوئی بھی میری ہمدردی کا لفظ منہ سے کہے۔ ہائے ہائے اگر کوئی میرا ہوتا تو دریودھن کی کیا مجال تھی کہ میری آبرو کھوتا۔ اچھا صبر ہے۔ مگر جو کچھ میرے ساتھ بیتی ہے۔ میں جانتی ہوں یا پرمیشور کو خبر ہے۔

کرشن جی۔ دروپدی! اس میں شک نہیں کہ جو کچھ تیرے ساتھ بیتی ہے۔ وہ سخت سے سخت اور حد سے زیادہ انیتی ہے۔ پرنتو نشچے رکھ کہ جو منش ایک نرا پرادھ اور ابلا استری پر اس پرکار کے اتیا چار کرتا ہے۔ وہ خود اپنی تباہی و بربادی اور موت کا سامان تیار کرتا ہے وقت آئے گا کہ جب موت انہیں آ دبوچے گی۔ اور کوروں کی ایک ایک استری اپنے پتی کے مرتک شریر پر اپنے بال نوچے گی۔ (سامنے دیکھ کر) ہیں یہ کون ؟ کیا درشٹدیومن آ رہا ہے۔

{ درشٹدیومن کا آنا اور دروپدی کا دوڑ کر اس کے گلے سے لپٹ جانا۔ اور چلا چلا کر آنسو بہانا }

دروپدی۔ گانا (بحر طویل)

دیکھ بھائی بہن کی اوستھا کس قدر آئی میرے بدن پر درم
ایسی بیتی انیتی میرے ساتھ میں مر جینے کا نہ کچھ رہا ہے دھرم
دیکھ بھائی......

پھوٹ جاؤ۔ یہ حیا سوز اور دل دوز نظارہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ میں اندھا ہو جاؤں۔
اس جینے سے بہتر ہے کہ میں موت کی گود میں سو جاؤں۔ ٹوٹ جاؤ۔ ٹوٹ جاؤ۔ بخود
بازوؤ! ٹوٹ جاؤ۔ اگر تم میں بدلہ لینے کی طاقت نہیں۔ تو جاؤ مجھ سے کنارہ کرو۔
ہا کسی ورندے کا بیٹا تو بھرو۔ ہائے ہائے ادنیچ دریودھن! تو میری بہن پر اس قدر
ظلم کرے۔ اور پھر دنیا میں زندہ پھرے۔ ذرا صبر کر۔ تھوڑا تحمل کر۔ یہ میری زبان ساتی
لنگڑ گو نہیں۔ بلکہ اب یقیناً دنیا میں میں نہیں یا تو نہیں (پانڈوؤں کی طرف اشارہ
کرکے) معلوم ہوتا ہے کہ ان بزدلوں نے باسی بھات کھا کھا کر بدن ہی پھلایا ہے
اسی لئے ان میں اتنا موٹا پا چھایا ہے۔ مگر طاقت کے نام تین کانے ہیں۔ نہ
معلوم یہ ہیجڑے ہیں یا زنانے ہیں۔

کرشن جی۔ دھیرج دھیرج ورد یار کمار! دھیرج۔ مانا کہ تمہاری طبیعت اس
وقت سخت رنج و ملال ہے۔ اور ہونا بھی چاہیئے۔ مگر ذرا غصہ کو ضبط فرمائیے۔ تم
تو ایک طرف۔ ایسا کون سنگدل ہے۔ جو دروپدی کی حالت کو دیکھے اور اس
کی آنکھوں میں خون نہ اتر آئے۔ اور ظلم کی یہ داستان سنکر غم کے آنسو نہ بہائے۔
مگر پانڈوؤں کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرنا تمہاری اور ان کی شان کے
خلاف ہے۔ بھلا ان کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے۔ وہ کہاں کا انصاف ہے۔
جو کشٹ انہوں نے نہ سہنے تھے، وہ سہے۔ کیا یہ اس کے خوف سے خاموش ہیں؟
اگر تمہارا ایسا خیال ہے۔ تو تم نے سخت غلطی کھائی ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور
ہے کہ اس کی بے ایمانی ان پر غالب آئی ہے۔ اگر اس میں مقابلہ کرنے کا
دم ہوتا۔ تو ایسی بے ایمانی کی چالیں نہ چلتا۔ مردمیدان بن کر نکلتا۔ مارتا

دیکھ حالت تیری ....
ہائے دیکھوں کن آنکھوں سے تیری دشا مارے غصے کے میں تو بھسم ہو گیا
میں تو مُردہ رہا اور نہ زندہ رہا جب میری بہن پہ یہ ظلم ہو گیا
دیکھ حالت تیری ......
کیا سمجھتا ہے درنیودھن اپنے تئیں نہیں معلوم اسے کیا مجرم ہو گیا
ثانی اپنا کسی کو سمجھتا نہیں اسے اتنا غرور ایک دم ہو گیا
دیکھ حالت تیری ....
رکھو تسلی نہ زیادہ پریشان ہو تیرے دُکھ کا مجھے سب علم ہو گیا
آج یا وہ نہیں اور یا میں نہیں ایک کا سر ضروری قلم ہو گیا
دیکھ حالت تیری ....
ایک ابلا پہ کرکے ظلم اور ستم وہ بہت دل میں خوش بے شرم ہو گیا
چھین کر راج دھوکے سے چھل چھند سے یہ سمجھ بیٹھا بس اب ہضم ہو گیا
دیکھ حالت تیری ....
یہ سمجھ لے دوشاسن مہا نیچ تو تیرا بھی آب و دانہ ختم ہو گیا
جب تلک لوں نہ بدلہ میں جسونت سنگھ ان جل کرنا مجھ کو قسم ہو گیا
دیکھ حالت تیری ....

ناٹک

آہ غضب! ستم! ظلم! اندھا! پھوٹ جاؤ۔ پھوٹ جاؤ۔ بے غیرت آنکھو!

دھرشٹ دیومن۔ سال نہیں۔ چھ مہینے نہیں۔ اکٹھے تیرہ سال کس نے پورے کیئے۔ کون مرے۔ کون جیئے۔ یہاں تو ایک ایک پل گذارنا دشوار ہے آپ کو تیرہ سال کا انتظار ہے۔

یدھشٹر۔ خیر کچھ ہی ہو۔ اب تو اس ذکر کو ہی جانے دو۔ ادھر آپ لوگوں کو گھر جانے کو دیر ہو رہی ہے۔ ادھر دروپدی بھی اس قسم کی گفتگو سن کر رو رہی ہے جسے دیکھ کر ہر ایک کو کرودھ چڑھتا ہے۔ اس لیئے مجھے مجبوراً اپنے ہی منہ سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ اپنے گھروں کو پدھاریں۔ تاکہ ہم بھی کسی ٹھکانے پر پہنچکر اپنی رات گذاریں۔

(سب کا ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر رخصت ہونا اور دروپدی کا اپنے بھائی کے گلے لگ کر بے تحاشا رونا۔ تمام حاضرین کا پانڈوؤں کو آشیرباد دینا۔ اور جبراً قہراً اپنے اپنے گھروں کا راستہ لینا۔)

پانچواں سین

تیسری منزل

دویت بن

(پانچوں پانڈو ایک ایک پتھر اپنے اپنے سرہانے رکھے ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ اور دروپدی اُن کے گذشتہ عروج د

یا مرتا۔ بہادروں کی طرح مقابلہ کرتا۔ مگر وہ ایسا کہاں کا شیر ببر تھا۔ وہ اپنی اور ان کی طاقت سے اچھی طرح باخبر تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ کب ٹلا۔ اور کیا کیا چالیں نہ چلا۔ زہر دلوایا۔ دریا میں گرایا۔ آگ میں جلایا۔ اور نہ معلوم کیا کیا اُپدرو مچایا۔ کیا یہ بھی کشتریوں کا کرم ہے؟ میرے خیال میں تو ایسا شخص پرلے سرے کا نیچ اور اعلیٰ درجہ کا بے شرم ہے۔

دھرشٹ دیومن۔ تو کیا ایسے نیچ شخص کو اسکی نیچتا کی سزا نہیں ملنی چاہیے؟

کرشن جی۔ چاہیئے اور ضرور چاہیئے۔

دھرشٹ دیومن۔ پھر کیوں نہ اس مغرور کو نیچا دکھایا جائے۔ اور ان کا راج ان کو واپس دلایا جائے۔

کرشن جی۔ بے شک ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے ان کا راج واپس لیا جاسکتا ہے۔ مگر مجھ کو اُمید نہیں کہ یدھشٹر ایسی بھول کرے کہ دوسروں کے دلائے ہوئے راج کو لینا قبول کرے۔

یدھشٹر۔ ساجنو! میں آپ کی ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر اس طریقہ پر راج لینے سے معذور ہوں۔ اگر میں چاہتا تو بغیر دوسرے کی امداد کے ہی سب کچھ کر دکھاتا۔ مگر میں نے اس سے یہ قول ہارا ہے کہ تیرہ سال تک یہ راج تمہارا ہے۔ اس لئے تیرہ سال تو چاہے فاقے مروں یا بھیک مانگ کر گذارہ کروں جس طرح ہوگا۔ اپنے دن توڑوں گا۔ مگر اس ذراسی بات کے لئے دھرم نہ چھوڑوں گا۔ ہاں تیرہ سال کے بعد اگر زندہ رہے۔ تو جیسا ہوگا دیکھا جائے گا یا تو فیصلہ کر دے گا یا میدان میں آئے گا۔

اطلس و کمخواب کے انبار رہتے تھے لگے
پاس کپڑا تک نہ سردی سے بچانے کے لئے

دُکھ سُکھ کا کیا ذکر ہم مر بھی جائیں گے اگر
کون آئے گا یہاں آنسو بہانے کے لئے

دُشٹ دریودھن ترا ٹھنڈا کلیجہ ہو گیا
بُن رہا تھا جال تو ہم کو پھنسانے کے لئے

آفریں ہمت کو تیری آفریں جسونت سنگھ
آفریں تجھ کو مہابھارت بنانے کے لئے

ناٹک

آہ! الٹھورنیری لیلا جن کے لئے ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان تھے۔ اور جن کے تابع نکل تک لاکھوں کروڑوں انسان تھے مگر آج کس بے سروسامانی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ جو دوسروں کے کشٹ نوارن کرتے تھے۔ آج خود طرح طرح کے کشٹ اٹھا رہے ہیں۔ جن کے لنگر سے ہزاروں بھوکے ہر روز بھوجن پاتے تھے۔ آج خود ایک ایک دانے کے محتاج ہو رہے ہیں جن کے سروں پر چڑاؤ مکٹ شوبھا دیتے تھے۔ آج ایک پتھر سرہانے رکھے ہوئے سو رہے ہیں جن کو مخملی گدیلوں پر بھی مشکل سے نیند آتی تھی۔ آج سوکھی گھاس کے تنکے بھی نیچے بچھانے کے لئے ملنے دشوار ہیں۔ اور جن کی خدمت کے لئے سینکڑوں خدمتگار رہتے تھے۔ آج خود دوسروں کی خدمت بجانے کو تیار ہیں۔ پرمیشور! تیری مایا ہے کہ شاہی محلوں

(اقبال اور موجودہ مصیبت کو یاد کرکے رو رہی ہے)

دروپدی ۔ گانا

ہم جہاں میں آئے تھے یہ دُکھ اُٹھانے کے لئے
خونِ جگر پینے کو اور غم رنج کھانے کے لئے

او مقدر! کس لئے بگڑا ہے تو یہ تو بتا
کیوں کمر بستہ ہے تو ہم کو مٹانے کے لئے

او فلک! تجھ کو ٹھکانا اور کیا ملتا نہیں
رہ گئے تھے ہم ہی تیرے آزمانے کے لئے

جن کی تفریح کے لئے ہر قسم کے سامان تھے
سرد آہیں رہ گئی ہیں دل بہلانے کے لئے

نیند جن کو مخملی گدّوں پہ بھی آتی نہ تھی!
گھاس تک ملتی نہیں نیچے بچھانے کے لئے

جن کے سر پر تاج شاہی تھے جڑاؤ زرنگار
ایک پتھر ہے فقط ان کے سرہانے کے لئے

جن کے لنگر رات دن جاری تھے بھوکوں کیلئے
آج وہ محتاج ہیں ایک ایک دانے کے لئے

ہاتھ باندھے ہر گھڑی موجود خدمتگار تھے
مستعد ہیں خدمت اوروں کی بجانے کیلئے

ادھیراج اور ایک ایک دانہ کو محتاج؟ جن کے کتے بھی اچھے اچھے بھوجنوں پر ناک ماریں۔ آج وہ اِن روکھے سوکھے ٹکڑوں پر اپنا جیون گذاریں۔ پربھو! یہ تمہاری قدرت کے رنگ ہیں کہ لاکھوں انسانوں کو بھوجن کھلانے والے خود ایک روٹی کے ٹکڑے کو تنگ ہیں۔

ایک اجنبی۔ (ہانپتا ہوا) مہاراج! غضب ہوا۔ غضب ہوا۔ آج معاملہ بڑا ہی بے ڈھب ہوا۔

یدھشٹر۔ کہو بھائی! کیا باعث ہے۔ جو اس قدر گھبرا رہے ہو؟ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟

وہی اجنبی۔ اَن داتا! آپ کے بھراتا مہاراجہ دریودھن اس بن کی سیر کر رہے تھے اور بھرمن کرتے ہوئے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ کہ ان کا گندھربوں کے ساتھ کچھ تکرار ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے سے تیر و تلوار ہو گیا۔ کوئی مارا گیا۔ کوئی فرار ہو گیا مگر آپ کا بھائی دریودھن گندھربوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اگر ہو سکے تو ان کی کچھ امداد کیجئے۔ اور نہیں تو گندھربوں کی قید سے آزاد کیجئے۔

بھیم۔ گانا (قوالی)

سُنی فریاد پرمیشور نے آخر بے گناہوں کی
رسائی ہو گئی مظلوم اور بیبلا کی آہوں کی

دغا اور بے ایمانی کا ملا ہے یہ اُسے بدلہ
قدر معلوم ہو جائے گی بدخواہ خیرخواہوں کی

میں رہنے والوں پر ایک معمولی سے درخت کا سایہ ہے جس سے نہ برسات کا بچاؤ نہ سردی کا آرام۔ یہی فکر صبح اور یہی شام۔ آشچریہ تو یہ ہے کہ جس کو تمام زمانہ دھرم پتر کہے وہ اس قسم کے کشٹ سہے۔

یدھشٹر۔ درویدی! اگر تو اس پر کار رودن کرے گی۔ اور ہر وقت ٹھنڈے سانس بھرے گی۔ تو یہ مصیبت کے دن کاٹنے میں سخت کٹھنائی ہوگی۔ مصیبت کس کس پر نہ آئی ہے۔ اور کس کس پر نہ آئی ہوگی۔ ہزار افسوس کیا۔ لاکھ غم کیا۔ مگر رو دھو کر اس کو کس نے کم کرلیا۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ مصیبت کا بڑھانا اور گھٹانا منش کے اپنے ہاتھ ہے۔ یعنی جس نے مصیبت کو اپنے کرموں کا پھل سمجھ کر صبر اور شکر سے کام لیا۔ اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اس نے اپنی مصیبت کو گھٹایا۔ گویا مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ خود بٹایا۔ اور جس نے مصیبت کے وقت آہ و نالہ کیا۔ اس نے اپنی مصیبت کو اور بھی دوبالا کیا۔ اس میں سندیہ نہیں کہ تم جیسی نازک اندام کے لئے جس کو ماں باپ نے ناز و نعمت سے پالا ہو۔ اور جس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہ نکالا ہو جنگلوں کی تکلیفیں سہنا اور ہر وقت بھوکے پیاسے رہنا سخت محال ہے۔ مگر ان سب دکھوں کا علاج ہی صبر و استقلال ہے۔ ممکن ہے کہ اس مصیبت میں ہماری کوئی بھلائی ہو۔ اور ہماری بہتری ہی ہو دی مصیبت کے روپ میں آئی ہو۔

درویدی۔ نہیں مہاراج! نہ مجھے اپنی تکلیف کا ذرا خیال ہے۔ نہ اس وجہ سے میری طبیعت پر ملال ہے۔ جب آپ میرے سرپرست اور میرا پتی میرے ساتھ ہے۔ تو میرے لئے گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ ہاں جب آپ کی اور آپ کے بھائیوں کی طرف دیکھتی ہوں تو دیکھا نہیں جاتا ہے۔ گویا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہائے ہائے انار پرستھ کے

کلیجہ میں ٹھنڈک اور آنکھوں میں نور ہو گیا۔ گویا آدھا کلیش تو آج ہی دُور ہو گیا۔
ہائے تیرا ستیاناش بے ایمان بدمعاش! اور گردرودھ کی کا پڑے ناش (آنیوالے
شخص سے مخاطب ہو کر) جا بھائی جا ذرا پیٹھ دکھا۔ کرن کے پاس جا۔ یا دوشاسن
کو بُلا۔ جو اس کی امداد کریں۔ اور اس کو قید سے آزاد کریں۔ ہمیں کیا غرض پڑی ہے جو
فضول تلوے گھسائیں۔ اور خواہ مخواہ کانٹوں میں ہاتھ پھنسائیں۔ ہماری
طرف سے تو قید ہو یا آزاد۔ آباد ہو یا برباد۔ ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ اور ہم کسی
حالت میں اس کی امداد کرنے کے لئے تیار نہیں۔

یدھشٹر گانا (قوالی)

سراسر بھول ہے بھائی تمہاری سخت غلطی ہے
تعجب ہے ترے منہ سے کیوں بات ایسی نکلتی ہے
یہ سو اور پانچ کی تفریق واجب اس وقت تک ہے
کہ آپس میں ہماری اور ان کی دال گلتی ہے
لڑیں جھگڑیں بھریں ماریں چاہے جتنیں چاہے ہاریں
نہیں پرواہ جو سینے میں حسد کی آگ جلتی ہے
مگر اس وقت ہم سب ایک سو اور پانچ بھائی ہیں
مگر لیں غیر کیا تیری نہیں چھاتی دہلتی ہے
جو گندھرپوں کے ہاتھوں میں رہے گا قید دریودھن
تو سن لینا کہ دنیا بھر میں کیا کیا نہ گلتی ہے

یہ خوش خبری سنی تو کچھ کلیجہ میں پڑی ٹھنڈک
سزا ایسی ہی چاہیے اس قسم کے گمراہوں کی

بہت اچھا ہوا جو ہو گیا وہ قید انیائی
اُتر جائے گی چربی جلد ہی اس کی نگاہوں کی

کہاں پر مر گئے اب کرن شکنی اور دوشاسن
جو گنتی کچھ نہ گنتے تھے شہوں اور شہنشاہوں کی

قتل کر دیں اسے گندھرب تو یہ اور بھی اچھا
کہ بڑی پاپ کی ڈوبے اُدھر میں ان ملاحوں کی

ذرا سی بات پر ہم سے ہوئے امداد کے طالب
بس اتنی ہی اکڑ اور اینٹھ تھی بزدل جلاہوں کی

کریں امداد ہم ان کی یہ ممکن ہو نہیں سکتا
ہے نسبت کیا غلاموں سیوکوں اور بادشاہوں کی

وہ مترہیں یا ستر وہیں یا بھائی ہیں یا دشمن ہیں
نہیں جسونت سنگھ ہم کو ضرورت ان صلاحوں کی

ناٹک

بہت اچھا ہوا بہتر ہوا بہت خوب ہوا جو اس بے ایمان کا ہستی کا سورج دُنیا سے غروب ہوا۔ کچھ خوشی تو اس وقت ہوئی جب یہ سُنا کہ وہ قید ہو گیا اس سے زیادہ خوشی اس وقت ہوگی جب یہ سُنوں گا کہ وہ اس دنیا سے ناپید ہو گیا۔

سکے لائق نہ رہو گے۔ اور دنیا میں بے شمار طعنے سہو گے۔

بھیم۔ ارجن سچ ہے تو ہماری اسی طرح لٹیا ڈوبیں گے۔ کچھ کھوئے اور کچھ کھوئیں گے۔ ہمیشہ اپنے راستے میں کانٹے ہی بوئیں گے۔ اور ہم اسی طرح اپنی قسمت ہی کو روئیں گے۔

ارجن۔ نہیں نہیں۔ بھائی یدھشٹر کا خیال بالکل صحیح ہے۔

بھیم۔ ہاں بھائی ان کا خیال بھی صحیح اور تمہارا خیال بھی صحیح جھوٹ بات تو ہیں نے ہی۔ اتنی تکلیفیں اٹھائیں اور اس قدر ذلتیں سہیں۔ مگر ان کی طبیعت وہ کی وہ رہی۔

یدھشٹر۔ ارجن اتم بحث مباحثہ میں زیادہ وقت نہ لگاؤ اور اپنے ششتر اٹھاؤ اور جلدی کی روانہ ہو جاؤ۔

[ارجن[1] کا جانا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد گندھربوں کی قید سے دریودھن کو چھوڑا کر واپس آنا]

---

[1] ارجن نے مختصر سی لڑائی اور معمولی سی ہاتھا پائی کے بعد دریودھن کو گندھربوں کی قید سے آزاد کرا دیا۔ چونکہ اس لڑائی میں کوئی خاص بات قابل ذکر نہ تھی۔ اس لئے ان واقعات کو قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ (مصنف)

جو اپنوں کو سزا غیروں کے ہاتھوں سے دلاتے ہیں
انہیں دنیا ہمیشہ پاؤں کے نیچے کچلتی ہے
اسے پکڑا ہے غیروں نے تو تیری ویرتا کیا ہے
خوشی سے جو طبیعت اس قدر تیری اُچھلتی ہے
جو اپنوں کو ہر اک حالت میں اپنا ہی سمجھتے ہیں
جہاں میں قوم وہ ہی پھولتی ہے اور پھلتی ہے
ابھی جا کر اسے تم قید سے آزاد کرواؤ
نہیں تو سارے کل کی آبرو مٹی میں ملتی ہے

ناٹک

نہیں بھائی یہ تیری بھول ہے۔ اور ایسا خیال کرنا ہی فضول ہے۔ ہمارا دریودھن کے ساتھ لاکھ جھگڑا ہے۔ ہزار لڑائی ہے۔ مگر آخر کو وہ ہمارا بھائی ہے وہ ہمیں مارے ہم اسے مار لیں۔ مگر دوسرا اس طرف دیکھے تو سر اتار لیں کشتری وہ ہے جو اپنی بھجا بل سے دشمن کو نیچا دکھلاتا ہے۔ نہ کہ وہ جو دوسروں کی ہمت اور طاقت پر بغلیں بجاتا ہے۔ گندھربوں نے دریودھن کو قید نہیں کیا۔ بلکہ سارے خاندان کی آبرو پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اور انھوں نے اپنی طاقت بڑھانے کا ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ اگر ہم خاموش رہے۔ تو اپنی آنکھوں دیکھ لیں گے۔ اور کانوں سے سُن لیں گے کہ گندھرب تھوڑے دنوں میں ایک ایک کو چُن لیں گے۔ ارجن! تم جا کر اسکی امداد کرو۔ خود مر جاؤ لیکن اسے قید سے آزاد کراؤ۔ ورنہ ہمیں منہ دکھانے

چھوڑ کر گھر بار جنگل میں بسیرا کھا لیا
اب زمانہ یہ جگہ بھی ہم سے چھُڑوانے کو ہے
ہوگا دریودھن کو تو یہ ہی فکر بس رات دن
وہ ہماری دیکھ بھال اب جلد کروانے کو ہے
پرتھوی کا چھان مارے گا وہ بتہ ایک ایک
وہ ہمیں پاتال میں سے بھی نکلوانے کو ہے
تیری صحبت میں کٹے دن عیش کے جسونت سنگھ
خیر باد اب کہہ دیا ہم نے تو ٹوٹا نے کو ہے

ناٹک

بھائی! بارہ سال کی مدت تو جوں توں کر کے گذاری ہے۔ مگر اس تیرھویں سال کی مصیبت سب سے بھاری ہے۔ اب بولو کہاں جائیں اور کس جگہ اپنے آپ کو چھپائیں۔ بارہ سال کا اتنا فکر نہیں تھا۔ اور بڑے آرام سے یہ عرصہ گذار لیا تھا۔ مگر یہ ایک سال صدی کے برابر نظر آرہا ہے جس کا فکر مجھے رات دن کھائے جا رہا ہے۔

ارجن۔ بیشک یہ سال ہمارے لئے خاص کشمکش کا زمانہ ہے۔ اب یہ صلاح کرو نہا جانا ہے۔ اور کس جگہ اپنے آپ کو چھپانا ہے۔ ورنہ بارہ سال تک جس قدر مصیبتیں جھیلی ہیں۔ سب رائیگاں جائیں گی اور بارہ سال کے لئے پھر نئی مصیبتیں آئیں گی۔ اس لئے محض سوچ اور فکر میں ہی اپنے وقت کا

چھٹا سین

رُوپوشی کی فکر

یدھشٹر گانا

کٹ گئے بارہ برس اب تیرھواں آنے کو ہے
اب زمانہ کچھ نئی ہم پر بلا لانے کو ہے

یہ زمانہ مشکل و آسان پُورا ہو گیا
اب مصیبت اور ہی کچھ رنگ دکھلانے کو ہے

کس جگہ جا کر چھپیں ڈھونڈیں ٹھکانہ کونسا
ہم فکر کھانے کو ہیں ہم کو فکر کھانے کو ہے

کیا کریں جائیں کہاں اور آشرم کس کے لگیں
رہ گئی اب کونسی ہم کو جگہ جانے کو ہے

چین سے بیٹھے ہوئے گذران کرتے تھے یہاں
کیا خبر اب یہ زمانہ کہاں لے جانے کو ہے

عیش اور آرام تو مدت ہوئی چھوٹے ہوئے
اور قسمت ٹھوکری کس کس کی اُٹھوانے کو ہے

آرام سے بیٹھے بھٹلائے | گھر بار چھوڑ بن میں آتے
اس حالت کو تو پہنچائے | ابھی اور کہاں پہنچانا ہے

ہے پرمیشور.........

اک جگہ اکٹھے رہتے تھے | چاہے کلیش کتنے سہتے تھے
آپس میں دُکھ سُکھ کہتے تھے | اب مشکل دل بہلانا ہے

ہے پرمیشور.........

مَردوں کو کیا دشواری ہے | جہاں دیکھا رات گذاری ہے
مجھ پر پڑی بپتا بھاری ہے | مشکل ہوا دھرم بچانا ہے

ہے پرمیشور.........

مدت سے نصیبا پھوٹا تھا | سمبندھ سبھی سے ٹوٹا تھا
گھر بار تو پہلے چھوٹا تھا | اب چھوٹ گیا ٹھکانہ ہے

ہے پرمیشور.........

ناٹک

پرمیشور! یہ کیا بپتا پڑی۔ ایک دُکھ کو تو رو رہی تھے۔ یہ دوسری مصیبت اور آن کھڑی۔ ایک جگہ بیٹھے اپنی زندگی کے دن بسر کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے کے سہارے سے اس مصیبت کو سہار رہے تھے۔ عیش و آرام تو گئے چولھے میں۔ زمانے کو ہماری غریبی اور بیکسی بھی نہیں بھاتی۔ اور اب بھی اس کو ہمارے حال پر دیا نہیں آتی۔ نہ معلوم ابھی کیا کیا کشٹ دکھائے گا کس کس کی ہو بنیا

ناش نہ کرو۔ بلکہ ہمت اور کوشش سے کوئی ٹھکانہ تلاش کرو۔ اور پرمیشور پر وشواس کرو۔ جس نے بارہ سال کٹوائے ہیں۔ وہی ایک سال بھی کٹوائے گا اور کوئی نہ کوئی ٹھکانہ مل ہی جائے گا۔

دروپدی۔ گانا (راگنی کالنگڑا)

ہے پرمیشور جائیں کہاں نہیں سوجھے کوئی ٹھکانا ہے
کیا ادھر ادھر ہوا ہم سے گردش میں ہوا زمانہ ہے

چاہے کتنے کشٹ سہاریں تھے | دُکھ سُکھ میں من کو ماریں تھے
دن بیٹھے یہاں گزاریں تھے | اب اُٹھ گیا آب و دانہ ہے

ہے پرمیشور......

کہاں اپنا آپ چھپائیں گے | کس باوا کے گھر جائیں گے
یہ دن کس طرح بتائیں گے | دنیا کے داس کہلائیں گے

ہے پرمیشور......

سب راج اور پاٹ گنوا ہی چکے | سب کشٹ کلیش اٹھا ہی چکے
ہم ہستی اپنی مٹا ہی چکے | رہا بھیک مانگ کر کھانا ہے

ہے پرمیشور......

دنیا میں جو دُکھ آئے ہیں | کیا ہمارے لئے بنائے ہیں
ہم بہتیرے آزمائے ہیں | ابھی کتنے دن آزمانا ہے

ہے پرمیشور......

کٹے بارہ برس آخر ہیں جس کی مہربانی سے
تو بارہ ماس بھی کٹ جائیں گے بالکل آسانی سے

بھیم۔ دروپدی! جب تک بھیم دنیا میں زندہ ہے۔ کس کی طاقت ہے جو تیری عصمت پر ہاتھ ڈالے یا تیری طرف آنکھ اٹھائے۔ جو شخص تجھے زبان سے بھی دُرجن کہے گا۔ وہ دنیا میں زندہ بھی رہے گا؟ زمین پر سُلا دوں۔ زندہ جلا دوں۔ زبان کاٹ لوں۔ جس جگہ کھڑا ہو اتنی زمین زبان سے چاٹ لوں۔

دروپدی۔ بس کرو۔ بس کرو۔ اتنی ڈینگیں نہ مارو۔ فضول شیخی نہ بگھارو۔ میں جانتی ہوں۔ تم زبانی جمع خرچ کرنے میں پورے مشاق ہو۔ اور زمین آسمان کے قلابے ملانے میں خوب طاق ہو۔ جب بھری سبھا میں میری آبرو اتاری۔ ایک بھیم نہیں بلکہ پانچ بھیم موجود تھے۔ اس وقت کیوں نہ تلوار ماری۔ میری طرف آنکھ کیا ہاتھ اٹھانے والے تو اب بھی دنیا میں پھول پھل رہے ہیں۔ اور تمہاری چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔ ان کی تم نے کونسی آنکھ نکالی۔ کونسی جائیداد پھونک ڈالی۔ کونسا ہاتھ کاٹ لیا۔ کتنی زمین کو چاٹ لیا۔ آنکھوں میں غیرت نہ بدن میں جان۔ زبان کی لپالپی اور ملت کا بکھان۔ جیسے پیچھے بان مار کر آئے ہو۔ ویسے ہی آگے آسمان چھید دوگے جیسے؟ ہاں نکولا سے زمین کرید تے تھے۔ ویسے ہی آگے کرید و گے۔

بھیم (دانت پیس کر) دروپدی! نہ جلا نہ جلا۔ مجھ جلے ہوئے کو نہ جلا۔ اس قسم کے الفاظ منہ سے نہ نکال۔ اور سلگتی ہوئی آگ پر تیل نہ ڈال۔ ہائے ہائے مجھے تو (یدھشٹر کی طرف اشارہ کر کے) یہ رام آشرم بھی کچھ کرنے دے۔ نہ جینے دے نہ

سیدھی کرائے گا۔ اور کن کن نامحرموں کے ہاتھوں میں پھنسائے گا۔ یہ تو مرد ہیں۔ جہاں دیکھیں گے اپنے دن گذار لیں گے۔ کوئی ذرا تین پانچ کرے گا۔ تو فوراً گردن اتار لیں گے۔ بدن میں طاقت اور ہاتھ میں ہتھیار ہے مشکل تو مجھ بدنصیب کے لئے ہے جس کے سر پر ہر وقت مصیبت سوار ہے۔ عورت ذات ہر طرح کا خطرہ سو طرح کی آفات۔ جہاں جاؤں گی مصیبت دو قدم آگے چلے گی۔ اور جان ہر وقت فکر میں جلے گی۔ ہائے بدھاتا! مجھے تو کچھ کرنا دھرنا بھی نہیں آتا جس کے ہاں ٹکڑے کا آسرہ تکوں گی۔ اس کی کیا خدمت کر سکوں گی۔ آج تک دوسروں سے خدمت لی۔ کبھی ادھر اُدھر نہیں کی۔ آخر جو دو وقت کھانا کھلائے گا۔ وہ مجھے پلنگ پر تو نہ بٹھائے گا۔ دن رات کام لے گا۔ تو مشکل سے ایک وقت ٹکڑے کا نام لے گا۔ اس کے علاوہ جو سب سے زیادہ خیال ہے۔ وہ عزت آبرو کا سوال ہے۔ جس کا بچنا سخت محال ہے دیا کرو پربھو! دیا کرو۔

یدھشٹر۔ دروپدی! تو کچھ فکر نہ کر۔ ہم اپنا انتظام پیچھے اور تیرا پہلے کریں گے۔ اکٹھے رہے ہیں۔ اکٹھے رہیں گے۔ اگر مریں گے بھی تو اکٹھے مریں گے۔ اس لئے تو اتنی پریشان نہ ہو۔ اور رو رو کر اپنی جان نہ کھو ؎

یہ دن جس نے کٹائے ہیں وہی وہ دن کٹائے گا
بچائے آج تک جس نے وہی آگے بچائے گا
اُسے ہی ہے فکر وہ ہی جتن کوئی بنائے گا
کئے پرگٹ اسی نے ہیں وہی ہم کو چھپائے گا

جہاں بارہ سال تک دکھ سہے ہیں۔ ایک سال اور سہہ لو (ابدیہ ہوکر) اگر میں پیدا ہوتے ہی مرجاتی۔ تو تم پر یہ مصیبت کاہے کو آتی۔ اب میرا قصور معاف کرو۔

بھیم۔ تو چاہے رویا چلا۔ ایک سال تو کس کا میں ایک پل بھی خاموش نہیں رہ سکتا۔ گولی کا گھاؤ سہہ لوں گا۔ مگر بولی کا نہیں سہہ سکتا۔

دروپدی۔ گانا (دادرا آساوری ٹوڑی)

ربا چک لے ایس سنسار توں | چھٹ جاواں ہیں نت دے آزار توں
میری زندگی دی گل جان دے | مینوں موت نمانی دا دان دے
میری موت نوں آن ہے آن دے | تنگ آئی ہیں دکھاں دی مار توں

ربا چک لے ایس سنسار توں

میرے کرکے ہی دکھی ہیں سارے | دکھ سہندے ہیں پئے بچارے
جے توں مینوں ہی لادیں کنارے | بیڑا پار ہوئے منجدھار توں

ربا چک لے ایس سنسار توں

رو ندی روندی دی اکھیاں پھٹ گئی | میرے بھادی اکی موت نکھٹ گئی
میرے جیون دی آس تان ٹٹ گئی | موت لے آواں کیھڑے بازار توں

ربا چک لے ایس سنسار توں

کاہنوں دیندا تو اینہ عذاب ہیں | میری کرنا کیوں مٹی خراب ہیں
موت دلوں بھی دیندا جواب ہیں | مندی چیز کیھڑی مردار توں

مرنے دے ہے جیراپ کیا ہوگیا ہیں کہیں گیا۔ یا وہ گیا اپنی گدا اٹھا کر چولہے میں جائے عہد و پیمان۔ بھاڑ میں پڑے قسم و ایمان۔ اور جہنم میں جاؤ تم سارے۔ تمہارے ساتھ رہکر جو کلیش نہ سہا رہے تھے وہ سہلے۔ ہائے ہائے اری دروپدی! مجھے بولیاں ماری۔ مگر نہیں یہ سچی ہے۔ اس نے حرف بحرف صحیح کہا۔ اور جو کہنا چاہیئے تھا وہی کہا۔ اب تم یہاں رہو یا کہیں دوسری جگہ جاؤ۔ مگر میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ یا تو دریودھن کو مار کر ہی جیوں گا یا مر کر منہ چھپاؤں گا۔

ارجن۔ (دروپدی سے) پریہ جی! تم اس کی طبیعت سے واقف ہوتی ہوئی بھی بنا بنایا کام کھو رہی ہو۔ اور ہماری کشتی منجدھار میں ڈبو رہی ہو تم نے وہی بات کر دکھائی کہ بارہ برس کا ٹھ میں رہے جلتی دفعہ ٹانگ تڑوائی یہاں بارہ برس تک خاموش رہی ہو۔ ایک سال تک اور چپ رہو۔ اس کے بعد تمہارا دل چاہے سو کہو ورنہ یہ تو اپنے نام کا بھیم ہے کسی میں کہا میں نہیں زہر ہو گا۔ یہ سر سے پاؤں تک افیم ہے۔ بارہ سال کی کری کرائی اب مٹی میں ملا دے گا۔ اب اسے تم ہی سمجھاؤ تم نے ہی یہ آگ لگائی ہے تم ہی بجھاؤ۔

دروپدی۔ نہیں بھیم سین جی! میں تمہیں آزماتی تھی۔ اور صرف یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ مدت سے بنوں میں رہتے رہتے تمہاری طبیعت کچھ پلٹا تو نہیں کھا گئی۔ یا تم میں کسی قسم کی کمزوری تو نہیں آ گئی۔ مگر تم اتنی سی بات پر اس قدر طیش میں آ گئے اور باتوں باتوں ہی میں اتنا تلملا گئے۔ در اصل تمہارا کچھ دوش نہیں جو کچھ تم کہہ رہے ہو یعنی مجھ بدنصیب کی بدولت تم اتنے کشٹ سہہ رہے ہو۔ اس کے لئے میں تمہاری گنہگار ہوں۔ جو تمہارا دل چاہے کہہ لو۔ مگر پرمیشور کے واسطے

سخت محال ہے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنا نام اور لباس تبدیل کر کے کسی راجدھانی میں اپنی اوقات بسر کریں۔ اور مختلف طریقوں سے اس کی خدمت کریں۔ اس طریقہ سے ممکن ہے کہ ہم اکٹھے بھی رہ سکیں گے۔ اور ایک دوسرے سے اپنا دکھ سکھ بھی کہہ سکیں گے۔

یدھشٹر۔ بیشک تمہاری تجویز تو بہت اعلیٰ۔ اور تم نے یہ طریقہ بھی بہت اچھا نکالا۔ اب یہ سوچو کہ کونسی راجدھانی ہے جہاں ہمارے لئے ہر قسم کی آسانی ہے۔

ارجن۔ آپ سے کیا بھولا ہوا ہے۔ آپ ہی وچاریں۔ اور دنیا کے جغرافیہ پر نظر ماریں۔

یدھشٹر۔ (کچھ سوچ کر) میرے خیال میں تو بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر ٹکریں ماریں بہتر ہے کہ راجہ براٹ کے ہاں ایک سال گذاریں۔ آگے جو سب کی سمجھ میں آئے۔ میری بھی وہی رائے۔

سب کے سب۔ بہت ہی مناسب۔ بہت ہی ٹھیک ہے۔ براٹ نگری نہ بہت دُور ہے نہ زیادہ نزدیک ہے۔ جہاں تک سُنا ہے وہاں کا راجہ بھی بڑا نیک اور اعلیٰ درجہ کا خلیق ہے۔ اس سے بہتر اور موزوں ٹھکانہ اور کوئی نہ پائے گا۔ اُمید ہے وہاں ہمارا ایک سال آرام سے گذر جائے گا۔

یدھشٹر۔ خیر یہ فیصلہ تو ہوا مگر یہ بتاؤ کہ وہاں جا کر کام کیا کیا سنبھالو گے۔ جس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظاہر ہونے سے بچا لو گے۔

ارجن۔ مجھے گانے بجانے میں اچھا کمال ہے۔ اور اسی کے وسیلے سے کوئی کام مل جانے کا خیال ہے۔

ربا جگ لے ایس سنسار توں

میری جان نوں کیہڑا سنتاپ ہے کیہنوں تجھاں کی ہوگیا پاپ ہے

پاس بھائی نہ اماں نہ باپ ہے دُور مٹی ہاں گھر توں بار توں

ربا جگ لے ایس سنسار توں

میرا دوش نہ کسی تے مول ہے دکھ سکھ کرماں انکول ہے

نال خوشی دے موت قبول ہے ہووے چھٹکارا بس ہاہا کار توں

ربا جگ لے ایس سنسار توں

ناٹک

بھیم۔ دروپدی! میں کیا کروں کس کنوئیں میں پڑوں۔ نہ جلنے چین نہ مرے۔ اب کوئی کرے تو کیا کرے۔ اگر خاموش رہوں تو ویسے لعن طعن ہوتی ہے۔ مرنے مارنے کی ٹھانتا ہوں تو یوں روتی ہے۔ بڑی آفت میں جان آئی۔ ادھر کنواں ادھر کھائی۔ ہر طرف سے مصیبت نے گھیرا۔ آگے کھاتہ اور پیچھے چھیرا۔ خیر میں تیرے کہنے سے صبر کرتا ہوں۔ اور ایک سال تک اور طبیعت پر جبر کرتا ہوں اب تو زیادہ نہ رو۔ اٹھ کر منہ ہاتھ دھو۔

دروپدی۔ پیارے بھیم! میں اپنی زبان درازی پر خود شرمسار ہوں۔ جس طرح تم اپنی طبیعت سے مجبور ہو۔ اسی طرح میں بھی اپنی عادت سے لاچار ہوں۔ تاہم میں اس کے لئے تم سے معافی کی خواستگار ہوں۔

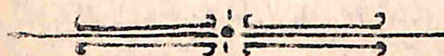
ارجن۔ جہاں تک میرا خیال ہے جنگلوں میں دریودھن کی نظر سے پوشیدہ رہنا

قسم کا کمال ہے۔ آخر جو شخص تم پر اتنی مہربانی کرے گا کہ تمہارے آرام و آسائش میں ہر قسم کی آسانی کرے گا۔ ہر طرح سے خاطر تواضع کرے گا۔ اور تمہارا بھید بھی کسی سے نہ واضح کرے گا۔ اگر اس کا احسان بھلا ؤ گے تو دنیا میں کرتگھن نہ کہلاؤ گے؟ بھائی صاحب! یا تیں تو خوب بڈول کرتے ہو۔ اور مجھ سے کہتے ہو کہ مخول کرتے ہو۔ اس نامراد کھیل نے اس حالت کو تو پہنچا دیئے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بالکل کنگال بنا کر بٹھلا دیئے۔ کونسی آفت اور کونسا کلیش ہے۔ جو ہم نے نہیں سہا۔ اتنا ہونے پر بھی آپ کو جوئے کا شوق رہا؟

یدھشٹر۔ خیر ہو نہ سہی۔ آخر وہ راج دربار ہے۔ وہاں کوئی نہ کوئی کام کا مل جانا کیا دشوار ہے۔ اس بات کا کیا ذکر ہے۔ زیادہ تو ہمیں دروپدی کا فکر ہے۔

ارجن۔ ایک ایک فن ہم جانتے ہیں۔ ایک ہنر اس کے پاس ہے۔ ہمارے لیے راج دربار ہے۔ اس کے لیے رنواس ہے۔ بلکہ ہمارے لئے تو سو طرح کا فضیحتا ہے۔ اس کے لئے ہر طرح کا سبھیتا ہے۔

یدھشٹر۔ چلو فیصلہ ہوا۔ اب یہاں سے اپنے ڈیرے اٹھا لو۔ اور اسی وقت براٹ نگری کی راہ لو۔



بھیم ۔ تجھے تو صرف ایک فن یاد ہے۔ یعنی عمدہ بھوجن بنانے میں اُستاد ہے۔ بس بھیم تو اسی کے ذریعہ سے اپنے دن کاٹے گا۔ جو ایک دفعہ میرے ہاتھ کا بنا ہوا بھوجن کھائے گا۔ وہ عمر بھر انگلیاں چاٹے گا۔

نکل ۔ میں گھوڑوں کے عیب و ثواب کی پوری مہارت رکھتا ہوں۔ اور ان کے متعلق پوری ڈیوٹی دے سکتا ہوں۔

سہدیو۔ علیٰ ہٰذالقیاس میں گوشالہ کا کام بخوبی چلا سکتا ہوں۔ اور گؤوں کے گُن اوگُن بھی بتلا سکتا ہوں۔

ارجن ۔ یدھشٹر سے ہم نے تو اپنا اپنا کام چھانٹ لیا۔ اور جسے جو آتا تھا آپس میں بانٹ لیا۔ آپ خاموش نہ رہیئے۔ کچھ اپنی نسبت بھی تو کہئیے؟

یدھشٹر۔ یہاں تو دان دینے اور شطرنج اور چوسر کے سوا کچھ آتا ہی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ راجہ براٹ کا گھڑی دو گھڑی دل بہلا دیا کروں گا یعنی ایک دو بازی جوئے کی کھلا دیا کروں گا۔

بھیم ۔ ہاں ہاں ۔ ضرور اپنی طرف سے بالکل فرق نہ کرنا۔ اپنا تو ستیاناس کر لیا اب اس بیچارے کا بھی بیڑا غرق کرنا۔ اس کے احسان کا بدلہ اسی طرح دینا چاہئیے کہ جیسے آپ ہیں۔ ویسا ہی اسے بنا لینا چاہئیے۔ وہ بھی کیا یاد رکھے گا کہ ہمارے کوئی سدھارک آئے تھے۔ اور براٹ نگری میں کسی کے قدم مبارک آئے تھے۔

یدھشٹر۔ اچھا بھائی مخول کر لو۔ اور اچھی طرح جی بھر لو۔ اگر کچھ کرنا دھرنا آتا تو کیوں مخول کروا تا۔

بھیم ۔ نہیں اس میں مخول کی کیا بات ہے کسی کے احسان کو نہ ماننا بھی تو ایک

نئے نئے گلشن نئے نئے فیشن
کھیل رچانے والے تجھے دھن دھن دھن
کیسا منموہن باغ لگایا۔ کیا کیا کیاریاں۔ ایری ایری آلی
گل پر گلچیں کی گلکاریاں۔ پھلواریاں۔ سنواریاں
ایری ایری آلی......

ناٹک

دربان۔ شری براٹ پتی مہاراج کی جے ہو۔
راجہ۔ منتری جی! پوچھو دربان کیا عرض کرتا ہے۔
منتری۔ شری مہاراج کے حکم کے مطابق تجھ کو اپنی عرض کرنے کی آزادی ہے۔
دربان۔ پرتھوی ناتھ! ایک اتیتھی[1] جو اپنا نام و نشان کچھ نہیں بتلاتا ہے۔ مہاراج کے درشنوں کا سوبھاگیہ[2] پراپت کرنا چاہتا ہے۔
مہاراجہ۔ جاؤ اسے ابھی ہمارے سامنے لاؤ۔

(دربان کا جانا اور ایک شخص کو ہمراہ لے کر آنا)

اجنبی۔ (شاہی پرنام کرکے)[3]

شاہا تو نیک نام ہو اقبال ہو بلند
دشمن ہوں پائمال تو ہر وقت نعمتمند
یاد رہو بخت تخت رہے آپ کا سدا

---

[1] اجنبی [2] شرف [3] مطلب

دسواں نظارہ

برات نگری

پہلا سین

راجہ برات کا دربار

نرتکاؤں کا گانا (بطرز:- البیلا چھبیلا)

ایری ایری آلی گل پر کھینچیں گی گلکاریاں
جھلکاریاں پھلواریاں متواریاں
ایری ایری آلی ....
اس گل والے پر جائیں ہم بلہاریاں۔ ایری ایری آلی
گل پر کھینچیں گی گلکاریاں۔ پھلواریاں۔ متواریاں
دھن باغ لگانے والے تجھے دھن دھن دھن
دھن پھول لگانے والے تجھے دھن دھن دھن

راجہ - او ہو زمانہ بھی کیا کیا رنگ بدلتا ہے اور کیسی کیسی چالیں چلتا ہے۔ اوہ پرتاپی مہاراجہ یدھشٹر سا دھرماتما۔ اور اس کی زندگی کا یوں خاتمہ۔ اور دریودھن مہا انیائی بھائیوں کے ساتھ ایسی بے وفائی ؟ معلوم اور کتنی شریف زادوں سے در در کی بھیک منگوائی۔ کیا جانے کتنے بے گناہوں کی گردن پر تیرا خنجر چلا ہوگا۔ او پاپی تیرا کہاں بھلا ہوگا۔ منتری جی! اخواہ تیرا کام درج کرو۔ مگر ان کا نام اسی وقت درباریوں کی ذیل میں درج کرو۔ فی الفور ان کے آرام و آسائش کا انتظام کرو
کنگ! تم منتری کے ساتھ جاؤ اور آرام کرو۔
کنگ - پرمیشور حضور کا اقبال بلند کرے۔ جاہ و حشمت دو چند بلکہ چو چند کرے حضور نے ایک بے یار و مددگار کی دستگیری فرمائی ہے۔ پرمیشور حضور کو اس کا اجر دے۔ اور ہر قسم کے سکھوں سے بھرپور کرے۔ مگر ....
راجہ - ہاں ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔
کنگ - حضور میری طرح اور بھی چار پانچ جیو فلک کے ستائے اور زمانہ کے ہاتھوں تنگ آئے درِ دولت پر سیر کرنے کے خواستگار ہیں۔ جو کہ اپنے اپنے فن میں پورے ماہر اور اعلیٰ درجہ کے ہوشیار ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے مالک کے پورے جان نثار ہیں۔ اگر حضور اُن پر بھی نظر عنایت فرمادیں۔ تو بیچاروں کے مصیبت کے دن کٹ جاویں۔
راجہ - وہ لوگ کہاں ہیں کسی دوسری جگہ ہیں یا یہاں ہیں ؟
کنگ - یہاں درِ دولت پر حاضر ہیں
راجہ - چوبدار! تو آ جاؤ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔

دولت غلام در کی ہے پد سدا آنند

راجہ۔ تم کون ہو؟ کیا نام ہے؟ اور یہاں آنے کا کیا پریوجن ہے؟

اجنبی۔ مہاراج! کیا بتاؤں کہ کون ہوں۔ جب تو سب کچھ تھا۔ مگر اب کچھ بھی نہیں ہے

نہ ہی نام رہا نہ ہی گام رہا نہ ہی دھام رہا کوئی آج ہمارا
گھربار چھٹا سر دسو لٹا نہیں سر پر رہا سر تاج ہمارا
دھن دھام گیا آرام گیا اور نام گیا ادھیراج ہمارا
کنگال ہو بے حال ہوا پامال ہوا جب راج ہمارا

پرتھوی پال! یہ دین کنگال مفلوک الحال کسی زمانہ میں دھرم بتر مہاراج یدشٹر کا مصاحب خاص تھا ہر قسم کے سکھوں کی سامگری اور ہر طرح کا سامان عیش پاس تھا۔ مگر جب سے گردش ایام اور فلک ناظر عام نے ان کی قسمت کا پاسہ پلٹ دیا۔ ہمارا بدھا بوریا بھی ساتھ ہی الٹ گیا۔ اب یہ حالت ہے کہ دربدر مارا مارا پھرتا ہوں اور بڑی مشکل سے اپنا گذارہ کرتا ہوں۔ میری طرح سے اور بھی نہ معلوم کتنے افراد خاندان برباد ہو رہے ہیں۔ اور دشٹ دریودھن کی جان کو رو رہے ہیں۔ حضور کی فیاضی اور غربا نوازی کی شہرت کا چرچا سن کر صرف نان جویں کی آرزو لے کر در دولت پر حاضر ہوا ہوں۔ اگر کچھ پرورش اور مہربانی ہو جائے۔ تو اس بنوا کو اپنے دن کاٹنے میں آسانی ہو جائے۔

راجہ۔ تمہارا نام؟

اجنبی۔ مہاراج! اس مصیبت زدہ کو کنگ کہتے ہیں۔

راجن پت مہاراج......

ناٹک

راجہ۔ تم لوگ اپنے نام بتاؤ۔ اور جو جو کام جانتے ہو وہ بھی جتاؤ۔

بھیم۔ ملو نام ہے۔ بھوجن بنانا کام ہے۔ اگرچہ مہاراج یدھشٹر کے ہاں اور بہت سے کاریگر بھوجن بناتے تھے۔ مگر وہ خاص میرے ہی ہاتھ کا بھوجن کھاتے تھے۔

راجہ۔ تمہاری شکل و صورت اور ڈیل ڈول سے تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی۔ دیکھو سچ سچ کہنا جھوٹ بات ٹھیک نہیں ہوتی۔

ملو۔ شکل صورت، ڈیل ڈول بنانے والے نے بنایا ہے۔ باقی جو کچھ بتایا ہے بالکل سچ بتایا ہے۔

راجہ۔ اچھا ہم نے تم کو اپنی بھوجن شالہ پر تعینات کیا (نکل سے) تمہارا نام؟

نکل۔ مہاراج میرا نام اربانگ ہے۔ گھوڑوں کی شناخت، ان کے عیب و ثواب اور بیماریوں کا علاج معالجہ مجھے اچھا یاد ہے۔ غرضیکہ فن اسپان میں یہ ناچیز پورا استاد ہے۔

راجہ۔ ہم اپنے سابق داروغہ اصطبل کو، س ڈیوٹی سے خارج کرتے ہیں اور آج سے تمہیں اپنے اصطبل کا انچارج کرتے ہیں۔ (سہدیو سے) تم بولو؟

سہدیو۔ میرا نام استھم ہے۔ مہاراجہ یدھشٹر کے ہاں جو ان کا خاص گئو شالہ تھا۔ اس کا افسر یہی ناچیز گوالا تھا۔ گئوشالہ کے کام میں مجھے خاص ملکہ ہے۔ اور دودھ صرف دیکھتے ہی بتلا دیتا ہوں کہ آج کا ہے یا کل کا ہے۔

{ چوبدار کا جانا۔ اور چاروں بھائیوں کو معہ دروپدی کے دربار میں لانا۔ ہر ایک کا شاہی پرنام کر کے ایک طرف کھڑے ہو جانا۔ }

سب کا گانا (پربھاتی)

راجن پت مہاراج آپ کا دن دن راج سوایا

نیک پروین دین کے رکھشک دھرم راج پد پایا

راج کاج اور تخت تاج پر پرمیشور کا سایہ

راجن پت مہاراج ......

رہو آنند سدا سکھ بھوگو سدا سکھی رہے کایا

دھن سے ہوں بھرپور خزانے ایشور بھاگ بڑھایا

راجن پت مہاراج ......

پرارب دھ نے ہم دینوں پر کیا کیا ستم نہ ڈھایا

پھرتے جہاں میں مارے مارے گھر اور بار چھڑایا

راجن پت مہاراج ......

ہم اتی دین دکھوں کے مارے نہیں ٹھکانہ پایا

آپ کی دین دیا کا چرچا سن کر یہاں لے آیا

راجن پت مہاراج ......

دیا بھاؤ سے آپ نے راجن ہمیں یہاں بلوایا

اسی لئے جسونت سنگھ نے بھی تیرا یش گایا

برہنلا۔ اے سرکار اب کیا سناؤں۔ کیا ہنر دکھاؤں جب سے مہاراجہ یدھشٹر سے سمبندھ ٹوٹ گیا۔ سارا ربط چھوٹ گیا۔ دل ایسا بجھا ہے کہ کبھی مسرور نہیں ہوتا۔ کیونکہ کسی وقت پیٹ کا فکر دور نہیں ہوتا کسی وقت بھی چین نہیں جاتی اے ہے اب تو مجھے (تالی بجا کر) وہ تالی بجانا بھی نہیں آتی۔

راجہ۔ آخر پرانی دیگ ہو۔ کچھ نہ کچھ کھرچن نکل ہی آئے گی۔

برہنلا۔ (ناک چڑھا کر) سرکار آپ تو مجھ سے دل لگی کرتے ہیں۔

کنک۔ برہنلا! یہ کیسی گفتار ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ یہ راج دربار ہے؟

برہنلا۔ اے تو مجھے گانا سنانے سے کیا انکار ہے۔ لیجیے گانا سناتی جاتا ہوں اور نرت بھی دکھاتی جاتا ہوں۔

برہنلا کا گانا (سندھ بھیروں تین تال)

جب گاتی اور بجاتی تھا سو طرح کے ناچ دکھاتی تھا
جب جوبن پر اٹھلاتی تھا۔ تو حور پری بن جاتی تھا
جب گاتی ....

جب سنگار اپنا کرتا تھی	کل دنیا مجھ پر مرتا تھی
جس بازار بیچ گذرتا تھی	انگلی سب لوگ اٹھاتی تھا

جب گاتی ....

جب مٹک چال سے چلتی تھا	دنیا ہاتھوں کو ملتی تھا
بن ٹھن کر ذرا نکلتی تھا	تو پریاں بھی شرماتی تھا

راجہ۔ تمہارا کام بھی منظور کیا۔ اور تم کو حضوری گئو شالہ پر مامور کیا۔
استھم۔ اہو بھاگیہ
راجہ۔ (ارجن کی طرف مخاطب ہو کر) یہ عجیب المخلوقات شکل وصورت مردانہ۔
لباس زنانہ۔ کون ہے؟
ارجن۔ (مٹک کر) اے جی میری کیا پوچھو ہو۔ یہ چھیل چھبیلا۔ رسیلا۔ نوکیلا مٹکیلا۔
نویلا کچھ تنگ کچھ ڈھیلا۔ جو آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ نسل سے ہیجڑا ہے۔ نام
برنھلا ہے۔ نہ معلوم بچھلا ہے یا پہلا ہے۔
راجہ۔ واہ آدمی کیا طرحدار ہے۔ اچھا تم مہاراجہ یدھشٹر کے ہاں کیا کام کرتے تھے
برنھلا۔ اے ہے میرا کام ایسا نہیں جو دو ایک لفظوں میں بتلا دیا جاوے۔
اگر اب سے گننے لگوں تو کئی دن ختم ہونے میں نہ آوے۔
راجہ۔ آخر تاہم پھر بھی کچھ تھوڑا بہت۔
برنھلا۔ اے میں مہاراج کے ہاں گاتی تھی۔ بجاتی تھی۔ ناچ دکھاتی تھی۔
ان کا دل بہلاتی تھی۔ اور راج کنیاؤں کو گانا بجانا سکھاتی تھی۔ اور نہ
معلوم کیا کیا عیش اُڑاتی تھی۔
راجہ۔ ارے بھکڑا یہ کیا طرز گفتگو ہے۔ آدھا مؤنث آدھا مذکر۔
برنھلا۔ اے ہیں صدقے میں واری میں قربان میں بلہاری۔ چونکہ یہ آدھا
نر اور آدھا ناری۔ عورت اور مرد دونوں بکھیڑوں سے آزاد ہے۔ اس لئے
میری طرز گفتگو بھی نو ایجاد ہے۔
راجہ۔ اچھا برنھلا ہمیں بھی تو اپنا کوئی ہنر دکھاؤ۔ کوئی گانا سناؤ۔

دروپدی - گانا

کیا پوچھتے ہو راجن میں کون ہوں و کیا ہوں
آفت زدہ ہوں بیکس مفلس ہوں بے نوا ہوں
مظلوم ہوں دکھی ہوں مفلوک سرد پا ہوں
جس کی نہ کچھ دوا ہے وہ مرض لادوا ہوں
وحشت ہوں درد دکھ ہوں منحوس ہوں بلا ہوں
بد قسمتی مجسم اور آہ نارسا ہوں
کمبخت بے شرم ہوں نرلج بے حیا ہوں
بھکارنی آوارہ بے وطن بد گدا ہوں
غم رنج ہوں فکر ہوں دکھ درد برملا ہوں
دکھیا ستم رسیدہ آفت میں مبتلا ہوں
مورکھ بے عقل احمق جاہل بے دست و پا ہوں
بد شکل بد سلیقہ بے ہنر بے وفا ہوں
جب تھی تو سب ہی کچھ تھی اب کیا کہوں کہ کیا ہوں
جسونت سنگھ اب تو اک داغ بدنما ہوں

ناٹک

مہاراج! کیا بتاؤں کہ کون ہوں اور کیا ہوں۔ سچ پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہاں اگر ہوں۔ تو بد قسمتی اور بدبختی کی ایک مجسم تصویر ہوں۔ اُلٹا ہوا مقدر

جب گاتی ....

جب راج سبھا میں آتا تھی — اور اپنا ہنر دکھاتا تھی
جب گھونگٹ ذرا اٹھاتا تھی — راجہ موہت ہو جاتی تھا

جب گاتی ....

گھر گھر میں ذکر ہماری تھا — کیا نرتھی اور کیا ناری تھا
ہیں سب کو لگوں پیاری تھا — کل دنیا آنکھ بچھاتی تھا

جب گاتی ....

ناٹک

راجہ۔ (قہقہہ لگاکر) واہ واہ واہ تم خود "تھا" اور تھی "تی" کی قید سے آزاد تھے۔ مگر راجہ یدھشٹر کو بھی اس زمرے میں شامل کر لیا۔ کیا کہتے تھے؟ راجہ موہت ہو جاتی تھا؟

برہنلا۔ اے سرکار! دیکھو نا آپ کے درباری میری طرف غیر نظر سے آنکھیں نکالتے ہیں۔ اور مجھ پر اپنی محبت کے ڈورے ڈالتے ہیں۔

راجہ۔ واقعی تم اپنے فن میں خوب ہوشیار ہو۔ اور آدمی کہوں یا عورت بھی طبیعت دار ہو۔ کل سے تم لڑکیوں کو گانا سکھایا کرو۔ اور کبھی کبھی دربار میں بھی آیا کرو۔

برہنلا۔ (تالی بجاکر) اے میری سرکار کا چوگنا پرتاپ ہو۔ اب تو حضور ہی ہمارے مائی باپ ہو۔

راجہ۔ (دروپدی سے مخاطب ہوکر) اے دیوی تو کون ہے اور کیا نام ہے؟

(سرندھری کا چلے جانا)

راجہ۔ آہ زمانے! او زمانے! تو دنیا میں کیا کیا کھیل رچاتا ہے۔ کیسے کیسے ناچ نچاتا ہے۔ کسی کو بڑھاتا ہے۔ کسی کو گھٹاتا ہے۔ کہیں بناتا ہے۔ کہیں مٹاتا ہے۔ کہیں سمندر کو پایاب کرتا ہے۔ کہیں پہاڑوں کو زیر آب کرتا ہے۔ کہیں مفلس اور ناداروں کو نواب کرتا ہے۔ کہیں بڑے بڑے تاجداروں کی مٹی خراب کرتا ہے۔ کہیں گنہگاروں پر ثواب کرتا ہے۔ کہیں بیگناہوں پر عتاب کرتا ہے۔ کہیں کوئی حساب کرتا ہے۔ کہیں کچھ انتخاب کرتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ کرتا ہے۔ نایاب و لاجواب کرتا ہے۔ جہاں تو نے ایک دفعہ اپنی چکی کو گھسا۔ وہاں آٹے کے ساتھ گھن بھی پیسا۔ تیرا رونا کوئی کہاں تک روئے۔ نہ معلوم تو نے کتنے گھر کھوئے۔ ابھی نہ معلوم اور کتنے گھر بھرے گا۔ اور کس کس کا خانہ خراب کرے گا۔ ہائے ہائے او دنیائی! تجھے سرندھری جیسی نازک اندام دیویوں پر بھی دیا نہ آئی۔ دردر کے دھکے کھلائے۔ گھر گھر کی بھیک منگوائی (منتری سے) منتری جی! مہاراجہ یدھشٹر کی جاہ و حشمت کا بھی کیا ٹھکانہ تھا۔ ان کا دربار بھی واقعی ایک یادگار زمانہ تھا۔ جب ان کے معمولی اور ادنی خدمتگاروں میں اس قسم کی طاقت اور غضب کی لیاقت ہے۔ تو ان کے خاص وزیر مشیر اور راج رتن تو نہ معلوم ان سے کے چند ہوں گے۔ سہ چند ہوں گے یا دہ چند ہوں گے۔

منتری۔ (علیحدہ ہوکر) جی ہاں آپ کے نزدیک تو لیاقت ہے مگر ہماری جان کی تو آفت ہے۔ اب دربار میں ان ہی کی چلے گی۔ ہماری دال تھوڑا ہی گلے گی۔ (راجہ سے مخاطب ہوکر) ہاں مہاراج ستیہ ہے۔

اور بگڑی ہوئی تقدیر ہوں۔ آبدیدہ ہوکر حال سُنانا تو درکنار ہے۔ میرے لئے تو اس وقت بولنا بھی دشوار ہے۔

راجہ۔ دیوی! صبر کر۔ اس میں شک نہیں کہ تو حد سے زیادہ مصیبت کی ستائی ہے تب ہی بھری سبھا میں اس طرح آئی ہے۔ مگر اب ان گئی باتوں کا ذکر نہ کر۔ اور آئیندہ کے لئے کسی قسم کا فکر نہ کر۔ یہاں تجھے ہر قسم کا آرام ملے گا جیسا تو چاہے گی ویسا کام ملے گا۔ اور وہ بھی بڑے نام ملے گا۔ مگر تو اپنا نام بتا اور اپنی سرگذشت سُنا۔

دروپدی۔ مہاراج! میں نے مصیبت کبھی کاہے کو جھیلی تھی۔ لڑکپن سے شری کرشن جی کی رانی ستیہ بھاماں کے ساتھ کھیلی تھی۔ اور اسی کی چاہتی سہیلی تھی۔ ان سے مہارانی دروپدی نے اپنی خدمت میں لے لی تھی۔ مہارانی جی کا بناؤ سنگار اور چوٹی جوڑا میں اپنے ہاتھوں سے بناتی تھی۔ ہار گجرا کنگھی پٹی یہاں تک کہ بھوجن بھی میں ہی کھلاتی تھی۔ مگر جب زمانہ نے ان کی تقدیر ہی الٹ ڈالی۔ تو ہم جیسوں کا دنیا میں کون وارث والی؟ کہاں وہ امیری۔ کہاں یہ کنگالی۔ جو مصیبت نہ اٹھائی تھی وہ اٹھا لی۔ کہاں وہ دن تھے۔ کہاں یہ زمانہ ہے کہ نہ تن پر کپڑا ہے۔ نہ پیٹ کو کھانا ہے۔ نام میرا سرندھری ہے اور یہ میری رام کہانی ہے۔ جو میں نے عرض کر دی ہے۔

راجہ۔ سرندھری! اب تو کسی طرح کا غم نہ کرنا کسی قسم کا رنج والم نہ کرنا۔ جو کچھ ہو گذرا اس کا تو کوئی علاج نہیں۔ مگر یہ سمجھ لے کہ اب تو کسی طرح سے محتاج نہیں جاؤ محلوں میں آرام کرو۔ اور جو کچھ رانی جی کہیں۔ وہ کام کرو چوبدار! تم ساتھ جاؤ اور اسے محلوں میں پہنچاؤ۔

بھاؤ رکھنا ادبھات ایسے سنتے آتماک اور چنچل سوبھاؤ رکھنا اپنے سوامی کے یش اور
کیرتی کو مٹانا ہے۔ اور اپنے لوک اور پرلوک نے سکھوں کو گنوانا ہے۔
رانی۔ اوّل تو تمہاری شکل وصورت نے مجھ کو بھرم میں ڈال دیا۔ اس پر
تمہاری طرز گفتگو نے میرے رہے سہے بھرم بھی نکال دیئے۔ آخر میرے لئے
آج کوئی پہلا دن نہیں چڑھا ہے۔ آج تک لونڈی باندیوں سے ہی واسطہ
پڑا ہے بھلا میں کیسے مان لوں کہ جس کی شکل اس قسم کی عقل اور ایسی
تمیز ہے۔ وہ ایک معمولی ادنیٰ کنیز ہے۔
سیرندھری۔ رانی جی! جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی اور قدر شناسی
ہے۔ مگر یہ ناچیز بھی مہارانی دروپدی جیسی دوشٹی پتی برتا اور دھرماتما دیوی کی
داسی ہے۔ اگرچہ کال کے چکر نے ان کا نام ونشان سنسار سے مٹا دیا۔ مگر ان کے
دھرم بھاؤ اور شیل سبھاؤ نے ان کے نام کا سکہ تمام بھارت ورش پر بٹھا دیا۔ یہ
اسی دیوی کی صحبت کا پھل ہے۔ کہ مجھ جیسی ناچیز کنیز کو بھی کچھ تھوڑی بہت بات
کرنے کی عقل ہے۔ ان کی تقدیر نے پلٹا کھایا۔ تو آن جل مجھے آپ کے
لے آیا۔ قدم قدم پر ٹھوکریں لگتی ہیں۔ تو اپنے پچھلے دنوں کو یاد کرتی ہوں۔ اور جن
شبدوں سے آپ نے میرا ستکار کیا ہے۔ اس کے لئے آپ کا دھنباد کرتی ہوں
رانی۔ ہاں اصل بھید تو اب سمجھ میں آیا۔ جب تم نے سارا برتانت سنایا۔
یہ لیاقت اور ایسا سلیقہ تم نے دروپدی جی کی صحبت میں رہ کر سیکھا۔ ہائے
ہائے پراربدھ کے چکر نے بچاری دروپدی جیسی ستی اور پتی برتا دیوی کو بھی کس کس
آفت میں ڈالا۔ اور کس طرح سے ذلیل وخوار کر کے گھر سے نکالا۔ نہ معلوم بچاری

راجہ۔ (پانڈوں سے) دربار برخاست۔ اس وقت تم لوگ جاکر آرام کرو۔ اور کل سے اپنی اپنی جائے ماموری پر حاضر ہوکر اپنا اپنا کام کرو۔

دُوسرا سین

راجہ براٹ کا محل

{ رانی سودیشنا ایک زرنگار کرسی پر بیٹھی ہے اور ایک باندی سرندھری کو ہمراہ لیے ہوئے حاضر ہوتی ہے۔ }

سرندھری۔ (ہاتھ جوڑکر) مہارانی جی کی جے ہو۔

رانی۔ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئی ہو؟

باندی۔ شری مہاراج نے اسے آپ کی خدمت کے لئے ملازم رکھ کر بھیجا ہے۔

رانی۔ (سرندھری کی طرف بغور دیکھ کر) میری خدمت کے لئے ملازم رکھ کر بھیجا ہے؟ تو بالکل جھوٹ بکتی ہے۔ کہیں لونڈی باندیوں کی یہ شکل صورت ہو سکتی ہے؟ اور پھر اس کے بغیر میرے تو کسی کام میں بھی ہرج نہیں۔ ہاں اگر انھوں نے اپنی خدمت کے لئے رکھا ہے تو کچھ آشچرج نہیں۔

سرندھری۔ مہارانی جی! آشچرج یہ ہے کہ ایسی سوشیل اور دھرماتما ہوتے ہوئے بھی آپ کے وچار ایسے اشدھ ہیں۔ آپ کی زبان سے ایسے شبد نکلنا پتی برت دھرم کے ورُدھ ہیں۔ ایک پتی برتا استری کا اپنے سوامی کی نسبت اس پرکار کے

جوانی میں مخمور ہے۔ پرمیشور جانے کوئی اپسرا ہے یا حور ہے۔ رنگ روپ، شکل صورت، چہرہ مہرہ، نقش ونگار، چال ڈھال غرضیکہ ہر ایک وصف تمام دنیا سے نرالا ہے۔ گویا قدرت نے اس پر اپنی تمام خوبیوں کا خاتمہ ہی کر ڈالا ہے (سرندھری کو ہاتھ کے اشارہ سے) اے نازنین! ذرا ادھر تشریف لائیے۔

سرندھری۔ (قریب جا کر) کیا ارشاد ہے فرمائیے؟

کیچک۔ تم کون ہو؟ کیا نام ہے؟ اور یہاں آنے کا کیا پریانام ہے؟

سرندھری۔ مہارانی کی داسی ہوں اور سرندھری میرا نام ہے۔

کیچک۔ نہیں نہیں۔ تم اصل راز کو چھپاتی ہو۔ اور جو کچھ تبلاتی ہو بالکل غلط تبلاتی ہو۔

سرندھری۔ نہیں سرکار! جو بات میں نے کہی ہے حرف بحرف صحیح ہے۔

کیچک۔ کیا سچ مچ تم داسی ہو؟

سرندھری۔ جی سرکار!

کیچک۔ اگر تم کو اس خدمتگزاری سے سبکدوش کر دیا جائے تو تمہیں منظور ہے۔

سرندھری۔ سرکار! قدرت کے لکھے کو مٹائے یہ کس کا مقدور ہے؟

کیچک۔ اگر کسی میں مقدور ہو؟

سرندھری۔ وہ دنیا میں ادھرمی اور سرکش مشہور ہو۔

کیچک۔ اگر کسی کی تکلیف یا مصیبت کو دور کرنا ادھرم ہے۔ تو تم ہی بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر اور کون شبھ کرم ہے؟

سرندھری۔ دکھ سکھ، رنج وراحت یہ سب کچھ اپنے کرموں کے انوسار ہے۔

کہاں ماری ماری پھرتی ہوگی۔ کن کن مصیبتوں کا سامنا کرتی ہوگی۔ جو ماں باپ نے بڑے لاڈ چاؤ سے پالی تھی۔ تعجب نہیں کہ پیٹ سے بھوکی مرتی ہوگی۔

سرندھری۔ ہاں مہارانی جی! پر پاربدھ کے آگے کسی کا کیا زور چلتا ہے۔ جو تقدیر میں لکھا ہے۔ وہ ہو کر ہی ٹلتا ہے۔ کہاں تو وہ زمانہ ہر قسم کا عیش و آرام۔ کہاں یہ دن کہ ایک جگہ بیٹھنا بھی حرام! دن کہیں اور رات کہیں۔ یہ بھی ٹھیک معلوم نہیں کہ وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔

رانی۔ اچھا سرندھری! جیسے پرمیشور رکھے ویسے ہی رہنا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اچھا کرتا ہے۔ جب تک تمہارا دل چاہے یہاں رہو اگر کسی قسم کی تکلیف ہو تو فوراً مجھے کہو۔

سرندھری۔ (ہاتھ جوڑ کر) اس مہربانی کے لئے آپ کو دھنیاود دیتی ہوں اور آپ کی غربا پروری اور مسافر نوازی کی دل سے داد دیتی ہوں۔

تیسرا سین

کیچک[1] کا دیوان خانہ

(کیچک ایک مکلف پلنگ پر نیم دراز ہو رہا ہے۔ اور سرندھری مختلف مقامات کی آرائش اور صفائی کی دیکھ بھال کرتی ہوئی پھر رہی ہے)

کیچک۔ (سرندھری کی طرف دیکھ کر) یہ استری ہے یا چودھویں رات کا چاند ہے؟ چاند کیا بلکہ اس کے حسن کے آگے تو سورج کی روشنی بھی ماند ہے۔ ہائے ہائے کس قدر لشتہ م

[1] راجہ براٹ کے سالے کا نام

آپ اپنے روگ کی کچھ اور بوٹی ڈھونڈھئے
یہ دوائی اس دل بیمار کے قابل نہیں

اور جو کچھ حکم ہو منظور ہے دل سے مجھے
آپ کا فرمان یہ اقرار کے قابل نہیں

داسی ہوں لونڈی ہوں خدمتگار ہوں ناچیز ہوں
اس قسم کے آدر وستکار کے قابل نہیں

آپ اپنے مرتبہ کا کیجئے کچھ تو خیال
ایسی باتیں آپ کے اظہار کے قابل نہیں

یہ خیالات آپ دل میں ڈال دیتے ہیں فرق
بھاؤ ایسے آپ سے سرکار کے قابل نہیں

کیکئی ۔ گانا

التجا پیاری مری انکار کے قابل نہیں
تجھ سے بڑھ کر کوئی بھی دلدار کے قابل نہیں

رحم آتا ہے مجھے حالت تری یہ دیکھ کر
نازنین تم جیسی خدمتگار کے قابل نہیں

رنج و غم تو تب سہو صورت نہ ہو جب عیش کی
گلبدن تو اس فکر افکار کے قابل نہیں

رات دن خدمتگذاری کر سکوگی کس طرح

ایشوری نیم کے اندر کسی کو دخل دینے کا کیا اختیار ہے؟

کیچک۔ اگر کسی کو کوئی مرض ہے تو اس کا علاج کرنا تو انسان کا فرض ہے۔

سرندھری۔ یہ سچ ہے۔ مگر نہ آپ وید نہ میں روگی۔ پھر یہ دوائی بوٹی کس کے لئے ہوگی؟

کیچک۔ نہیں تم روگی نہیں بلکہ میں روگی۔ اور مرض بھی وہ ہے جس کی شفا تمہارے ہاتھ سے ہوگی۔ امید ہے کہ تم مجھے اس مرض سے نجات دلا کر ایک بڑا بھاری ثواب اپنے او پر لوگی۔

سرندھری۔ سرکار! میں آپ کی پہیلیاں نہیں سمجھ سکتی۔ آخر آپ کا مطلب کیا ہے؟

کیچک۔ بس یہی کہ تم بیرنج اور تکلیفیں نہ ہو۔ بلکہ میرے دل کی مالک بن کر رہو میں تمہیں اپنا آرام جان سمجھوں۔ اور تم مجھے اپنا دلدار کہو۔

سرندھری۔ گانا

اس قسم کی گفتگو سرکار کے قابل نہیں

داسی ہوں بیشک نیا اس بیوہار کے قابل نہیں

داسیوں کو نظر بد سے دیکھنا زیبا نہیں

مجھ سی لونڈی آپ کے گھر بار کے قابل نہیں

میں کہاں اور تم کہاں آپ سے نسبت مجھے

آپ کے محلوں کے سنگار کے قابل نہیں

بھی ہوش نہیں ہیں داسی بیشک ہوں. مگر عصمت فروش نہیں. اگر پھر ایسی باتیں زبان سے نکالو گے تو خواہ مخواہ اپنی شکایت کروالو گے

کیچک۔ پرمیشور نے جتنی تجھے شکل دی ہے کاش کہ اتنی عقل بھی بنا دیتا جیسا کام ویسا تمیز. آخر وہی کنیز کی کنیز. قدرت بھی بعض جگہ ایسی غلطی دکھاتی ہے کہ جس پر انسان کو خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے۔ جہاں تیری ایسی شکل و صورت تھی۔ وہاں عقل کی بھی ضرورت تھی. اری مورکھ! جب تجھے صبح سے شام تک اپنی لطافت اور لطافت سے ہر جگہ کام ملتا ہے تو تجھے اس میں کونسا آرام ملتا ہے مثل مشہور ہے پرایا کام دونوں طرف الزام یہ دستیہ ایک کرنے پر بھی کوئی داد نہ انعام اگر ذرا بگڑ گئی تو ہزار طعنے اور لاکھ دشنام۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تجھے گھر کی عقل تو نہیں تھی۔ مگر دوسروں کی نصیحت بھی نہیں بھاتی

سیرندھری۔ میں خود جانتی ہوں کہ میں ایک ادنیٰ کنیز ہوں. اس لئے بد سلیقہ اور بے تمیز ہوں۔ آپ نے قدرت پر اعتراض بے فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ مجھ کو اس نے اسی کام کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس پر بھی پرمیشور کے اپکاروں کو یاد کرتی ہوں. اور ہر وقت انکا دھنباد کرتی ہوں. پھر کام ملتا ہے تو مجھے۔ انعام ملتا ہے تو مجھے۔ الزام ملتا ہے تو مجھے۔ آپکے پاس کب فریاد لیکر آئی۔ جو آپ نے خواہ مخواہ اپنی منطق لڑائی۔

کیچک اور سیرندھری کا مشترکہ گانا

(بطرز:- بس مان میرا کہنا)

ہو مان بات پیاری۔ مجھے کرو نہ یوں ناامید جاؤں گی بلہاری

یہ ترا نازک بدن اس بار کے قابل نہیں

دھن نہیں پایل نہیں یا خوبصورت میں نہیں
کس لئے پھر میں تمہارے پیار کے قابل نہیں

صبر کی صورت نہیں اور ضبط کی طاقت نہیں
تیر مژگاں کے جسم پہ وار کے قابل نہیں

مت کرو مایوس مجھ کو یہ "نہیں" اچھی نہیں
کیا مری آنکھیں تیرے دیدار کے قابل نہیں

جان سے اور مال سے حاضر ہوں خدمت کیلئے
کیا وجہ ہے کہ جو میں اعتبار کے قابل نہیں

ناٹک

سرندھری! یہ تیرا فضول وہم ہے۔ بلکہ اس وقت میری اور تمہاری دونوں کی حالت قابل رحم ہے۔ اگر تمہاری ذراسی مہربانی ہو جائے۔ تو دونوں کے لئے ہر قسم کی آسانی ہو جائے۔ مجھے اپنے من کی مراد ملے۔ اور تو داسی سے رانی ہو جائے۔ اس ہر گھڑی کی ہائے دوہائی اور ہاتھ گھسائی سے چھٹکارا پاؤ گی۔ پلنگ پر بیٹھی عیش اڑاؤ گی۔ اور بجائے خود خدمت کرنے کے دوسروں سے خدمت کراؤ گی۔

سرندھری۔ سرکار! ذرا ہوش میں آئیے۔ اور مجھے اس قسم کی باتوں سے معاف فرمائیے۔ لونڈی باندیوں کی نسبت آپ کا یہ طرز عمل سخت قابل اعتراض ہے۔ اگر آپ کو اپنے رتبے کا نہیں تو مجھ اپنے ترینے کا لحاظ ہے۔ ایسے مست ہوئے کہ اپنے آپ کا

کیچک۔ پیاری! اب تو بہت ہولی بہتیری زبان کھولی۔ جو نہ بولنا تھا وہ بولی۔ مگر ہر وقت "نہیں نہیں" نہ کرتی رہو۔ بلکہ کچھ مطلب کی بات بھی کہو محض باتوں میں ہی ٹالو گی۔ یا دل کے ارمان بھی نکالو گی۔

سرندھری۔ آپ کی باتوں کا یہی جواب ہے کہ میں آج سے پیچھے اس طرف ہی نہ آؤں گی۔ اگر رانی جی کہیں گی تو صاف انکار کر جاؤں گی۔ راجہ رو ٹھے اپنی نگری سنبھالے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ نوکری سے ہٹا دیں گی۔ اور کوئی میرے ہاتھ تو نہ کٹا دیں گی۔ جہاں جس کی خدمت بجا لوں گی وہاں دو ۲ روٹیاں کھا لوں گی۔

(سرندھری چلی گئی)

چوتھا سین

رنواس

{کیچک کا آہ وزاری کرتے ہوئے اور ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اپنی بہن سودیشنا کے پاس جانا}

کیچک۔ گانا (راگنی سوہنی)

مجھے ایسا بھاری ہے غم لگا نہیں دل کو صبر قرار ہے

کیچک کیجو بیٹھی پلنگ پہ آرام تو سرندھری کیوں ہوا نے شیوں کا غلام تو
" کرو مجھ پہ کرم " کرو کچھ تو شرم
" کر رحم نہ کر برباد لگا سینے میں زخم کاری
" یہ مان بات ....
" کر رحم مجھ کو دکھ سے نجات دے " وہ کرم کر جو آگے بھی ساتھ دے
" کیسے آئے صبر " کرو دل پہ جبر
" نہیں سوجھے کوئی علاج جتن کچھ تو ہی بتلا رہی
" یہ مان بات ....

سرندھری

مانو مانو مورا کہا سرکار نہیں اچھے ہیں یہ کام آپ سے کہتی ہوں ہر بار
سرندھری مجھ سے رکھو نہ ایسی امید تم کیچک میری کرو نہ مٹی پلید تم
" چھوڑو چھوڑو یہ خیال " پورا کر دو سوال
" نہیں ممکن ہے یہ بات پلٹ جائے چاہے سب سنسار
" مانو مانو ....
" ہوئی سر پہ کیوں مستی سوار ہے " پیاری میرے نہ کچھ اختیار ہے
" کرو اس کا علاج " میں ہوں تیرا محتاج
" کرو سوچ سمجھ کر بات نہیں واجب زیادہ تکرار
" مانو مانو ....

ناٹک

میرے دکھ کی نہ کوئی بھی دوائی اور بوٹی ہے
تجھے جو غم لگا ہے موت میری کی نشانی ہے

نہیں جینے کی خواہش جان سے بیزار بیٹھا ہوں
میں کرلوں خودکشی فوراً یہی اب دل میں ٹھانی ہے

اگر کچھ ہو سکے تو کیجئے تدبیر بچنے کی!
تمہیں اختیار ہے گر موت ہی میری ٹلانی ہے

تمہارے آسرے سے کام بن جائے مرا شاید
بچالو جان میری تو بڑی ہی مہربانی ہے

رہوں گا جب تلک زندہ نہ یہ احسان بھولوں گا
یہ بھکشا دے بہن مجکو میں بھکشک ہوں تو دانی ہے

بہن سے بڑھ کے بھائی کا نہیں ہمدرد ہے کوئی
یہ رشتہ اس قسم کا ہے نہ جس کا اور ثانی ہے

نہیں منظور کر سکتی اگر تم التجا میری
تو میری موت پر افسوس کرنا بے ایمانی ہے

اگر میرے جنازے پر کیا ماتم کوئی تم نے
تو میری ہی قسم ہے جو گرا آنکھوں سے پانی ہے

اگر اس وقت تم نے کچھ نہیں امداد کی میری
میں سمجھوں گا تمہاری خیرخواہی بس زبانی ہے

ناٹک

نہ تو موت آئے بلائے سے جینا ہوا دشوار ہے
نہیں دن کو پڑتی چین ہے نہیں رات کو آرام ہے
اگر اک طرف اقرار ہے تو اک طرف انکار ہے
کوئی ایسا روگ لگا گیا آتش ہجر سلگا گیا
نہیں جینے کی اُمید ہے جان جانے کو تیار ہے
بیٹھے بٹھائے ایک دم سر پر پڑا کوہ الم!
کیا زندگی کا لطف ہے جب اس قدر آزار ہے
نہیں دلکو اب سنتوس ہے نہ ہی تن بدن کی ہوش ہے
گھنٹوں کا ہی مہمان ہوں میرے سر پر موت سوار ہے

ناٹک

رانی۔ ہیں ہیں! آج ہوا کیا؟ جو اس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ اور سرد آہیں بھر رہے ہو۔ چہرہ پر سرخی کی جگہ زردی نمودار ہے۔ جو بات کرتے ہو وہ سب سے زیادہ بیچار ہے۔ بھائی! تمہیں میرے سر کی قسم سچ تبلاؤ کہ تمہارا یہ کیا حال ہے اور تمہیں کس بات کا ملال ہے؟

کیچک۔ گانا (قوالی)

نہ پوچھو اے بہن کہ کیا میرے غم کی کہانی ہے
یقیناً ایک دو دن کی ہی میری زندگانی ہے

رانی ۔ سمجھوں کیا خاک ۔ زمین پر منہ ہے تو آسمان پر ناک ۔ ذرا اپنے ہوش و حواس سنبھالو ۔ اور جو بات کہنا چاہتے ہو ۔ صاف صاف کہہ ڈالو ۔

کیچک ۔ تم نے کسی نئی خدمتگار کو ملازم رکھا ہے ؟

رانی ۔ ہاں رکھا ہے ۔

کیچک ۔ اس کا نام کچھ بھلا سا ہے ۔ میں اس وقت بھول گیا ۔

رانی ۔ سرندھری ۔

کیچک ۔ ہاں ہاں سرندھری ! سرندھری !! ہائے ہائے مجھے اس ظالم سرندھری نے ہی مار ڈالا ہے ۔

رانی ۔ کیوں بے فائدہ جھوٹ بولتے ہو ۔ اور اپنی جان پر پتھر تولتے ہو ۔ اول تو سرندھری اعلیٰ درجہ کی شریف اور نیک ہے ۔ اور تہذیب اور سبھیتا کے لحاظ سے سوئیں سے ایک ہے ۔ پھر کہاں تم سا قوی ہیکل پہلوان ! کہاں وہ بیچاری مشت استخواں ۔ علاوہ اس کے تمہارا اس کا کیا پھنسا ہے ۔ جو تمہیں مارنے جاتی ۔ کیا اسے اپنی موت نظر نہیں آتی ؟

کیچک ۔ ہائے تم جان بوجھ کر باؤلی ہو رہی ہو ۔ سوتی کو جگا لیتا ۔ مگر تم جاگتی ہی سو رہی ہو ۔ اور فضول حجت بازی میں وقت کھو رہی ہو ۔ کہیں عورتیں مردوں کو تیر تلوار سے مارا کرتی ہیں ۔ یا خنجر کٹارے سے سر اتارا کرتی ہیں ۔ ان کے پاس نہ تیر ہے نہ تلوار ہے ۔ بلکہ ایسا ہتھیار ہے جس کے دونوں طرف دھار ہے ۔ جس بدنصیب کی طرف ذرا آنکھ اٹھالی ۔ بس اس کی موت آ گئی ۔ مجھے بھی سرندھری نے اسی طرح مارا ہے ۔ اور خنجر ابرو سے میرا سر اتارا ہے ۔ تم سوچ لو کہ میرے جینے کی

رانی۔ مجھے حیرانی ہے کہ تمہاری گفتگو عجب ہی لاثانی ہے۔ نہ کچھ بات ہے نہ بات کا ڈھنگ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نشے کی ترنگ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں ایسا کونسا مرض ہو گیا؟ کیا بیماری ہو گئی؟ جو طبیعت کو اس قدر بے قراری ہو گئی۔ آخر کچھ مطلب کی بات بھی کہو گے یا یوں ہی بڑ ہانکتے رہو گے۔

کیچک۔ بہن کیا کہوں۔ نہ کچھ کہہ سکتا ہوں۔ نہ خاموش ہی رہ سکتا ہوں۔ چونکہ بہن اور بھائی کے درمیان کسی قسم کا شرم و لحاظ نہیں ۔ اس لئے مجھے اس کے بتلانے میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ تم اس کام میں میری پورے طور پر امداد کرو۔ ورنہ تمہیں میری ہی قسم ہے۔ جو میرے مرنے پر مجھے بھولے سے بھی یاد کرو۔

رانی۔ ارے میں کیا کہوں۔ تم فضول مغز چاٹ رہے ہو۔ آج خیر ہے؟ نہ بات ہے نہ بات کا سر پیر ہے۔ نہ معلوم آج میری نسبت تمہیں کیوں اس قدر بے اعتباری ہے۔ بھلا بھائی سے بڑھ کر دنیا میں کیا چیز پیاری ہے؟

کیچک۔ تمہارا کہنا بالکل صحیح ہے۔ اگر مجھے اطمینان نہ ہوتا تو تمہارے پاس آکر ہی کاہے کو روتا۔ بات در اصل یہ ہے کہ تم نے جو ایک نئی مینا پالی ہے بس اس نے میری جان مصیبت میں ڈالی ہے۔

رانی۔ پھر وہی سودائیوں والی بات منہ سے نکالی کیسی مینا کس نے پالی آج تم نے کہیں بھنگ تو نہیں کھالی؟

کیچک۔ وہی بات ہوئی کہ اندھے کے آگے روئے اور اپنے دیدے کھوئے۔ نہ سمجھتی ہو نہ بچارتی ہو۔ یوں ہی بال کی کھال نکالتی ہو۔

تو مرے اور میں بھی مروں ساتھ ہی گیا تجھے موت دیتی دکھائی نہیں
بھائی ہو کر.........

اس ارادے سے تو باز آ بے عقل یہ نبھے گی تیری آشنائی نہیں
جس طرف خیال تو نے لگایا ہوا ہے وہ ایسی کمینی لوگائی نہیں
بھائی ہو کر.........

کُل زمانہ میں بدنام ہو جائے گا یہ رہے گی تری ڈیرتائی نہیں
وہ بھی جوتی برابر نہ سمجھے تجھے سامنے آنکھ جس نے اٹھائی نہیں
کبھائی ہو کر.........

ناٹک

ہائے ہائے ایسی بیحیائی! میں بہن تو بھائی۔ مجھ سے اس قسم کی باتیں کہتے ہوئے تجھے غیرت نہ آئی؟ ان شرمناک کاموں کے لئے بھی میں ہی پائی، دھرم گیا۔ دیا گئی۔ شرم گئی۔ حیا گئی۔ کوئی دوسرا سُن لے تو کیا کہے۔ تیرے بہنوئی کو پتہ لگ جائے تو کہیں کا بھی نہ رہے۔ تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ اور کس سے کہہ رہا ہوں

کیچک۔ گانا (بحر طویل)

کیا کروں میں نے سوچا بہت کچھ بہن میرے دکھ کی تو کوئی دوائی نہیں
میں تو یوں بھی مرا اور یوں بھی مرا دیتی بچنے کی صورت دکھائی نہیں

کیا آس ہے۔ کیونکہ اس زخم کی مرہم اُسی کے پاس ہے۔ تم خوشامد کر الو۔ ہاتھ جوڑ ڈالو۔ مگر کسی طرح میری جان بچالو یعنی سرندھری کو مجھے دے ڈالو۔
رانی۔ خبردار! ذرا ہوش سنبھالو۔ اور ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ سرندھری بڑی نیک اور پتی برتا ہے۔ اور تو اس سے اس قسم کی بیہودہ اُمید کرتا ہے۔
کیچک۔ آخر داسی ہے۔ اس کی کیا اوقات ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو اس کا قابو میں آجانا کونسی بڑی بات ہے۔

رانی۔ گانا (بحر طویل)

بھائی ہو کر بہن سے کہو یہ سخن ہائے غیرت شرم تجکو آئی نہیں
تو سمجھتا ہے کٹنی دلالہ مجھے کیا میں تیری بہن ارے جائی نہیں
بھائی ہو کر......
بھائی اپنی بہن سے یہ باتیں کہے اس سے بڑھکر کوئی بیحیائی نہیں
ہوش میں آؤ کرتے ہو بکواس کیا کچھ عقل تو کہیں بیچ کھائی نہیں
بھائی ہو کر......
کیسی بہکی ہوئی گفتگو کر رہا کہیں ہو تو گیا تو سودائی نہیں
ساری تہذیب کا کر دیا خاتمہ کیا جگہ ڈوب مرنے کو پائی نہیں
بھائی ہو کر......
کہیں سن لے اگر یہ بہنوئی ترا یہی سمجھے گا یہ بہن بھائی نہیں

کونسی تھی وہ منحوس ایسی گھڑی میرے محلوں میں اُسکا ہُوا جو گذر
کیا کروں ....
میں کبھی بھی نہ رکھتی ملازم اسے اِس نتیجے کی ہوتی جو مجھ کو خبر
یا تو بھائی مرا اور یا میں مری ایک کی موت میں کچھ نہیں ہے کسر
کیا کروں ....
جو مہاراج کو ہوگیا یہ علم ہوگا اُن کی طبیعت پر کیا اثر
یا تو صورت نہ دیکھیں گے ساری عمر ورنہ خنجر سے فوراً اُڑا دینگے سر
کیا کروں ....
کیا چڑھی ہے مستی تجھے بے عقل ہوش میں آ دیوانہ نہ بن اس قدر
میں یہ کہتی ہوں پھر بھی اے بھائی تجھے تو صبر کر صبر کر صبر کر صبر
کیا کروں ....

کیچک۔ گانا (بطرز ایضاً)

جان سے زیادہ جو کچھ نہیں اور کچھ میں تو رکھے ہتھیلی پہ بیٹھا ہوں سر
یا تو کروا دو دیدار دلدار کا ورنہ مرنے میں میرے نہ سمجھو کسر
جان سے زیادہ ....
زندگی سے نہ مجھ کو محبت رہی اور نہ مجکو رہا موت کا کچھ خطر
چیز دنیا کی کوئی نہ آتی نظر بسا نظروں میں جب سے وہ رشکِ قمر
جان سے زیادہ ....

کیا کروں ....

اے بہن میرے دل پر گذرتی ہے جو وہ زباں سے تو جاتی بتائی نہیں
میرے سمرنے میں سمجھو نہ کوئی شبہ کوئی صورت جو تم نے بنائی نہیں

کیا کروں ....

بے شرم ہو گیا بے حیا ہو گیا میں نے سوچی بھلائی برائی نہیں
میں نے تکلیف اس وقت دی آپکو جب مری پار کوئی بسائی نہیں

کیا کروں ....

عیش و آرام کے سب مددگار ہیں رنج و غم میں کوئی بھی سہائی نہیں
آج مجھ پر جو آکر مصیبت پڑی تو تو کہتی ہے ہم بہن بھائی نہیں

کیا کروں ....

میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ میری بہن کبھی مجھ سے کرے بیوفائی نہیں
ہو گئی آج ساری مروت ختم جب بہن کام بھائی کے آئی نہیں

کیا کروں ....

ساری الفت محبت دکھاوے کی تھی یہ ذراسی مصیبت ہٹائی نہیں
دوش دوں میں کسی کو کیا جسونت سنگھ میں نے قسمت ہی ایسی لکھائی نہیں

کیا کروں ....

رانی ۔ گانا (بطرز ایضاً)

کیا کروں ہائے میں کس کنوئیں میں پڑوں مجھے دونوں طرف موت آتی نظر

کیچک ۔ بہت اچھا میں تمہیں آخری پرنام کرتا ہوں ۔ اور (خنجر نکال کر) تمہارے سامنے اپنا کام تمام کرتا ہوں ۔

رانی ۔ (کیچک کا ہاتھ پکڑ کر) ہائے ستیاناشی! اب یہی دلائے گا شاباشی؟

کیچک ۔ جب مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں ۔ تو تمہاری شاباشی سے کیا واسطہ ہے ۔ اب تو میرے لئے صرف یہی ایک راستہ ہے ۔

رانی ۔ خیر میں تمہاری خاطر سے اتنا کر سکتی ہوں کہ اسے کسی طرح تمہارے پاس پہنچا دوں گی ۔ باقی تم جانو اور وہ ۔ مگر ایسا کام نہ کرنا جس میں میری بدنامی ہو ۔

کیچک ۔ اگرچہ یہ فیصلہ میری مرضی کے خلاف تو ضرور ہے ۔ مگر خیر تمہاری خاطر سے مجھے یہ بھی منظور ہے ۔

(کیچک چلا گیا)

رانی ۔ (ایک داسی سے) جا سرندھری کو میرے پاس بُلا لا ۔

(داسی سرندھری کو لاتی ہے)

سرندھری ۔ کیا آ گیا ہے؟

رانی ۔ یہ دودھ کا گلاس ذرا میرے بھائی کو دے آ ۔

سرندھری ۔ خاموش

رانی ۔ کیوں کیا سوچتی ہے؟

سرندھری ۔ حکم عدولی کی تو طاقت نہیں ۔ مگر بہتر ہے کہ کسی اور کو بھیجدیا جائے ۔

رانی ۔ کوئی وجہ؟

مجھے پاگل کہو یا دیوانہ کہو یا سودائی کہو یا سڑی سر بہ سر
بے شرم کہہ لو یا بے دھرم بے حیا نہیں اقبال کرنے میں مطلق عذر
جان سے زیادہ........
اے بہن میرا نتم نمسکار لو تمہیں تاکید کرتا ہوں اتنی مگر
تمہیں میرے ہی سر کی قسم ہے بہن نعش میری پہ آنسو گرایا اگر
جان سے زیادہ.....

ناٹک

رانی۔ ہائے ہائے میں تیری جان کو روؤں یا اپنے ران کھوؤں۔ لاکھ سر بیٹا ہزار سمجھایا ہر طرح سے نشیب و فراز دکھایا۔ مگر تمہارا سیاپہ ختم ہونے میں نہ آیا۔ میں تم سے بات کرتی ہوئی زمین میں غرق ہوتی جاتی ہوں۔ اور مارے شرم و غیرت کے عرق عرق ہوتی جاتی ہوں۔ مگر نہ معلوم تمہاری عقل کا دروازہ کیوں اس قدر بند ہے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ جس کے ساتھ یہ گفتگو کر رہا ہوں۔ اس کا میرے ساتھ کیا سمبندھ ہے؟

کیچک۔ میں جانتا ہوں کہ میرا تمہارا بہن بھائی کا رشتہ ہے۔ اگر تم میرا یہ کام بنا دو گی تو تمہارا اس میں کیا گھستا ہے؟

رانی۔ ہائے ہائے میں اُس سے کس منہ سے کہوں کہ تو میرے بھائی کی.....

کیچک۔ پھر

رانی۔ پھر تیرا سر

اوّل تو نہیں مجھے یقین۔ بھائی ہو گیا متی ملین وہ ہے بڑا نیک پربین
یہ کیا منہ سے لفظ نکالے ....

اس کی بالکل ....

خیر اگر ایسا بھی ہو خیال طبیعت پلٹ گئی تت کال۔ اسکی اتنی نہیں مجال
ہاتھ میری داسی پر ڈالے ....

اس کی بالکل ....

تجھ سے کرے جو کچھ تکرار۔ یا کوئی انوچیت بیوہار۔ تب بھی ہیں وہ فرمہ وار
اور کچھ کہہ کر اگر بلالے ....

اس کی بالکل ....

تجھکو اگر لگا دے ہاتھ۔ ایسی کروں میں اسکے ساتھ۔ یہاں سے بھاگے راتوں رات
شاید چھپ کر جان بچالے ....

اس کی بالکل ....

ایسا مچا ہے کیا اندھیر۔ تجھکو لے گا دن میں گھیر۔ ٹھہرنا وہاں زیادہ دیر
بُلائے تو بھی قدم اٹھالے ....

اس کی بالکل ....

ناٹک

سرندھری! تو نے یہ کیا بات سُنائی۔ میرے بھائی کی نسبت آج تک شکایت سننے میں نہیں آئی۔ بالفرض محال اگر بقول تیرے اس کا ایسا نکما خیال

سرندھری - گانا

(بطرز:- رہنا نہیں یہاں منظور آپ کے ساتھ چلونگی بن میں)

جانے کو نہیں کچھ انکار - مگر جانے میں جان جائیگی

میں سب دے کچھ چکی ہوں حالی - اکا ہے کچھ ادر خیال مجھ سے ایسے کئے سوال

کہتے ہوئے شرم آئے گی ......

جانے کو ....

مجھکو کیجئے معاف حضور - وہاں جانا نہیں ہے منظور - کردو ملازمت سے دور

بندی اور کما کھائے گی ......

جانے کو ....

میں داسی ہوں وہ سرکار - ان سے نبھے نہیں تکرار - حجت ہوگی سب بیکار

داسی - داسی کہلائے گی ......

جانے کو ....

ہے یہ بالکل بات سپشٹ - بدھی ہو ہی انکی بھرشٹ - کردیں دھرم جو میرا نشٹ

بندی کیا منہ دکھلائے گی ......

جانے کو ....

رانی - گانا (بطرز ایضاً)

اُس کی بالکل نہیں مجال تیری طرف جو آنکھ اُٹھا لے

نہیں معلوم وقت اتنا لگا یا کس تیاری میں
ہوا ہے بہت مشکل ......
ایسا نہ ہو ہمن نے کیا ہو مجھ سے چھل دھوکہ دیکر کے مجھے دیا ہو اس نے ٹال
میں شاید آگیا جسونت سنگھ اس کی مکاری میں
ہوا ہے بہت مشکل ......

ناٹک

نہیں آئی میری چیت چور۔ اب تک نہیں آئی۔ ایک گھڑی گئی۔ دو گھڑی گئی۔ انتظار کرتے کرتے اتنی دیر ہو گئی۔ کیا وہ آج ابھی سے سو گئی۔ صبر کر۔ صبر کر۔ صبر کر۔ میرے زخم خوردہ دل صبر کر۔ مانا کہ تو سخت مجروح اور حد سے زیادہ گھائل ہے مگر اس قدر تو شرد پر مائل ہے۔ اور ایسے در کا سائل ہے۔ جہاں اگرچہ کسی بات کی کمی اور کسی قسم کا افلاس نہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ تیرا وہاں کوئی قدر شناس نہیں۔ آہ میری بد نصیب آنکھو! تم کیوں دو سے چار ہوئیں۔ کیوں مجھ کو ذلیل کیا۔ اور کیوں خود خوار ہوئیں۔ مگر نہیں تم بے قصور ہو۔ اور اپنی فطرتی خصلت سے مجبور ہو۔ افسوس! ہمن نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ فریب کیا۔ چھل کیا۔ دغا کیا۔ مجھے دم دلاسا دے کر ٹال دیا۔ اور جھوٹا وعدہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں، ہمن بے وفا ہو گئی۔ تقدیر الٹ گئی۔ قسمت دغا دے گئی (خنجر نکال کر) مگر اے میرے خنجر آبدار! میرے سچے ہمدرد! میرے حقیقی خیر خواہ!!! تو مجھ سے دھوکہ نہ کیجیو۔ تو مجھ کو دغا نہ دیجیو۔ دیکھ دیکھ تیرے امتحان کا وقت ہے

ہے۔ تو میری داسی پر اس کی ہاتھ ڈالنے کی کیا مجال ہے۔

سیر ندھری۔ بہت اچھی بات۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ انکار کرنے کی تو کیا مجال ہے۔ مگر وہاں جانا میرے لیئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔

پانچواں سین

کیچک کا خلوت خانہ

کیچک۔ گانا (قوالی دیس)

ہوا ہے بہت مشکل وقت کٹنا انتظاری میں
نہ پل بھر چین پڑتا ہے مجھے اس بیقراری میں
کیا کارن جو ہوگئی اس کو اتنی دیر   دل دھڑکے پل پل سر انکھیوں ہوا اندھیر
نہ جانے کیا لکھا ہے دیو نے قسمت ہماری میں
ہوا ہے بہت مشکل ....
بیٹھا کتنی دیر سے دیکھوں آنکھیں پھاڑ   سال سال کا دن ہوا پل پل ہوا پہاڑ
کٹا ہے وقت سارا بس ہمارا آہ و زاری میں
ہوا ہے بہت مشکل ....
مجھ سے تو یہ کہا تھا بھیجوں گی فی الفور   پھر کیا کارن ہوگیا دیر ہوئی کس طور

میں تمہارا خدمتگار رہوں اور دل وجان سے تم پر نثار رہوں۔

سرندھری۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہی۔ مگر آپ کی گفتگو وہ کی وہ ہی ہیں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتی ہوں دودھ پینا ہے تو پی لیجئے۔ ورنہ واپس لے جاتی ہوں

کیچک۔ ایسی تُرش روئی سے پیش نہ آؤ۔ دودھ بھی پی لیا جاوے گا ذرا بیٹھ تو جاؤ۔

سرندھری بس مجھے ایسی باتوں سے معاف فرماؤ (دودھ کا گلاس رکھ کر) یہ پڑا ہے دودھ چاہے پیو یا زمین پر گراؤ۔

کیچک۔ (سرندھری کا دامن پکڑ کر) جاتی کہاں ہو۔ ذرا ادھر تو آؤ۔ اور اگر دودھ ہی پلانا ہے۔ تو اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔

سرندھری۔ گانا

(بطرز:- چھوڑو۔ چھوڑو موری بئیاں)

چھوڑو چھوڑو مورا دامنو!

نہیں ہونے کی یہ بات چھوڑو چھوڑو میرا ہاتھ بیں دکھیا انتھ

ارے ہائے ہائے ہائے

چھوڑو چھوڑ.........

تمہیں کچھ بھی نہیں شرم وحیا　　کر دو کر دو مجھ دین پہ دیا

ہائے ظالم انیائی　　تیری دیتی ہوں دوہائی

توبہ توبہ کبھی ایسا کام کئی کیا

چھوڑو چھوڑو.........

یہ تیری آزمائش کی گھڑی ہے۔ چھری! میری وفادار چھری!! تو بھلی ہے یا بُری
مگر اس میں شک نہیں کہ تو اپنے مالک کی پوری وفادار اور سچی جان نثار ہے۔
باوجودیکہ تو ایک بے جان چیز ہے۔ مگر تیری وفاداری پر مجھے پورا اعتبار ہے
چونکہ میں اس وقت ایک مریض لاعلاج ہوں! اس لئے تیری مدد کا محتاج ہوں
لے اب چل ادھر سے داخل ہو اور اُدھر سے نکل (ٹھٹک کر) مگر نہیں۔ ذرا ٹھہر
تھوڑی دیر صبر کر۔ چند منٹ کے لئے اور جانے دے۔ اور مجھے اپنے بیوفا رفیقوں
کو ایک دفعہ اور آزمانے دے۔ جب ان کی طرف سے بالکل ہی مایوس ہو جاؤں گا
پھر تجھے آزماؤں گا (کسی کے پاؤں کی آہٹ سُن کر) آتی ہے۔ آتی ہے۔ میری
آرام جان آتی ہے۔ میرے خانۂ دل کی مہمان آتی ہے۔ میری اُمنگوں کا
سامان آتی ہے ؎

آتی ہے آتی دلدار چلی آتی ہے — صبر کر صبر کر غمخوار چلی آتی ہے
ناز انداز میں سرشار چلی آتی ہے — تیری ہمدم دل بیمار چلی آتی ہے

سر پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھا لوں تجھ کو
آمری جان گلے سے لگا لوں تجھ کو

سرندھری۔ (دودھ کا گلاس پیش کر کے) مہارانی جی نے آپ کے لئے یہ
دودھ کا گلاس بھیجا ہے۔

کیچک۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے اتنی تکلیف فرمائی۔ اور میرے
لئے دودھ کا گلاس لے کر آئی۔ یہ تو دودھ ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ سے زہر کا پیالہ
بھی ملے۔ تو اسے بھی امرت سمجھ کر پینے کو تیار ہوں۔ تم میری خدمتگار نہیں۔ بلکہ

ہٹ جا او ظالم انیائی۔ تجھ پر کیسی مستی چھائی جھوڑ و چھوڑ و موری کلائی
گئی جان جان جان......
ہا ہا کیسا ہے اندھیر۔ مجکو لیا ہے ناحق گھیر جھوڑ و چھوڑ دہوتی دیر
کہا مان مان مان......
کس سے تو چلتا چال کس پر پھیلا تا جال بیشک لوٹے جان بھری لال
لیکن چھوڑ دے میرا ہاتھ اپنی مت دکھلا او ذات ہرگز ہوگی نہیں یہ بات
ذرا ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ
ہٹ جا او ظالم......

{سرندھری کا کیچک کو زور سے دھکا دیکر اپنا ہاتھ
چھڑا کر بھاگ جانا۔ اور کیچک کا دیکھتے رہ جانا}

گیارھواں نظارہ

پہلا سین

راج سبھا میں سرندھری کی فریاد

سرندھری۔ گانا۔ دلطرز: کیسے بیاہوں رادھے)
لٹ گئی راجہ میری آبرو دبگاڑی!

کیچک - گانا (بطرز ایضاً)

آؤ آؤ زیادہ ضد نہ کرو
نہیں مانوں گا میں جان۔ چلی جائے چاہے جان۔ پورے کرو ارمان
اری آآآ........
مجھے چھتیاں سے اپنے لگا ۔ مجھ دکھیا کو زیادہ نہ دکھا
نہیں نکلے پران ۔ کوئی دم کا مہمان
ہائے ہائے پیاری ایسی بنو نہیں سنگدل
آؤ زیادہ ضد.........

ناٹک

کیچک - سرندھری! تو کہا مان۔ ایسا روکھا جواب نہ دے۔
سرندھری - تو پرمیشور سے ڈر اور مجھے اس قدر عذاب نہ دے۔
کیچک - (سرندھری کو پکڑ کر) یوں ہے تو یوں ہی سہی۔ اب یہاں سے جانے سے تو رہی
سرندھری - (چلا کر) پرمیشور! دوہائی ہے۔ دوہائی ہے۔
کیچک - کیسی دوہائی ہے۔ تو نے بھی میری بہتیری جان جلائی ہے۔ میرے قابو میں تو ابھی آئی ہے۔

سرندھری - گانا

(بطرز:- توری چنچل بل ہے پیاری)

باز آئی ہیں اس سیوا سے ہو گی نہیں مجھ سے نوکری تمہاری

لٹ گئی راجہ ....

ناٹک

مہاراج! دوہائی دوہائی۔ ہیں آپ کی اس نوکری سے باز آئی۔ ہائے ہائے ایسا اندھیر؟ اس قدر ظلم؟ اتنا انیائے؟ اس راج پر کیوں نہ تباہی آئے جہاں کیچک جیسے دراچاری اور ادھرمیوں کا زور ہو۔ اور ایسے ظالم کے ہاتھ میں پرجا کی قسمت کی باگ ڈور ہو۔ مہاراج! میں لاکھ غریب ہوں ہزار کم نصیب ہوں۔ آخر کسی کی جنمی جائی ہوں کہیں سے گری پڑی نہیں اٹھائی ہوں۔ اور آپ کے ہاں آبرو بیچنے نہیں آئی ہوں

راجہ۔ ہیں ہیں!! سرندھری! یہ کیا معاملہ ہے؟ تو کیوں اس قدر رو رہی ہے؟ کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہے؟ کس نے تیری آبرو پر ہاتھ ڈالا؟ وہ ہے کون تجھے ستانے والا؟

سیرندھری۔ مہاراج! وہی مُوا کیچک آپ کا سالہ۔

کیچک۔ (پیچھے سے آکر) کیوں اری بدذات! (لات مار کر) ماروں تیری کمر میں لات۔ اوّل تو حکم عدولی کرنا۔ پھر مہاراج کے کان بھرنا (دھکا دیکر) بے غیرت بدلگام! مجھ پر یہ جھوٹا الزام؟ بے حیا کہیں کی۔

سرندھری۔ دیکھیے مہاراج! اس کی خرمستی۔ آپ کے روبرو اتنی زبردستی۔

یہاں اندھیر نگری میں ظلم ہو رہا بھاری
راجہ بھی جب ہو انیائی گت سہے گی وہاں پر جا بچاری
لٹ گئی راجہ........
جس کے راج کا مالک ہووے کیچک سا بھچاری
بہو بیٹیاں اُس نگری کی کیسے رہیں گی نہیں جہاں رکھیاری
لٹ گئی راجہ........
جہاں ادھرمی کیچک نے سب لاج اور شرم اتاری
ایسا مست ہوا ہے مد میں سب کو سمجھتا ہے وہ بیسوا بازاری
لٹ گئی راجہ........
جیسی چاہو لے لو سیوا کروں گی تابعداری
لیکن یہ نہیں ہو گا مجھ سے اس نے جو بات چتاری
لٹ گئی راجہ........
مجھے بنانا چاہتا ہے وہ اپنے گھر کی ناری
یہ بدنامی راجن مجھ سے جائے نہیں ہول سہاری
لٹ گئی راجہ........
پہلے تو وہ منہ سے ہی کہتا تھا باتیں ساری
لیکن آج زبردستی سے کھونے لگا تھا وہ آبرو ہماری
لٹ گئی راجہ........
بھُجا چھوڑا میں بھاگی فوراً آ کر یہاں پُکاری

ملو۔ جب تک یہ محلوں میں نہ پہنچ جائے اس وقت تک آپ خاموش رہیئے۔ اس کے بعد جو آپ کا دل چاہے سو کہیئے۔

دوسرا سین

محل

(رانی سودیشنا ایک مسند پر بیٹھی ہے۔ اور سرندھری روتی ہیٹتی ہوئی داخل ہوتی ہے)

سرندھری۔ گانا (بطرز:۔ ہائے نوکری بری)

ہائے ہائے ظلم ہوا۔ اوئی اوئی ظلم ہوا
کہاں کہاں چھپ کے رہوں۔ کہا جاؤں کس سے کہوں کیسے یہ سنتاپ سہوں
ہائے ہائے ظلم ہوا......
جوں ہی وہاں جا کے کھڑی۔ ایسی اُسے مستی چڑھی ہیں یہ حال دیکھ کر ڈری
ہائے ہائے ظلم ہوا......
جو جو بکواس بکی۔ ہائے میں تو سُن نہ سکی۔ اس کی نہ زبان تھکی
ہائے ہائے ظلم ہوا......
رہنا اب آسان نہیں۔ بچے میری جان نہیں۔ کوئی نگہبان نہیں

ملو۔ ٹھہر ٹھہر ادموت کے ....

گنگک ۔ (ملو کو آنکھ کے اشارے سے روک کر) سرندھری! یہ تیری سخت بیحیائی ہے ۔جو تو اس طرح بھری سبھا میں چلی آئی ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ جو کیچک جیسے بہادر پر ایسا بیہودہ الزام لگاتی ہے۔ جاؤ جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔ اور خواہ مخواہ کسی شریف آدمی کو بدنام نہ کرو۔

سرندھری ۔ (رو کر) ہائے ہائے ایسا انیائے؟ قصور کسی کا اور الزام کسی پر لگایا جائے سچ ہے۔ زبردست سے ہر ایک ڈرتا ہے۔ اور نزلہ ہمیشہ کمزور عضو پر ہی پڑتا ہے۔ جب راجہ ہی اس قدر مدہوش پڑا ہوا ہے۔ تب ہی تو کیچک جیسے بدوں کا حوصلہ اتنا بڑھا ہوا ہے۔

راجہ ۔ سرندھری! تم جاؤ۔ اور زیادہ شور نہ مچاؤ۔ اگر یہ بات سچ ہے تو آئندہ کے لئے اس کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اور تیرے سپرد کوئی دوسرا کام کر دیا جائے گا۔

سرندھری ۔ ہائے کہاں جاؤں اور کیسے جاؤں دیکھتے نہیں کہ یہ میرے سر پر سوار ہو رہا ہے۔ اور ہر قسم کی زبردستی کرنے کو تیار ہو رہا ہے۔

گنگک ۔ ملو! تم اس کے ساتھ جاؤ اور اسے بحفاظت محلوں میں پہنچاؤ۔

(سب جاتے ہیں)

کیچک ۔ کیوں؟ دیکھ لیا شکایت کر کے۔ کیا میں مہاراج سے ڈرا، چاہے میں کھوٹا ہوں یا کھرا۔ آخر مہاراج کا پانی میری ہی طرف مرا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اگر یہاں رہے گی۔ تو میری بن کر رہے گی۔ ورنہ اس سے بھی زیادہ ذلتیں سہے گی۔

ہرگز یہ اُمید نہ تھی کہ کیچک اس قسم کا کمینہ پن دکھلائے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے کل کو کلنک کا ٹیکہ لگائے گا۔ مگر خیر اب گذشتہ باتوں کو جانے دے۔ ذرا اس کو میرے پاس آنے دے۔ ایسی کردوں جو عمر بھر نہ بھولے۔

سرندھری جی ہاں آپ نے بالکل صحیح فرمایا قسم کھانے کیلئے بھی مجھ نگوڑی کا سر ہی فالتو پایا۔ خیر میں تو آپ کے کہنے سے اس بات پر مٹی ڈالوں گی اور کوئی لفظ منہ سے نہ نکالوں گی۔ مگر میں تم کو آگاہ کئے دیتی ہوں کہ پانچ گندھرب خفیہ طور سے میری حفاظت کرتے ہیں جن کے آگے بڑے بڑے شور بیر بھی پانی بھرتے ہیں۔ اگر ان کو خبر ہو گئی۔ تو غضب ہو جائے گا۔ اور کیچک کا ایک بال بھی ڈھونڈے نہ پائے گا۔

رانی نہیں نہیں اسے اچھی طرح ہدایت کردوں گی۔ بلکہ مہاراج سے بھی اس کی بہت شکا کردوں گی۔ اب تو ان خیالات کو اپنے دل سے نکال۔ اور جا کر اپنا کام سنبھال۔

تیسرا سین

ملّو اور سرندھری

سرندھری۔ گانا (آساوری)

اب میں کس سے کروں پکار کون ٹھکانہ ڈھونڈوں جا کر دیکھوں کو دوار

ہائے ہائے ظلم ہوا.......

گئی دربار میں ابھی۔ پہنچ گیا ساتھ وہ تبھی۔ وہاں ہو جو دیکھتے سبھی

ہائے ہائے ظلم ہوا.......

جاتے ہی لات جڑی۔ منہ کے بل جا پڑی۔ پھر کبھی نہ جھگڑے ی لڑی

ہائے ہائے ظلم ہوا.......

ناٹک

رانی جی! میں نے آپ سے کئی دفعہ کہا۔ مگر جو کچھ مجھ کو خوف تھا۔ آخر وہی ہو کر رہا۔ ہائے ہائے ایسی مستی! اتنی زبردستی؟ بھلا جب راجہ کے گھر میں اس قدر اندھیرا ہے۔ تو باہر کیا خاک اُجالا ہوگا۔ نہ معلوم اس بے ایمان نے کتنی شریف زادیوں پر ہاتھ ڈالا ہوگا۔ جہاں تک میں دیکھتی ہوں نہ صرف آپ بلکہ خود مہاراج اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں۔ اور اس کی ہر ایک جائز و ناجائز بات میں اس کی حمایت کرتے ہیں۔ بھری سبھا میں اس نے میرے لات ماری مگر مہاراج نے بجائے چشم نمائی کے چشم پوشی اختیار کی۔ تمام راج سبھا اس ظلم کو دیکھتی رہی۔ مگر ہر ایک نے خاموشی اختیار کی۔ آپ سے شکایت کروں گی تو کونسی داد پاؤں گی۔ وہاں لاتوں سے پٹی ہوں۔ یہاں جوتیاں کھالوں گی کہاں ماں جایا بھائی۔ کہاں مجھ سی بدبلائی۔

رانی۔ سیرندھری! مجھے تیرے سر کی قسم ہے کہ جب تو وہاں جانے سے لیت و لعل کرتی تھی۔ تو میں ان باتوں کو محض تیرے دل کا وہم خیال کرتی تھی۔ ورنہ مجھ کو

سے تو یہی بہتر تھا کہ یہ ایک سال بھی جنگل میں ہی گذار لیتے۔ جہاں بارہ سال تکلیفیں سہاری تھیں۔ ایک سال اور سہار لیتے۔ مجھے تو اس بات کا پہلے ہی ڈر تھا کہ جہاں میں جاؤنگی ان مصیبتوں کو اپنے سے پہلے وہاں پاؤنگی۔ چنانچہ وہی ڈر آگے آیا۔ دریودھن سے جان بچی تو کیچک کے پھندے میں پھنسا پایا۔ آج تو حجت ملائی یا دلیری دکھلائی اور جوں توں کر کے اس خبیث سے اپنی آبرو بچائی۔ مگر یہ حکمت کب تک چلے گی اور اس طرح کب تک یہاں دال گلے گی۔ اسکی تو اب تک وہی چال ڈھال ہے اور چلتے پھرتے میری ہی طرف خیال ہے۔ پربھو اب تم ہی رکھشا کرو تو کرو۔ ورنہ عزت کا بچنا سخت محال ہے۔ جو میرے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔

ملو۔ صبر کر۔ سرندھری! صبر کر۔ اس قدر آہیں نہ بھر۔ بے شک آج تک تم نے مصیبت ہی مصیبت سہی ہے۔ مگر اب تو صرف چند دنوں کی بات رہی ہے۔

سرندھری۔ تمہیں کیا؟ تمہاری طرف سے جیوں یا مروں۔ تکلیفیں سہوں یا دکھ بھروں۔ تم جا کر اپنا چولہا جھونکو۔ اور توے کی چاند ٹھونکو۔ کوئلوں کے ساتھ منہ کر لیا کالا۔ اور شرم و غیرت کو ایندھن کے ساتھ چولھے میں جھونک ڈالا۔ قومی آن اور دیرتا کو دھوآں بنا کر آسمان پر اڑا دیا۔ اب چمٹا اور پھکنی بجایا کرو۔ اور چولھے میں پھونکیں لگایا کرو۔

ملو۔ سرندھری! تو مجھے زیادہ نہ جلا۔ اور ایسے زہر آلودہ تیر نہ چلا۔ میں اس وجہ سے خاموش نہیں کہ مجھ میں غیرت نہیں یا جوش نہیں۔ بلکہ صرف اس بات کا خیال ہے کہ اس وقت بولنے سے ہمارے ظاہر ہو جانے کا احتمال ہے۔ ورنہ کیچک کی کیا مجال تھی کہ تیری آبرو اتارتا۔ اور میرے سامنے تیرے لات مارتا۔

اب میں کس سے کروں پکار

اسی لئے پیدا ہوئی تھی میں دنیا کے بیچ لیویں میری آبرو کیچک جیسے نیچ
اتاریں عزت سر بازار
اب میں ....

گھر میں نہ ماں باپ کے کیا نہ تھا کچھ کام یہاں صبح سے شام تک ملتا نہیں آرام
ہے پھر بھی رہتی مار و مار
اب میں ....

ایک دفعہ تو جس طرح ہوا بچا لی جان لیکن اس گھر میں میری مشکل ہے گذران
کبھی نہیں مانے وہ بدکار
اب میں ....

راجہ تک بھی دیکھ لی کر کر کے فریاد واں سے بھی دھکے ملے ملی نہ کوئی داد
رکھشک اب تو ہی کرتار
اب میں ....

سمبندھی سنسار کے چھوڑ گئے سب ساتھ ایک تمہارا آسرا مجھ کو دینا ناتھ
کرے گا تو ہی بیڑا پار
اب میں ....

ناٹک

پرمیشور! کیا کروں۔ کہاں جاؤں کس کو اپنا دکھ سناؤں۔ اس نگری میں آنے

نہیں جان و دل سے ہوں جس کا شیدا رہے گی مجھ سے بیزار کب تک
نہ ضبط کی اب رہی ہے طاقت نہ چین پڑتا ہے ایک پل بھی
رہوں گا سینہ فگار کب تک کروں گا میں انتظار کب تک
نہ دل پہ قبضہ نہ من پہ قابو نہ آنکھیں بس میں رہی ہیں میری
جلائے گی مجھ کو اس طرح سے بھلا تو اے ستمگار کب تک
نہ گھر کا چھوڑا نہ در کا چھوڑا اِدھر کا اور نہ اُدھر کا چھوڑا
کشتی میری اُمید کی اب رہے گی یوں منجدھار کب تک
شرم اُتاری حیا اُتاری کہا ہمن سے بھی منہ پھیلا کر!
سُناؤں ہر روز کیسے اس کو کہوں گا اب بار بار کب تک
اے میری قسمت اے میری قسمت تو جا کے کس بیوفا سے اُلجھی
میں خود کو کوسوں یا تجھ کو روؤں تو رکھے گی اشکبار کب تک

ناٹک

سچ ہے۔ اور بالکل سچ ہے ؎

دل دے تو ایسے دل کا یہ بھی درد گار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

مگر یہ نامراد کچھ ایسا اندھا ہے کہ نہ تاکا دیکھتا ہے نہ بچھا جس کو دیکھا۔ اسی پر بسیجا نہ جان نہ پہچان۔ نہ نشان نہ گمان جس سے آنکھیں چار ہوئیں۔ اسی کا مہمان ملاقات کس کی اور درد شناسی کیسی ؛ ہائے تیرے دل کی ایسی تیسی (چونک کر) آئی

سر نہ دھری۔ مجھے یہ تو بتاؤ کہ اب میں کیا بناؤں۔ اور کس طرح سے اپنا آپ بچاؤں
پچھلی باتوں کو بھول بھی جاتی۔ مگر آئندہ کے لیئے بھی تو کوئی پناہ کی صورت نظر
نہیں آتی۔ اسے تو اب بھی جنوں چڑھا ہوا ہے۔ اور بدستور اپنی ضد پر اڑا ہوا
ہے۔ سب سے زیادہ مشکل تو یہ ہے کہ جہاں آگ وہیں پھوس۔ جہاں
میں رہوں وہیں وہ منحوس۔ اگر کہیں دست درازی پر اتر آئے۔ تو بتاؤ کہ اس
وقت مجھے کون بچائے۔ ہمیں تو ان نگوڑے سالوں نے ہی ستا مارا۔ گھر سے
نکلوانے کے لئے شکنی آلگو ہوا۔ یہاں آئے تو موا کیچک جان کا لاگو ہوا سچ ہے
دیوار میں آلا۔ گھر میں سالا۔ آج نہیں تو کل دیوالا۔

ملو۔ خیر تم اس وقت آرام کرو۔ اور کل کو اتنا کام کرو کہ اچھی طرح بناؤ سنگار کرو
اور باتوں باتوں میں اس سے نیم رضا کا اظہار کرو (کان میں کچھ کہکر) بس تم
اتنا کرو۔ باقی میں جانوں اور وہ۔

چوتھا سین

کیچک کی اضطرابی

کیچک۔ گانا

بتاؤں کیسے سناؤں کس کو سہوں گا میں یہ آزار کب تک

جھگڑا نہ رہے گا کوئی جب میرا نہ دم ہے — قصہ ہی ختم ہے
ہے کون یہاں جس کو میں دُکھ درد سناؤں — یا کس کو رلاؤں
کیا موت کا بھی آج نہیں اٹھتا قدم ہے — آنے کی قسم ہے
میں بہت دکھی ہوئی ہوں اس جینے سے رنجور — بس اب تو دیا کر
کیا ہو گیا میرے سے بھلا پاپ کرم ہے — جو اتنا ظلم ہے

ناٹک

پہچو اگر میری قسمت میں خانہ بدوشی اور خدمتگاری ہی لکھی تھی۔ تو تمہارا احسان تو کیا ہوتا کہ یہ نامراد حُسن تو مجھ کو نہ دیا ہوتا۔ ہائے آدھا میں تو اگر تو مجھے بدشکل سے بھی بدشکل پیدا کرتا۔ تو بڑی مہربانی ہوتی۔ تاکہ مجھے اپنے دن کاٹنے میں تو آسانی ہوتی نہ شمع ہوتی۔ نہ پروانہ جل جل کر مرتا۔ نہ پھول کھلتا۔ نہ گلچیں دست درازی کرتا۔ اگر دھن ہے اور اس کی حفاظت کا سامان نہیں تو ضروری ہے کہ ایک دن اس کے مالک کی جان نہیں۔ میرا بھی بجنسہ وہی حال ہو رہا ہے اور یہ حُسن میری جان کا وبال ہو رہا ہے۔ اگر دھرم بچاؤں تو جان نہیں۔ جان بچاؤں تو ایمان نہیں۔

کیچک۔ گانا

کھڑا ہوں حاضر میں دست بستہ تمہارے آگے کنگال ہو کر
میں بھکشک ہوں اور تو داتا میرا یہ دان دے سوالی ہو کر
یہ تجھ پہ بخشش دیا کرم ہو کر نہ مجھ سے تو اس قدر شرم کر

آئی۔ (ادھر ادھر دیکھ کر) کچھ نہیں کچھ نہیں۔ او ہو ذرا کسی کے پاؤں کی آہٹ ہوئی۔ اور میرے دل کو گھبراہٹ ہوئی۔ ورنہ کس کا آنا اور کس کا جانا نہیں نہیں میرا قیاس بالکل ٹھیک ہے۔ یہ آہٹ تو میرے بالکل نزدیک ہے کسی استری کے زیور کی آواز آرہی ہے (اٹھ کر) چل کر دیکھتا ہوں کہ کوئی اور ہے یا وہی آرہی ہے۔

مکان

[سرندھری جیسا کہ اس کا معمول ہے۔ ایک مکان کی صفائی میں مشغول ہے کچھ مکان اور کچھ کیچک کی دست درازیوں سے لاچار ہو رہی ہے۔ اور اپنے گذشتہ ایام اور موجودہ مصیبت کو یاد کر کے رو رہی ہے۔]

سرندھری۔ گانا (بھیرویں بطرز:- دم دے کے تم تو جاتے ہو)

قائم جو دھرم پر ہے اسے رنج و الم ہے — یہ کیسا ستم ہے
پاپی کو زمانے میں نہیں کوئی بھی غم ہے — کیا الٹی رسم ہے
پرماتما بھی سنتا نہیں دکھیا کی آہیں — لی بدل نگاہیں
جو جو کہ ہوا آج تلک مجھ پہ ظلم ہے — مجھکو ہی علم ہے
پال آبرو بھی میری جو خطرے میں نہ ہوتی — قسمت کو نہ روتی
ہیں سمجھتی قسمت میں مری یہ ہی رقم ہے — پھر کیسی شرم ہے
جو جو نہ کبھی کشٹ سنے تھے وہ اٹھائے — اب موت آ جائے

دینے کو تیار ہے۔ بس صرف تمہارے آخری فیصلے کا انتظار ہے۔

سرندھری: آخر مجھ میں ہی کونسے لعل جڑے ہیں۔ جو آپ میری خاطر مرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں تو آپ کو اس قدر تلملانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ کی استری مجھ سے کچھ کم خوبصورت نہیں۔

کیچک: سرندھری! کاش کہ ایسا ہو سکتا کہ میں کسی طرح اپنا دل نکال کر تیرے آگے رکھ دیتا۔ مگر کیا کروں یہ نامراد کسی طریقے سے بھی باہر نہیں نکلتا۔ ورنہ تیرے اس سوال کا جواب تجھ کو میرے دل کے ایک ایک پرانوں پر لکھا ملتا۔ افسوس! کہ زبان کے دل نہیں اور دل کے زبان نہیں۔ اس لئے اپنے جذبات کو تجھ پر ظاہر کرنا آسان نہیں ہاں تو اس حالت میں محسوس کر سکتی۔ جب تو بھی میری طرح گھائل ہوتی اور دوا کے جیسے سنگدل کے در کی سائل ہوتی۔ جب تو خود اس مرض کی مریض ہو جاتی۔ پھر تجھے خود بخود ان باتوں کی تمیز ہو جاتی۔ مجھے بھی اگر ہے تو اسی بات کا کھٹکا ہے کہ یہ کمبخت دل پہلے سرے کا ناعاقبت اندیش ہے۔ پھنسا بھی تو ایسی جگہ جہاں اس کی کچھ قدر ہے نہ قیمت ہے۔ اس پر یہ کہتا ہے کہ اتنا ہی غنیمت ہے۔

سرندھری: آپ فضول ایسی باتیں کرتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ بن آئی موت مرتے ہیں۔ اگر زیادہ ہی جنون چڑھا ہوا ہے۔ تو دنیا میں حسینوں کا قحط تو نہیں پڑا ہوا ہے؟

کیچک۔ گانا (ٹھمری)

تجھے دیکھا ہے جب سے اے غنچہ دہن کوئی نظروں میں جچتا بشر ہی نہیں
جس طرف دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو اور کچھ بھی تو آتا نظر ہی نہیں

نادار مفلس ہوں بن کر آیا ہیں جاؤں یاں سے نہال ہوکر
بہت سنبھالی طبیعت اپنی جبر کیا اس پہ حد سے زیادہ
مگر میری جاں کو حسن تیرا چمٹ گیا ہے جنجال ہوکر
نہ ہوش مجھ کو ہے تن بدن کی نہ کوئی سدھ بدھ جہان کی ہے
کھڑا ہوا ہوں بشکل مجنوں نڈھال ہوکر بے حال ہوکر
ہے کس کا کھانا کس کا پینا آرام کیسا و نیند کس کی
زباں پہ تو ہے دل میں تو ہے نظر میں تو خواب خیال ہوکر
ہے ذکر تیرا ہے فکر تیرا ہے درد تیرا ہے ورد تیرا
خیال تیرا ہے خواب تیرا گذرتا پل اک سال ہوکر

ناٹک

پیاری! ابھی کتنی اور خوشامدیں کرا دے گی کبھی تیرے دل میں دیا بھی آوے گی میری آرزو بر لائے گی۔ یا سوکھا ہی ٹرخائے گی۔

سر ندھری۔ سرکار! آپ تو اپنی ضد پر ایسے اڑے ہیں۔ اور ایسے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہیں کہ ہر وقت میری ہی مالا رٹتے ہیں۔ نہ معلوم آپ کے دن کس طرح کٹتے ہیں۔

کیچک۔ ہائے ہائے تمہیں دنوں کا شمار ہے۔ یہاں تو ایک پل گذارنا بھی سخت دشوار ہے۔ موت ہر وقت سر پہ سوار ہے۔ اب زندگی تمہارے اختیار ہے اگر تمہاری مہربانی ہو جائے۔ تو بیڑا پار ہو جائے۔ ورنہ بندہ اب جینے سے بیزار ہے۔ اور جان

ایک پر استری کو اکیلی سمجھ بے حیائی کے نعرے سُناتے تبھی
خوف پرماتما کا.........

دھرم کا انش دل میں سے جا مارہا ایک ابلا کو ہم ستاتے تبھی
جو دھرم کا دمیرا نہیں ہے کوئی آپ چڑھ چڑھ کے سر پر ہو آتے تبھی
خوف پرماتما کا.........

لوک لاج اور پرلوک کا ڈر نہیں ہو قوف اور پاپی کہلاتے تبھی
نہیں دل میں دیا جو تمہارے رہی مجھ جسم تبلی کو جلاتے تبھی
خوف پرماتما کا.........

دیکھ بے بس او بیکس بیچاری مجھے اس قدر تم زباں کو چلاتے تبھی
نہیں موجود جسونت سنگھ جو یہاں گیت اپنی ہی طاقت کے گاتے تبھی
خوف پرماتما کا.........

ناٹک

کیچک۔ سرندھری! یا تو میری عرض منظور کر ورنہ اس خنجر سے تیرا سر تن سے دُور کر۔

سرندھری۔ سرکار! میں آپ سے پھر کہتی ہوں کہ مجھے معاف فرمائیے اور اس بات کو زیادہ نہ بڑھائیے۔ ورنہ اگر میرے گندھرب سُن پائیں گے۔ تو آپ کے ساتھ بُری طرح پیش آئیں گے۔

کیچک۔ یہ کس جانور کا نام ہے؟

سرندھری۔ پانچ گندھرب پوشیدہ طور پر میرے ساتھ رہتے ہیں۔ اور میری

تجھے دیکھا ہے ....

نامرادِ عشق کی تب ہے خصلت یہی کہ نصیحت کا ہوتا اثر ہی نہیں
جس کو اسے کہو یا سنسار ہے مجھ اکیلے پہ کچھ منحصر ہی نہیں

تجھے دیکھا ہے ....

میرے دل پہ نہیں میرا قابو رہا اور قبضے میں میرے جگر ہی نہیں
زندگی میری ہے تیرے اختیار میں ورنہ مرنے میں تو کچھ کسر ہی نہیں

تجھے دیکھا ہے ....

میرا حاضر ہے سر قلم کر دے اسے میں کروں گا کبھی بھی عذر ہی نہیں
تیرے قدموں میں میرا نکل جائے دم ہائے اتنا میرا مقدر ہی نہیں

تجھے دیکھا ہے ....

کسی اچھے سے اچھے جوانمرد کے میں نے آگے جھکایا تھا سر ہی نہیں
کس قدر منتیں کر رہا ہوں تری تیرے دل پہ دیا کا گذر ہی نہیں

تجھے دیکھا ہے ....

کون ہوں کیا ہوں کیا حیثیت ہے مری تجھے اس بات کی بھی خبر ہی نہیں
کوئی راجہ تو جسونت سنگھ چیز کیا مجھے پرماتما کا بھی ڈر ہی نہیں

تجھے دیکھا ہے ....

سمرندھری۔ گانا (بطرز بچہ طوطی)

خوف پرماتما کا نہیں ہے اگر ایسی باتیں زبان پہ لاتے تبھی

اگر تم تھوڑی دیر کے لئے میرے غریب خانہ پر چل کر رہو ہیں یہ بھی نہیں کہتا کہ تم وہاں زیادہ دیر لگانا۔ صرف دو گھڑی بیٹھ کر چلی آنا۔

سرندھری۔ اے ہے تم تو ایسی باتیں کرتے ہو جیسے روٹی کا نوالہ توڑا اور منہ میں ڈالا۔ ایسے جلد باز کہ نہ کسی کی شرم نہ کسی کا لحاظ۔ ایسی اوچھی طبیعت کے مالک تھے تبھی تو دست درازی کی نوبت آئی۔ اور تمام دنیا میں بدنامی کروائی۔ یہاں تک کہ دربار میں آفت مچائی۔ اور وہاں بھی میرے لات لگائی۔

کیچک۔ خیر میرا پچھلا قصور تو معاف ہو۔ اب میں کوئی ایسا کام نہ کروں گا۔ جو تمہاری مرضی کے خلاف ہو۔ بیشک میں نے بڑی بھاری خطا کی مگر تم نے اپنی مہربانی سے مجھ مردے کو زندگی عطا کی۔

سرندھری۔ اچھا اب جاؤ۔ یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا بے فائدہ ہے۔

کیچک۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کب درشن دینے کا وعدہ ہے؟

سرندھری۔ اے کیا کہوں مجھے تو کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ اچھا آج آدھی رات کو اس بھون میں ....

کیچک۔ ہائے ہائے۔ ان شرمیلی آنکھوں نے ہی تو مجھے مار ڈالا۔

سرندھری۔ مگر یہ شرط ہے کہ وہاں روشنی بالکل نہ ہو۔

کیچک جس جگہ تمہاری من موہنی صورت ہے۔ وہاں روشنی وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔ مگر وقت مقررہ پر ضرور وہاں پہنچ جانا۔ اور زیادہ انتظار نہ دکھانا۔

سرندھری۔ نہیں نہیں۔ میں ضرور آؤں گی۔ بلکہ آپ سے پہلے وہاں پہنچ جاؤں گی۔ وانگ ہوکر ہاں تیری موت کا سامان بھی ساتھ لاؤں گی۔

حفاظت کرنا ان کا کام ہے۔

کیچک۔ یہ تیرا خیال ہی واہیات ہے۔ پانچ کیا اگر پانچسو گندھرب بھی ہوں۔ تو بھی ان کی کیا اوقات ہے۔ جو میرے سامنے دم مار سکیں۔ اور میری ایک معمولی سی مار کو سہار سکیں۔

سیرندھری۔ آپ یہ نہ سمجھنا کہ یہ بات میری فرضی ہے۔ جتلا دینا میرا فرض تھا۔ آئندہ آپ کی مرضی ہے۔

کیچک۔ تم یہ باتیں بنا کر مجھے نہ ٹالو۔ اور میرے مدعا کو کھٹائی میں نہ ڈالو۔ ایک دفعہ کہلوالو ہزار دفعہ کہلوالو۔ مگر مجھے اپنا غلام بے دام بنالو۔

سیرندھری۔ ہائے تم بڑے ضدی ہو کسی طرح اس ذکر کو جانے بھی دو۔

کیچک۔ اس ذکر کو تو تب جانے دوں اگر اپنی جان سے ہاتھ دھولوں۔

سیرندھری۔ خاموش۔

کیچک۔ اس خاموشی میں بھی مزا ہے۔ کیا میں سمجھ لوں کہ یہ الخاموشی نیم رضا ہے؟

سیرندھری۔ یہ بھی آپ کی غلطی ہے۔ مگر آپ زبردست ہیں۔ آپ کے آگے میری کیا پیش چلتی ہے۔

کیچک۔ تم نے میرے مرجھائے ہوئے دل کو ہرا کر دیا۔ اب زندگی اور بخشدو۔

سیرندھری۔ آخر تم کیا چاہتے ہو؟

کیچک۔ بس ایک دفعہ تم اپنی زبان سے ہاں کہدو۔

سیرندھری۔ ارے میں عورت ذات بھلا اپنے منہ سے کس طرح کہدوں یہ بات۔

کیچک۔ خیر میں مجبور نہیں کرتا کہ تم اپنی زبان سے کہو مگر اس میں تو کچھ ہرج نہیں

تعجب ہے کہ تیری آنکھ کیونکر لگ گئی پیاری
یہاں تو ایک مدت سے قسم ہے نیند آنے کی

ابھی تو سیر ہو کر شکل بھی دیکھی نہیں تیری
سو جھائی ہے تجھے کس نے مرے سے منہ چھپانے کی

اُٹھا کر منہ سے پلہ تو دکھا صورت ذرا اپنی
میں خود ڈرتا ہوا ہمت نہیں کرتا اُٹھانے کی

اگر سونا ہی ہے تو دو گھڑی کے بعد سو جانا
یہ ہیں تکلیف کر لوں گا ترے پاؤں دبانے کی

اُٹھو دلبر اُٹھو دلبر کریں کچھ پریم کی باتیں
نہیں یہ وقت سونے کا گھڑی ہے دل بہلانے کی

سوجھی خوب ہے جسونت سنگھ ان نازنینوں کو
اداسے عاشقوں کا دل شکنجے میں پھنسانے کی

ناٹک

سو رہی ہے۔ سو رہی ہے۔ میری آرام جان سو رہی ہے۔ میری امنگوں کا سامان سو رہی ہے۔ کس نخرے اور ناز سے سو رہی ہے۔ کس ادا اور انداز سے سو رہی ہے۔ اب اسے جگاؤں تو کیونکر جگاؤں۔ اور کونسی تدبیر عمل میں لاؤں ایسا نہ ہو کہ جگانے سے اس کی طبیعت ناساز ہو جائے اور خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اگر نہ جگاؤں تو دل کو ویسے صبر نہیں۔ ہائے ہائے سوئی بھی تو ایسی بے

(دونوں چلے گئے)

پانچواں سین

کیچک کی موت

{ایک وسیع مگر تاریک مکان میں ایک پلنگ پر منہ سر لپیٹے ہوئے کوئی لیٹا ہوا ہے۔ اور کیچک ایک خاص خوشی کی حالت میں مکان میں داخل ہوتا ہے}

کیچک - گانا (قوالی)

پڑی سوتی ہے بے سُدھ خوبروئی کل زمانے کی
مری ہمت نہیں پڑتی ہے گلرو کو جگانے کی

پڑی ہے کس ادا سے ناز سے انداز نخرے سے
جگاؤں کس طرح جرأت نہیں لب تک ہلانے کی

عجب انداز کا کروٹ عجب پرکار کا سونا
نہیں بالکل خبر گویا کسی کے آنے جانے کی

مبادا ہو جائے ناراض یہ میرے جگانے سے
کروں ترکیب اب میں کونسی اس کو بلانے کی

تم تو آکر چین سے رہی پلنگ پر لیٹ
مرا پیچھے کھینچتے دکھنے لگ گیا پیٹ
اُٹھو جاگو تو سہی........

ڈرتا تیرے کرودھ سے نہیں لگاؤں ہاتھ
کھڑے کھڑے مجکو یہاں ہو گئی آدھی رات
اُٹھو جاگو تو سہی........

پورے کر دو آج تو کیچک کے ارمان
اُٹھو اُٹھو جلد اُٹھو کیوں کرتی حیران
اُٹھو جاگو تو سہی........

ناٹک

پیاری! اب تو بہت سو چکی۔ اگر دل لگی بھی ہے۔ تو وہ بھی بہت ہو چکی۔ اب منہ پر سے کپڑا ہٹاؤ۔ اور مجھے اپنا چاند سا مکھڑا دکھاؤ۔ سرندھری! سرندھری!! پیاری سرندھری!!! اوہ ایسا کیا غضب آگیا؟ کیا تجھے بالکل ہی ہوش نہیں رہی سرندھری! سرندھری!! اری کچھ بول تو سہی۔ نہیں نہیں یہ نیند نہیں۔ بلکہ دل لگی ہے۔ جو اتنی آوازیں دینے پر بھی نہیں جگی ہے۔ خیر یہ بھی ایک ادا ہے۔ (شانہ ہلاکر) لو بس اب اٹھ بیٹھو اب زیادہ ادائیں نہ دکھاؤ۔

ملو۔ (منہ سے کپڑا اٹھا کر انگڑائی لیتا ہوا) تم بھی مجھے زیادہ نہ ترساؤ۔ بلکہ جلدی میرے پہلو میں آجاؤ۔ تاکہ میں تجھے سینہ سے لگالوں اور اپنے دل کی آگ بجھا لوں۔

کیچک۔ (حیران ہوکر) ارے باپ رے۔ یہ سرندھری ہے یا سرندھرا۔ ارے بھائی تو کیا بلا ہے۔

ملو۔ وہی جس پر تیرا دل چلا ہے۔

سُدھ ہے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں (قریب جا کر آہستہ سے) سرندھری!
سرندھری! پیاری! ذرا آنکھیں کھولو، کچھ منہ سے بولو۔ اوہو ایسی گہری نیند؟
اس قدر غفلت! اتنی بیہوشی؟ لی لی۔ اب کروٹ لی۔ بس اب جگی جگی اور
پھر اسی طرح خراٹے لینے لگی۔ پیاری! کیا تجھے سچ مچ ہی ایسی غفلت کی نیند
آئی ہے یا مجھ سے دل لگی کی سمائی ہے۔ نہیں نہیں سانس کی رفتار صاف
بتا رہی ہے کہ اسے بہت گہری نیند آ رہی ہے۔

کیچک - گانا (مانڈواڑی)

میرے گلرو گل اندام اُٹھو جاگو تو سہی

کس غفلت میں سو رہی دلبر چادر تان ۔ گھڑا میں کتنی دیر سے جاگو میری جان
اٹھو جاگو تو سہی ....

گنتے گنتے پل گھڑی آئی تھی یہ رات ۔ جاگو جانی نیند سے اُٹھ کر کرو بات
اٹھو جاگو تو سہی ....

مرگ نینی چنچل چپل چاتر ادرچت چور ۔ مکھ دکھلا دے چاند سا ترپیوں مثل چکور
اٹھو جاگو تو سہی ....

میٹھی بانی سے ذرا بول بول کچھ بول ۔ کب سے تجھے پکارتا پیاری آنکھیں کھول
اٹھو جاگو تو سہی ....

تم تو میٹھی نیند میں ہو رہی ہو غلطان ۔ ہلکے ایک پل گذرنا مجکو کلپ سمان
اُٹھو جاگو تو سہی ....

او نالائق ....

پانچ گندھرب جس کی حفاظت کریں نظر آئی اکیلی تو گائی تجھے
دیکھ کرتا ہوں تیرا بھی خاتمہ اب عدم کو پہنچاؤں انیائی تجھے

او نالائق ....

ناٹک

او نالائق پاجی! سرندھری جیسی پتی برتا پر یہ دست درازی۔ ارے نالائق!
جس کے پانچ گندھرب سہائک ہوں اس کی طرف آنکھ اُٹھائے۔ اور دنیا میں زندہ
نظر آئے۔ اگر تم طرف پانچ تو ہے ایک طرف۔ اگر ان میں سے ایک بھی بحال
ہے۔ تو سرندھری کی طرف آنکھ اٹھانے کی کس کی مجال ہے۔ تیری تو کیا
اوقات ہے۔ براٹ کی سلطنت کا الٹ دینا ان کے لئے ایک معمولی سی
بات ہے۔ باوجودیکہ سرندھری نے تجھ کو تبلایا۔ اور گندھربوں کی طاقت کو
اچھی طرح جتلایا۔ مگر تو پھر بھی کسی کو خاطر میں نہ لایا۔ لے اب ہوشیار ہو جا اور
مرنے کے لئے تیار ہو جا۔

کیچک۔ ذرا زبان کو قابو اور ہوش و حواس قائم کر کے مجھے اس بات
کا جواب دیجئے کہ تم کو بغیر میری تحریری اجازت کے اس مکان میں داخل
ہونے کا کیا مجاز تھا؟

ملو۔ اجازت نامہ میرے پاس موجود ہے۔ بوقت ضرورت دکھلا دیا جائے گا۔

کیچک۔ کیا میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے؟

کیچک ۔ تیرا نام؟
ملو ۔ تیری موت کا پیغام ۔
کیچک ۔ ارے بدلگام! کیچک کے سامنے ایسا بیہودہ کلام؟

ملو ۔ گانا (بحر طویل)

او نالائق کمینے کٹل کم ظرف کیا نہیں موت دیتی دکھائی تجھے
بے شرم بے حیا دشٹ پاپی بتا کس حرامی نے پٹی پڑھائی تجھے
او نالائق ....
ایک پر استری پر یہ کرتا ظلم کچھ شرم اور غیرت نہ آئی تجھے
ایسی آنکھوں میں چربی ترے چھا گئی کہ نہ دیتا ہے کوئی سجھائی تجھے
او نالائق ....
یہ مکر بے ایمانی کی چالیں چلے ایسی ترکیب کس نے بتائی تجھے
او ادھرمی تو ایسی کرے بے حیا نہ جگہ ڈوب مرنے کو پائی تجھے
او نالائق ....
نیک و بد کی نہ تجھ کو خبر کچھ رہی ایسی بوٹی ہے کس نے پلائی تجھے
اس بیچاری نے اتنی خوشامد کری پر نہ آئی دیا او قصائی تجھے
او نالائق ....
مار کر لات بیچاری معصوم کے مل گئی ہے بڑی ویرتائی تجھے
آگیا کال تیرا ترے سامنے اب ملے گی نہ ہرگز رہائی تجھے

ملّو۔ گانا

مُردے مکّار بے ایمان کیا بکواس لگائی
راجہ کا بنکر سالا۔ ایسا ہو گیا متوالا سب کو ہی منہ میں ڈالا۔ اب بھی نہیں ہوش سنبھالا
یہ بدمعاشی ستیاناشی بے ایمان احمق کے بھائی
مُردے مکّار ....
ایک پرستریا کو اودُشٹ اکیلی پاکر — اُسے پھُسلاتا ہے تو خوف دکھا دھمکا کر
بہت کچھ اس نے کہا بیٹ کر اور جلا کر — رحم آیا نہ تجھے پھر بھی او کو کر جا کر
پاپی دشٹوں کے پالک۔ ظالم بدذات کمینہ لک۔ جیسے گندھرب بھیا تک تیری کیا گنتی نلاتق
اسے ستانے نہ زندہ جانے دیکھ اب تیری کر دوں صفائی
مُردے مکّار ....

ناٹک

ملّو۔ (لات مار کر) ابے ستیاناشی۔ موت کے متلاشی! سرندھری کے ساتھ یہ بدمعاشی؟

کیچک۔ بس بس گندھرب ہو گا۔ تو اپنے گھر کا ہو گا۔ ذرا تہذیب سے بات کر۔ لات جھکّے کا کیا کام؟

ملّو۔ (دو چار لاتیں مار کر) ارے بے رحم قصائی! اُس وقت تجھے تہذیب یاد نہ آئی۔ جب بچاری سرندھری کے لات ماری۔ اور سر دربار

ملو۔ تیرے ہاتھ کا نہیں۔ بلکہ تیرے ملک الموت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔
کیچک۔ چونکہ میں تمہارے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں پاتا۔ اس لئے تم سے زیادہ گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ بہتر ہے کہ زیادہ شور نہ مچاؤ۔ اور فوراً سے پیشتر میرے مکان سے نکل جاؤ۔ ایک تو بغیر میری اجازت کے میرے مکان میں گھس آیا۔ پھر اس طرح بکواس بکتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ زیر دفعہ ۴۴۸ تعزیرات ہند مداخلت مجرمانہ میں تم پر مقدمہ دائر ہو سکتا ہے؟
ملو۔ ہاں ہاں ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہو سکتا ہے۔ مگر کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس سے پہلے تیرا سرتن سے دُور ہو سکتا ہے۔

کیچک۔ گانا

جاؤ جی جاؤ کس نادان کو دھمکانے آئے
شیخی جتلانے آئے آنکھیں دکھلانے آئے ہم کو پھسلانے آئے۔ گڑ بڑ پھیلانے آئے
اینٹھ اکڑ کر سر پر چڑھ کر ہم سے جنگ مچانے آئے
جاؤ جی جاؤ ....

یاد رکھ تو نے اگر زیادہ کری بک بک ہے — سمجھ لے مرنے میں تیرے نہیں بالکل شک ہے
شکر کر دو دھ نہیں مجکو چڑھا اب تک ہے — جانتا ہے کہ نہیں نام میرا کیچک ہے
کیسا بہروپ بنایا۔ دھوکے سے یاں گھس آیا۔ الٹا ہم کو دھمکایا۔ گھر کا ہی تاج ٹھہرایا
ایسے چلتے اور بگڑتے ہم کو خوف دکھانے آئے
جاؤ جی جاؤ ....

رانی۔ (حیرانی سے) کسی نے مار ڈالا؟

باندی۔ جی حضور والا۔

رانی۔ (سر پیٹ کر) ہائے بھائی! اٹھ چلے ہیں کو داغ جدائی جس بات سے میں ڈرتی تھی۔ آخر وہی ہو کے آئی (باندی سے) تو میرے ساتھ آ۔ اور مجھے بھائی کی لاش تو دکھا۔

(دونوں کا کیچک کی لاش پر پہنچنا)

باندی۔ (کیچک کی لاش سے کپڑا اٹھا کر) ہائے ہائے دیکھو تو سہی۔ ان کی تو کوئی ہڈی پسلی بھی ثابت نہیں رہی۔ کسی ظالم بے رحم نے ایسی بے رحمی سے کچومر نکالا۔ کہ تمام جسم کو گوشت کا ایک لوتھڑا کر ڈالا۔

{ تمام شہر میں کیچک کی موت کا شور مچ جانا
اور اس کے دوسرے بھائیوں کا آ جانا }

ایک۔ ہائے ہائے یہ کیسا غضب ہوا۔ بھائی کیچک کی موت کا کیا سبب ہوا؟

رانی۔ میں نے جہاں تک وچار لیا ہے اسے سرندھری کے گندھربوں نے مارا ہے میں نے اسے ہر چند سمجھایا۔ مگر یہ اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ بہتیرا سر پٹکا۔ بہت کچھ کہا۔ نہیں مانا۔ آخر اپنی جان گنوا کر ہی رہا۔

دوسرا۔ نہیں نہیں۔ یہ سب اسی بدذات سرندھری کی کارستانی ہے۔ یہی کیچک کے قتل کی بانی مبانی ہے۔ اس لئے اس کو ابھی موت کی گود میں سلائیں گے اور کیچک کی لاش کے ساتھ زندہ ہی جلائیں گے۔

پہلا۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کی یہی سزا ہے تڑپ تڑپ کر مرے تب ہی مزا ہے

اس معصوم کی عزت اُتاری۔

کیچک۔ (کراہ کر) تو پھر ذرا دم تو لو۔ مارتے کیوں ہو۔

ملّو۔ مارا کہاں ہے۔ ابھی تو ماروں گا۔ پتہ تو جب چلے گا۔ جب تیرا سر دھڑ سے اتاروں گا۔

کیچک۔ (اٹھ کر) او ننّو! سر اتارنا کوئی خالہ جی کا باڑہ ہے۔ میں نے کیا تیرے باوا کا کھیت اُجاڑا ہے۔ جو خواہ مخواہ گلے پڑ رہا ہے۔ او ججیو لہ کے سمیت سر پہ چڑھ رہا ہے۔

ملّو۔ (کیچک کو زمین پر پٹک کر) چل ادھمی۔ تیرا کام تمام ہے۔ اور تیری اپوتر زندگی کا بھی انجام ہے۔

(ملّو کا کیچک کو زمین پر گرا کر اس کی ہڈی پسلی توڑ دینا اور کیچک کا تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جانا۔ اور ملّو کا اس کی لاش کو وہیں ڈال کر چپکے سے اپنی بھوجن شالہ میں جا کر سو جانا۔ اور صبح کو ایک باندی کا روتے پیٹتے ہوئے کیچک کی بہن کے پاس جانا۔)

باندی۔ (ہانپتی اور کانپتی ہوئی) مہارانی جی! غضب ہوا۔ ستم ہوا۔ آپ کا بھائی کیچک تو رات کو ختم ہوا۔

رانی۔ ہیں؟ یہ کیا کہا۔

باندی۔ ابھی آپ کا بھائی اب اس سنسار میں نہیں رہا۔

رانی۔ اری کم ذات! تو نے یہ کیا لفظ منہ سے نکالا۔

باندی۔ رانی جی! میں سچ عرض کرتی ہوں کہ آپکے بھائی کو کسی نے مار ڈالا۔

(غریب سرندھری کو مشکیں باندھ کر ایک شخص نے پکڑا ہوا ہے)

سرندھری - گانا

کونسی مجھ سے پربھو تقصیر ایسی ہو گئی — یا مرے مقسوم کی تحریر ایسی ہو گئی
آئے دن کوئی نہ کوئی جان کو سنکٹ رہا — کیا ہمیشہ کو مری تقدیر ایسی ہو گئی
دھرم کا پالن کروں اور پھل مجھے یہ مل رہا — کیا جہاں میں دھرم کی تعبیر ایسی ہو گئی
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم رنج و غم کا سامنا — کیا خطا مجھ سے بھلا آخیر ایسی ہو گئی
جس جگہ جاؤں مصیبت ساتھ ہی لگتی ہے مر — یہ بھی تو کمبخت دامنگیر ایسی ہو گئی
جو نہ دیکھا اور سنا تھا وہ ظلم میں سہہ رہی — بے شرم نرلج بے توقیر ایسی ہو گئی
زندگانی کا تو نقشہ دیر سے بگڑا ہوا — موت کی بھی اب مری تصویر ایسی ہو گئی
ہائے ہائے پرمیشر کیسا تو ہیں ظالم مرد — اب تمہی تو نیائے کی تفسیر ایسی ہو گئی
کیوں نہیں پرماتما سنتے مری فریاد تم — میری آہ و زاری کی تاثیر ایسی ہو گئی

نام ماتر بھی کسی پر تو نہیں ہوتا اثر
تیری بھی جسونت سنگھ تقریر ایسی ہو گئی

ناٹک

پرمیشور! تیری دہائی ہے۔ مجھ نردوش پر وہ تہمت لگائی ہے۔ جو آج تک دیکھنے اور سننے میں کبھی نہیں آئی ہے۔ پرماتما! مجھ سے ایسی کونسی خطا ہوئی جس کے بدلے میں مجھ کو موت بھی ایسی ذلیل عطا ہوئی ہے؟ آہ میری زندگی کا یہ انجام!

دوسرا۔ اسے پکڑ لو اور اس کی فوراً مشکیں جکڑ لو۔

پہلا۔ (سرندھری کو بالوں سے پکڑ کر) اری ڈائن! تو سامنے کھڑی ہماری چھاتی پر مونگ دلتی ہے۔ اب دیکھو کہ تیری بھی کس طرح جان نکلتی ہے۔ اری بے حیا ونگائی! تو بھی کیا کہے گی کہ میں کیچک کو مار کر زندہ چلی آئی؟

سرندھری۔ رحم کر ردئی! رحم کر۔ یہ سب تمہارے دل کا خیال ہے ورنہ کیچک جیسے قوی ہیکل جوان کو مارنے کی میری کیا مجال ہے۔

کیچک کا بھائی۔ (زبردستی کھینچ کر) بس زیادہ بک بک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب یقیناً تیرے زندہ رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

سرندھری۔ (چلا کر) دوہائی ہے گندھربوں کی۔

کیچک کا بھائی۔ (دھکا دیکر) اری یہ دوہائی تہائی کیسی تیرے گندھربوں کی ایسی تیسی۔

{ کیچک کے بھائیوں کا سرندھری کو زبردستی پکڑ کر لے جانا۔ اور سرندھری کا واویلا مچانا }

چھٹا سین
شمشان بھومی

(کیچک کے بھائی اس کی لاش کو شمشان بھومی میں لاتے ہیں)

اجنبی۔ اگرچہ کرا اے بے ایمانو! مجسم شیطانو! تم نے نرودوش استری کیوں جکڑی ہے کیا تم نے کیچک کی موت سے بھی کوئی عبرت نہیں پکڑی ہے؟ سرندھری کو بری نظر سے دیکھنے سے ایک کیچک کی موت آئی ہے۔ اگر اس کا بال بھی بیکا ہو گیا تو سمجھو لو کہ سارے براٹ کی صفائی ہے۔

کیچک کا بھائی۔ تجھے یہاں کس نے بلایا ہے۔ جو خواہ مخواہ آکر شور مچایا ہے۔ سوانگ تو دیکھو کیا بہروپیوں کا سا بنایا ہے۔ جا بابا جا یہاں لال پیلی آنکھیں نہ دکھا۔ کہیں جا کر مانگ کھا۔

اجنبی۔ بہتر ہے کہ تم اس استری کو چھوڑ دو۔ ورنہ تمہاری کمو پر یاں ڈھونڈے بھی نہ پائیں گی۔ اور ایک کی جگہ کئی چتائیں بن جائیں گی۔

کیچک کا بھائی۔ اوہو یہاں تو ایسا سمجھ لیا۔ گویا منہ کا نوالہ آیا ہے کہیں کا چتائیں بنانے والا۔ اے مشٹنڈے دھورت! تجھے ہمارے کام میں دخل دینے کی کیا ضرورت؟ چل چل گھمنڈی۔ بو بنا پاکھنڈی۔

دوسرے آدمی۔ اس مشٹنڈے کو فوراً گرفتار کر لو۔ اور اس کی چتا بھی پاس ہی تیار کر لو۔ تاکہ اسے اس گستاخی کی سزا ملے۔ اور سرندھری کی حمایت کا مزا ملے۔

اجنبی۔ (ایک آدمی کا سر پھوڑ کر) پیشتر اس کے کہ تم مجھے گرفتار کرو۔ بہتر ہے کہ سو پچاس چتائیں اور تیار کرو۔ تاکہ میں تمہیں آسانی سے جلا جاؤں۔ اور جلد ہی اپنی منزل مقصود کو چلا جاؤں۔

{ اجنبی سادھو کا درخت کے ٹہنے سے ایک ایک کی مرمت کرنا کیتوں کا مرنا کیتوں کا زخمی ہونا۔ اور باقیوں کا گھبراتے پڑتے شہر کو بھاگنا }

مجھ ابلا پر کیچک کی موت کا الزام؟ میں موت سے نہیں ڈرتی ہوں۔ نہ زندگی کے لئے آپ سے پرارتھنا کرتی ہوں۔ کیونکہ میں ایسی زندگی سے سخت لاچار ہوں اور خوشی سے مرنے کو تیار ہوں۔ مگر یہ کس طرح گوارا کروں کہ ایک پر پرش کے ساتھ مل کر مروں۔ دیا کرو پربھو دیا کرو۔ بچاؤ ناتھ! مجھے اس پاتک سے بچاؤ۔

کیچک کا بھائی۔ کیوں خواہ مخواہ چلاتی ہے۔ اور ناحق شور مچاتی ہے۔ کس کو رو رو کر ڈراتی ہے۔ اب بتلا کونسے گندھرب کو بلاتی ہے۔

سرندھری۔ ہائے ہائے بیدردو! ذرا میری مشکیں تو ڈھیلی کر دو۔ مارے درد کے میرا تمام بدن چسک رہا ہے۔ اور رسیوں کی کھینچ سے ایک ایک انگ مسک رہا ہے۔

کیچک کا بھائی۔ تو پھر کیا کریں۔ تو ہمارے بھائی کی قاتل اور ہم تجھ پر دیا کریں۔ چل اب مرنے کے لئے تیار ہو اور چتا پر سوار ہو۔

سرندھری۔ تم جس طرح چاہو میری جان لو۔ مگر پرمیشور کے واسطے میری اتنی عرض مان لو۔ کہ مجھے اس کے ساتھ نہ جلاؤ۔ اور مرتی دفعہ میرا پتی برت دھرم مٹی میں نہ ملاؤ۔

کیچک کا بھائی۔ (دھکا دیکر) چل بے شرم! دیکھا ہے تیرا پتی برت دھرم ہم ہرگز اپنے ارادے سے باز نہ آئیں گے۔ اور تجھے کیچک کی لاش کے ساتھ ہی جلائیں گے۔

(کیچک کے بھائیوں کا سرندھری کو چتا کی طرف کھینچنا اور سرندھری کا آنسو بہاتے ہوئے چاروں طرف دیکھنا۔ اور ایک اجنبی سادھو کا ایک موٹا سا درخت کا ٹہنا کندھے پر اٹھائے ہوئے دکھائی دینا)

راجہ۔ پریہ جی! آج تو بڑا غضب ہوا۔ اور معاملہ بہت ہی بیڈھب ہوا۔
رانی۔ ہاں مہاراج! کسی کا کیا بس چلتا ہے۔ جو کچھ ہونا ہو وہ ہو کر ہی ملتا ہے
ہرے ہرے! میرا کیچک سا بھائی یوں جوانی کی موت مرے۔
راجہ۔ تم ایک کیچک کو رو رہی ہو۔ اور اسی کی موت سے اتنی ویاکل ہو رہی ہو۔ مگر نہ معلوم آج تو کتنے کیچک مارے گئے۔ اور تمہارے باقی بھائی بھی موت کے گھاٹ اتارے گئے۔
رانی۔ دھریشٹ کی ہائے ہائے میں مر گئی۔ آپ کی بات سنکر تو میری روح پرواز کر گئی۔ آپ نے یہ کیا کہا؟ کیا میرا کوئی بھی بھائی زندہ نہیں رہا؟ ہائے ہائے۔ ایسا غضب۔ آخر ان کی موت کا کوئی سبب؟
راجہ۔ جب تمہارے بھائیوں نے کیچک کی موت کا بدلہ لینا چاہا۔ یعنی سرندھری کو کیچک کی لاش کے ساتھ جلا دینا چاہا۔ تو سرندھری نے واویلا مچایا۔ اتنے میں اکڑ دھت ساڈھو نہ معلوم کہاں سے نکل آیا۔ اس کے کندھے پر درخت کا بڑا بھاری ٹہنا تھا۔ بس تیرے بھائیوں کا سرندھری کو چتا کے قریب چلنے کو کہنا تھا کہ اس نے مار مار کر سب کا کچومر نکال دیا۔ اور ایک ایک کو پکڑ کر چتا میں ڈال دیا۔
رانی۔ بس میں نے جان لیا کہ یہ بھی سرندھری کے گندھربوں کی کارستانی ہے اس لئے اب اسے گھر میں رکھنا سخت نادانی ہے کیونکہ اگر ہم بھی اس کو کسی کام کے متعلق کہیں گے۔ تو اسکے گندھرب تو ہماری بھی جان لیکر رہیں گے۔
راجہ۔ یہ گندھرب کون ہیں؟

(اور سادھو کا سرندھری کی مشکیں کھول کر جھاڑیوں میں غائب ہو جانا)

سرندھری - گانا (طرز - گذر گیا ہے زمانہ گلے لگائے ہوئے)

شکر ہے ٹل گئی مجھ پر یہ بلا آئی ہوئی
رنج اور غم کی گھٹا سر پر مرے چھائی ہوئی

دھنباد آپ کا کس منہ سے کروں میں پرشور
تیری قدرت ہی اڑے وقت میں سہائی ہوئی

کوئی بھی مجھ کو سہارا نہ نظر آتا تھا
دین اور دکھیا زمانہ کی میں ستائی ہوئی

تیری کرپا سے پربھو مجھ کو ملا یہ جیون
میں نے تو جینے کی امید تھی مٹائی ہوئی

آپ نے رکھشا کری میرے دھرم کی ہر دم
تیری شکتی سے مجھے موت سے رہائی ہوئی

شکریہ تیرا کرے کیا ہے زباں کی طاقت
الوگرہ تیری روم روم میں سمائی ہوئی

میں نہیں کہتی کہ میں نے نہیں کچھ پاپ کیا
مجھ سے اپرادھ ہوا تجھ سے پھر بھلائی ہوئی

ساری دنیا کے لئے ہووے یہ شکشا دائک
مہابھارت تیری جسونت سنگھ بنائی ہوئی

ساتواں سین

محل

راجہ براٹ اور رانی سودیشنا

کون آئے گا ملنے گھر باپ کے سے کس سے پوچھونگی میں خبر سار بھائی
کسے کہوں گی بھائی نہیں ماں باپ کون بہن کہہ کر گیا پیار بھائی
میری بھاوجیں بدھوا اناتھ ہوئیں کیسے زندگی سکیں گذار بھائی
کسے دیکھ کر کریں گی صبر ہائے مریں ٹکر دیوار سے مار بھائی
زندہ ایک بھی ہوتا تو نام رہتا میرے باپ کا بیچ سنسار بھائی
چاروں طرف سے چھوڑ چوپٹ کر کے گئے ایکدم سورگ سدھار بھائی

ناٹک

سرندھری۔ بائی جی! اس میں شک نہیں کہ ہوا تو آپ کے ساتھ بڑا انرتھ ہے۔ مگر اب رونا دھونا ویرتھ ہے۔ اس لئے صبر کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے دل پر جبر کرو۔

رانی۔ ہائے سرندھری! تو نے میرے ساتھ ایسی انیتی کری۔ پھر بھی میرے سامنے ہی آمری۔

سرندھری۔ بائی جی! یہ تو آپ کی فضول سی بات ہے میں کیا کر سکتی ہوں اور میری کیا اوقات ہے؟

رانی۔ یہ بات میں نے نشچہ مان لی ہے کہ تیرے گندھربوں نے میرے بھائیوں کی جان لی ہے۔ ہمیں تیرے گندھربوں کا ہر وقت خوف لگا رہتا ہے۔ اور جو کہتا ہے یہی کہتا ہے کہ نہ سرندھری یہاں آتی۔ اور نہ کیچک کی جان جاتی۔ اس کے علاوہ تو مے ہر وقت گھر میں رہنا ہوا۔ اور ہم نے کسی وقت

رانی۔ سرندھری نے مجھ سے کئی بار کہا کہ پانچ گندھرب خفیہ طور پر میری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ان کی طاقت کے آگے بڑے بڑے شور بیر بھی پانی بھرتے ہیں۔

راجہ۔ یہ اور بھی خرابی ہوئی۔ گویا ہمارے گھر میں سرندھری کی ہی لونڈی ہوئی آخر وہ داسی ہے ہم اسے سو دفعہ کہیں گے۔ ہزار دفعہ دھمکائیں گے۔ بس اس کے گندھرب تو ہمیں نوچ نوچ کر کھا جائیں گے۔ اس لئے اس سے کہدو کہ یہاں سے کنارہ کرے۔ اور جہاں اس کا دل چاہے اپنا گذارہ کرے۔

رانی۔ بیشک اب تو میں اسے ایک پل بھی نہیں رہنے دوں گی۔ اور یہاں سے نکال کر ہی دم لوں گی۔

راجہ۔ مگر اسے حکمت عملی سے نکالنا۔ اور زیادہ زور یا دباؤ نہ ڈالنا۔ کیونکہ زیادہ مجبور کرنے سے وہ ضرور برا منائے گی۔ اور گندھربوں تک خبر پہنچ جائے گی تو ایک نئی بلا ہم پر اور آئے گی۔

(راجہ چلا گیا)

(رانی شودیشنا اپنے بھائیوں کی یاد میں گریہ زاری کر رہی ہے)

نوحہ۔ (سوہنی)

کون کہے گا ہائے اب بہن مجھ کو میں کہوں گی کس کو پکار بھائی
مٹا آج نشان ماں باپ کا بھی کیسے ملوں گی تمھیں پیارے بھائی
باغ ہرا بھرا میرا اُجڑ گیا سارے لٹ گئے عیش بہار بھائی
مجھے کسی بھی گھاٹ کا نہیں چھوڑا دھکا دے گئے بیچ منجدھار بھائی

رانی۔ اچھا خیر جہاں اتنا عرصہ رہی۔ وہاں دو ہفتہ اور رہی۔

سیرندھری۔ گانا

کروں شکر تمہارا رانی جی کر جوڑوں بار بار
ہر طرح یہاں سُکھ پایا نہیں ذرا بھی کشٹ اٹھایا من مانا پہنا کھایا
لُوٹی گھر کی سی بہار.........
کروں شکر.........
میں اگرچہ تھی اک داسی نہیں دی تکلیف ذرا سی کبھی رہی نہ بھوکی پیاسی
ایسا اچھا تھا بیوہار.........
کروں شکر.........
مجھ دین کو دیا سہارا ہنسی خوشی میں وقت گذارا۔ کروں شکریہ ادا تمہارا
ہر دم چرنوں پر نثار.........
کروں شکر.........
یہ جو کچھ ہوا بکھیڑا۔ نہیں اس میں قصور میرا۔ اسے سمجھایا بہتیرا
میرے کیا ہے اختیار.........
کروں شکر.........
جس دن یہاں سے جاؤنگی مشکل سے کل پاؤنگی گُن سدا تیرے گاؤنگی
پھر بھی تیری تابعدار.........
کروں شکر.........

تجھے سخت سست بھی کہنا ہوا۔ مذاہم تجھے ڈانٹیں گے۔ اور تیرے گندھرب تو جھینلتے ناک کاٹیں گے۔ کیوں خواہ مخواہ کی رار جگائیں۔ نہ اندھانیو تیں نہ دو بلائیں۔ نہ کسی سے جھگڑا نہ کسی سے تکرار۔ بھاری پتھر کو دور سے ہی نمسکار جتنا نہایا۔ اتنا ہی پھل پایا۔ اس لئے اب تو اپنا اور کوئی ذریعہ معاش کر۔ اور دوسرا ٹھکانہ تلاش کر۔

سرندھری۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میرا دوسرے گھر پر کیا زور ہے۔ نہ سرندھر ایسی کام چور یا حرام خور ہے۔ جس کی خدمت بجا لوں گی۔ وہاں دو روٹیاں کھالوں گی۔ مگر میری عرض تو یہ ہی ہے کہ اب تو صرف چند دنوں کی بات رہی ہے۔ عنقریب ہی میرے گندھرب آئیں گے۔ اور مجھے خود ہی یہاں سے لے جائیں گے۔

رانی۔ سرندھری! تو کچھ بھی بات بنا۔ اور کوئی بہانہ کر۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اپنا اور ٹھکانہ کر۔ کیا معلوم کس کے منہ سے تیری نسبت کچھ نکل جائے۔ اور تیرے گندھربوں کو خواہ مخواہ دھونیں کا بہانہ مل جائے۔

سرندھری۔ میرے گندھرب ایسے کمینے نہیں جو خواہ مخواہ لڑتے پھریں اور بلا وجہ کسی کے گلے پڑتے پھریں۔ اس لئے محض اسی وجہ سے مجھے گھر سے نہ نکالو۔ اور بیٹھے بٹھائے تفکرات میں نہ ڈالو۔ ورنہ اگر شتابی کروگی تو نہ صرف میرے لئے بلکہ اور نہ معلوم کس کس کے لئے خرابی کروگی۔

رانی۔ آخر کوئی میعاد۔ کچھ دنوں کی تعداد؟

سرندھری۔ بس زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ کے بعد۔

وقت تک پتہ کچھ نہیں پایا۔

کرن۔ پتہ تو ان کا پالیا۔ میرے خیال میں تو انہیں کبھی کا درندوں نے کھالیا۔

دوشاسن۔ اجی خیال کا کیا کام ہے۔ اب تو صفحۂ ہستی پر صرف ان کا نام ہی نام ہے۔

شکنی۔ جی ہاں! اب ان کی واپسی کی اُمید کرنا محض نادانی ہے۔ ہاں اگر آپ کی ان پر زیادہ ہی مہربانی ہے۔ یعنی اگر آپ کی آنکھوں میں کچھ فالتو پانی ہے۔ تو ان کے لئے دو چار آنسو ڈال دو مگر ان کی زندگی کا خیال تو دل سے بالکل نکال دو۔

دریودھن۔ بالفرض محال اگر وہ نہ بھی موئے۔ اور زندہ بھی ہوئے۔ تب بھی ہمارے لئے کیا فکر کی بات ہے۔ کیونکہ ایک عرصہ سے ان کی بھیک مانگے ہوئے ٹکڑوں پر بسر اوقات ہے۔ جو شخص پیٹ سے بھوکا مرے۔ اسکی کیا طاقت ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے۔

بھیشم پتامہ۔ تم کس خیال میں ہو۔ ذرا عقل کے ناخن لو۔ پانڈو اور انہیں درندے کھالیں؟ اگر تمہارا خیال درست ہو تو ہم مونچھیں کٹا لیں۔

کرن۔ آپ کا منطق بھی عجیب واہیات ہے۔ بھلا اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟

دریودھن۔ (کرن سے) اجی تم ان کو تو ان کے حال پر ہی رہنے دو۔ جو کچھ یہ کہتے ہیں۔ کہنے دو۔ آخر عمر کا بھی تو تقاضا ہے۔ آج زندہ ہیں تو کل جنازہ ہے۔

درونا چاریہ۔ (بھیشم پتامہ سے) جس کے مزاج میں اتنی خود پسندی ہے۔ اس

بارھواں نظارہ

پہلا سین

ہستناپور میں دریودھن کی چنڈال چوکڑی

نرتکاؤں کا گانا (بطرز: ہائے مجھے درد جگ نے ستایا)

شاہا تیرا رتبہ ہو دم دم سوایا
کوئی کتنا ہی شیر کیا سب کو ہی زیر
سہاگ ایشور نے ایسا بڑھایا
شاہا تیرا رتبہ......

اودے سے است تلک راج ہے چکرورتی
جس طرف چلیں قدم کانپتی تھر تھر دھرتی
نہ ہر وقت یہاں آن کے پانی بھرتی
دو گھڑی موت بھی سامنے نہیں آتی ڈرتی
کبھی کسی سرکش نے سر نہ اٹھایا
شاہا تیرا رتبہ......

ناٹک

دریودھن۔ تیرھواں سال بھی تقریباً ختم ہونے کو آیا۔ مگر پانڈوں کا اس

مجھے ہی ہے خبر کہ میں کہاں جا جا کے بھٹکا تھا

میں اپنے آپ کو بس آج سے زندہ سمجھتا ہوں
ابھی تک زندگی اور موت کے درمیان لٹکا تھا

نہیں سنسار میں ان کا رہا نام و نشاں باقی
دیا میں نے انہیں بس ایک معمولی سا جھٹکا تھا

ناٹک

شکر ہے پرمیشور کا ان کمبختوں کی ہستی ٹھکانے لگی۔ یہ خبر سنتے ہی ذرا شانتی سی آنے لگی۔ آج نیند بھر سوؤں گا۔ اور پیٹ بھر کھاؤں گا۔ اب کسی بیرونی دشمن کا خیال تک بھی دل میں نہ لاؤں گا۔ وہ بھی اپنی دانست میں موت کو بغل میں دبائے پھرتے تھے۔ نہ ڈرے مرتے تھے نہ ڈرانے دیتے تھے۔ گویا دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ آخر مرے بھی تو ایسی بُری موت مرے کہ پرمیشور کسی دشمن کے سامنے ایسی نہ کرے۔ ہائے تمہارے اپنجان کی ایسی تیسی۔ موت بھی ملی۔ تو ہائے ہوئی ایسی۔ چلو جو کچھ ہوا اچھا ہوا ان باتوں پر ڈالو خاک خس کم جہاں پاک۔

سوشرما۔ مہاراج! جب تقدیر یاوری کرتی ہے۔ تو خدائی بھی انسان کا پانی بھرتی ہے۔ یہ اور خوشخبری سنئے کہ براٹ کا مشہور سپہ سالار یعنی راجہ براٹ کا سالا کسی نامعلوم شخص نے رات کو مار ڈالا۔ اب براٹ کی سلطنت بالکل سونی ہے۔ اور آپ کی ترقی رات چوگنی اور دن دونی ہے۔ یعنی ہر طرح آپ کی چاندی

کے منہ لگنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ آپ اس ذکر کو ہی جانے دو۔ اور انہیں اپنی من مانی کھچڑی پکانے دو۔

ایک مہاسدس۔ مہاراج ازمین کا چپہ چپہ چھان ڈالا۔ پرتھوی کے گز بن گئے۔ پھرتے پھرتے پاؤں چھلنی ہو گئے۔ پہاڑ کھود ڈالے۔ کنوؤں میں جال ڈال لیے۔ کیا بستی اور کیا بیابان اور کیا زمین اور کیا آسمان۔ غرضیکہ جہاں نہیں کرنا تھا وہاں تلاش کر لیا۔ پھرتے پھرتے بدن کا ستیاناش کر لیا۔ مگر پانڈوں کی کہیں بو تک نہیں پائی۔ آخر مایوس ہو کر واپسی کی ٹھہرائی۔ جہاں تک میرا قیاس ہے اب تو ان کا دوسرے جہان میں نواس ہے۔

دریودھن۔ گانا

بہت مشکل سے نکلا ہے جو کانٹا دل میں اٹکا تھا
ہوا ہیں بے فکر ان سے کہ جن کا مجھ کو کھٹکا تھا
شکر ہے کہ رقیبوں کی ٹھکانے لگ گئی مٹی
جو میرے سامنے مرتے تو یہ بھی ایک لٹکا تھا
نہیں آتے تھے مرنے میں بہت میں کر چکا کوشش
زہر بھی دے چکا تھا اور دریا میں بھی پٹکا تھا
بہت دن تک اٹھا یا تھا زمین و آسمان سر پر
کال کہا تو بہت دن سے نہ ان کے پاس پھٹکا تھا
میں مرتا تھا نہ جیتا تھا زہر کے گھونٹ پیتا تھا

کہیں جھکیے تاج کہیں ٹِکے راج. سب سدھ کاج ہوں مہاراج
سب آ کے آج ہو کر محتاج یہاں دیں خراج تب رہے لاج
پرجا ساری نر اور ناری کر کے نچھاور تن من دھن
دھنیہ دھنیہ ہو چھتر پتی تم دھن ہو چھتری کل بھوشن
بار بار جسونت سنگھ نے بھی نو رائیش گایا
راجہ نو رائیش.........

ناٹک

چوبدار۔ پرتھوی ناتھ! شہر کے بہت سے گھوسی دربار میں کوئی فریاد لیکر آئے ہیں
راجہ۔ ابھی جاؤ۔ اور ان فریادیوں کو ہمارے سامنے لاؤ۔
(دربان جاتا ہے! اور گھوسیوں کو ہمراہ لیکر آتا ہے)

گھوسیوں کا گانا

ہر و بہت بھیو نقصانؔ۔ ہر و بہت بھیو نقصان
چھین لیئے سب ڈھورؔ ہمارے مچو بڑا گھمسان
ہر و بہت بھیو.........
مار مار چھین لیو سگرو ہی مال تال۔ اپنے گلیمؔ جا کی آنکھیں بڑی لال لال
ڈال ڈال تیر کمان.........

۱؎ نقصان ۲؎ مویشی ۳؎ غنیم

ہے اور اگر ذرا ہمت کرو۔ تو براٹ کی سلطنت آپ کی زر خرید باندی ہے۔

دریودھن۔ واہ واہ چُپڑی اور دو دو۔ ہاں کیوں نہیں نہیں دی ہیں لو لو۔ یہ ہیں تقدیر چڑھی کی باتیں۔ خوشی کے دن اور جشن کی راتیں۔ کہاں تو وہ دن تھے کہ کھانا پینا حرام۔ کہاں یہ دن کہ چاروں طرف سے خوشی کے پیغام۔ پانڈووں کی موت کے ساتھ کیچک کی موت کی خوشخبری بھی بڑی بھاری ہے۔ ہستناپور کا تو واحد مالک ہو ہی گیا۔ اب براٹ کی سلطنت بھی یقیناً ہماری ہے۔

دوسرا سین

راجہ براٹ کا دربار

نرتکاؤں کا گانا (طرز۔ راجہ جوبن برسن لاگے)

راجہ تو رایش جگ چھایا رہے۔ جُگ جُگ قائم تخت تاج

راجہ تو رایش ....

جہوں اور دیس کھنڈ کھنڈ میں چمکے ڈنکے نام آپ کا راجن پت مہاراج

فتح آپکے قدم چومتی رہے ساتھ ہر لحظہ دھرم بجیں نقارے سدا دہلے کر ڈھم کر ڈھم کر ڈھم

گیانی دانی اور لاثانی ادھیراج پد پایا

راجہ تو رایش ....

راجہ۔ ارے سوشرما احسان فراموش! تجھے کیچک کے مرتے ہی بھر آگئی ہوش۔ خیر ابھی فوج تیار کرتا ہوں اور اس بے ایمان کو گرفتار کرتا ہوں۔

کنگ۔ مہاراج! فکر کرنا بیکار ہے۔ اگر کیچک نہیں تو بندہ سرفروشی کے لئے تیار ہے۔ صرف مہاراج کے حکم کا انتظار ہے۔

راجہ۔ جب ایسی خطرناک صورت ہے۔ تو ہمارے حکم کے انتظار کی کیا ضرورت ہے۔ فوراً جنگی بگل بجاؤ۔ اور جلدی اپنی فوج سجاؤ۔

سوشرما سے مدبھیڑ

راجہ۔ (للکار کر) ارے بے شرم ادھرمی! اس قدر بے شرمی؟ بزدل تجھے کتنی دفعہ پکڑ پکڑ کر آزاد کیا۔ مگر تو نے میرے احسان کو اس طرح بھلا دیا؟

سوشرما۔ وہ دن گئے۔ ان پچھلی باتوں کو بھاڑ میں ڈالو۔ اب تو اپنی جان بچانے کا کوئی ذریعہ نکالو۔ قبر میں پاؤں لٹک رہے ہیں۔ دو چار سانس نہ معلوم کہاں اٹک رہے ہیں۔ اجی جناب والا! اب بلاؤ کہاں ہے وہ آپ کا سالا؟

راجہ۔ (تلوار چلا کر) او نیچ آتم گھاتی! تجھے اب تک بھی غیرت نہیں آتی۔ بجائے اس کے کہ تو میرا اپکار مانے۔ اور میرے احسان کو جانے۔ الٹا سر پر چڑھا آتا ہے اب دیکھتا ہوں کہ تو کتنے تیر چلاتا ہے؟

سوشرما۔ (کمند ڈال کر) ارے پیر فرتوت۔ بس دیکھ لی تیری کرتوت۔ اب فضول ہیکڑی نہ جتاؤ۔ ذرا چل کر قید خانہ کی ہوا کھاؤ۔

(سوشرما راجہ براٹ کو قید کر کے لے گیا)

ہمرو بہت کھیو..........

کاہو کو مار ڈالو مونڈ واکو توڑ توڑ۔ کاہو کو گھائل کئے سیس واکو پھوڑ پھوڑ

چھوڑ چھوڑ بھگے مکان.........

ہمرو بہت کھیو..........

ڈھور کوئی چھوڑ دو ناہیں چھین لیو۔ اب ایک ایسی بار ماری چین پڑت ناہیں سک سیک

دیکھو دیکھو بھئے حیران..........

ہمرو بہت کھیو............

ناٹک

مہاراج! دہائی ہے۔ آج تو ہمری بڑی درگت بھئی ہے۔ مار مار کر گھائل ہیں بسواکیو دیوا اور ہمرو سگرا ڈھور جبر جستی چھین لیو۔

راجہ۔ وہ ہیں کون بے ایمان۔ آخر کوئی پتہ نشان؟

گھوسی۔ مہاراج! ہم کہا جانت ہیں کہ کون ہیں۔ ہمرے تو مائی باپ تون ہیں۔

اجیتی۔ مہاراج! غضب ہو گیا۔ وہی احسان فراموش سوشرما آفت مچا رہا ہے اور آپ کی پرجا کو لوٹتا چلا آ رہا ہے۔

گھوسی۔ ہاں مہاراج! اباہی سُسرما یاہی سُسرما بس ہمر ابھی یاہی چور ہے۔ اور یا کے پاس ہی ہمر اسگرا ڈھور ہے۔ سُسرما مہاراج! سُسرما۔

کنگ۔ ہاں! دشمن کو قتل کرنے کی نسبت آزاد کرنے میں مزا ہے۔
ملوؔ۔ (سوشرما کا کان پکڑ کر) ذرا فالن ہوجائیے اور اپنی قواعد پریڈ دکھلائیے۔
(ملو کا سوشرما کو کان پکڑ کر اٹھانا بٹھانا اور ایک لات مار کر آزاد کردینا)

راجہ براٹ کا محل
رانی سودیشنا اور اتر کمار

اتر کمار۔ گانا

گھیر لیا ویراٹ آج دشمن نے سارا ری

پہلے تو دشمن نے چھاپا اُدھر سے مارا ری ۔ اب آگیا اس طرف بجاتا ہوا نقارہ ری

گھیر لیا ویراٹ.........

خبر نہیں اس طرف کون جیتا یا ہارا ری ۔ نہیں حال معلوم مرے یا دشمن مارا ری

گھیر لیا ویراٹ.........

پتا چلے گئے اُدھر مجھے بیتا ہیں ڈارا ری ۔ اب کیا کروں علاج نہیں بس چلے ہمارا ری

گھیر لیا ویراٹ.........

نہیں بھاگتے بنے نہ بیٹھے چلے گذارا ری ۔ چھوڑ چلیں گھر بار اور کچھ چلے نہ چارا ری

گھیر لیا ویراٹ.........

کنگ۔ تو! افسوس ہے کہ تمہاری موجودگی میں راجہ قید ہو جائے۔ اور تمہارا خون اس قدر سفید ہو جائے۔ یہی تو نمک حلالی کا وقت ہے۔ ابھی جاؤ۔ اور فوراً اپنے مالک کو قید سے چھڑا کر لاؤ۔

ملوّ۔ (ایک درخت اکھاڑ کر) ابھی جاتا ہوں۔ نہ صرف راجہ ہی کو آزاد کراتا ہوں۔ بلکہ سوشرما کو بھی گرفتار کر کے لاتا ہوں۔

کنگ۔ یہ کیا خرابی کرتے ہو اور قبل از وقت ہی ظاہر ہونے کی شتابی کرتے ہو؟ اس درخت کو یہیں ڈالو۔ اور کوئی دوسرا شستر اٹھا لو۔

ملوّ۔ بیشک ابھی کچھ دن تک ہم نے اور پوشیدہ رہنا ہے۔ مگر یہ تو ایک بالکل معمولی درخت کا ٹہنا ہے۔

کنگ۔ تمہارے نزدیک یہ درخت کا ٹہنا ہے۔ مگر دیکھنے والوں نے تو تمہیں بھیم ہی کہنا ہے۔

ملوّ۔ (تلوار اٹھا کر) بس ایک تلوار کافی ہے۔ اور سوشرما کے لئے اس کا ایک ہی وار کافی ہے۔

(ملو کا جانا۔ اور راجہ براٹ کو آزاد اور سوشرما کو گرفتار کر کے لانا)

ملو۔ سوشرما حاضر ہے۔ فرمائیے اس کو کیا ڈنڈ دینا چاہیئے؟

کنگ۔ اگرچہ ایسے احسان فراموش کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنا سخت بے انصافی ہے۔ مگر اس وقت اس کے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے کہ اس کو کان پکڑ کر دس دفعہ اٹھایا جاوے اور دس دفعہ بٹھایا جاوے۔

ملوّ۔ بھلا یہ بھی کوئی سزا ہے؟

اگرچہ میری جان ہی تم ہو تم ہی میرے پران	لیکن اتنا تو نہیں پیارا جتنی پیاری آن
بیٹا کیوں ......
ایسی تیغ چلاؤ رن میں مچ جائے گھمسان	یا دشمن کو جیت کے آنا یا ہونا بلیدان
بیٹا کیوں ......

ناٹک

بیٹا! میرے پاس آکر ٹسوے بہانے سے کیا فائدہ ہے۔ دشمن کا ہمیشہ یہی قاعدہ ہے کہ جس طرف وہ میدان خالی پاتا ہے اسی طرف بڑھ آتا ہے، مگر تو یہ مردانگی دکھلاتا ہے کہ دشمن سے ڈر کر میری گود میں گھسا آتا ہے۔ گویا دانت نکلوا کر دودھ پینا چاہتا ہے۔ میرے بیٹا! بہتیرے دن میری گود میں لیٹا۔ اب بھی شاید اسی امید پر آیا ہوگا۔ مگر یاد رکھ کہ اب تیرے سر پر میرے ہاتھ کا نہیں بلکہ تلواروں کا سایہ ہوگا۔

اتر کمار۔ ماتا جی! مجھے اتنا تجربہ کہاں ہے کہ اتنے ٹڈی دل کا مقابلہ کروں۔

رانی۔ تجربہ گود میں بیٹھنے سے نہیں۔ بلکہ رن بھومی میں جانے سے ہوگا۔ حوصلہ تلوار کمر میں باندھنے سے نہیں۔ بلکہ میدان میں جانے سے ہوگا۔

اتر کمار۔ افسوس! کہ آپ مجھے جان بوجھ کر موت کے منہ میں ڈالتی ہیں کیا ماتائیں اسی لئے سنتان کو پالتی ہیں۔

رانی۔ گانا

کچھ تو دو مشورہ کروں میں کیا بیچارہ ری | کچھ تو اپنا فکر مجھے کچھ فکر تمہارا ری

گھیر لیا دیراٹ.......

ناٹک

ماتاجی! غضب ہو گیا۔ پتاجی کو یدھ میں رکا ہوا دیکھ کر دشمن دوسری طرف سے چڑھا آتا ہے۔ اور دم بدم براٹ کی طرف بڑھا آتا ہے۔ گویا دشمن پہلے سے ہی ہمارے لئے سامان جنگ تیار کر رہے تھے۔ اور صرف ماموں کیچک کی موت کا انتظار کر رہے تھے۔ سخت حیران ہوں کہ اب میں کیا کروں۔ اور کس طرف سے غنیم کی روک تھام کروں۔

سودیشنا۔ گانا (ٹوڈی آساوری)

بیٹا کیوں ہو رہے حیران | ایسی باتیں کرکے چھتری کل کی کرو نہ ہان

بیٹا کیوں.......

نہیں دودھ پیتا بچہ تو نہیں بالک نادان | نہیں دودھ کے ٹوٹے پھر کس دن ہوگا جوان

بیٹا کیوں.......

کبھی بڑھ بالک نہیں جی تی چھتری کی سنتان | یوں ڈرتا ہے گویا ادھاری لیکر آیا جان

بیٹا کیوں.......

کایرپن کو چھوڑ دے بیٹا اٹھا تیر کمان | لیکر اپنی سینا جلدی پہنچو میدان

بیٹا کیوں.......

آئے گا۔ نہ تو مقابلہ پر جائے گا۔ ارے باؤلے! یہ تونے کیا بے ڈھنگی بات کہی۔
اگر وہ سارتھی نہیں تو دوسرا سہی۔

سرندھری۔ اگرچہ میرا درمیان میں بولنا دخل در معقولات ہے۔ کیونکہ یہ آپ کی آپس کی بات ہے۔ مگر کہہ ہی دیتی ہوں۔ کہ اتنی بات کے لئے جھگڑنا بے سود ہے۔ اگر سارتھی کی ضرورت ہے تو آپ کے گھر میں موجود ہے۔

اترکمار۔ کیا نام؟

سرندھری۔ برہنلا۔

اترکمار۔ برہنلا ہیجڑا۔

سرندھری۔ ہاں وہی ہیجڑا۔

اترکمار۔ واہ واہ! برہنلا کی تم نے ایک ہی کہی۔ اب تو کوئی کسر ہی نہیں رہی جب برہنلا ہیجڑا میرے ساتھ ہے۔ تو پھر بلا شک میدان میرے ہاتھ ہے۔ اری بے عقل! وہ میدان جنگ ہے یا راگ رنگ کی محفل!

سرندھری۔ اس کے ہیجڑے پن پر نہ جائیے۔ بلکہ کوئی موقعہ دے کر اس کے جوہر ملاحظہ فرمائیے۔ ہے تو ہیجڑا۔ مگر ویسے بڑا دلیر اور بانکا ہے۔ اور اس نے بہت سی لڑائیوں میں ارجن کا رتھ ہانکا ہے۔ اب آپ اندازہ لگالیں کہ جو شخص ایسے شور بیر کی رتھبانی کر سکتا ہے۔ وہ آپ کے لئے کیا کچھ آسانی کر سکتا ہے۔

اترکمار۔ میرے خیال میں تو ایک ہیجڑے سے ایسی اُمید رکھنا بڑا اچنبھا ہے۔

رانی۔ مگر اس کو بلا کر دریافت کرنے میں کیا ہرج ہے۔ ممکن ہے کہ

کیا تجھے جنما تھا اس دن کے لئے	دُکھ اُٹھائے مفت ہیں کن کے لئے
منہ نہ دیکھوں گی میں اس اولاد کا	سامنے آنا نہ اک چھن کے لئے
بھاگ کا بھاگا آیا میری گود میں	گود چاہیئے تجھ سے کم رن کے لئے
نام میرا اس نے روشن کر دیا	کشٹ میں نے تھے سہے جن کیلئے
مل گیا حق پرورش کا سب مجھے	میں نے تو یہ دن تھے گن گن کیلئے
پالنے جھولے گا میرا لاڈلا	ڈال دو جھولا کوئی ان کے لئے

ناٹک

ارے بزدل! اگر یہی دلیری دکھائے گا۔ تو یہ راج آج نہ گیا کل جائے گا۔ بھلا دوسروں کے بھروسے پر اسے کب تک بچائے گا۔ افسوس! کہ میں نے تیرا نو مہینے یونہی بوجھ اُٹھایا۔ اور تجھ کو جن کر اپنی کوکھ کو داغ لگایا۔ ایسے نالائق بیٹے سے تو اگر بیٹی جنتی۔ تو کسی کے گھر کی شوبھا تو بنتی۔ ہائے ہائے ایسی بیحیائی؟ نرلج! تجھے غیرت نہیں آئی؟ کہ تیرا بوڑھا باپ تو اس اوستھا میں تلوار پکڑ کر لڑے۔ اور تو دشمن سے ڈر کر گھر میں آپڑے۔

اتر کمار: میں تو آیا تھا مشورہ لینے۔ آپ لگ گئی طعنے دینے۔ خوف یا ڈر کا تو مجھے بالکل بھی شان گمان نہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس وقت میرے پاس کوئی قابل رتھبان نہیں۔ میرا سارتھی گذشتہ سال لڑائی میں مارا گیا۔ باقی ایسے ہیں کہ جن سے گھوڑے کا لگام بھی نہیں سہارا گیا

رانی: یہ تو وہی بات ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچے گی۔ نہ وہ سارتھی

ہوا ہے کہ تم اس فن میں پورے مشاق ہو یعنی رتھبانی کے کام میں پورے طاق اور شہرہ آفاق ہو۔ تمہیں صرف اسی لیئے بلایا ہے کہ آڑے وقت میں ہمارے کام آؤ۔ اور اترکمار کے ساتھ یدھ میں جاؤ۔

برہنلا۔ اے بائی ارام دوہائی۔ آپ نے یہ کیا بات فرمائی۔ بھلا ہیجڑوں نے کہاں کہاں تلوار چلائی۔ اور کس کس پر فتح پائی؟

رانی۔ یا تو سیرندھری جھوٹ بولتی ہے یا تم؟

برہنلا۔ ہاں! یہ بکھیڑا اسی پھیلا گئی آلو کی دُم۔

رانی۔ میرا تو خیال ہے کہ اس کا کہنا بالکل صحیح ہوگا۔

برہنلا۔ خیر اس نے جیسا دیکھا ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔ شاید بندی کبھی ارجن کا رتھبان رہی ہوگا۔

اترکمار۔ بس تو اب باتوں باتوں میں وقت نہ گنواؤ۔ جلدی جا کر رتھ تیار کراؤ۔ اور فوراً جنگی بگل بجاؤ۔

(برہنلا کا رتھ تیار کروانا۔ اور اترکمار کو لیکر فوراً میدان جنگ میں آنا)

تیسرا سین

میدان جنگ

اترکمار۔ ارے باپ رے! اس قدر کثیر تعداد؟

اس کی بات صحیح ہو۔

اتر کمار۔ تعجب ہے کہ تم بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہو۔

رانی۔ سرندھری! تو جا اور برہنلا کو میرے پاس بھیجدے۔

سرندھری۔ بہت بہتر۔ (سرندھری کا جانا اور برہنلا کو لانا)

برہنلا۔ اے میری سرکار! میں صدقے میں بلہار۔ اس ناچیز بے تمیز بخت ہیٹر کو کیسے یاد فرمایا؟

رانی۔ برہنلا! اس وقت نہایت خطرناک صورت ہے۔ اس لئے کنور کو تمہاری امداد کی سخت ضرورت ہے۔

برہنلا۔ اے تو مجھے کیا انکار ہے۔ بندی ہر طرح تابعدار ہے۔ فرمانبردار ہے۔ جان نثار ہے۔ آپ کی نمک خوار ہے۔ خدمت کے لئے تیار ہے۔ اگر کنور جی کے دشمنوں کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ تو مجھے گانا سُنانے میں کیا اعتراض ہے ٹھمری۔ ٹپہ۔ غزل۔ قوالی۔ سورٹھ۔ بھیرویں۔ پرچ۔ بھوپالی سارنگ۔ بروا۔ دیش کیدار۔ ہنڈول۔ دیپک۔ میگھ ملہار۔ غرضیکہ جس قسم کی راگ راگنی سُننے کو دل چاہتا ہے۔ بندی ابھی سُناتا ہے۔

رانی۔ برہنلا! یہ وقت ہنسی دل لگی کا نہیں۔ بلکہ تجھے کسی خاص مطلب کے لئے بلایا ہے۔

برہنلا۔ اے کچھ بات تو منہ سے نکالئے۔ جو کچھ کہنا ہے جھٹ پٹ کہہ ڈالئے۔

رانی۔ شاید تجھے معلوم ہوگا کہ برات پر غنیم چڑھا آرہا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اتر کمار کو ایک لائق رتھبان کی ضرورت ہے۔ سرندھری کی زبانی معلوم

برہنلا۔ اگر تجھ کو اتنی ہی پیاری تھی جان — تو جھک مارنے کو تھا آیا یہاں
اترکمار۔ مجھے اس جگہ پر نہیں تھا معلوم — کہ ہے پاس دشمن کے اتنا ہجوم
برہنلا۔ تو باتیں بناتا تھا اتنی وہاں — یہاں آتے ہی آ گئی یاد ماں
اترکمار۔ میرے سے نہیں جاتا بالکل کھڑا — اری میری میّا مرا میں مرا

ناٹک

اترکمار۔ برہنلا! پرمیشور کے واسطے مجھے واپس لے چل۔ مجھے تو ویسے ہی کپکپی چڑھی جاتی ہے۔ اور سامنے موت کھڑی نظر آتی ہے۔

برہنلا۔ او بزدل! تو نے اپنی شرم و غیرت تو کھوئی، مگر ساتھ میری بھی لُٹیا ڈبوئی۔ تیرے ساتھ آ کر خواہ مخواہ اپنی بھی ہنسی کرائی۔ لوگ یہی کہیں گے کہ ہیجڑے اور لڑائی؟

اترکمار۔ جب تو در اصل ہی ہیجڑا ہے۔ تو تیرا ہیجڑا کہنے سے کیا گھس جائے گا۔ ہاں اگر تو زیادہ ضد کرے گا۔ تو جینے کے ساتھ ٹھُن بھی پس جائے گا۔

برہنلا۔ ارے بے اوقات! گھوڑوں کی باگیں سنبھال اور دیکھ ہیجڑے کے ہاتھ!

اترکمار۔ تو یہیں ٹھہر۔ میں تیرے لئے ابھی رتھبان بھجواتا ہوں۔

برہنلا۔ ہاں میرے لئے تو رتھبان بھجوائے گا۔ اور تو جا کر ماں کی گود میں بیٹھ جائے گا۔

اترکمار۔ معلوم ہو گیا کہ تجھے میری جان گنوا کر ہی صبر آئے گا۔

برہنلا ۔ کیوں! ابھی سے آگئی نانی یاد۔

اتر کمار ۔ پرمیشور کے واسطے رتھ واپس لے چلو۔ میری تو مارے دہشت کے جان نکلی جارہی ہے۔

برہنلا ۔ ارے کل کلنک! تجھے اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے؟ اگر یہی ہمت تھی۔ تو گھر سے کیا جھک مارنے آیا تھا۔ اور مجھے کاہے کو ساتھ لایا تھا بھلا مانس ہے تو سیدھا ہو لے۔ خبردار! اگر تو نے شستر کھوئے۔

اتر کمار اور برہنلا کا مشترکہ گانا

اتر کمار ۔ رحم کر رحم تو میری جان پر
نہ کر ظلم تو مجھ سے نادان پر

برہنلا ۔ اوکائر تجھے کیا ہوا ہے بھرم
نہیں بھاگ کر جانے آتی شرم

اتر کمار ۔ نہیں میرا آگے کو اٹھتا قدم
نہیں آگے ہوا پہنچا ملک عدم

برہنلا ۔ مجھے صاف ہوتا یہ پرتیت ہے
کہ اس یدھ میں تیری ہی جیت ہے

اتر کمار ۔ میں باز آیا اس جیت اور ہار سے
مری جان جائیگی اک وار سے

برہنلا ۔ نہ اپنی زباں پر تو لا یہ ذکر
نہ کر جان اپنی کا مطلق فکر

اتر کمار ۔ مجھے ہو رہی بوجھ اک اک گھڑی
بلا تیری جانے تجھے کیا پڑی

برہنلا ۔ اگر تجھ کو لڑنے سے انکار ہے
تو تو ہے ادھر میری تلوار ہے

اتر کمار ۔ نہ ہوئی ختم یہ اگر اور ہمگر
سنبھال اپنا رتھ میں تو جاتا ہوں گھر

برہنلا ۔ بھلا بھاگ کر جائیگا تو کہاں
بنا دونگا میں تیرے ٹکڑے یہاں

اتر کمار ۔ تجھے یدھ کر نیکی مستی چڑھی
مجھے موت دکھتی ہے سنمکھ کھڑی

دریودھن۔ اجی آپ نے بھی کمال کر ڈالا کس کے چرن اور کون چھونے والا۔

درونا چاریہ۔ دریودھن! یہ تیری بھول ہے۔ میرا خیال پتامہ جی کے بالکل انکول ہے۔

دریودھن۔ مجھے تو آپ کی باتیں سُن سُن کر سخت تعجب آ رہا ہے۔ آخر وہ کونسا خیال ہے۔ جو آپ کے دل میں سما رہا ہے؟

بھیشم۔ سچ پوچھتا ہے؟

دریودھن۔ ہاں! ہاں!! سچ۔

بھیشم۔ میرا یہ خیال ہی نہیں۔ بلکہ نشچت بات ہے کہ یا تو یہ خود ارجن ہے یا ارجن اس کے ساتھ ہے۔

دریودھن۔ واہ واہ! پھر تو خوشی منایئے۔ ہاں اور کیا چاہیئے۔ یا تو وہ ہمارے ہاتھ سے مرے گا۔ ورنہ تیرہ سال کے لئے پھر بن کی سیر کرے گا۔

بھیشم۔ وہ کیوں؟

دریودھن۔ ہم نے اس کو میعاد کے اندر پہچان لیا۔

کرن۔ بیشک ہمارے دونوں طرح پوبارہ۔ یا تو جلا وطن کیا یا یدھ میں مارا۔

بھیشم۔ حساب دانی میں تمہیں بھی کمال ہے۔ ذرا ہوش کرو۔ یہ چودھواں سال ہے۔

دریودھن۔ اجی دیکھا جائے گا جب کوئی حساب کرنے آئے گا۔ لینا دینا تو ہمارے ہاتھ ہے۔ دو چار دن کا فرق ڈال دینا بھی کوئی بڑی بات ہے؟ اس کے علاوہ اس بات کا بھی کونسا پختہ اطمینان ہے محض

برنہلا - ایسی باتیں کرتا ہے۔ گویا موت کو ہر وقت ساتھ ہی لئے پھرتا ہے۔

مقابلہ

کرن - ہوشیار ہو جاؤ۔ اور مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ براٹ کی فوج میدان میں آگئی۔

دریودھن - کچھ معلوم ہے کہ فوج کا کون سپہ سالار ہے؟

کرن - غالباً راجہ براٹ کا بیٹا اترکمار ہے۔

دریودھن - تب کیا جنتا ہے۔ اس بیچارے کل کے چھوکرے کی کون گنتی گنتا ہے۔

برنہلا - (تیر چھوڑ کر) ساودھان ہو جاؤ۔ ذرا دیکھ کر قدم بڑھاؤ۔

بھیشم پتامہ - ہیں یہ کیا بات؟ کہ پہلا ہی تیر میرے پاؤں چھوتا ہوا زمین میں پیوست ہو گیا۔

درونا چاریہ - یہی معاملہ میرے ساتھ ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب مقابلہ زبردست ہو گیا۔

دریودھن - کیوں! کیا ذکر ہے؟ کس بات کا فکر ہے؟

بھیشم - اب یہ معاملہ ذرا قابل غور ہے۔ یہ اترکمار نہیں۔ بلکہ اس کا پشت پناہ کوئی اور ہے۔

دریودھن - آپ کس بات سے اتنے حیران ہوئے ہیں؟

بھیشم - اس بات سے کہ تیر کے ذریعہ میرے کسی نے چرن چھوئے ہیں۔

ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس لڑائی کا انجام تیرے لئے باعث زوال ہے۔

دریودھن۔ (درونا چاریہ سے) آچاریہ جی! آپ کہئے؟

درونا چاریہ۔ بس کچھ نہ پوچھئے۔ چپکے ہی رہیئے۔ اب ہمیں یہاں سے اٹھواؤ اور جلدی کسی ٹھکانے پر پہنچاؤ۔ بہتیری لڑائیاں لڑیں۔ بہت سی معرکہ آرائیاں دیکھیں۔ مگر ان تیروں کی تو مار ہی کچھ نرالی ہے۔ گویا میری ایک ایک رگ بیندھ ڈالی ہے۔

برنہلا۔ ابھی سے کیا گنتی کرتا ہے۔ شام تک دیکھنا کون کون موت کے گھاٹ اُترتا ہے۔

{برنہلا کا ایک پُرجوش حملہ کرنا۔ دریودھن کی فوج کے پاؤں اُکھڑ جانا اور برنہلا کا اتر کمار کو ساتھ لیکر فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے براٹ میں واپس آنا}

چوتھا سین

براٹ میں جشن

نرتکاؤں کا گانا

اے راجن جشن شاہانہ مُبارک ہو مبارک ہو
فتح کے جھنڈے لہرانا مُبارک ہو مُبارک ہو

انومان ہی انومان ہے۔

{ برہنلا کی طرف سے ایک پُرجوش سنکھ کی آواز
آنا اور دونوں لشکروں کا بالمقابل ڈٹ جانا }

کرن۔ (گرجتا ہوا) ارے اُتر! بڈھے باپ کے اکلوتے پُتر۔ سمجھ میں یہ ڈھٹائی۔ کہ کل کا چھوکرا۔ اور کرن سے زور آزمائی؟ بھاگ جا۔ کیوں بن آئی موت مرتا ہے۔ اور اس بیچارے بڈھے باپ کو لاولد کرتا ہے۔

برہنلا۔ (تیر برساتا ہوا) واہ رے دنیا کی زندگی اور موت کے ٹھیکیدار! تیری مٹھی میں تو بند ہے اُتر کمار؟

کرن۔ (تیروں کی بوچھاڑ سے گھبراتا ہوا) اونہہ! اونہہ! تیروں کی بوچھاڑ سے تو پتامہ جی کا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور غالباً یہ کمبخت وہی معلوم ہوتا ہے۔

دریودھن۔ اسے چاروں طرف سے گھیر ڈال لو۔ جائے گا کہاں۔ بس یہیں سنبھال لو۔

برہنلا۔ (چاروں طرف سے تیر برساتا ہوا) مجھے تو پیچھے سنبھالنا۔ پہلے اپنا آپ سنبھالو۔ یا تو مرو یا بھاگ کر جان بچالو۔

{ کرن۔ دروناچاریہ بھیشم پتامہ وغیرہ کا سخت
زخمی ہو کر گر جانا۔ اور دریودھن کا گھبرانا۔ }

دریودھن۔ کہئے پتامہ جی! طبیعت کا کیا حال ہے؟

بھیشم۔ طبیعت بہت نڈھال ہے۔ جس کی وجہ سے اب سر اُٹھانا محال

ذکوروؤں کو پسپا کرنے میں کتنی شتابی کی ہے بھیشم۔ درونا چاریہ اور کرن جیسے گنتی کے سپہ سالار جن سے موت بھی بچکے کھائے۔ ان پر میرا اترکمار فتح پائے! آمیرے ہونہار! میں تجھے کلیجے سے لگاؤں، آنکھوں پر بٹھاؤں۔

اترکمار۔ پتاجی! اس ناچیز کی کیا مجال ہے۔ یہ سب آپ کا اقبال ہے۔

راجہ۔ (درباریوں سے) ذرا خیال تو کرو کہ کہاں بھیشم اور درونا چاریہ جیسے سپہ سالار اور کہاں یہ بچہ ناتجربہ کار؟ مگر میرے شیر نے وہ کر دکھائی کہ جو آج تک دیکھنے میں تو کیا سننے میں بھی نہیں آئی۔

اہل دربار۔ ہاں مہاراج! اس میں کیا شک ہے۔ اب تو ہمارے یوراج کا جودھاجیت کی پدوی کا حق ہے۔

راجہ۔ (گنگ سے) گنگ جی! بیشک اترکمار جودھاجیت کی پدوی کا حقدار ہے۔

گنگ۔ جودھاجیت کے بجائے اگر آپ اندرجیت کی پدوی بھی دیں تو مجھے دخل دینے کا کیا اختیار ہے۔

راجہ۔ ہیں! کیا تمہیں راجکمار کی فتح سے خوشی حاصل نہیں ہوئی؟

گنگ۔ نہیں! جب آپ کو خوشی ہوئی تو مجھے آپ سے پہلے۔

راجہ۔ نہیں نہیں! میں دیر سے تمہارے تیور دیکھ رہا ہوں۔ تمام درباریوں میں کسی نے مبارکباد دی، کسی نے بدھائی۔ مگر تم نے اتنی بھی زبان نہیں ہلائی۔

گنگ۔ اگر ان دو لفظوں پر انحصار ہے۔ یعنی مبارکبادہی خوشی کا اظہار ہے تو یہ غلطی معاف کیجئے۔ میری بھی مبارکباد لیجئے۔

راجہ۔ یہ مبارکباد بھی ایک طعنہ ہے۔ اور دیدہ دانستہ ہمارا دل جلانا ہے (گنگ کے منہ پر

دیالو دین رکھشک دیش سیوک دھرم کے پالک
ہمیں یہ سایہ پدرانہ مبارک ہو مبارک ہو

رہیں دشمن سدا ایسا فتح ہر دم قدم چومے
بدھائی کی صدا آنا مبارک ہو مبارک ہو

چھتر چھایا رعایا پر رہے اس راج کی دائم
تمناؤں کا پھل لانا مبارک ہو مبارک ہو

بڑے خونخوار دشمن اور انکی فوج لشکر پر
فتح یوراج کی پانا مبارک ہو مبارک ہو

خوشی کے بج رہے ہیں شادیانے شہر میں ہر جا
مبارکباد کا گانا مبارک ہو مبارک ہو

مہاں بلوان بھیمسین ویرتاپی کلا دھاری
لیا دشمن سے ندھانہ مبارک ہو مبارک ہو

پھلو پھولو ہمیشہ یہ جشن ہوتے رہیں ہر دم
یہ حشمت تاجدارانہ مبارک ہو مبارک ہو

ناٹک

اہل دربار۔ مہاراج! آپ کا سوشرما کو نیچا دکھانا مبارک ہو۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے یوراج کا کوروں پر فتح پانا مبارک ہو۔

راجہ۔ مجھے اپنی کامیابی کی اتنی خوشی نہیں جتنی کہ اتر کمار کی فتحیابی کی ہے دیکھو

تیرھواں۱۳ نظّارہ

پہلا سین

ظہُور

{ مہاراجہ یدھشٹر براٹ کی گدی پر براجمان ہیں
ارجن بھیم نکل۔ سہدیو دائیں بائیں کھڑے ہیں }

پانڈوؤں کا گانا

دھنباد گاؤ گاؤ پربھو کے سبھی دھنباد

سب کا ہی خالق ہے سب کا ہی مالک ہے۔ سرشٹی کا پالک ہے شاہوں کا شاہ
جو شرناگت رہتا اس کے سارے سنکٹ دُور کرے
کشٹ کلیش کٹہیں اک چھن میں سُکھوں سے بھرپور کرے

دھنباد......

سب کا ہے والی۔ نہ کوئی سوالی بھی آتا ہے خالی وہاں سے کبھی
سب کا سوامی انتریامی سب کچھ جانن ہارا ہے
وہی آشرہ ہے ہم سب کا وہ ہی ایک سہارا ہے

تھپڑ مار کر) نالائق بدسلیقہ! تونے یہ گفتگو کا طریقہ کہاں سے سیکھا؟
گنگ۔ بادشاہوں کی طبیعت دو رُخی تلوار ہے جس کے آگے پیچھے دونوں طرف دھار ہے۔ نہ بولتے بنے نہ چُپ رہے۔ کوئی کہے تو کیا کہے۔
راجہ۔ بس خاموش رہ۔ اگر زیادہ زبان چلائے گا تو سزا پائے گا۔

اہلِ دربار کی مُبارکباد۔ گانا (دادرا بھیروی)

راجن فتح ہمیشہ تیری ہمرکاب ہو
جلسے یہ دن دن ہوں پل پل ہوں چھن چھن ہوں سدن ہوں ایسے جشن پرجا بھی کرتی خوشی
مہاراج آپ چھتری کل کے آفتاب ہو
راجن فتح.........
پرجا کے مالک ہو دینوں کے پالک ہو۔ ہر گن میں ہو گُن مدھان طاقت کہاں کھولیں زبان
ویراٹ راج کل جہاں کا انتخاب ہو
راجن فتح.........
نہیں قحط سالی نہ رہے کوئی خالی۔ ہو کیسے کنگالی۔ یہاں ہر ایک مگن۔ کیا مرد و زن
سب کو نصیب ایسا راج لاجواب ہو
راجن فتح.........
راجہ مہربان۔ پرجا ہے قربان۔ تن من سے دھن سے نثار چھوٹے بڑے حاضر کھڑے
جسونت سنگھ کو کیوں نہ خوشی بے حساب ہو
راجن فتح.........

آپ کو مبارک ہو۔ آپ تو ہمارے اَن داتا اور پرتپالک ہو۔

راجہ چھما! چھما!! بھگون چھما!!! قصور معاف ہو۔ اپرادھ ہوا۔ نالائقی ہوئی۔ گستاخی ہوئی۔ جو کچھ بے ادبی آپ کی شان میں ہوئی۔ وہ نا دانستگی کی وجہ سے ہوئی۔ نہ کچھ عزت کی۔ نہ کوئی آدر بھاؤ کیا۔ بلکہ ایک معمولی اور ادنیٰ درجہ کے آدمی کا سا برتاؤ کیا۔ نہ کچھ سوچا نہ وچارا۔ بلکہ یہاں تک گستاخی کی کہ کل آپ کے روئے اقدس پر تھپڑ بھی دے مارا۔ میں اس اپرادھ کی معافی نہیں بلکہ سزا کا طلبگار ہوں (یدھشٹر کے پاؤں پکڑ کر) اور جو ڈنڈ آپ دیں خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

یدھشٹر۔ (جلدی سے اُٹھ کر) راجن! آج تک تو آپ نے میرے ساتھ کوئی ناجائز برتاؤ نہیں کیا۔ مگر اس وقت کا سلوک البتہ قابل اعتراض اور نامناسب ہے۔ مجھے آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگانا اچت ہے۔ یا آپ کو واجب۔ آپ کا تو میں جس قدر بھی احسان مانوں کم ہے۔ اور اس وقت تک نہ بھولوں گا۔ جب تک کہ دم میں دم ہے۔ کیونکہ ہماری جلاوطنی کا جو آخری سال تھا۔ وہ ہمارے لئے سخت کشمکش بلکہ زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اگر آپ ہم پر مہربانی نہ کرتے۔ تو نہ معلوم ہم کیا کیا دُکھ بھرتے۔

راجہ۔ خیر یہ تو ہوا سو ہوا۔ مگر ویرارجن بھیم نکل سہدیو کا بھی کچھ پتہ ہے۔ کہ کہاں ہیں؟

یدھشٹر۔ وہ بھی کہیں یہیں ہونگے۔ دائیں بائیں نظر ڈالو یا اپنے طویلہ گئوشالہ بھوجن شالہ اور راگ بھون سے خبر منگوالو۔

راجہ۔ ستم ہوا! دھرم راج ستم ہوا۔ آپ نے مجھ سے وہ پاپ کروایا جس کا کوئی

دھنباد.........

ناٹک

راجہ براٹ۔ (حیران ہوکر) ہیں! ہیں!! یہ کون بیوقوف ہے جس کو نہ ہمارا خوف ہے۔ نہ اپنی جان کا بھے؟

چاروں پانڈو۔ بولو دھرم راج مہاراجہ یدھشٹر کی جے۔

راجہ۔ کون دھرم راج! کس کی جے؟ سچ سچ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے؟ ~

تعجب ہو رہا مجھ کو ہے تیرے اس گدھاپن پہ
بُلاتا موت کو تو بیٹھ کر میرے سنگھاسن پر
ابھی ٹکڑے بنا دوں گا نہ چھوڑوں کھال بھی تن پر
ہوئی جرأت تجھے اتنی نہ لایا خوف بھی من پر
نہ ہے کچھ شرم اور غیرت ارے ملعون آنکھوں پر
یہ حرکت دیکھ کر اترا ہے میری خون آنکھوں پر

ارجن۔ راجن! اس قدر نہ گھبرائیے۔ ذرا غصّے کو ضبط فرمایئے۔ یہ آپ کی خوش نصیبی ہے۔ کہ آپ کا راج سنگھاسن اُس ذات اقدس سے سشوبھت ہو رہا ہے۔ جس کی عظمت۔ فضیلت۔ رحم۔ انصاف پر تمام زمانہ موہت ہو رہا ہے یعنی پانڈو کل دیپک دھرم راج مہاراجہ یدھشٹر آپ کے سنگھاسن پر جلوہ افروز ہیں۔ چونکہ آج تیرہ سال کی جلاوطنی کے بعد ان کے ظاہر ہونے کا روز ہے۔ اس لئے محض شگون کے طور پر رسم منائی ہے۔ نہ کہ آپ کا راج لینے کی ٹھہرائی ہے۔ آپ کا راج

ہیں نہیں ہے۔ آہ! راجہ دروپد کی پُتری، دیر ارجن کی دھرم پتنی جس کا تمام زمانہ عزت سے نام لے۔ اس سے میرے جیسا انسان داسیوں کا کام لے۔ مجھے تو دنیا میں آپ نے کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔ اس پاپ کا جتنا بھی ڈنڈ ملے اتنا ہی تھوڑا۔ اس پاپ کا پرائشچت سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ یا تو اس ناپاک جسم کو جلا کر خاک کر دوں (خنجر نکال کر) یا فوراً اپنے تئیں ہلاک کر دوں۔

ارجن۔ (راجہ کا ہاتھ پکڑ کر) سادھو دھان راجن! ساودھان۔ ایسا انرتھ نہ کیجیے۔ مہمان نوازی اور احسان کے الٹے ارتھ نہ لیجیے۔ ہم نے آپ کا نمک کھایا ہے۔ اور ایک سال تک آپ کے زیر سایہ آرام پایا ہے۔ ہاں ہم سے ایک ایسا قصور ہوا ہے۔ جس کی یا تو تلافی ہونی چاہیے۔ یا اس کی معافی ہونی چاہیے۔ کیونکہ آپ کا ایک قریبی رشتہ دار اور قابل سپہ سالار یعنی کیچک آپ کا سالا بھائی بھیم سین نے مار ڈالا۔

راجہ۔ اس پاپی کا تو قصور ہی ایسا تھا جس کی کوئی تلافی نہیں۔ ایک کیچک کیا اگر تمام براٹ کا تختہ اُلٹ دیا جاتا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ سزا ابھی کافی نہیں۔ اس قصور کا ذمہ دار کیچک نہیں بلکہ میں آپ کا خطاوار ہوں۔ اور جو سزا کیچک کو ملی ہے۔ میں بھی اسی سزا کا سزاوار ہوں۔ یہ بھی اس دیوی کی سہن شیلتا ہے جو ضبط کر گئی۔ اتنا بڑا اتیاچار؟ اور شربت کا سا گھونٹ بھر گئی۔ ورنہ اگر زبان سے ذرا دُر بچن نکالتی تو تمام براٹ کو بھسم کر ڈالتی۔

بدھشٹر۔ راجن! یہ آپ کا برتھا پشچاتاپ اور فضول افسوس ہے۔ کرم پھل بھوگنے میں کسی کا کیا دوش ہے۔ ان ہی کرموں کے چکر نے مہارانی تارا کو سر بازار بکوایا۔ اور ستی ساوتری اور دیوی دمینتی نے نہ معلوم کیا کیا کشٹ

بھی کفارہ نہیں۔ اب میرے لئے سوائے موت کے کوئی بھی چارہ نہیں۔ اب میں ارجن کو کیا شکل دکھاؤں گا بھیم کے سامنے کونسا منہ لیکر جاؤں گا۔ خیر میں جاتا ہوں اور اُن سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوں۔

یدھشٹر۔ آپ کہیں جانے آنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ بلکہ یہیں نگاہ دوڑائیں۔ یہ دیکھئے ارجن اور بھیم میرے دائیں اور نکل سہدیو بائیں۔

راجہ۔ (ایک ایک کے قدمبوس ہو کر) ہائے ہائے دیر ارجن میرے یہاں آ کر ہیجڑا کہلائے گدا دھاری بھیم روٹیاں پکائے۔ نکل سا بہادر گھوڑوں کی لید ہٹائے۔ اور سہدیو سا جوانمرد گوبر اُٹھائے۔

ارجن۔ یہ کوئی بات نہیں۔ وقت سب کچھ کرا دیتا ہے۔ راجہ ہرشچندر جیسے ستیہ وادیوں سے بھنگی کا پانی بھرا دیتا ہے۔ ہم نے تو آپ کے سہارے اپنی زندگی کے دن بڑے عیش و آرام سے گذارے۔

راجہ۔ خطا! خطا! میری خطا!!! خیر مہارانی دروپدی کا کچھ پتہ؟

ارجن۔ اس کا ٹھیک پتہ یا تو کیچک کو معلوم تھا۔ یا رانی صاحبہ جانتی ہوں گی۔ مگر خیال ہے کہ وہ بھی آپ کے محلوں میں کہیں چوکا برتن کرتی ہوگی یا پانی دانی بھرتی ہوگی۔

راجہ۔ کون سرندھری؟

ارجن۔ جی ہاں۔

راجہ۔ (سر پیٹ کر) انرتھ! انرتھ! مہاں انرتھ!!! افسوس کہ آپ نے مجھ سے وہ اپرادھ کرایا۔ اور اتنا بھاری پاپ میرے سر چڑھایا۔ جو آج تک دیکھنے اور سننے

اپنا ٹھکانا ڈھونڈ لے دو ایک روز میں
ہم نے تو دن بہتیرے کٹائے سرندھری

ناٹک

سرندھری! میں تیری بدولت اپنے جوان بھائیوں کو رو چکی۔ اب تو تیری منہ مانگی مہلت بھی پوری ہو چکی۔ مگر اب تک نہ تو تیرا کوئی گندھرب آیا نہ تو نے کسی کو بلایا۔ مگر تجھے کیا تیری زندگی تو بڑے عیش و آرام سے کٹ رہی ہے۔ میرے دل سے پوچھ۔ جس کی بھائیوں کے غم میں چھاتی پھٹ رہی ہے۔ اور گندھربوں کے خوف سے الگ روح گھٹ رہی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ تو خود اپنی زبان کا پاس کرتی۔ اور میرے بغیر کہے ہی اپنا کوئی ٹھکانہ تلاش کرتی۔ خیر آج کا دن تو یہاں اور آرام کر لے۔ مگر کل سے اپنا اور انتظام کر لے۔

سرندھری۔ گانا (آساوری)

آپ کا حکم مجھے منظور۔ کروں بھلا انکار کس طرح کیا میری مقدور
آپ کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔

اول تو میرا ہی دل کر رہا مجھے مجبور
پھر جب ہو گیا حکم آپ کا کیسے ہوں حضور
آپ کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔

چاہے بھیک مانگوں در در کی یوں چاہے مزدور
اک گھڑی نہیں ہوں آپکا دل کر کے رنجور
آپ کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔

اٹھایا۔ یہ آخر وقت آیا۔ کہ ان کی مصیبت بھی کٹ گئی۔ جب مہارانی تارا نے ایک ادنیٰ کم حیثیت عورت کی خدمت بجائی۔ تو آپ کی رانی کی خدمت کرنے میں دروپدی کی کون سی شان گھٹ گئی۔

راجہ۔ اچھا مجھے اب اجازت ہو۔ تاکہ میں جاکر مہارانی دروپدی سے اپنے قصور کی معافی مانگوں۔

دوسرا سین
محل

رانی۔ گانا

اتنک تیرے گندھرب نہ آئے سرندھری — یا تو نے دانستہ نہ بلائے سرندھری

مہلت جو تو نے مانگی تھی وہ ختم ہو چکی — تو نے یونہی بہانے ملائے سرندھری

رہتا ہے یہی خوف میرے دل میں رات دن — ہم نے زباں ہلائی ہم کھائے سرندھری

بیٹھے بٹھائے لے لیا کیا جان پر عذاب — تو نے ہم کس بلا میں پھنسائے سرندھری

منہ کو سیئے رکھینگے ہم یوں کب تلک بھلا — کبتک کوئی زبان نہ ہلائے سرندھری

تجھ کو پناہ دیئے کا بہت مل چکا صلہ — جتنا بنائے اتنا پھل پائے سرندھری

ناخوش ہو یا ناراض ہو بس کہہ دیا تجھے — ہم سے تجھے نہ رکھنا اب جائے سرندھری

آپ کی ناچیز خدمت گار ہوں۔ میں تو بغیر آپ کے کہنے کے بھی یہاں سے جانے کو تیار ہوں۔ بس آج ہی اپنا راستہ سنبھالوں گی۔ اور کسی کی خدمت کر کے اپنا پیٹ پالوں گی۔

رانی۔ آپ بھی کتنا غضب کرتے ہیں۔ اتنے سمجھدار ہو کر ایک داسی کے پاؤں پڑتے ہیں۔ ذرا عقل کریں۔ ہوش حواس سنبھالیں۔ ہمیں اختیار ہے جس کو چاہیں رکھیں جس کو چاہیں نکالیں۔ اس بیچاری کو کیا انکار ہے یہ تو آپ کے بغیر کہے جانے کو تیار ہے۔

سرندھری۔ نہیں مہاراج! میں خوشی سے جانے کو تیار ہوں۔ اور پھر بھی آپ کے احسان کی زیر بار ہوں۔ صرف اتنی سی بات کے لئے ایسا طریقہ اختیار نہ فرمائیے۔ اور میرے سر پر ناحق پاپ نہ چڑھائیے۔

راجہ۔ (پھر پاؤں پکڑ کر) دیوی! میرے ایسے بھاگ کہاں کہ تیرے قدم آئیں یہاں۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ سخت بھول ہوئی۔ معاف کر۔ میرا قصور معاف کر۔

رانی۔ اے تم کرتے کیا ہو؟ عقل کہاں چرنے چلی گئی؟ ہوش حواس کو کہاں گروی رکھ آئے؟ خودداری کو گھول کر پی گئے؟ کچھ نیت میں خلل تو نہیں آگیا؟ جو اس طرح خوشامد کر رہے ہو۔ اگر یہی بات ہے تو ذرا کیچک کا حشر یاد کر لینا۔

سرندھری۔ گانا

ناحق جھگڑا نہ ڈالئے سنبھالئے اپنا مکان

نہیں زبردستی رہنے کا ہے کوئی دستور مالک کو اختیار ہے دھکے دیدے بلا قصور

آپ کا حکم.........

بھولوں نہیں احسان آپ کا ہوں ہر دم مشکور ہوئی آپ کی کرپا سے یہ بپتا میری دُور

آپ کا حکم.........

رانی جی! بیفکر رہو مت کرو ذکر مذکور صبح شام ہی کر لوں گی اپنا پربندھ ضرور

آپ کا حکم.........

یہی دُعا ہے نام آپ کا ہو جگ میں مشہور رہو شاد آباد خزانے سدا رہیں بھرپور

آپ کا حکم.........

ناٹک

مہارانی جی! بیشک میری مہلت کے جو ایام ہیں وہ قریب الاختتام ہیں اگر نہ بھی ہوں تو بھی مجھے اس بحث سے کوئی سروکار نہیں. کیونکہ مجھے آپ کے حکم میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں. اور بلا آپ کی رضامندی کے ایک پل ٹھہرنے کو تیار نہیں. آپ کے احسان تو میرے سر پر بے قیمت ہیں. اور آپ کی مہربانی سے جو دن کٹ گئے وہی غنیمت ہیں.

راجہ. دسندھری کے پاؤں پکڑ کر چھما! چھما!! دیوی چھما!!! مجھ سے قصور ہوا! برا ہوا! بخش دے. میرے ان گناہوں کو بخش دے.

سرندھری. دیکھیے ہٹ کرم مہاراج! آپ یہ کیا انوچیت بیوہار کرتے ہیں اور مجھے یہاں سے نکالنے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں. آپ راجہ ہیں. اور میں

ذلیل خدمت بجالائے۔ میرا ایسا قصور ہے۔ جو نا قابل معافی ہے۔ اور اس کی سزا جتنی مجھ کو ملے۔ وہ ناکافی ہے۔

رانی۔ اے نادیکھو تو سہی۔ تمہاری تو بالکل ہی عقل ٹھکانے نہیں رہی کس کا انوچت بیوہار۔ کیسا ناواجب ستکار۔ آخر لونڈی باندیوں کو کام کاج کے لئے ہی رکھا جاتا ہے۔ اور کیا ان کا منہ دیکھا جاتا ہے۔

راجہ۔ میری عقل تو ٹھکانے نہیں رہی۔ اب تھوڑی دیر میں تیری بھی نہ رہے گی۔ جب تو بھی یہی الفاظ اپنی زبان سے کہے گی۔ جب تجھے اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ تو تو مجھ سے بھی زیادہ پچھتائے گی۔ میں تو زبانی افسوس ہی کرتا ہوں۔ تو خون کے آنسو بہائے گی۔

رانی۔ اے تو کچھ کہو تو سہی۔ کہی بھی تو وہی گول مول بات کہی۔

راجہ۔ جس کو تم داسی کے نام سے پکارتی ہو معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟

رانی۔ سرندھری ہے اور کون ہے۔

راجہ۔ اری بے عقل! کون سرندھری اور کس کی داسی۔ یہ تو راجہ درو پد کی پتری اور ویرارجن کی دھرم پتنی مہارانی دروپدی ہے۔ اور جن پانچوں گندھربوں کا یہ ذکر کرتی تھی۔ وہ پانچوں پانڈو ہیں۔ جو کنک برہنلا وغیرہ ناموں سے دربار میں ملازم ہیں۔ اور انھوں نے اپنی روپوشی کا ایک سال اس بھیس میں ہمارے ہاں گذارا ہے۔

رانی۔ رام ہتھ مسل کر ہائے میں مر گئی ہم تو کہیں کے بھی نہیں رہے۔ اور تو اور خود میں نے ان کی شان میں نامناسب الفاظ کہے۔ اور انھوں نے یہ سب طعنے

میں داسی کیا زور ہے میرا رکھئے چاہے نکالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....
ایک برس تک آپ کے گھر میں بہتیرے سُکھ پالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....
اس بدبختی کے کارن دھکے بہتیرے کھالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....
بھولوں نہیں اپکار آپ کا گھر کے سے عیش اُڑالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....
پل بھر کبھی یہاں ہوں نہ پانی اپنے گندھرب بلالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....
خوش رہو راجن نت سُکھ بھوگو ہم نے تو ڈیرے اُٹھالیئے
سنبھالیئے اپنا مکان ....

ناٹک

مہاراج! آپ آپس میں جھگڑا نہ ڈالیئے۔ لو میں جاتی ہوں۔ اپنا گھر بار سنبھالیئے۔

راجہ۔ دیوی! کس کا گھر بار۔ کون سنبھالنے والا۔ تو نے اپنے قدم مبارک سے اس نگری کو پوتر کر ڈالا لیکن میں اپنی اگیانتا کے کارن تجھ سے انوچیت بیوہار اور ناواجب آدرسنکار کرتا رہا۔ ہائے ہائے تو میرے گھر آئے۔ اور داسیوں کی

ایسا پاپ؟ میں آپ کے پاؤں پڑوں نہ کہ آپ؟

راجہ۔ خیر اب گلہ گذاری، شکوہ شکایت بے فائدہ کا طول ہے۔ جو وقت ہاتھ سے گذر چکا۔ اس کا افسوس کرنا فضول ہے۔ اب تو اس کا یہی پرائسچت ہے کہ انہیں آرام سے پلنگ پر بٹھاؤ۔ اور خود داسیوں کی طرح ان کی خدمت بجاؤ۔

درو پدی۔ یہ بھی آپ کی صریح زبردستی ہے۔ بھلا مہارانی جی کے مقابلہ میں مجھ ناچیز کی کیا ہستی ہے۔

سب کا گانا

(بطرز:۔ ہائے سیاں)

بلہاری لیلا ہے تیری نیاری ہم واری تیرے قربان

بھید قدرت کے تیرے تو ہی جانے ۔ تھک گئے لاکھوں پنڈت سیانے

گئے ہار بہتیرے گیانی ۔ کئی گئے وِدوان لاثانی

بارم بار کہتے پکار ۔ لیلا اپار لیلا اپار

بلہاری.........

پل میں خشک بنا دے پل میں کرے گلزار جہاں اپرم پار

پل میں بسے شہر گلزار پل میں بیابان اُجاڑ

پل میں کچھ پل میں کچھ۔ پل میں کچھ پل میں کچھ

بلہاری.........

ٹھنڈے دل سے سہے۔ رہی سہی کو کیچک کی کارستانی نے ڈبو دیا۔ گویا ہم کو تو ویسے ہی دین دنیا سے کھو دیا۔

راجہ۔ بیشک قصور تو ہمارا نا قابل معافی ہے۔ اور ہمارے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنا سراسر بے انصافی ہے۔ مگر چونکہ سب کچھ نادانستگی کی حالت میں ہوا ہے۔ اس لئے صرف اتنی ہی سزا کافی ہے کہ ہم ان کے چرنوں میں اپنا سر جھکائیں اور اپنے گذشتہ قصوروں کی معافی چاہیں۔

رانی۔ درو پدی جی! آپ کے دل میں یہ کیا آیا۔ جو ہمیں خواہ مخواہ اس جہان پاپ کا بھاگی بنایا۔ ہائے! ہائے!! جب میں اپنے ان شبدوں کو جو وقتاً فوقتاً آپ کی شان میں استعمال کرتی رہی ہوں۔ یاد کرتی ہوں۔ تو مارے شرم اور غیرت کے زمین میں غرق ہوتی جاتی ہوں۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتی کہ آپ کا کچھ گلہ کرنا فضول ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہوں گی کہ ان سب باتوں کا کارن محض بھول ہے۔ اس لئے پھر اپنے قصور کی معافی چاہتی ہوں۔ اور اپنا سر آپ کے چرنوں میں جھکاتی ہوں۔

دروپدی۔ (رانی کو فوراً اٹھا کر) مہارانی جی! آپ یہ کیا انوچت بیوہار کرتی ہیں کہ میری محسن اور مربی ہوتی ہوئیں اُلٹا میرے پاؤں پڑ رہی ہیں؟ میں تو آپ کے اپکاروں کا بدلہ مرتے دم تک نہیں اتا سکتی۔ تیرہ سال کی مصیبتیں خوشی سے برداشت کر لیں۔ مگر اس سلوک کو نہیں سہار سکتی۔ ایک سال تک آپ کا نمک کھایا۔ ہر طرح سے آرام پایا۔ زمانہ کی نظروں سے اپنے آپ کو چھپایا۔ اس پر بھی آپ اُلٹی گنگا بہائیں۔ کہ میرے قدموں میں سر جھکائیں۔ ہائے

گردی اور صحرانوردی ہی لکھی ہوئی ہے۔ یا اس کا کچھ علاج بھی ہو سکتا ہے! در
آپ لوگوں کا اس کے متعلق کچھ فرض بھی ہے یا نہیں۔ میں صرف اتنا تبلادینا
چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ اسی طرح کانوں پر ہاتھ رکھے اور منہ میں گھنگنیاں
ڈالے بیٹھے رہیں گے۔ تو وہ دن دُور نہیں جبکہ آپ کی اور آپ کی بہو بیٹیوں
کی عزت خطرے سے خالی نہیں ہوگی۔ اور دریودھن کے بڑھے ہوئے حوصلے
آپ کو آرام سے نہ بیٹھنے دیں گے۔ اگر آپ لوگوں میں کچھ ہمدردی، غیرت اور
خودداری کا مادہ ہے۔ تو جس طرح سے بھی ہو سکے۔ ان کا حق ان کو دلوانے
کی کوشش کیجئے۔ ورنہ انہیں کہدو کہ ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ جاؤ چرو۔
چگو اپنا پیٹ پالو۔

راجہ دروپد۔ بیشک مظلوم کی امداد سے پہلو تہی کرنا کشتری کے لئے نامردی کی
موت مرنا ہے۔ دریودھن کی بڑھتی ہوئی بدعنیاں اور نت نئی شرارتیں ہم کو اس
کی سرکوبی کے لئے مجبور کر رہی ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اس کی خرمستیوں اور
زبردستیوں کا انسداد کریں۔ تن من دھن سے پانڈوؤں کی امداد کریں۔ اور ان
کو ایسی سزا دیں جو عمر بھر یاد کریں۔

بلرام جی۔ ہاں! یوں تو میں ایک عرصہ سے سنتا رہا ہوں کہ ان کی آپس میں کچھ
چھیڑ چھاڑ اور باہمی تکرار چلی آتی ہے۔ مگر جوا تو یدھشٹر نے اپنی مرضی سے
کھیلا۔ اور ایسی نامناسب شرطیں بھی خود ہی لگائیں۔ آخر سب کچھ ہار کر اور
ہاتھ جھاڑ کر گھر سے نکلا۔ فرض کرلو کہ دریودھن کا دل پانڈوؤں کی طرف سے
صاف نہیں۔ مگر یدھشٹر کی کوتاہ اندیشی کا ذمہ دار دریودھن کو گردانا

چودھواں نظارہ

پہلا سین

مشورہ جنگ

[راجہ براٹ ۔ دردپد ۔ کرشن جی ۔ بلرام اور راجہ ساتک وغیرہ
مختلف ممالک کے فرمانروا جنگ کا مشورہ کر رہے ہیں]

کرشن جی ۔ صاحبان! غالباً مجھ کو اس بات کو جتلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ لوگوں کو کس غرض کے لئے تکلیف دی گئی ہے۔ پانڈوؤں کی تیرہ سال کی مصیبت آپ لوگوں سے مخفی نہیں ہے جس صبر اور استقلال سے انھوں نے اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے یہ تیرہ سال کا عرصہ گذارا ہے۔ اس کا ایک زمانہ شاہد ہے۔ ان تیرہ سال پر ہی کچھ منحصر نہیں۔ بلکہ جب سے انھوں نے ہوش سنبھالی ہمیشہ کسی نہ کسی مصیبت کا شکار ہوتے رہے۔ کہیں زہر دلوایا گیا کبھی دریا میں گرایا گیا کبھی آگ میں جلانے کی سازش کی گئی۔ یہاں تک نتیجا کہ مہارانی دروپدی کو سر دربار ننگا کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہیں زیادہ تفصیل میں اس لئے جانا نہیں چاہتا کہ یہ سب واقعات آپ لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا ان کی تقدیر میں ہمیشہ کے لئے آوارہ

ایسے ادھرمی شخص کی حمایت کا دم بھرتے ہیں۔
کرشن جی۔ صاحبان! آپ کو معلوم ہو گا کہ کورو اور پانڈو دونوں میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اس لحاظ سے ہم نہ کسی کے دشمن ہیں۔ نہ کسی کے طرفدار ہیں۔ مگر ہاں دھرم اور انصاف کے برخلاف کسی کی بیجا طرفداری کر کے اپنی آتما کا خون کرنا مہا پاپ ہے۔ خواہ رشتہ دار ہے یا رشتہ دار کا بھی باپ ہے۔ بھائی بلرام جی نے شاید کسی خاص مصلحت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ایسا کہہ دیا ہے۔ ورنہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ انھوں نے دریودھن کا کوئی خاص پارٹ نہیں لیا ہے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ ان کی یہ مراد پوری ہو جائے یعنی حتی الامکان خونریزی کی نوبت نہ آئے۔ کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ سیدھی انگلیوں گھی نکلنا ایک امر محال ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے بھائی بھائیوں میں نبٹارہ ہو جائے۔ یا حصہ رسد بٹوارہ ہو جائے۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ اگر انہیں کچھ خسارہ بھی رہے۔ تو بھی لڑنا جھگڑنا بالکل واہیات ہے۔
راجہ دروپد۔ اس بات سے کون انکاری ہے۔ لڑنا جھگڑنا بہ امر مجبوری لاچاری ہے۔ نشتر کو ہاتھ اس وقت لگایا جائے گا۔ جب فیصلہ کا کوئی اور ذریعہ بالکل نظر نہ آئے گا۔ ورنہ جب تک گرہ ہاتھوں سے کھلے گی۔ تب تک دانتوں سے کام نہ لیں گے۔ اور جب تک دانتوں سے کام چلے گا۔ چاقو سے کاٹنے کا نام نہ لیں گے اگر کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بغیر مرے مارے آرام نہ لیں گے۔
کرشن جی۔ آپ خود سمجھدار ہیں جس طرح مناسب سمجھیں کیجئے۔ اور اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے اس وقت زیادہ عرصہ ٹھہرنے سے

بھی تو انصاف نہیں۔

ساتک۔ بلرام جی نے یہ خاص نظر عنایت کی ہے۔ جو دبی زبان سے دریودھن کی حمایت کی ہے۔ شریمان جی! آپ واقعات کو اندھیرے میں چھپانے کی کوشش نہ کیجئے۔ کیا آپ کا آتما اس بات کی ساکشی دیتا ہے کہ اس نامراد کھیل کے متعلق دریودھن کی کوئی خاص سازش نہ تھی؟ کیا محض تفریح طبع کے لئے اس نے چوسر بچھائی تھی؟ کیا یدھشٹر نے خود اس سے جوا کھیلنے کی التجا کی تھی؟ علاوہ ازیں شکنی جیسے زمانہ ساز اور اعلیٰ درجہ کے قمار باز کو یدھشٹر کے مقابلہ کے لئے انتخاب کرنا اس کی نیک نیتی کی دلیل ہے؟ ان سب باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بھی کیا مہارانی دروپدی کو سر دربار ذلیل و بے آبرو کرنا اس کی شرافت کو ظاہر کرتا ہے؟ جب اس نے سب کچھ جیت ہی لیا تھا۔ تو اس قسم کا ھنگڑ پن کس مطلب کے لئے کیا تھا۔ اسی لئے نہ؟ کہ پانڈوؤں کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جائے۔ ہاں یدھشٹر کا اگر کوئی زیادہ سے زیادہ قصور ہو سکتا ہے تو وہ صرف ان کی سادہ لوحی ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی قسم کی ذمہ داری ان کے سر پر ڈالنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔

راجہ براٹ:۔ ساتک جی کا فرمانا حرف بحرف صحیح ہے۔ اور انھوں نے ایک ایک بات انصاف کی کہی ہے۔ سورج بجائے مغرب کے مشرق میں غروب ہو سکتا ہے۔ مگر پانڈوؤں کی نیک نیتی اور ایمانداری پر شک کرنا میرے خیال میں ایک قسم کی ناستکتا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ بلرام جی سب کچھ جانتے ہوئے بھی کس طرح دریودھن کی چالبازیوں اور جعلسازیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کیوں

تعجب ہے کہ پھر دنیا انہیں کہتی ہے کیوں یوگی
نہیں آتا سمجھ میں کیوں جہاں نے بھنگ کھائی ہے
نہیں معلوم کب بیدار ہونگے خواب غفلت سے
ابھی تک تو کوئی صورت نہیں دیتی دکھائی ہے
زمانے بھر کے آلس کا انھوں نے لے لیا ٹھیکہ
نہ جانے نیند اتنی کس دساور سے منگائی ہے
یا مجکو ٹالنے کے واسطے منہ سر لپیٹا ہے
تو یہ پٹی کسی ناوان نے ان کو پڑھائی ہے
مجھے چنداں کسی کی بھی نہیں امداد کی خواہش
سمجھتا ہوں اسے میں کھیل یہ کبھی کچھ لڑائی ہے

ناٹک

واہ صاحب واہ! وہی بات ہوئی کہ میں آیا تیرے. تو چڑھ بیٹھا منڈیرے یہاں کتنی دیر سے بیٹھے انتظار کر رہے ہیں. آپ مزے سے خراٹے بھر رہے ہیں اور نیند بھی ایسی کہ بچوں کو مات کر ڈالا. بھلا یہ آپ نے سونے کا کونسا وقت نکالا. اتنی غفلت؟ اس قدر آلس؟

ارجن. گانا (آسا)

دیکھو آنکھ اُگھاڑ بھگون بھور بھئی ہوا نپٹ اُجالا

فریق ثانی کو خواہ مخواہ بدگمانی ہوگی۔ اور اگر میں نے صلح کے متعلق دریودھن سے کچھ بات چیت کی۔ تو اس کو ٹالمٹول کرنے میں آسانی ہوگی۔ آپ اپنی مکمل تیاری کرو۔ اور اپنی اپنی ماتحت سلطنتوں کے نام امداد کے لئے احکام جاری کرو۔

دوسرا سین

دوارکا

{کرشن جی اپنی خوابگاہ میں سوئے ہوئے ہیں۔ دریودھن سرہانے اور ارجن پائنتی کی طرف بیٹھا ہوا ہے۔}

دریودھن۔ گانا

نہ جانے کیا وجہ ہے اس غضب کی نیند آئی ہے
اسے سونا کہیں یا شرط مُردوں سے لگائی ہے
کسی کے آنے جانے کی خبر مطلق نہیں ان کو
ہوا ہے شور اتنا آنکھ کھلنے میں نہ آئی ہے
ابھی تک بھی اگر سونا نہیں پورا ہوا ان کا!
تو سخت افسوس ہے حیرت اچنبھا ہے دہائی ہے

دریودھن۔ جی ہاں! سُنا تو کچھ ایسا ہی ہے۔
کرشن جی۔ کشما کرنا۔ کچھ تو آنکھوں میں نیند کا زور تھا۔ دوسرے میرا دھیان دوسری اور تھا۔ کہو کب آئے۔ کیسے تشریف لائے؟
دریودھن۔ بس ابھی آئے۔ اور جس مطلب کے لئے تشریف لائے وہ آپ پر بخوبی ہویدا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔
کرشن جی۔ ارتھات؟
دریودھن۔ بس وہی بات یعنی ہمارے اور (ارجن کی طرف اشارہ کر کے) ان کے یدھ میں دو ہاتھ۔
کرشن جی۔ دریودھن جی! یوں تو تم اپنی مرضی کرو گے۔ مگر میں حیران ہوں کہ تم کس بات کے لئے اور کس کے برخلاف لڑو گے۔ افسوس کی بات اور شرم کا مقام ہے۔ آپس میں لڑنا بھی کوئی عقلمندی کا کام ہے؟
دریودھن۔ اس کے متعلق تو آپ کا فضول کہنا ہے۔ اس یدھ نے تو اب ہو کر ہی رہنا ہے۔ آخر میں کہاں تک دبتا جاؤں۔ کیا آپ کی یہی منشا ہے کہ بھیک مانگ کر کھاؤں۔ میں ان آئے دن کے جھمیلوں نے بہت ستایا ہوں نیز میں آپ کے پاس اُپدیش لینے نہیں بلکہ امداد لینے آیا ہوں۔
کرشن جی۔ شوق سے میرے پاس جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی مال ہے۔ مگر چونکہ مجھ کو دونوں فریقوں کا یکساں خیال ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک طرف تمام لاؤ لشکر اور پیسہ دھیلا۔ اور ایک طرف میں اکیلا۔ اس پر بھی یہ شرط ہے کہ جس طرف جاؤں گا ہتھیار ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔

جل چر جاگے بن چر جاگے جاگا سب سنسار بھگون

بھور بھئی ....

جیو چرا چر اور پکشی گن اڑ رہے پنکھ پسار بھگون

بھور بھئی ....

رشی منی اور سنت بھگت جن کر رہے وید وچار بھگون

بھور بھئی ....

منموہن پربھات سمے ہے جیتو نند کے دولار بھگون

بھور بھئی ....

ناٹک

کرشن جی۔(منہ سے پلّہ ہٹا کر) اوہو آج تو ایسی نیند چھائی کہ سمے دتیت ہونے پر بھی آنکھ کھلنے میں نہیں آئی۔ کہو ارجن! آپ کہاں آئے؟

ارجن۔ بھگون! کشما کرنا میں نے آپ کی نیند میں وگھن ڈالا۔

کرشن جی۔ نہیں! یہ سونے کا سمے ہی نہیں۔ پر نتو رات بھر کارن ہی چت کی برتیوں پر انیک پرکار کا اتار چڑھاؤ ہوتا رہا۔ جس کے کارن سمے پر نیند کا اچاؤ ہوتا رہا۔ جب جاگنے کا سمے ہوا۔ تو نیند آگئی۔ جس سے چت پر الٹی سُستی سی چھا گئی۔

دریودھن۔ ایک ہی طرف نہ ہانکتے جائیے۔ ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے۔

کرشن جی۔ (سرہانے کی طرف منہ پھیر کر) ہیں؟ دریودھن جی؟؟

کرشن جی - اگر میری ذات پر ہی تمہیں اس قدر ناز ہے - تو میں بھی تمہارے کس کام آؤں گا - کیونکہ میں پرتگیا کر چکا ہوں کہ جس طرف ہوں گا ہتھیار نہ اٹھاؤں گا -

ارجن - کچھ پرواہ نہیں - اگر ہزار کھبڑیں لوہے کے سینگ باندھ کر آئیں - تو بھی ناممکن ہے کہ وہ شیر پر فتح پائیں -

کرشن جی - یہ تو ایک قسم کا غرور ہے - ہوتا وہی ہے جو ایشور کو منظور ہے - مگر اب زیادہ دیر نہ لگائیے - بلکہ ہمیں بہت جلد برات پہنچ جانا چاہیئے -

ارجن - بیشک اس بات سے کس کو انکار ہے - مجھے تو صرف آپکا ہی انتظار ہے -

تیسرا سین

براٹ

یدھشٹر - ارجن نے بھی اچھی دیر لگائی - نہ تو آیا نہ کچھ خبر بھیجائی -

دروپدی - آپ کی فضول اضطرابی ہے - ہمیں ایسی کونسی شتابی ہے -

براٹ - جہاں جہاں ہماری اطلاع جا چکی - وہاں سے تو فوجیں آ چکیں - ہمارا سب کام بالکل تیار ہے - اب تو صرف ارجن کی واپسی کا انتظار ہے -

یدھشٹر - (سامنے دیکھ کر) اے لو شری کرشن جی بھی تشریف لے آئے - آئیے - براجیے -

دریودھن۔ اچھا تو یونہی سہی۔ آپ کا خزانہ اور فوج میری رہی۔
کرشن جی۔ یہ آپ کا من مانا لیکھا ہے۔ چونکہ میں نے پہلے ارجن کو دیکھا ہے رشتہ داری کے لحاظ سے تو تم دونوں کا حق مساوی ہے۔ لیکن از روئے انصاف ارجن کا حق تم پر حاوی ہے۔
ارجن۔ نہیں! یہ ان کی ہی رہنے دیجئے۔ فوج اور خزانہ خوشی سے ان کے سپرد کیجئے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کی ذات پر کسی قسم کی رُو رعایت کا الزام آئے۔ خواہ میرے حصہ میں فقط آپ کا نام ہی نام آئے۔
دریودھن۔ چلو اب تو ہو گیا جھگڑا طے یا اب بھی کچھ کسر ہے؟
کرشن جی۔ جب تم دونوں کو یہ فیصلہ قبول ہے۔ تو میرا اس میں دخل دینا فضول ہے میرا شریر ارجن اور فوج خزانہ تمہارے حوالے۔ جب جسکو ضرورت ہو منگوالے۔

(دریودھن خوشی خوشی رخصت ہوا)

کرشن جی۔ (ارجن سے) تم بھی عجیب عقل کے مالک ہو۔ ایسے باؤلے بن گئے۔ گویا دودھ پیتے بالک ہو۔ اپنے آپ تو عقل نہیں آئی۔ مگر باوجود میرے موقعہ دینے کے بھی زبان نہ ہلائی۔ کیا فائدہ ہوا تمہارے آنے کا۔ اور اس قدر تکلیف اٹھانے کا؟
ارجن۔ فائدہ کیوں نہ ہوا میرا روم روم کھل گیا۔ اور جو کچھ میں چاہتا تھا وہ مجھے مل گیا۔ میں نے اس بھیڑوں کے گلّے کا کیا بنانا تھا۔ جسے شیروں نے ایک ہی لقمہ میں کھا جانا تھا۔ وہ تو جیسا آیا تھا۔ ویسا گیا۔ کیا ہوا اگر اس کی طرف کچھ آدمی در دبسیہ بسیہ گیا۔ مگر میرا پلڑا اس سے بہت بھاری ہے۔ میری طرف ایک طاقت ہے اور اس بیچارے کے پاس تو محض مردم شماری ہے۔

اور آپ کا ہی ایمان کر ڈالے۔

کرشن جی۔ میرے سامنے اس وقت یہ سوال نہیں۔ اگر کسی طرح سے یہ گھور یدھ رک جائے۔ تو مجھے اپنے مان ایمان کا بالکل خیال نہیں۔

یدھشٹر۔ اگر آپ کا یہی وچار ہے۔ تو میری طرف سے آپ کو پورا اختیار ہے۔ جائیے جس طرح آپ مناسب سمجھیں فیصلہ کر آئیے۔

درو پدی۔ گانا

کرشن جی للج رکھنا کچھ مرے ان بکھرے بالوں کی
ذرا گنتی بھی کر لینا مرے پاؤں کے چھالوں کی

صلح کر لو خوشی سے میں نہیں مطلق دخل دیتی
نہیں ہے کچھ ضرورت آپ سے زیادہ سوالوں کی

ہُوا جو کچھ سہا وہ بھی سہوں گی اور جو ہوگا
کون ہے پوچھنے والا یہاں پر ہم سے والوں کی

نہیں روئی یا چلائی نہیں کس کی طرف دیکھا
نہ شنوائی ہوئی کچھ بھی تو میرے آہ و نالوں کی

میں اس کی بدزبانی کو قیامت تک نہ بھولوں گی
بھول جاؤں گی شاید چوٹ برچھی اور بھالوں کی

اٹھائے کس قسم کے رنج و غم میں نے زمانے میں
ہوئی درگت ہے کیا میرے سُسر کے نونہالوں کی

کرشن جی:۔ بھائی جو کچھ میرے پاس تھا۔ وہ تو دریودھن لے گیا۔ اور تمہیں تو صرف تشریف ہی تشریف دے گیا۔ اب اس تشریف کا جو دل چاہیے بنا لو۔ چاہیے اوپر اوڑھ لو یا نیچے بچھا لو۔

یدھشٹر:۔ مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ آپ کہتے ہیں کہ دریودھن سب کچھ لے گیا۔ مگر میرا تو خیال ہے کہ وہ سب کچھ ہمیں دے گیا۔

کرشن جی:۔ خیر یہ بتلائیے کہ آپ نے اب تک کیا کام کیا۔ اور کیا کچھ انتظام کیا۔

راجہ براٹ:۔ سب کام بالکل تیار ہے۔ اب بتلائیے آپ کا کیا وچار ہے۔ اور کس بات کا انتظار ہے۔

کرشن جی:۔ میرا وچار ہے کہ ایک دفعہ میں ہستناپور جاؤں۔ اور دریودھن کو اس خوفناک جنگ کے نتائج جتاؤں۔ ممکن ہے کہ وہ سمجھانے بجھانے سے مان جائے۔ اور جنگ کی نوبت نہ آئے۔

یدھشٹر:۔ آپ کا وچار تو بہت اعلیٰ ہے۔ مگر دریودھن ایسی ویسی باتوں سے کب ماننے والا ہے۔ اس وقت تو بالخصوص اس کے دماغ کے تھرمامیٹر کا پارہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور تکبر اور خودپسندی کے گھوڑے پر چڑھا ہوا ہوگا۔

کرشن جی:۔ میں اس بات کو مانتا ہوں۔ اور اُس کی عادت کو بھی اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ مگر ہمیں ان باتوں سے کیا غرض ہے۔ مانے یا نہ مانے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔

یدھشٹر:۔ آپ کی بات تو نہایت معقول ہے۔ اور یہ راج نیتی کا بھی اصول ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ وہ حکومت کے نشے میں منہ سے کچھ کا کچھ نکالے

دکھ اٹھائے ذلتیں جھیلیں ہیں تونے بیشمار
مل گیا بھوجن صبح کا تو فکر ہے شام کا
ناش ہونے کی گھڑی آتی ہے جب انسان کی
خود بخود ہو جاتا ہے اس کو مرض سرسام کا
جس گھڑی راون کے ناش ہونے کی اودھی آگئی
اک ذرا سی بات پر دشمن بنا وہ رام کا
بس اسی پرکار سے تجھ بے گناہ کو چھیڑ کر
کر لیا سامان اس نے آپ ہی قتلِ عام کا
کام پرمیشور کا کوئی خالی از حکمت نہیں
گیان ہم کو ہو نہ ہو اس کام کے پرنیام کا
اس مصیبت میں تری پوشیدہ کیا کیا راز تھے
نام روشن ہونا تھا جسونت سنگھ گمنام کا

ناٹک

صبر کر دروپدی! صبر کر۔ پرمیشور کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں تیری آہ وزاری پاس پاس جانے والی نہیں۔ جو ظلم کرتا ہے۔ اس کو اس کا پھل ضرور مل جاتا ہے۔ پرنتو مظلوم کے لئے کسی قدر صبر و استقلال اور وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ تیرا ایک ایک بال تیر اور تلوار کا کام دے گا۔ اور کوروؤں کے لئے موت کا پیغام دے گا۔

زمانے کے شہنشاہ پھاگ کھیلیں گے اک لنگوٹی ہیں
انہیں کے پوچھیئے دل سے مصیبت تیرہ سالوں کی
وائے تقدیر کہ ترس گئے ہم ایک کپڑے کو
جہاں گنتی نہ تھی جسونت سنگھ کوئی دوشالوں کی

ناٹک

کرشن جی! آپ صلح کے لئے بات چیت کرنے تو جاتے ہیں. بڑی خوشی سے جائیے۔ اور جس طرح آپ کی طبیعت چاہے فیصلہ کر آیئے. مگر ایک بات میری بھی کان میں ڈال رکھنا کہ فیصلہ کے درمیان میرے ان پریشان بالوں کا بھی خیال رکھنا. جن کو میں نے انیک پرکار کی سگندھیوں سے سینچا تھا اور پاپی دوشاسن نے سر دربار پکڑ کر کھینچا تھا۔

کرشن جی۔ گانا

وقت اب نزدیک آیا ہے ہمارے کام کا
دیکھنا ہوتا ہے کیا انجام بد انجام کا
اس جگہ بیٹھے ہوئے ہی آ رہا ہے سب نظر
مجھکو جو کچھ ملے گا اُتر میرے پیغام کا
آج تک جو کچھ نہ دکھ سہنے تھے وہ تو نے سہے
آ رہا ہے وقت لیکن اب تیرے آرام کا

دریودھن۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسا تانا تنا جاتا ہے کبھی کوئی آتا ہے کبھی کوئی آتا ہے۔ اچھا آنے دو۔

کرشن جی۔ کہئے دریودھن جی! آپ کے مزاج تو اچھے ہیں؟

دریودھن۔ تم کیسے آئے وہ بھی بن بلائے۔

کرشن جی۔ آپ کے پریوار میں تو سب طرح کُشل ہے؟

دریودھن۔ تم اپنی کہو کہاں سے آئے۔ کیونکر آئے۔ کہیں آگے جانے کا ارادہ ہے۔ یا صرف یہیں تک؟

کرشن جی۔ (سائیڈ میں) ؎

واہ واہ کیا ہے بے نظیر طرز گفتگو
اُس طرف سے ہے آپ تو اس طرف سے ہے تو

(دریودھن سے) میں براٹ نگر سے آرہا ہوں۔

دریودھن۔ اچھا اپنا مطلب بیان کرو۔

کرشن جی۔ مجھے یدھشٹر نے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ بارہ سال کی خانہ بدوشی اور ایک سال کی روپوشی کی جو شرط تھی۔ وہ پوری ہو چکی۔ اب ہمارا راج ہمارے سپرد کر دیا جائے۔

دریودھن۔ میعاد پوری ہو چکی۔ تو تیرہ سال اور اسی طرح بسر اوقات کریں۔ اور پھر آ کر ہمارے ساتھ بات کریں۔ ورنہ اپنی کسمت پر ڈنڈ بلیں۔ ہاں اگر ہمت ہے۔ تو راج لے لیں۔

کرشن جی۔ وہ کیوں؟

پندرھواں نظارہ

پہلا سین

ہستناپور میں کوروؤں کا دربار

نرتکاؤں کا گانا (بطرز:- الکھ جگا ناہر گن گانا)

خوشی مناؤ منگل گاؤ شیش جھکاؤ بارم بار
ادنیٰ اعلیٰ کمتر بالا سب یش گاؤ بارم بار
ساری پرجا درجہ بدرجہ نذر دکھاؤ بارم بار
راج رہے یہ قائم دائم ہاتھ اٹھاؤ بارم بار

خوشیاں ہوں ہر گھڑی قسمت رہے چڑھی — دولت رہے بڑھی در پہ سدا کھڑی
جس پر نظر کڑی مہاراج کی پڑی — درگت ہوئی بڑی آئی بری گھڑی
بارم بار........

ناٹک

دربان۔ مہاراج ادھیراج کی جے ہو شری کرشن چند مہاراج تشریف لائے ہیں

نہیں اچھی ہے آپس کی کدورت کچھ عقل تو کر
تو اپنے ہاتھ سے کرتا ہے کیوں کل گھات دریودھن

ہیں بھائی قوت بازو مصیبت کا سہارا ہیں
تو خود ہی کیوں قلم کرتا ہے اپنے ہاتھ دریودھن

وہ مر جائیں وہ مٹ جائیں وہ ملیا میٹ ہو جائیں
یہی تجھ کو فکر رہتا ہے کیوں دن رات دریودھن

ذرا کچھ غور تو کر کہ وہ تیری مہربانی سے
نہ کیا کچھ وہ بچارے سہہ چکے آفات دریودھن

اسی میں بہتری ہے بھائی بھائی ایک ہو جائیں
نظر آتے ہیں ورنہ ہونگے جو حالات دریودھن

دریودھن۔ گانا

معلّم بن کے آئے تم بھلا کس کو پڑھانے کو
پڑھاؤ گے مجھے کیا میں پڑھا دوں کل زمانے کو

تم اپنی سی سمجھ میں بہت ہی ہوشیار بنتے ہو
سمجھ کر بے عقل گویا مجھے آئے بنانے کو

یہ کہنا کون ہے کہ وہ مرے بھائی برادر ہیں
یہ باتیں کر رہے ہو فقط میرا دل دُکھانے کو

نہیں ہے کوئی حق انکا وہ لگتے ہیں کے کیا ہیں

دریودھن۔ وہ یوں کہ ہم نے ان کو میعاد کے اندر ہی پہچان لیا۔
کرشن جی۔ کوئی ثبوت؟
دریودھن۔ تم پکشپاتی ہو یا دوت؟
کرشن جی۔ خیر میں دوت ہوں یا پکشپاتی۔ مگر آپ کو اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے لجا نہیں آتی؟ نہ کچھ ثبوت نہ کچھ پرمان۔ نہ کوئی حساب نہ کچھ انومان۔
دریودھن۔ یہ تمہاری بات اور محض تضیع الاوقات ہے۔ بھلا یہ بھی ہمارا کوئی فرض ہے۔ ہمیں کسی کا حساب کتاب رکھنے کی کیا غرض ہے۔ تم بھی تو بیک بینی دو گوش چلے آئے۔ ان کا بہی کھاتہ کیوں نہ ساتھ لائے۔ وہی معاملہ ہوا۔ کہ مانے نہ جانے میں دولہا کی بُوا۔

کرشن جی۔ گانا

نہ کر اتنا تکبر ہوش سے کر بات دریودھن
خودی کو چھوڑ مت اپنی دکھا اوقات دریودھن
مجھے اُمید تھی تجھ سے نہ اس گفتار کی لیکن
کر دیا آج تو نے جاہلوں کو مات دریودھن
بجز ابھیمان کے منہ سے نہ کوئی بات بھی نکلی
آج تو خوب ہی اپنی دکھائی ذات دریودھن
نہ دھن دولت کو کوئی شخص اپنے ساتھ لایا ہے
نہ مرتے وقت لے جائیگا کوئی ساتھ دریودھن

دھرت راشٹر۔ کرشن جی !

کرشن جی۔ شری مان نریش۔

دھرت راشٹر۔ کہیئے دوارکا میں سب طرح کشل ہے ؟

کرشن جی۔ ہاں اب تک کشل ہی تھی۔ مگر اب اُمید نہیں کہ آپ کے نورِ چشم کشل رہنے دیں۔ اور سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ آپ اپنی موجودگی میں بھائی بھائیوں کا خون بہنے دیں۔

دھرت راشٹر۔ کرشن جی ! سچ سمجھنا کہ میں بالکل بے قصور ہوں۔ کیونکہ نیترہین ہونے کے کارن میں ان کے کسی کام میں دخل دینے سے مجبور ہوں۔ اس لئے اب یہ معاملہ میرے بس کا نہیں رہا۔ ہاں کہنے سننے کو تو اب بھی کہتا ہوں۔ اور پہلے بھی بہتیرا کہا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ یدھشٹر کے دل میں بھی دریودھن کی طرف سے ابھی تک کدورت ہے۔ مگر خیر مجھے اس بات کے جتلانے کی کیا ضرورت ہے۔

کرشن جی۔ راجن معاف کرنا۔ مجھے تو آپ کی باتوں سے کچھ اور ہی بُو آ رہی ہے۔ کہنا کچھ اور چاہتے ہو۔ مگر زبان کسی دوسری طرف جا رہی ہے ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اگر آپ کی رائے میں ابھی تک یدھشٹر قصوروار ہے۔ تو چلو فیصلہ ہوا۔ پھر کہنا سننا ہی بیکار ہے۔ افسوس کہ آپ کا خیال اور اس قسم کی دورُخی چال ؟

دھرت راشٹر۔ نارائن ! نارائن !! کس کا خیال کیسی چال ! کہئے

نہ انگل بھر زمیں دونگا قدم ان کا ٹکانے کو

وہ جیتے جی تو مجھ سے کیا توقع خاک رکھتے ہیں
پسِ مُردن بھی جاؤں گا نہ لاش انکی جلانے کو

اگر ہمت ہے تو آجائیں بیشک حوصلہ کر کے
میں مانگے سے تو اک ردی تلک دونگا نہ کھانے کو

زمانہ اک طرف ہو جائے تو پرواہ نہیں مجھ کو
کوئی روٹھے تو گھر بیٹھے نہ جاؤں گا منانے کو

مجھے فرصت نہیں جسونت سنگھ اپدیش سننے کی
مہربانی کرو تشریف لے جاؤ ڈوہانے کو

ناٹک

اجی مہاراج! آپ یہ رنگ کس پر چڑھا رہے ہیں۔ اور کس کو یہ الٹی سیدھی پٹی پڑھا رہے ہیں۔ وہ راج کے کب سے حقدار ہو گئے؟ عمر بھر ٹکڑے مانگ کر کھائے آج حصہ بٹوانے کو تیار ہو گئے۔ کہنے والوں کی کچھ ایسی عقل چلی ہے۔ کہ بس چپ ہی بھلی ہے۔ جو آتا ہے یہی رٹ لگاتا ہے۔ حصہ بانٹ دو۔ راج دیدو۔ یہ کردو وہ کردو۔ ارے راج کوئی مٹی کا کھلونا ہے۔ جو انہیں دیدوں۔ یا کوئی بازار کی چیز ہے۔ جو دو چار پیسہ کی مول لے دوں۔ وہی بات ہوئی کہ سونا جھونپڑیوں میں۔ خواب دیکھیں محلوں کے۔ جیتے جی تو ان کو یہاں کیا قدم ٹکانے دوں گا۔ بلکہ میں تو ان کا مُردہ بھی اس سرزمین میں نہ جلانے دوں گا۔

زیادہ لالچ نہیں اچھا انسان کو جیز مانگے سے ملتی پرائی نہیں
گر زبردستی سے کچھ دبا بھی لیا تو بھی اس میں کوئی ویرتا کی نہیں

آپ ناحق ....

اس گھرانے کی دنیا میں دھاک ہے آنکھ سنمکھ کسی نے اٹھائی نہیں
دبدبہ سارا مل جائیگا خاک میں پھر نہ کہنا کسی نے سوجھائی نہیں

آپ ناحق ....

پھوٹ نے آکے جس گھر میں ڈیرہ کیا نتیجہ سمجھو کہ اس کی بھلائی نہیں
اک بھیکن کے پھٹنے سے لنکا لٹی آئی راون پہ کیا کیا تباہی نہیں

آپ ناحق ....

وقت اب تک بھی تیرا سنبھلنے کا ہے پھر بنے گی کسی کی بنائی نہیں
دونوں جانب سے تلوار گر چل گئی ہے جسونت سنگھ کی ہٹائی نہیں

آپ ناحق ....

دریودھن - گانا (بحر طویل)

زور جس نے لگانا ہے لے وہ لگا جان میں نے ادھاری منگائی نہیں
ایک چپہ زمین کا نہ دونگا انہیں اور خزانہ سے دوں ایک پائی نہیں

زور جس نے ....

اک دفعہ کہدیا دس دفعہ کہدیا کہ وہ بھائی نہیں میرے بھائی نہیں
کونسا دبلوں حصہ انہیں بانٹ کر کوئی جاگیر ان کی دبائی نہیں

کو تو کوئی کچھ کہہ لے۔ مگر مجھے تو دریودھن پیچھے اور یدھشٹر پہلے ہیں نے صرف یہ کہا ہے اگر یدھشٹر یہاں آجاتا تو کیا ڈر تھا؟ آخر یہ بھی تو انہیں کا گھر تھا۔

کرشن جی۔ ڈر کی آپ نے ایک ہی کہی آگے اس گھر میں اس کی رسوائی اور بے حرمتی میں کونسی کسر رہی۔ کتنے لاڈ چاؤ ہوئے کس قدر آدر بھاؤ ہوئے۔ خیر مان لو کہ ان کی طبیعت میں رنج تھا وہ نہیں آئے۔ مگر آپ نے ان کے بلانے کے لئے کونسے قاصد دوڑائے؟ بلحاظ بزرگی یہ آپ کا فرض تھا۔ آنا نہ آنا یہ ان کی مرضی۔ مگر بلوا بھیجنے میں آپ کا کیا ہرج تھا۔

دھرت راشٹر۔ بیشک میں مانتا ہوں کہ یہ میری بھول ہے۔ مگر جو بات گذر چکی اس کا افسوس کرنا فضول ہے۔ آپ اتفاق سے تشریف لے آئے ہیں جس طرح ہوسکے۔ اس جھگڑے کو مٹائیے میں بہتیرا سر ٹپک چکا ہوں۔ آپ ہی دریودھن کو سمجھائیے۔

کرشن جی۔ گانا (بحر طویل)

آپ ناحق نہ ضد کیجئے اس قدر بھائی آپس کی اچھی لڑائی نہیں
ہوگا اس کا نتیجہ بہت ہی برا یدی آپس میں ہوگی صفائی نہیں
آپ ناحق ....

وہ کرو کام جس سے کہ ہو کیرتی ایسی باتوں میں ملتی بڑائی نہیں
جو دبا تا ہے حق کسی حقدار کا اس سے بڑھ کر کوئی بھی انیائی نہیں
آپ ناحق ....

منہ پھیلانے سے مکھیاں پڑا کرتی ہیں۔

کرشن جی۔ دریودھن! اگر میں بحیثیت سفیر کے ہی آیا ہوتا۔ تو سمجھ لیتا کہ مجھے زیادہ زور دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر بلحاظ رشتہ داری کے ہر ایک نشیب و فراز سے تم کو آگاہ کرنا میرا فرض ہے۔ اسی لئے میری تم سے بار بار یہی تاکید ہے کہ تھوڑی سی بات کے لئے آپس میں بگاڑ کرنا عقلمندی سے بعید ہے۔ جو بھی نکمے سے نکما علاقہ تم دو۔ وہ انہیں دلانے کو تیار ہوں۔ اگر پانڈو انکار کریں۔ تو اس بات کا میں ذمہ وار ہوں۔ ورنہ اس وقت کو پچھتاؤ گے۔ اور ساری کھاتے آدھی سے بھی جاؤ گے۔

دریودھن۔ بھئی واہ یہ خوب حساب۔ خود ہی سوال خود ہی جواب اپنی نسبت اپنی ادا میں بہت ہی ہوشیار ہو سب کچھ دلانے کو تیار ہو۔ اگر پانڈو انکار کریں۔ تو بھی تم ذمہ وار ہو۔ گویا پورے طور سے ان کے مختار ہو۔ خود ہی اسکیم بنالی۔ خود ہی تقسیم کر ڈالی گویا اس سلطنت کا کوئی وارث ہے نہ والی۔ تماشہ دیکھو کس قدر چالاکی کو کام میں لاتے ہیں۔ اور کس طرح ہم کو پھسلانا چاہتے ہیں۔ کہدیا کہ جو سب سے نکما علاقہ ہو وہ ان کو دیدو۔ گویا یہ آپ کی ہم سے رعایت ہے۔ اور خاص طور پر نظر عنایت ہے۔ کیوں صاحب! ذرا اِدھر توجہ فرمائیے۔ آپ کے وجود کا جو سب سے نکما حصہ ہو وہ کاٹ کر ہمیں دے جائیے۔ کیوں؟ ہے منظور؟

کرشن جی۔ آپ کی گفتگو سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ وہ حقدار ہیں۔ نہ آپ انہیں کچھ دینے کو تیار ہیں۔

دریودھن۔ آپ کی عقل کے بھی کیا کہنے ہیں۔ اجی مہاراج! گفتگو سے

زور جس نے ....

مانگ کر بھیک اب تک گذارہ کیا کبھی روٹی کما کر بھی کھائی نہیں
آج حقدار وہ بن گئے راج کے انہیں کہتے ہوئے شرم آئی نہیں

زور جس نے ....

راج بھی مانگنے سے ملا ہے کہیں انہیں اتنا بھی دیتا دکھائی نہیں
دوت بن کر چلے آئے دربار میں کسی اُستاد نے دی پڑھائی نہیں

زور جس نے ....

راج لینا ہے تو آئیں سیدھی طرح ان سندیشوں کی یاں اب رسائی نہیں
فیصلہ اب کرے گی یہ تلوار ہی روک سکتی اسے اب خدائی نہیں

زور جس نے ....

چاہے کتنی بھی باتیں بنائے کوئی ہوگی ہرگز دلوں میں صفائی نہیں
میرے جینے پہ لعنت ہے جبونت سنگھ میں نہ ہستی تو انکی مٹائی نہیں

زور جس نے ....

ناٹک

سُن لیا آپ نے؟ اگر نہیں سُنا تو پھر سُن لو۔ اور اچھی طرح کان کھول کر سُن لو۔ راج کا حصہ تو دور کنار۔ میں ایک سُوئی کے ناکے کے برابر زمین دینے کو تیار نہیں۔ اگر ان کا کچھ اور ارادہ ہے۔ تو اس طرف سے بھی انکار نہیں۔ ورنہ جہاں ان کے سینگ سمائیں جائیں۔ موج اڑائیں۔ مانگیں اور کھائیں فضول

کرشن جی۔ نتیجہ؟

دریودھن۔ نامعلوم

کرشن جی۔ وچارو! وچارو!! اور پھر وچارو!!!

دریودھن۔ وچار لیا! وچار لیا!! اور اچھی طرح وچار لیا!!!

کرشن جی۔ اگرچہ میرا فیصلہ بعید از انصاف ہے۔ بلکہ پانڈوؤں کی مرضی کے بھی سراسر خلاف ہے۔ مگر چونکہ میں چاہتا ہوں کہ فساد کی آگ زیادہ نہ بھڑکے۔ اور بھائی بھائیوں کا آپس میں جوتہ نہ کھڑکے۔ اس لئے پانچ گرام پانچوں بھائیوں کو دے ڈالئے۔ اور باقی سارا راج آپ سنبھالیے۔

دریودھن۔ ذرا اس منطق کو رہنے دیجئے۔ اور یہ چالبازی کسی اور کے ساتھ کیجیے۔ اگر میں ایسی عقل کا مالک ہوتا کہ جس کی باتیں سُنیں اسی کا ہو بیٹھتا۔ تو اب تک [illegible] کچھ نہ بیٹھتا۔ یہاں تک [illegible] بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ آپ کا [illegible] مطلب ہے [illegible] کسی نہ کسی طرح ان کے قدم یہاں جم جائیں۔ پھر جس طرح وہ یہاں سے گئے تھے۔ اسی طرح ہم جائیں۔ آپ مانگتے ہیں پانچ گرام میں نہیں دیتا ایک چھدام۔

کرن۔ واہ صاحب واہ! دل کے پورے اُدار ہیں۔ اور رعایت بھی حد سے زیادہ کرنے کو تیار ہیں۔ کہاں تو نصف کے دعویدار اور وہ بھی بحیثیت حقدار۔ اور کہاں صرف پانچ دیہات۔ اور وہ بھی بطور خیرات۔ گویا ان کی حقیت سے تو انہیں خود ہی انکار ہے۔ خیرات کے متعلق آپ کو اختیار ہے۔

دریودھن۔ ذرا دیکھتے جاؤ۔ اب رفتہ رفتہ اپنی اصلی اوقات پر آئے یعنی نصف

ظاہر ہونے کے کیا معنی ہیں۔ میں تو صاف اور کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہوں کہ ان کا کوئی حق نہیں۔ کوئی حق نہیں۔

کرشن جی۔ کوئی ثبوت۔ کچھ پرمان۔ یا صرف تمہاری زبان؟

دریودھن۔ اسے کہتے ہیں مان نہ مان۔ میں تیرا مہمان۔ صاحب! مجھے ان الفاظ کے لئے معاف کیجئے۔ کہ پہلے اپنی پوزیشن کو صاف کیجئے۔ آپ دوت پد کی مریادا سے بالکل باہر جا رہے ہیں۔ اور غیر متعلقہ سوالات کو فضول درمیان میں لا رہے ہیں۔

کرشن جی۔ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اور اپنی پوزیشن اچھی طرح جتا چکا ہوں۔ اگر میں دوت پد کی مریادا سے باہر بھی جاتا ہوں۔ تو بھی آپ کا فضول اعتراض ہے۔ کیونکہ بلحاظ رشتہ داری مجھ کو تمہیں سمجھانے کا بھی مجاز ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ آپ شکنی اور دوشاسن جیسے خوشامدیوں کی باتوں میں نہ آئیے۔ اور اس معاملہ کو زیادہ نہ بڑھائیے۔

دریودھن۔ جھگڑا بڑھے یا گھٹے۔ سر رہے یا کٹے۔ ایک دفعہ کہو یا ہزار دفعہ ناراض ہو۔ چاہے خفا۔ گناہ سمجھو یا ثواب۔ مگر دینے کے نام کورا جواب! کورا جواب!! کورا جواب!!!

کرشن جی۔ اس کا انجام؟

دریودھن۔ کچھ بھی ہو۔

کرشن جی۔ فائدہ؟

دریودھن۔ کچھ غرض نہیں۔

سمجھ کا قصور ہے۔ یا دماغ میں فتور ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ؎

عقل ہو جس قدر جس کی وہی اس میں سماتا ہے
قدر قیمت جواہر کی تو جوہری ہی بتاتا ہے
کبھی بادام اور مصری نہیں کوّے کو کھاتا ہے
وہ مورکھ ہے جو ستیہ اپدیش بندر کو سناتا ہے
کہاں پہچان ہیرے کی ہے کوئلے کے دلالوں کو
دخل کیا سلطنت کے کام میں ہم سے گوالوں کو

بھیشم پتامہ۔ او دراچاری انیائی! تجھے ابھی بات کرنے کی بھی تمیز نہیں آئی۔

کرشن جی۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کی باتوں کا گلہ کرنا فضول ہے۔ مجھے ان کی یہ مہمان نوازی بھی قبول ہے۔ ان کا بھی کچھ بس نہیں۔ قانون قدرت کا ہی کچھ ایسا اصول ہے۔ جس شخص کے دماغ میں اس قسم کا تکبر سمایا سمجھ لو کہ اس کے ناش ہونے کا وقت قریب آیا۔

دریودھن۔ اس بات کا کیا طعنہ ہے۔ جو پیدا ہوا ہے۔ اس نے ضرور ایک دن ناش ہو جانا ہے۔ مگر جب تک جسم میں جان اور دنیا کے ساتھ سمبندھ ہے۔ ہر ایک انسان اس کے اصول کا پابند ہے۔ اگر آپ کے اندر اس قدر تیاگ ہو گیا ہے۔ یعنی دنیا سے بالکل ہی ویراگ ہو گیا ہے۔ تو آپ ہی پہل کیجئے۔ اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل کی راہ لیجئے۔

مانگتے مانگتے صرف پانچ دیہات پر آئے۔ آخر گھٹتے گھٹتے سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہوں گے۔ اور محض ان کے روٹی کپڑے کے طلبگار رہوں گے۔

کرشن جی۔ یہ تمہاری من مانی بات ہے۔ ورنہ ہر ایک انسان کی قسمت اسکے ساتھ ہے۔ آپ اپنے گھر لاکھ مہاراج ہونگے۔ مگر پانڈو ایسے گئے گذرے اور اپاہج نہیں جو دو روٹیوں کیلئے تمہارے محتاج ہونگے۔ میں تو صرف اس خیال سے پانچ دیہات پر فیصلہ کر دانا تھا کہ جس طرح ہو سکے۔ پانڈوؤں کو اتنے پر ہی رضامند کردوں اور اس آنے والی خونریزی کو ہمیں بند کردوں۔ مگر تم نے اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ کرشن تمہارے دروازے پر آکر سائل ہو گیا۔ اس لئے ان کا حق وراثت زائل ہو گیا۔ بھائی تمہارے کچھ اختیار نہیں۔ کال یہ سب کوتک کرا رہا ہے۔ اور تمہاری اس ہٹھ کا جو نتیجہ ہوگا۔ وہ مجھے ابھی نظر آرہا ہے ؎

زباں بھی گھس گئی میری تمہیں سمجھاتے سمجھاتے
تعجب ہے کہ تم بالکل بھی سننے میں نہیں آتے
تمہیں سننا نہیں ہے یا کہ تم سننا نہیں چاہتے
جو سنتے بھی ہو تو اس کو تمسخر میں اڑا جاتے
نہ تھی امید مجھ کو تم فساد اتنا بڑھاؤ گے
مرے کہنے و سننے کو تمسخر میں اڑاؤ گے

دریودھن۔ تمہاری باتیں جس قدر توجہ کی مستحق تھیں۔ اس سے زیادہ توجہ میں نے دی۔ اور ایک ایک بات اچھی طرح سُن لی۔ اور اس کے جواب میں کیا دفعہ کہہ دیا کہ تمہاری بات ہمیں قطعی نامنظور ہے۔ اگر اب بھی نہ سمجھو تو یہ تمہاری

میری سفارت نہایت کامیاب ثابت ہوئی۔ اور مجھے اپنے پریشرم میں پوری پھلتا پراپت ہوئی۔ خیر سفارت کی جگہ سفارت ہوئی۔ مگر بلحاظ رشتہ داری بھی میری بہت ہی خاطر مدارت ہوئی جس کے لئے میں آپ کو دھنباد دیتا ہوں اور آپ کی مہمان نوازی کی خاص طور پر داد دیتا ہوں۔

دھرت راشٹر۔ دریودھن! بہتر ہے کہ اب بھی کسی کا کہنا مان لے۔ ورنہ یہ نسچہ جان لے کہ تیری اس ضد کا انجام بہت خراب ہوگا۔ اور نہ معلوم کن کن بیگناہوں کے خون کا تیری گردن پر عذاب ہوگا۔

دریودھن۔ بس آپ نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملادی۔ اور کیا اچھی نیک صلاح دی۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اس پن اور پاپ کی۔ بیگناہوں کے خون کا عذاب میری گردن پر ہوگا نہ کہ آپ کی۔ ایک دفعہ کہا۔ دس دفعہ کہا اگر انصاف تو دنیا سے جاتا ہی رہا۔ کوئی مرے کوئی دکھ جھیلے۔ کوئی گھر بیٹھے حصہ لے لے۔ (کرشن جی سے) جائیے صاحب جائیے! ہمیں اس خیر خواہی سے معاف فرمائیے۔ جاکر کہدو کہ کیوں فضول اپنی جان گنواتے ہیں۔ ان سے بھیک منگے نہ معلوم یہاں کتنے آتے ہیں۔

دھرت راشٹر۔ گانا (ٹوڈی آساوری)

مجھکو کیوں کرتا حیران۔ او ضدی مت ہین مچھند رمورکھ بد انجام
مجھکو کیوں کرتا......

اتنا مست ہوا کیوں مورکھ چھایا کیا ابھیمان　　گھر آئے مہمان کی تو لینے لگ گیا آن

کرشن جی اور دریودھن کا گانا

کرشن جی ۔ ہے بہتر کہ تو ضد زیادہ نہ کر   وچار اس کو تو اک طرف بیٹھ کر

دریودھن ۔ میں بیٹھا ہوں سب کچھ وچارے ہوئے   تم آ کر یوں ہی سر پہ مارے ہوئے

کرشن جی ۔ تو پھر ہاتھ مل مل کے پچھتائیگا   نہ یہ وقت پھر تیرے ہاتھ آئیگا

دریودھن ۔ مجھے وقت کی کچھ ضرورت نہیں   میں چھتری ہوں مٹی کی مورت نہیں

کرشن جی ۔ جو اپنا ہے اس پر ہی کیجئے صبر   نہیں اچھا کرنا کسی پر جبر

دریودھن ۔ یہ دل میں تمہارے سمایا ہے کیا   کسی کا نہ جانے دبایا ہے کیا

کرشن جی ۔ دبانے میں چھوڑی ہے کتنی کسر   بیچاروں کا چھوڑا نہیں گھر و در

دریودھن ۔ بھلا ان کا گھر دری تھا کونسا   لیا میں نے جبراً دبا جو نسا

کرشن جی ۔ نہ کیا کچھ تھا جب تھا سبھی کچھ ہی تھا   تیری مہربانی سے کچھ نہ رہا

دریودھن ۔ میرے ذمہ ناحق ہی الزام ہے   جوئے بازوں کا یہ ہی انجام ہے

کرشن جی ۔ وہ تیری بدولت ہی کھیلے جوا   تری ہی بدولت یہ جھگڑا ہوا

دریودھن ۔ بہت اچھا میں نے کھلایا سہی   تو تم کون تم کو غرض کیا پڑی؟

کرشن جی ۔ میں سب کچھ ہی تھا اب تو کچھ بھی نہیں   رہی بات جبکہ وہیں کی وہیں

دریودھن ۔ تجھے ایسی باتوں سے کیا واسطہ   تو جا کر کے اپنی مویشی چگا

کرشن جی ۔ بہت اچھا آرام کیجئے جناب   کیا آپ کا وقت یوں ہی خراب

ناٹک

کرشن جی ۔ (دھرت راشٹر سے) راجن! مجھے اس بات کی حد سے زیادہ خوشی ہوئی کہ

بابا کیوں ....

تو بھی کچھ پرواہ نہیں مجھکو لی یہ دل میں ٹھان

بابا کیوں ....

ایک میان میں دو تلواریں رہتی نہیں آسان

بابا کیوں ....

دونوں میں سے ایک کا مٹنا لیجئے نشچے جان

بابا کیوں ....

جیتے جی تو دوں نہیں ان کو دھرتی سوئی سمان

بابا کیوں ....

دیکھا ہے میں نے بھی ان میں ہے کتنا ابھمان

بابا کیوں ....

دیکھو تو مٹتا ہے ان کا کیسے نام و نشان

بابا کیوں ....

سوارتھ میں سب ہو رہے اندھے کس کا کون مہان

بابا کیوں ....

ناٹک

پتاجی! بس خاموش ہی رہیئے. اور اس کے سمبندھ میں مجھکو کچھ نہ کہیئے جل اپنی شیتلتا کو چھوڑ دے. آگ اپنی جلانے کی شکتی کو تیاگ دے. سورج بجائے پورب

رہا نہیں منہ میں ذرا لگام
مجکو کیوں کرتا ....

بھول گیا تو بولنا آدمیت کے ساتھ کیا جانے کس نشے میں تو بکتا واہیات
ڈبویا خاندان کا نام
مجکو کیوں کرتا ....

اتنا سمجھایا تجھے ادمورکھ جھول لیکن چکنے گھڑے پر بوند پڑی مٹول
ہر ایک سے کرتا سخت کلام
مجکو کیوں کرتا ....

کیا اپنی دانست میں کرتا ہیں ادیکھ ابھی تلک بھی وقت ہے دیکھ دیکھ کچھ دیکھ
عقل سے اب بھی لے کچھ کام
مجکو کیوں کرتا ....

درلودھن۔ گانا (ٹوڈی آساوری)

بابا کیوں کھاتے ہو جان
سنتے سنتے بہرہ ہو گیا کرتے ہو حیران
بابا کیوں ....
دینے کا نہیں پھوٹی کوڑی کہے چاہے بھگوان
بابا کیوں ....
ایک طرف ہو سارا زمانہ ادھر اکیلی جان

جلد نکلے گا نتیجہ اس مری گفتار کا　　ہے اندھیری رات آخر چاندنا دن چار کا

جو طبیعت میں سمایا اس قدر ابھیمان ہے
نشچے سمجھو یہ تمہاری موت کا سامان ہے

دھرت راشٹر۔ کرشن جی! فی الحال آپ اس جھگڑے کو یہیں رہنے دیجیے۔ پہلے چل کر بھوجن کیجئے۔

کرشن جی۔ مجھے پورن نشچے ہے کہ جو ایسے انیائی کا ان کھائے گا۔ اس کا من اور آتما ضرور اپوتر ہو جائے گا۔ میں آپ کا رشتہ دار ضرور ہوں مگر آپ کا بھوجن کرنے سے معذور ہوں۔

(کرشن جی چلے گئے)

دوسرا سین
ودرجی کا مکان
رانی کنتی اور کرشن جی

کنتی۔ کہو کرشن! تمہارے آنے کا کیا پرنیام نکلا؟

کرشن جی۔ وہی جس کی مجھے پہلے ہی امید تھی۔

کنتی۔ آخر کیا کہا؟

کے پشچم سے اودے ہو. چاند اپنی سبھاوک ٹھنڈک چھوڑ کر انگارے برسائے۔
تمام ایشوری نیم الٹ پلٹ ہو جائیں۔ یہ سب ممکن۔ مگر دریودھن پانڈؤں
کو ایک چپہ بھر زمین دیدے۔ یہ قطعی ناممکن۔ ناممکن۔

شکنی۔ جی ہاں! آپ کا جواب نہایت معقول اور بالکل ٹھیک ہے بھلا راج
بھی کوئی بازاری بھیک ہے؟ اس کو حاصل کرنے کے لئے نہ معلوم کتنوں کو
لہولہان ہونا پڑے گا۔ اور کتنوں کو بستر مرگ پر سونا پڑے گا۔

دوشاسن۔ بیشک! اس میں کیا شک ہے۔ یہ ان لوگوں کی فضول بک
بک ہے۔ مگر جن بچاروں کی برتی ہی مانگ کر کھانے کی ہو۔ جو ہر وقت دوسروں
کے دروازے تکتے ہیں۔ وہ ان باریکیوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں

کرن۔ تعجب تو مجھے کرشن کی عقل پر آتا ہے کہ کن کے سفیر بن کر آئے۔ اور کن کا
پیغام لائے؟ نہ جاگیر نہ بساط اور نہ اوقات۔ وہی مثل ہوئی کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔
دیکھئے کہیں کے بے ملک نواب۔ سونا جھونپڑیوں میں دیکھنا شیش محل کے
خواب۔ گھر میں نہیں کھانے کو اناج۔ کہیں ہم کو دیدو راج۔

دریودھن۔ تو ہم سے کونسی بھروالی جھولی۔ ایسی عقل کے مالک تھے۔ تو
اپنی مان پرتشٹھا بھی کھولی۔ جو کچھ تھوڑی بہت صاحب سلام تھی وہ
بھی آج ختم ہولی۔

کرشن جی۔ اچھلو! اچھلو! راج کے ابھیمانیو خوب اچھلو!!! ابھی طرح
چھلانگیں لگاؤ۔ اور اپنی من مانی کھچڑی پکاؤ۔ پرنتو یاد رکھو ۔

سکھ نہ پاؤگے دبا کر حق کسی حقدار کا ٹوٹ جائیگا قلعہ اس ریت کی دیوار کا

اس کے منہ کی طرف دیکھتے دیکھتے ہو گئی آیو میری کبھی ساری ختم
ایک دن بھی سوئی نہیں سکھ چین سے ایک دن نہ ہوا دور رنج والم
تم یدھشٹر کو کہنا........

ناٹک

اے کرشن! یدھشٹر کو میری طرف سے کہدینا کہ اگر اس کے اندر بے حیائی کا مادہ اس قدر سرایت کر گیا ہے۔ تو آج سے میں اس کی طرف سے مر گئی۔ اور وہ میری طرف سے مر گیا ہے۔ میں نے یونہی نو مہینے تک اس کا بوجھ اٹھایا۔ اور فضول اپنی کوکھ کو داغ لگایا۔ ارے جب استری کے ایک پتر ہوتا ہے۔ وہ بھی اس بات کا ابھیمان کرتی ہے کہ میں پتر والی ہوں۔ مگر میں پانچ بیٹوں کے ہوتے ہوئے بھی خالی کی خالی ہوں۔ ہائے ہائے! وہ کشتری ہو کر بھکاریوں کی زندگی بسر کرے۔ کچھ شرم اور غیرت ہے۔ تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ ارے تیرا ستیاناش! اب مانگنے بھی آیا تو دشمن کے پاس؟ جا کر کہدے کہ جہاں ان کا دل چاہے چلے جائیں مگر مجھ کو تا زندگی شکل نہ دکھلائیں۔

کرشن جی۔ گانا (بحر طویل)

آپ ناحق انہیں کوستی ہیں گو تیرے بیٹوں کا دنیا میں ثانی نہیں
تم یدھشٹر سے بدظن یونہی ہو گئی تمہیں معلوم ساری کہانی نہیں
آپ ناحق........

کرشن جی بس صاف جواب کہ نہ ان کا حصہ نہ وہ حقدار۔ اور نہ میں ہی انہیں کچھ دینے کو تیار۔ جا کر کہد و کہ مانگیں کھائیں۔ اور خواہ مخواہ منہ نہ پھلائیں۔

کنتی۔ گانا (بحر طویل)

تم یدھشٹر کو کہنا مری اور سے آتی نہیں کچھ حیا اور شرم
ہو گیا ہے وہ اپنے دھرم سے پتت لگ گیا کرنے بھکاریوں کے کرم
تم یدھشٹر کو کہنا ....

آج تک تو میں اپنے کو پتر وتی تھی سمجھتی نہ اس میں تھا کوئی بھرم
مر گئے آج پانچوں میری اور سے میری آنکھوں اندھیرا ہوا ایک دم
تم یدھشٹر کو کہنا ....

ایک بیٹے کی ماتا کو یہ حوصلہ شیر کے سر پہ جا کر وہ رکھے قدم
میں کہلاؤں ارے پانچ بیٹوں کی ماں اور پھر بھی ہوں اسقدر رنج و غم
تم یدھشٹر کو کہنا ....

سنگھنی کے یہ گیدڑ کیوں پیدا ہوئے ہو گیا الٹا پرماتما کا نیم
باپ دادا کے کل کو کلنک کیا کر گئے دودھ میرا بھی یونہی ہضم
تم یدھشٹر کو کہنا ....

چھتری بن کے بھکشا پھرے مانگتا ہو گئے ہاتھ پاؤں کیا اسکے قلم
ایسے کائر کلنکی کو پرماتما میرے پیٹ سے کیوں دیا تھا جنم
تم یدھشٹر کو کہنا ....

اپنی بھجابل سے جس وقت لینا چاہے۔ اپنا حصہ لے سکتا ہے۔ مگر چونکہ وہ دھرماتما ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح آپس ہی یہاں فیصلہ ہو جائے۔ اور اس معمولی سی بات کے لئے خون بہانے کی نوبت نہ آئے۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی پانچوں بھائیوں کی یہی رائے ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان اور ہاتھ میں ششتر ہے مانگ کر حصہ لینا ہمارے لئے موت سے بدتر ہے۔ مگر کچھ اصول راج نیتی اور کچھ رشتہ داری کے خیال سے مجھ کو اپنا فرض سمجھانا پڑا۔ اور ان کی بلا مرضی دریودھن کے پاس آنا پڑا۔ تاکہ کل کو دنیا یہ نہ کہے کہ کرشن دونوں کا رشتہ دار تھا۔ اگر وہ فیصلہ کروانا چاہتا۔ تو کیا دشوار تھا۔ ورنہ جو کچھ یہاں سے جواب ملنا تھا۔ وہ تو وہیں بیٹھا جانتا تھا۔

کنتی۔ گانا (بحر طویل)

جاؤ جاکر یدھشٹر سے کہدو ابھی وہ زیادہ کرے انتظاری نہیں
یا تو لے لیوے حق اپنا آ کر ابھی ورنہ دیکھوں کی صورت تمہاری نہیں

جاؤ جاکر.........

شیر ہو کر پڑا کس بھرم میں ہے تو چھتری ہے کوئی تو بھکاری نہیں
چھتری کا دھرم یہ لکھا ہے کہاں تونے پستک بھی کوئی بچاری نہیں

جاؤ جاکر.........

مانگنا چھتری کے لئے موت ہے زندگانی تو لایا اُدھاری نہیں
باپ دادا ترے کون تھے سوچ تو تجھے اتنی خبر بھی اناڑی نہیں

میں تو پہلے ہی کہتا تھا یہ فیصلہ کسی حالت میں ہوگا زبانی نہیں
آئے جب تک نہ تلوار میدان میں مانگنے سے وہ دیوے گا پانی نہیں
آپ ناحق ....

میں جو یوں گا تو لوں گا کبھی بل سے ہی مانگ کر میں کراؤنگا ہانی نہیں
راج نیتی نیم کے مطابق مگر بات ہم سب نے ان کی یہ مانی نہیں
آپ ناحق ....

ہے یدھشٹر تو بیچارہ دھرماتما خون کی چاہتا ندیاں بہانی نہیں
کوروؤں کو مگر ایسی مستی چڑھی کہ کسی کے بھی دل میں گلانی نہیں
آپ ناحق ....

مان لیتا تو اچھا تھا اس کے لئے یہ گھڑی اسکے پھر ہاتھ آنی نہیں
وقت آئیگا کہ اس ہٹ دھرم کی لاش کوؤں گدھوں نے بھی کھانی نہیں
آپ ناحق ....

ناٹک

نہیں نہیں! آپ کا یہ خیال بالکل غلط خیال ہے یدھشٹر کی نیک نیتی اور بہادری میں سندیہہ کرنے کی کس کی مجال ہے۔ کیا آپ کا یہ وچار ہے۔ کہ دریودھن سے ڈرتا ہے اور اسی لئے بار بار صلح کی درخواست کرتا ہے۔ یا وہ بحیثیت ایک بھکاری کے بطور دان اس سے کچھ گذارہ لیتا ہے۔ غلط بالکل غلط۔ جو شخص آپ کو اس قسم کی خبریں دیتا ہے۔ وہ محض بکواس بکتا ہے۔ یدھشٹر

اور تیرے باپ دادا کی شان کو بٹہ لگانے والا ہے ارے میں نے تو لوری دیتے وقت
بھی کوئی ایسا لفظ منہ سے نہیں نکالا۔ جو تمہارے دلوں میں ذرا بھی کائرپن
لائے۔ پھر نہ معلوم تم یہ بزدلی کا سبق کہاں سے سیکھ آئے۔ بس اگر وہ سمجھتے ہیں
کہ ہم نے کسی کشتری کل میں جنم لیا ہے۔ اور کشتری ماتا کا دودھ پیا ہے۔ تو اپنی
بھجابل پر بھروسہ کرتے ہوئے کشتری دھرم کا پالن کریں۔ رن بھومی میں جا کر
ماریں یا مریں۔ ورنہ اگر وہ اپنی جان کے خوف سے ڈر گئے۔ تو میں سمجھ لوں
گی کہ میری طرف سے پانچوں ہی مر گئے۔

کرشن جی۔ دیوی! کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ جن بزدلوں کی تم جیسی
دوشی ماتا ہو۔ ان کو کبھی خواب میں بھی موت کا خیال آتا ہو؟ انھوں نے تو
تمہارے اور مادری جی کے پیٹ سے جنم لیا ہے۔ اور ایک عرصہ تک تمہارا دودھ
بھی پیا ہے۔ مگر میرا پورا وشواس ہے کہ جو منش ایک دفعہ تمہارے درشن بھی پالے۔
وہ تمام دنیا کو تہ و بالا کر ڈالے۔ نشچے جانیئے کہ وہ بھی بڑی بے صبری سے گھڑیاں
گن گن کر وقت گذار رہے ہیں۔ اور اپنے جوش کو اندر ہی اندر مار رہے ہیں۔ ذرا
وقت آنے دو۔ پھر تم ہی کہو گی کہ بس بیٹا اب جانے دو۔

تیسرا سین

براٹ میں کرشن جی کا انتظار

جاؤ جاکر..........

بیر تو لوری بھی دیتی تھی تجھ کو اگر تو کوئی بات ایسی اُچاری نہیں

پھر نہ جانے کہاں سے گھسی بزدلی ایسی ہمت کسی نے بھی ہاری نہیں

جاؤ جاکر..........

یُدھ میں مر گیا جائے گا سورگ میں میں کرونگی کبھی آہ و زاری نہیں

جیت کر آگیا تو امر ہو گیا پر کسی کی کرے تابعداری نہیں

جاؤ جاکر..........

ناٹک

کرشن! تو ہی سوچ کہ میں ایسے ایسے بہادر بیٹے جن کر بھی کیا کیا مصیبتیں بھر رہی ہوں۔ اور ایک عرصہ سے دوسروں کے ٹکڑوں پر گذارہ کر رہی ہوں۔ یہ سب کچھ سہہ لیا۔ مگر اپنی تکلیف کو کسی دوسرے سے نہیں کہا۔ مگر اس بات کو ایک چھن کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ میرے بیٹے اپنے آپ کو یہاں تک بزدل بنالیں کہ کسی سے دان لے کر اپنا پیٹ پالیں۔ ہائے ہائے! ایسی بے حیائی؟ ان کو دریودھن سے دان مانگتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ ایسے ایسے موقعوں پر ہی تو قومیں بگڑتی اور بنتی ہیں۔ اسے جاکر کہدے کہ وہ وقت آگیا ہے جس وقت کے لئے کشترانیاں اولاد جنتی ہیں۔ راج مانگنے اور ہاتھ پھیلانے سے نہیں۔ بلکہ لینے اور ہاتھ دکھانے سے ملا کرتا ہے۔ کبھی اس کو راج ملا ہے۔ جو موت سے ڈرا ہے۔ اسے کہدینا کہ تو نے جو طریقہ راج لینے کا نکالا ہے۔ وہ تیری

کرشن جی جانے کو چلے گئے۔ مگر مجھ کو امید نہیں کہ ان کا جانا مفید ثابت ہو۔ یا ان کو اپنے مقصد میں سپھلتا پراپت ہو۔ بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہاں کچھ اور ہی سامان نہ ہو جائے۔ اور ہماری وجہ سے کرشن جی کا اپمان نہ ہو جائے۔ اگر اس نالائق کی طرف سے ان کے ساتھ کسی قسم کی چھیڑ خانی ہو گئی۔ تو ہماری دنیا میں ہر طرح سے ہانی ہو گئی جب سے وہ گئے ہیں ہر وقت طبیعت کو یہی خیال ہے اور جب تک واپس نہ آجائیں۔ دل کو اطمینان ہونا محال ہے۔

راجہ براٹ۔ یہ تو سچ ہے کہ دریودھن اعلیٰ درجہ کا شریر ہے۔ مگر کرشن جی کونسا کھانڈ کا کھلونا یا مٹی کی تصویر ہے۔ اس بات کو وہ بھی جانتا ہے کہ ان سے آنکھ ملانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔

ارجن۔ آپ کیوں خواہ مخواہ اتنا فکر کر رہے ہیں۔ وہ خود ہی تشریف لا رہے ہیں جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔

یدھشٹر۔ (کرشن جی سے بغلگیر ہو کر) آپ کے جانے نے تو بڑے اتار چڑھاؤ دکھلائے۔ شکر ہے آپ خیریت سے تشریف تو لے آئے۔ کہو کچھ بنی بات یا ڈھاک کے وہی تین پات۔

کرشن جی۔ ہاں بات بھی ہوئی۔ اور جواب بھی ملا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھر بھی نہ ہلا۔ اس کا جواب بالکل صاف اور کھلا ہوا ہے یعنی وہ ہر وقت لڑائی پر تُلا ہوا ہے۔ وہ تمہارا حصہ تم کو نہ دے۔ یہ تو اس کی مجال نہیں۔ مگر ہاں بغیر مرے مارے وہ پھوٹی کوڑی دوال نہیں۔ پس اگر کچھ لینا چاہتے ہو۔ تو اپنی جانیں ہتھیلی پر دھرو۔ اور لڑائی کا سامان تیار کرو۔

یدھشٹر۔ گانا

گئے ہیں کرشن جی کب سے ابھی واپس نہیں آئے
کسی کو بھیجدو تا کہ وہ جاکر ہی خبر لائے
مرے دل میں کئی پرکار کی ہے کشمکش جاری
کہ شلتا پورو کپ ناتما پھر ان کو دکھلائے
لگا رہتا ہے ہردم چت کو میرے یہی کھٹکا
مبادا دشٹ دریودھن انہیں کچھ کشٹ پہنچائے
لگے کرنے وہ نالائق اگر اپمان کچھ ان کا
وہاں تو کوئی ایسا بھی نہیں جو اس کو سمجھائے
کوئی بھی بات ان کی ماننے کا تو ذکر کیا ہے
نہیں امید مجھ کو وہ انہیں آدر سے بٹھلائے
اگر کچھ بھی نرادر کرشن جی کا کردیا اس نے
تو ممکن ہے وہاں پر اور ہی کچھ پھول کھل جائے
ذرا سی آنکھ ٹیڑھی کرشن جی کی ہوگئی پھر تو
نہیں طاقت کسی کی جو کہ اس جھگڑے کو نبٹائے
چاہے کچھ ہو نہ ہو اس کی نہیں پرواہ کچھ مجھ کو
مگر ایسا نہ ہو کہ شان میں ان کی فرق آئے

ناٹک

تمہارے سپرد کریں۔ انہیں نیک نیتی سے بجالاؤ۔ لیکن حصّہ لینے کے ارادے سے آؤ۔ تو ذرا سر پر توبے باندھ کر آنا۔ تم کسی کے بہکائے سکھائے میں آکر خواہ مخواہ منہ پھیلاتے ہو۔ ذرا بتلاؤ تو کونسا حصّہ ہم سے بٹوانا چاہتے ہو؟ اوّل تو اس راج میں تمہارا پہلے ہی کوئی حق نہیں تھا۔ اگر تھا بھی تو دن خود تم نے جوئے میں ہارا۔ پھر بتلاؤ۔ اس میں قصور تمہارا یا ہمارا۔ اس لئے اس کا ذکر بار بار زبان پر لانا تمہاری بیوقوفی کی علامت ہے۔ جو کچھ ہوا تمہارے اعمال کی شامت ہے۔ ایک سال راجہ براٹ کے ہاں گذارہ کیا۔ ہر طرح کی ذلت اور رسوائی کو گوارہ کیا۔ خود تم نے اس کی ہاتھوں مار کھائی۔ بھیم نے چولھا جھونکا۔ اور نکولے کی چاند بجائی۔ سہدیو نے گوبر تھاپا۔ اور نکل نے گھوڑوں کی لید اٹھائی۔ ارجن نے ہیجڑا بن کر خوب چٹک مٹک دکھائی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہاں بھی بیچاری درودپدی کے طفیل ہی روٹیاں کھائی۔ کیچک نے جو کچھ اس کی دُرگت بنائی اسے دیکھ کر بھی شرم و غیرت نہ آئی۔ جب تم نے غیروں کے ہاں ذلیل سے ذلیل خدمت بجائی۔ تو ہماری بجالانے میں تمہیں کیا عار ہے۔ کہہ دینا ہمارا فرض ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اپنا مارے گا تو بھی چھاؤں میں ڈالے گا۔

بھیم۔ او منش رُوپی کتے! تو کیا بکواس کر رہا ہے۔ کہیں اپنی موت کی تو تلاش نہیں کر رہا ہے؟ سچ جان کہ اگر تو بحیثیت سفیر کے نہ آیا ہوتا۔ تو اب تک کبھی کا صفایا ہوتا۔ جا چلا جا کیوں موت کے ساتھ مخول کرتا ہے۔

یدھشٹر۔ آپ کی تشریف آوری اور مہاراجہ دریودھن کی اس تازہ مہربانی

بھیم۔ پرمیشور نے میری پرتگیا بھی تو پوری کرنی ہے یعنی نیچ دوشاسن کا کلیجہ چیر کر لہو کی گھونٹ بھرنی ہے۔ دریودھن کی وہ ران جس پر وہ بار بار تھپکی مار کر دروپدی کو بہلانا چاہتا تھا۔ اور مہاراجی جلانے کو طرح طرح کی پھبتیاں اڑاتا تھا۔ اب دیکھوں گا کہ اس میں کتنا کچھ ابھیمان ہے۔ اور اس کی ران کس قدر بلوان ہے۔

سہدیو۔ دریودھن کا بھائی الوک آیا ہے۔ غالباً کچھ نہ کچھ پیغام لایا ہے۔

یدھشٹر۔ آنے دو۔

الوک۔ مہاراجہ دریودھن نے تمہارے نام ایک پیغام بھیجا ہے۔

یدھشٹر۔ کہیئے!

الوک۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ تم لوگ فضول ضد کر رہے ہو۔ نہ معلوم کس کی سیٹی پر چڑھ رہے ہو۔ جو لوگ تمہیں طرح طرح کے سبز باغ دکھلاتے ہیں۔ وہ صرف تمہاری موت کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کرایہ کے ٹٹو اور راہ چلتے یار کب تمہارے ہوں گے۔ آخر تمہیں آگ لگا کر کنارے ہوں گے۔ ماں باپ۔ بہن بیٹا بیٹی بھی مرتک شریر کے ساتھ صرف مرگھٹ تک ہی جاتے ہیں۔ چتا کو آگ لگائی کس کا بیٹا اور کون بھائی؟ مانگے ہوئے صرف مٹھائی کھانے کے روادار۔ دولہا مرے یا دلہن ان کو کیا سروکار۔ ان لوگوں میں تو صرف باتیں بنانے کی لیاقت ہے۔ اور ہوائی گھوڑے دوڑانے کی طاقت ہے اس لئے ان کے بھروسہ پر کودنا سخت نادانی اور سراسر حماقت ہے۔ ہاں اگر تم یہاں آنا چاہو۔ تو بڑی خوشی سے آؤ۔ کپڑا پہنو۔ اور روٹی کھاؤ۔ اور جو خدمات ہم

١٦ سولھواں نظارہ

پہلا سین

میدان جنگ

(طرفین کے لشکر کوروکشیتر کے میدان میں صف باندھے مرنے مارنے کو تیار ہیں۔ پانڈووں کی طرف سے ارجن اور کورووں کی طرف سے بھیشم پتامہ سپہ سالار ہیں)

ارجن۔ کرشن جی! میرا رتھ ایسے مقام پر لے جا کر کھڑا کرو۔ جہاں سے میں دشمن کی سپاہ کو اچھی طرح دیکھ بھال سکوں۔ تاکہ میں آج کی لڑائی کا کچھ نتیجہ نکال سکوں۔

کرشن جی۔ (رتھ کو ایک خاص مقام پر لے جا کر) یہاں سے تم کوروں کی سپاہ پر بخوبی نظر ڈال سکتے ہو۔ اور جو نتیجہ نکالنا چاہو نکال سکتے ہو۔

ارجن (گہری نظر سے دیکھ کر) پر میشور تیری لیلا! اور سب طرح کی تکلیف اور مصیبت سہی تھی۔ اب صرف اس بات کی کسر رہی تھی۔

کرشن جی۔ کیوں؟ کیوں؟ یہ کس پرکار کے بھاؤ چت پر آئے؟ آخر کیا دیکھ کر اتنا گھبرائے۔

کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ مگر انہیں کہہ دینا کہ ان کی اس عنایت کو منظور
کرنے سے معذور ہیں۔

الوک - جس طرح تمہاری رائے یا جو کچھ تم لوگوں کی سمجھ میں آئے۔ مگر تمہاری کوتاہ
اندیشی دیکھ کر میری تو عقل دنگ ہے۔ خیر اگر تم نہیں مانتے۔ تو مہاراجہ دریودھن
کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اگر تمہیں اتنی ہی مستی چڑھ رہی ہے۔ تو چلے
آؤ۔ موت اور دکشیتر میں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

(چلا گیا)

کرشن جی - دیکھی دریودھن کی چالاکی۔ دنیا سے تو ویسے سرخرو ہو گیا۔ کوئی
سمجھے بالکل سیدھا سادا اور بھولا بھالا ہے۔ دراصل جلتی آگ پر اور تیل ڈالا
ہے۔ اب وقت نہیں کہ تم زیادہ انتظار کرو۔ جاؤ اور اپنا جنگ کا سامان
تیار کرو۔

ارجن - بر آئی میرے دل کی مراد بر آئی ہے

اب دھر لوں گا ایک ایک کو شمشیر کے آگے
رکھ دوں گا جگر سینہ و دل چیر کے آگے
دنیا تو جھکی پھرتی ہے تقدیر کے آگے
جھک جائے گی تقدیر مرے تیر کے آگے
گانڈیو دھنش دیر سے بیکار پڑا ہے
سب زنگ اتر جائے گا جو اس پر چڑھا ہے

لے چلیئے شری کرشن جی میرے رتھ کو موڑ میں نے تو بس آج ہی راج پاٹ دیا چھوڑ
کنبہ کھپا کر سب کو سلا کر میں بھی کیا ہوں گا نہال
کیسے بتاؤں ....

ناٹک

کرشن جی! میں نے سب کچھ بھر پایا۔ اور میں اس طرح کے راج پاٹ لینے سے باز آیا۔ ذرا خیال تو فرمایئے کس پر ہاتھ اٹھاؤں کس پر شستر چلاؤں۔ جس طرف نظر دوڑاتا ہوں۔ اپنے ہی کنبہ کو کھڑا ہوا پاتا ہوں۔ کیا دادا بھیشم پر وار کردوں جس نے برسوں گود کھلایا ہے یا گورو درونا چاریہ کو ماروں جس نے سب کچھ سکھا پڑھا کر اس لائق بنایا؟ کوئی بھائی۔ کوئی بھتیجا۔ کوئی چچا۔ کوئی تایا۔ غرضیکہ غیر تو مجھ کو کوئی نظر ہی نہیں آیا۔ ان کے علاوہ اور بھی جو گنتی کے سردار نامی سپہ سالار ہیں۔ وہ بھی قریباً قریباً سب ہی میرے رشتہ دار ہیں۔ اس لڑائی کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو ہم جیتیں یا وہ۔ مگر دونوں صورتوں میں تباہی ہم پر آئی ہے۔ یہ لڑائی ہمارے کل کا ناش ہونے کی نشانی ہے۔ اس قدر بزرگان خاندان عزیز و اقارب چھوٹے بڑے سمبندھی رشتہ دار کھپا کر اگر راج کیا تو لعنت ہے اس راج پر۔ دھکار ہے اس تاج پر۔ ایسے راج سے تو میں بھیک مانگ کر کھا لوں گا۔ مگر یہ مہاں پاپ کا پھندا اپنے گلے میں نہ ڈالوں گا۔ مجھے لڑنے سے انکار نہیں۔ مگر اپنا ہی کل ناش کر کے یہ راج تو کیا روئے زمین کی سلطنت لینے کو بھی تیار نہیں۔

ارجن - گانا (مانند بطرز تھیٹر)

کیسے بتاؤں کس کو سناؤں دل میں جو میرے خیال
بتلاؤں کیونکر جتلاؤں کیونکر اپنی طبیعت کا حال
آیا کھارن بھوم میں بڑے ہرش کیا تھا دلمیں تھا یہ حوصلہ دکھلاؤں گا ہاتھ
پلٹی طبیعت بگڑی ہے نیت ایسا کچھ آیا خیال
کیسے بتاؤں ....
دیکھا میں نے سامنے اپنی آنکھ اگھاڑ کھڑا ہوا سنمکھ میرے میرا ہی پریوار
شستر اٹھاؤں کس پہ چلاؤں کی ہر طرف دیکھ بھال
کیسے بتاؤں ....
کہیں یہ دادا جی کھڑے کہیں بھتیجے بیر کھڑے گورو بھائی کہیں کس کے ماروں تیر
دیکھا یہ نقشہ ہوتا ہے شک سا دنیا ہے جھوٹا جنجال
کیسے بتاؤں ....
کھیلا جنکی گود میں ودّیا کی پردان دشمن بنکر کس طرح لے لوں انکی جان
یہ زندگانی آخر ہے فانی سب کے سروں پر ہے کال
کیسے بتاؤں ....
ودھر گئے تو میں ہرا میں ہر گیا تو وہ میرا ہی گل کٹے گا جیت کسی کی ہو
سارا زمانہ دے گا یہ طعنہ کر دیا کنبہ حلال
کیسے بتاؤں ....

نہ یہ کسی کا میت ہے نہ کوئی اسکا میت بھوگ لیا جب کرم پھل کس کی کس سے پریت
چھوڑا یہ چولا ہر ایک یہ بولا مرگھٹ کا رستہ سنبھال
حیرانی ہے مجھ کو . . . .
اس شریر نے ایک دن ہونا ناش ضرور چھوڑ اس پر بھا بھرم کو موہ جال کر دور
یہ بھئے نکالو شستر سنبھالو کر کے طبیعت بحال
حیرانی ہے مجھ کو . . . .

ناٹک

ارجن! مجھے سخت حیرانی ہے کہ تمہاری فلاسفی عجیب لاثانی ہے۔ تمہاری باتوں سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیو آتما بھی فانی ہے۔ مگر میں تمہیں تبلا دوں کہ یہ بات ویدوکت نہیں۔ بلکہ تمہاری اپنی من مانی ہے۔ اور بالکل بچوں کی سی کہانی ہے۔ ذرا سوچو تو جیو آتما کیا ہے۔ اور شریر کے ساتھ اس کا کس قسم کا سمبندھ ہے؟ کون اس کا ماں باپ ہے کون اس کا بھائی بند ہے؟ یہ پانچ بھوتک شریر جو پرمیشور نے اس کو دیا ہے۔ کیول اس کے کرم پھل بھوگنے کا ذریعہ ہے۔ نہ معلوم ہم تم نے آج تک کن کن یونیوں میں چکر لگائے۔ کس کس کے بھائی بھتیجے اور کس کس کے ماں باپ کہلائے۔ کس کس سے سمبندھ اور کس کس سے ناتا رہا۔ لیکن جب اس شریر کو چھوڑ دیا۔ وہ سب تعلق جاتا رہا۔ میں اس کا ہوں۔ وہ میرا ہے۔ یہ سب دنیاوی موہ جال کا بکھیڑہ ہے۔ ورنہ دراصل میں نہ یہ کسی کا اور نہ کوئی اس کا۔ اپنا

کرشن جی - گانا (بطرز ایضاً)

حیرانی ہے مجکو سوجھا ہے تجھ کو کیسا بیڈھنگا سوال
جو کچھ وچارا ہے وہ تمہارا بالکل ہی اُلٹا خیال
پڑ کر تو کس بھرم میں ہو رہا ڈانواڈول دلمیں ذرا وچار کر گیان کی آنکھیں کھول
یہ بھی پتہ ہے آتما کیا ہے دل سے بھرم یہ نکال
حیرانی ہے مجھ کو ....

جیوآتما امر ہے مرے نہیں زنہار کیا طاقت ارجن تیری سکے تو اسکو مار
اگنی جلائے پانی گلائے ان کی نہیں ہے مجال
حیرانی ہے مجھ کو ....

توپ اور بندوق یا برچھی اور کٹار اسے کاٹ سکتی نہیں خنجر یا تلوار
کاٹے نہ کٹتا بڑھتا نہ گھٹتا اس کو نہیں کچھ زوال
حیرانی ہے مجھ کو ....

اس شریر سے جیو کا کرم بھوگ سمبندھ نہ یہ کسی کا باپ ہے نہ یہ بھائی بند
میرا و تیرا جھوٹا بکھیڑا سارا ہے موہ کا جنجال
حیرانی ہے مجھ کو ....

بھائی اسکا کون ہے کون ہے اسکا باپ کس کا یہ پرام ہے کس کا پن اور پاپ
برتھا حماقت کس کی یہ طاقت بیکا کرے اسکا بال
حیرانی ہے مجھ کو ....

ارجن ۔ گانا (بحر طویل)

جانتا ہوں یہ سب کچھ مگر کیا کروں میری بالکل ٹھکانے نہیں ہے عقل
آج تک جن بزرگوں کی پوجا کری کس طرح سے کروں ہائے انکو قتل

جانتا ہوں ....

کی جنہوں نے میری ناز برداریاں ہر طرح چاہتے تھے جو میری کُشل
عیش و آرام اپنا سبھی تج دیا جب گھڑی کبھی ذرا سا گیا میں مچل

جانتا ہوں ....

آنکھ میں نے نہ سنمکھ اٹھائی کبھی اور نہ انکے حکم میں دیا کچھ خلل
کونسے منہ سے کہدوں میں انکو بھلا کہ میرے تیر میں ہے تمہاری اجل

جانتا ہوں ....

مجھے دیکھا ذرا سا رنجیدہ اگر تو وہ لیتے تھے فوراً کلیجہ مسل
انکے دم رہتے سب بیقرار ہو گئے جو میں آنکھوں سے اوجھل ہوا ایک پل

جانتا ہوں ....

جو مجھے راحت جان تھے جانتے اور میرا لاڈ چاؤ تھا ان کا شغل
باعث موت ان کیلئے میں بنوں دوں میں انکی عنایات کا یہ بدل

جانتا ہوں ....

کل زمانہ میں ہو جاؤں گا رو سیاہ آپکے کہنے پر گر کروں میں عمل
یہ مہا پاپ کر کے کسی کو بھلا میں دکھاؤنگا جسونت سنگھ کیا شکل

کرم پھل ہوگا۔ اور یہاں سے کھسکنا یہ سب کچھ جانتے ہوئے اور آواگون کے مسئلہ کو مانتے ہوئے نہ معلوم تمہارے دل میں کیا آئی۔ اور کس نے تم کو یہ اُلٹی پٹی پڑھائی۔ علاوہ ازیں اس بات کی بھی تم کو اچھی طرح خبر ہے کہ جیو آتما اناوی اور امر ہے۔ نہ اسے کوئی مار سکتا ہے۔ نہ کسی کے مارے مرتا ہے۔ آگ سے یہ نہیں جلتا۔ پانی میں یہ نہیں گلتا۔ تلوار اسے نہیں کاٹ سکتی۔ بندوق کی گولی اس کو نہیں چاٹ سکتی۔ ہوا اس کو نہیں اُڑا سکتی۔ دھوپ اسے نہیں سُکھا سکتی۔ اب تم ہی بتلاؤ کس کس کو مارو گے۔ اور کس طرح مارو گے۔ نیز تم خود جانتے ہو کہ فوج مخالف میں جہاں تک میں نظر دوڑاتا ہوں آپ کے ہی بزرگو عزیزوں اور رشتہ داروں کو کھڑا پاتا ہوں۔ کیا بھیشم پتامہ اس بات کو نہیں جانتے کہ جس سے آج میرا یدھ ہوتا ہے وہ رشتہ میں میرا حقیقی پوتا ہے؟ کیا گورو درونا چاریہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ آج اُس ارجن سے تیری لڑائی ہے جس کو تو نے اپنے ہی ہاتھوں شستر وِدیا سکھائی ہے پھر وہ سب کچھ جانتے ہوئے تم کو پہچانتے ہوئے اور اپنا عزیز مانتے ہوئے کیوں شستر باندھ کر تمہارے ساتھ لڑنے کو آئے۔ یہی بھاؤ ان کے دل میں کیوں نہ سمائے ہ کیا تمہارے خیال میں وہ بالکل ہی موڑھ ہیں؟ نہیں نہیں۔ بلکہ تم اپنے دھرم سے گر رہے ہو۔ اور وہ اپنے دھرم پر آروڑھ ہیں اس لئے اے ارجن! ان توہمات کو دل سے نکالو۔ ساودھان ہو کر شستر سنبھالو۔ اور اپنے کشتری دھرم کو پالو۔

بھیک مانگی بھی تم کو ملے گی نہیں تیرا جیون ہی بالکل تباہ ہو گیا
کیوں بہانے ....

ناٹک

شوک شوک مہان شوک! ارے کشتری ہو کر اتنا ڈرپوک؟ یہ سب تمہاری بہانہ بازی اور حیلہ سازی ہے۔ ورنہ دراصل تم لڑائی سے خوف کھاتے ہو۔ اور حیلے بہانے بنا کر جان بچانا چاہتے ہو۔ کیا اس وقت سے پہلے تم کو اس بات کا علم نہ تھا کہ جن کے ساتھ میرا ٹکراؤ ہے۔ وہ میرا اپنا ہی پریوار ہے۔ یہاں آنے سے پہلے اس سوال کو وچارتے اور نفع نقصان پر نظر ملاتے۔ نہ کہ اس وقت جبکہ دونوں طرف سے لڑائی کا سامان تیار ہو رہا ہے۔ اور صرف تیروں کو چلیوں سے نکلنے کا انتظار ہو رہا ہے۔ دراصل تمہارا بھی کیا قصور ہے۔ ایک سال تک ہیجڑوں کے بھیس میں رہتے رہتے تم دراصل ہیجڑے ہو گئے۔ بیوقوفی ان لوگوں کی ہے۔ جو بغیر سوچے سمجھے تمہاری امداد کو کھڑے ہو گئے۔ تمہارا کیا بگڑا تمہاری تو ہیجڑا بن کر بلا ٹل گئی۔ لیکن جو تمہاری امداد کو آئے۔ ان کی تو ہمیشہ کے لئے کوروں کے ساتھ دشمنی ڈل گئی۔ تم ہاتھوں کو مہندی لگا کر تالیاں بجایا کرو۔ لوگوں کو نخرے دکھایا کرو۔ اور بھیک مانگ کر کھایا کرو۔

جھونک دو چولھے میں اب اس دھنش کو اور تیر کو
کیوں اٹھائے پھر رہے ہو مفت میں شمشیر کو
یاد کر کرکے بچاری دروپدی کے چیر کو

جانتا ہوں.........

کرشن جی - گانا (بحر طویل)

کیوں بہانے بناتا ہے بیفائدہ مجھے اصلی سبب کا پتہ ہو گیا
دیکھ کر فوج دشمن کی تعداد کو تیرا پیشاب تک بھی خطا ہو گیا
کیوں بہانے.........
میں یہی سوچتا تھا بہت دیر سے آج تیری شجاعت کو کیا ہو گیا
سال بھر ہیجڑے کے رہا بھیس میں اس لئے تو اصل ہیجڑا ہو گیا
کیوں بہانے.........
سال بھر کی غلامی کا ہے یہ اثر تیرا اتنا ملین آتما ہو گیا
نہ وہ طاقت رہی نہ وہ ہمت رہی شرم غیرت کا بھی خاتمہ ہو گیا
کیوں بہانے.........
چوڑیاں پہن کر خوب مٹکا کر اس ہنر سے تو خوب آشنا ہو گیا
پھینک دو شستروں کو کسی بھاڑ میں اس بحث کا یہیں فیصلہ ہو گیا
کیوں بہانے.........
نام روشن کیا چھتری ونش کا باپ دادا کا یش چوگنا ہو گیا
ماتا کنتی بھی تو یہ کرے گی فخر میرا ارجن بھی خواجہ سرا ہو گیا
کیوں بہانے.........
لوٹ کر یدھ سے گر چلا جائے گا تو زمانہ میں تو روسیاہ ہو گیا

(سب جاتے ہیں)

کرن۔ (پانڈوؤں کو دور سے دیکھ کر) لیجئے مہاراج! مبارک ہو۔ جو مغرور زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے۔ اور اپنی طاقت کے زعم میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ وہ دیکھئے پانچوں بے غیرت اپنی حماقت پر کتنا پچھتا رہے ہیں۔ اور کس طرح سر جھکائے آپ سے معافی مانگنے آ رہے ہیں۔ لعنت ہے۔ ان بے شرموں پر۔ کہاں تو نصف راج کے دعویدار۔ اور کہاں اب معافی کے خواستگار۔

دریودھن۔ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ محض گیدڑ بھبکیاں دکھلاتے ہیں اور لڑائی کے بھئے دکھلا کر راج بٹوانا چاہتے ہیں۔ مگر جب سامنے موت کھڑی نظر آئی۔ تو سب چترائی بھول گئے۔ اور میدان میں آتے ہی بیچاروں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور سچ تو یہ ہے ؎

جب بلندی پر ستارہ ہے مرے اقبال کا ہے یہ ہمت اک دفعہ تو پھیر دوں رُخ کال کا
بال بیکا ہو نہ میرے بال کے بھی بال کا کیا یدھشٹر چیز ہے کیا حوصلہ کنگال کا

پہلے تو شاید میں اس کو معاف بھی کر ڈالتا
اب مگر میں آستیں میں سانپ کو نہیں پالتا

{ یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائیوں کا بھیشم پتامہ کے چرن چھونا۔ اور ان کا اٹھ کر چھاتی سے لگانا }

بھیشم پتامہ۔ بیٹا یدھشٹر! چرنجیو رہو۔ کیسے آئے؟

یدھشٹر۔ گانا

بیٹھ کر رویا کرو دونوں وقت تقدیر کو
ہاتھ میں ہوں چوڑیاں اور کان میں ہو بالیاں
خوب ناچو خوب گاؤ خوب پیٹو تالیاں

ارجن۔ جگادیا بھگون جگادیا میری سوئی ہوئی شکتیوں کو جگادیا۔ اور میرے کشتری پن کی بجھی ہوئی آگ کو سلگادیا ہے۔

اب ہٹوں پیچھے نہ رن سے پنیہ ہو یا پاپ ہو
یدھ میں دشمن ہیں سارے بھائی ہو یا باپ ہو
چاہے دنیا کچھ کہے یا لاکھ پشچاتاپ ہو
کیا فکر مجھ کو ہے میرے رہنما جب آپ ہو
دیکھنا اب ہاتھ ارجن کے ذرا میدان میں
خون کی ندیاں بہا دوں گا ذرا سی آن میں

کرشن جی۔ تو اب کیا دیر ہے۔ فوج مخالف بالکل تیار ہے۔
ارجن۔ دیر کچھ نہیں۔ مجھے صرف بھائی یدھشٹر کا انتظار ہے۔
یدھشٹر کہئیے اب کس بات کا وچار ہے۔
ارجن۔ صرف آپ کی اجازت درکار ہے۔
یدھشٹر بھیشم پتامہ جی کی موجودگی میں مجھے اجازت دینے کا کیا اختیار ہے۔
ارجن جس طرح آپ کی رائے یا جو کچھ آپ کی سمجھ میں آئے۔
یدھشٹر شستر کھول دو اور میرے ساتھ آؤ۔
ارجن۔ جیسی آگیا۔

اجازت دو ہمیں اب یدھ میں خنجر چلانے کی

ناٹک

بتامہ جی! میری یہ دلی خواہش تھی کہ اس جھگڑے کا باہمی فیصلہ ہو جائے اور کسی حالت میں خونریزی کی نوبت نہ آئے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کوشش کا نتیجہ نہایت ہی خراب رہا۔ اور میں اپنے مقصد میں بالکل ہی ناکامیاب رہا۔ نہ معلوم اس میں بھائی دریودھن کی غلطی ہے۔ یا میرا قصور ہے۔ یا پرمیشور کو اسی طرح منظور ہے۔ خیر جو کچھ وجوہات ہیں۔ آپ سے پوشیدہ نہیں سب باتیں آپکی چشم دید ہیں۔ کچھ شنیدہ نہیں۔ آج تک سب کچھ سہا۔ مگر اب یہ فیصلہ میرے بس کا نہیں رہا۔ جب مجھے اپنی ہستی ہی مٹتی نظر آئی۔ تو مجبور ہو کر میں نے تلوار اٹھائی۔ چونکہ آپ بزرگ ہیں۔ اس لئے مجھے شستر اٹھانے کی اجازت دیجئے۔ اور آشیرباد دیکر رخصت کیجئے۔

بھیشم پتامہ۔ بیٹا یدھشٹر! اگرچہ میرا شریر دریودھن کے ہاتھ ہے مگر میرا انتہ کرن اور آشیرباد تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہیں آگیا دیتا ہوں کہ تم اپنے کشتری دھرم کا پالن کرو۔

ارجن۔ (درونا چاریہ سے) گورو دیو! مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ جس نے مجھ کو لکھا پڑھا کر اس لائق بنایا۔ آج اسی کے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آیا۔ اس بات کی کس کو خبر تھی کہ یہ دن بھی آئے گا۔ جب شاگرد گورو کے برخلاف شستر اٹھائے گا۔

پتامہ! دیجئے آگیا مجھے شستر اُٹھانے کی
یہی ہے غرض میری آپکی خدمت میں آنے کی

نہ تھی منشا مری ہرگز اگرچہ یُدھ کرنے کی
بہت کی میں نے کوشش بھی لڑائی کے مٹانے کی

میں سچا ہوں یا جھوٹا ہوں یہ ہے سب آپ پر روشن
نہیں ہے کچھ ضرورت آپ کو زیادہ بتانے کی

اگر میری طرف سے ہو زبردستی تو کہہ دیجئے
نہیں مطلق ضرورت پھر مجھے لڑنے لڑانے کی

اکتفا کر لیا تھا اس لئے ہی پانچ گراموں پر
نہ آئے تاکہ نوبت خون کے دریا بہانے کی

ملا لیکن جواب اس کا کہ اپنے راج کے اندر
نہ دوں گا میں اجازت ان کا مُردہ تک جلانے کی

نہ دیکھی فیصلہ کی کوئی بھی صورت تو مجبوراً
ضرورت پڑ گئی مجکو بھی دست و پا ہلانے کی

سنبھالا ہوش جب سے پھر رہے گھر بار کو تیاگے
نہیں طاقت رہی ہے اب زیادہ دُکھ اٹھانے کی

دکھائی جس قدر نرمی ہوئے برباد ہم اتنے
کسر چھوڑی نہیں کوئی میری ہستی مٹانے کی

بزرگِ خانداں ہیں آپ دونوں کے مربّی ہیں

اس کی مدد کے لئے جاؤ۔

ارجن۔ (دور سے للکارتا ہوا) بھیم سین! ذرا ہمت سے کام لینا۔ اور ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ جانے دینا۔

بھیشم پتامہ۔ (ارجن کا آگا روک کر) ٹھیر ٹھیر۔ کدھر جاتا ہے؟

ارجن۔ (بھیشم پتامہ سے دوبدو ہو کر) سنبھل جاؤ۔ اب موت کا وقت قریب ہے

(دونوں کا ایک دوسرے پر غضب کے تیر برسانا اور طرفین کا سخت زخمی ہو جانا۔ ادھر سورج کا غروب ہونا اور طبل بازگشت پر چوٹ پڑنا اور فریقین کا اپنی قریبی قیام گاہ کو واپس لوٹنا۔)

دوسری لڑائی

(دونوں طرف کی فوجیں میدان میں مرنے اور مارنے کو تیار ہیں۔ پانڈوؤں کی طرف سے راجہ براٹ اور درشٹھ دیومن اور کوروؤں کی طرف سے راجہ شل[1] اور اشوستھاما سپہ سالار ہیں)

اشوستھاما۔ (ایک پُرجوش سنکھ بجا کر) بہادرو! قسم کھاؤ کہ یا ریں گے یا مریں گے۔ مگر اس لڑائی کا آج ہی فیصلہ کریں گے۔ فتح اور شکست کا کچھ غم نہیں بس سمجھ لو کہ آج یا یہ نہیں یا ہم نہیں۔

درشٹھ دیومن۔ (ستواتر حملے کرتا ہوا) آج کس کی ہیں تو ابھی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں

---

[1] راجہ شل۔ نکل اور سہدیو کا ماموں تھا۔ جو پانڈوؤں کی امداد کیلئے آیا تھا مگر دریودھن نے اپنی چالاکیوں اور چاپلوسیوں سے اسے راستہ میں ہی روک کر اپنی طرف ملا لیا۔

درونا چاریہ۔ بیٹا ارجن! یہ تمہارا دریہ تھا سچا تاپ ہے۔ جو شخص مقابلے پر آگیا خواہ گورو ہے یا گورو کا بھی باپ ہے۔ اس کو متر درشٹی سے دیکھنا کشتری کیلئے مہا پاپ ہے۔ پس ان وچاروں کو دل سے نکالو۔ اور اپنے کشتری دھرم کو پالو۔

دُوسرا سین

پہلی لڑائی

[طبل جنگ پر چوٹ پڑتے ہی طرفین کی فوجوں کا جوش میں آنا۔ اور ہر ایک کا اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھانا]

بھیم۔ (گرز گھماتا ہوا) وہ وقت آگیا جس کا ہم عرصہ سے انتظار کر رہے تھے۔ اب ذرا سامنے آئیں جو ہمیں ہمارا حصہ دینے سے انکار کرتے تھے۔

دوشاسن۔ (تیر برساتا ہوا) حصے دینے کو بھول جاؤ۔ اب تو اپنی جان کی خیر مناؤ۔

بھیم۔ (تلوار کا ایک ہاتھ مار کر) او دراچاری انیائی! پہلی دفعہ تو نے ہی منحوس شکل دکھائی۔

دوشاسن۔ (بپھر کر) اگر میری شکل سے ڈر لگتا ہے تو آنکھیں بند کر لے۔

دریودھن۔ (تیر برساتا ہوا) خبردار! بھیم زندہ نہ جانے پائے۔

اشوتتھاما۔ (دوسری طرف سے حملہ کر کے) جانے کو اب اسے کہاں ٹھکانا ہے۔

یدھشٹر۔ ارجن! بھیم سین کو دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ تم

{فوج کا قتل اور زخمی ہونا۔ باقی ماندہ فوج کا دُم دبا کر بھاگنا
اور کورو دی سپاہ کا فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس لوٹنا}

تیسرا سین
پانڈوؤں کا جنگی دربار

{یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائی معہ کرشن جی و راجہ دروپد و راجہ
ویراٹ وغیرہ بیٹھے ہوئے جنگ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں}

یدھشٹر۔ گانا (قوالی دیس)

نظر کوئی بھی صورت کامیابی کی نہ آتی ہے
جدھر دیکھوں شکل ناکامیابی ہی دکھاتی ہے
آئے ہیں جس روز سے رن بھومی درمیان اسی روز سے ہو رہا اپنا ہی نقصان
کٹی ہے فوج اتنی کہ گنی گنتی نہ جاتی ہے
نظر کوئی بھی ....
لڑتے لڑتے صبح سے ہو جاتی ہے شام گکڑی کھیرے کی طرح کٹ گئی فوج تمام
مگر تقدیر اپنا رنگ الٹا ہی جماتی ہے
نظر کوئی بھی ....

اور ایک آن کی آن میں انہیں یم لوک پہنچانا چاہتا ہوں۔
شل۔ (تلوار چلاتا ہوا) زیادہ زبان نہ چلا۔ کسی اٹھنے والے کو بُلا۔
درواٹ۔ (آگا روک کر) بہادر زیادہ باتیں نہیں بنایا کرتے۔ بلکہ اپنی بہادری کے جوہر دکھایا کرتے ہیں۔ اب دیکھو دراٹ کی تلوار اور ہو جاؤ مرنے کو تیار۔
اشوستھاما۔ تیری بہادری سب کو معلوم ہے اور تمام زمانے میں اس کی دھوم ہے۔ اسی بہادری کی بدولت سُوشرما کے ہاتھ قید ہو گیا تھا۔ اس وقت تیرا بل کہاں ناپید ہو گیا تھا۔
اُتر کمار۔ زیادہ بک بک نہ کر۔ ذرا سامنے سے دُور ہو کر مر۔
بھیم۔ شاباش بہادرو! خوب ہاتھ دکھلائے۔ خبردار۔ ان میں سے کوئی زندہ نہ جانے پائے۔
بھیشم پتامہ۔ (دور سے گرجتا ہوا) اپنی جان عزیز ہے۔ تو سامنے سے فرار ہو جاؤ۔ ورنہ جلدی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
ارجن۔ (متواتر حملہ کرتا ہوا) یہ زندگی اور موت کے حساب کا دفتر نہیں بلکہ یدھ بھومی ہے۔
بھیشم پتامہ۔ (دونوں ہاتھوں سے قتل عام مچاتا ہوا) بیشک یدھ بھومی ہے مگر تیری تلوار ابھی آج تک لڑکوں کے مقابلہ میں گھومی ہے۔ زیادہ شور نہ مچا اگر ہمت ہے۔ تو بوڑھے کے ہاتھ سے اپنی جان بچا۔
(بھیشم پتامہ کا پانڈووں کی فوج کو بے دریغ تہ تیغ کرنا۔ بے شمار)

کوئی تدبیر بتائیں جس سے ہم اس بادھ میں کامیاب ہو جائیں۔

کرشن جی۔ اگر اسی ہمت اور استقلال پر لڑائی ٹھانی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ آپ کی سخت نادانی ہے۔ میرا تو یقین ہے کہ کرم کرنا منش کا کرتویہ ہے۔ اس کا پھل پرماتما کے آدھین ہے۔

یدھشٹر۔ یہ تو آپ کا فرمانا بالکل صحیح۔ مگر ہمارے نقصان کی بھی کوئی انتہا نہیں رہی۔ اگر ہم اس طرح اندھا دھند کرم کرتے جائیں گے۔ تو دشمن غالب آتا جائیگا اور ہم مرتے جائیں گے۔ نیز میری بھی یہ عرض ہے کہ ہمیں نہ صرف کرنے سے غرض ہے بلکہ اس کے ساتھ سب بدھ وچار کرنا بھی تو ہمارا فرض ہے۔

کرشن جی۔ کچھ اپنا دلی منشا بھی بتلاتے ہیں، پھر آپ کیا تدبیر کرنا چاہتے ہیں۔

یدھشٹر۔ جہاں تک میں نے عقل دوڑائی ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ تدبیر آئی ہے کہ اگر چہ بھیشم پتامہ دریودھن کے طرفدار ہیں۔ مگر بلحاظ ایک اہل خاندان جیسے اس کے بزرگ ہیں، ویسے ہی ہمارے بزرگوار ہیں۔ مجھے نشچیہ ہے کہ اگر ہم ان سے کوئی رائے طلب کریں تو وہ ہم سے کسی قسم کا پرہیز نہ کریں گے۔ اور کوئی مفید مشورہ دینے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کریں گے۔

کرشن جی۔ آپ کی تجویز تو نہایت معقول اور وزن دار ہے۔ میرا بھی یہی وچار ہے کہ وہ آپ سے ہرگز کوئی بھید نہ چھپائیں گے۔ اور آپ کی کامیابی کی ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر بتائیں گے۔

یدھشٹر۔ بس تو آیئے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ تکلیف اٹھایئے۔

(سب جاتے ہیں)

سر سے کفن لپیٹ کر کرتے ہیں سنگرام لیکن پھر بھی ہو رہے ہیں ہم ہی ناکام
یہ حالت دیکھ کر ہر دم دہلتی میری چھاتی ہے
نظر کوئی بھی ....

جبتک ہیں بھیشم پتامہ دنیا میں موجود ناممکن اپنی فتح سب کوشش بے سود
چلے تلوار جب ان کی تو بس پرلے ہی آتی ہے
نظر کوئی بھی ....

ناٹک

کرشن جی! میرا جہاں تک خیال ہے اس یدھ میں ہماری کامیابی ایک امر محال ہے۔ ہم صبح سے شام تک اندھا دھند گھمسان مچاتے ہیں سر پر کفن باندھ کر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر تلوار چلاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ اپنے لئے برعکس ہی پاتے ہیں۔ اگر چند روز لڑائی کی یہی رفتار رہی یعنی ان کی جیت اور ہماری ہار رہی۔ تو وہ مثال ہوگی کہ دو نو دین سے گیا پانڈا۔ حلوا ملا نہ مانڈا۔ خود مرا اپنے رشتہ دار اور سمبندھیوں کو کٹوایا۔ اپنے بزرگوں اور رشتہ داروں کے برخلاف شستر اٹھایا سب قسم کی بدنامی سہی۔ لیکن بات اتنی بھی نہ رہی۔ میرا تو یہ پختہ نتیجہ اور درڑھ وشواس ہے کہ جب تک بھیشم پتامہ کے جسم میں جان اور ہاتھ میں تلوار ہے۔ ہمارا کامیاب ہونا سخت دشوار ہے۔ اس لئے آپ

نوٹ:۔ لڑائی کے واقعات میں سے خاص خاص اور چیدہ چیدہ واقعات کو ہی لیا گیا ہے۔ باقی حالات کو بہ نظر اختصار قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ (مصنف)

جانے تو ہی تیرے بھیدوں کو کون منش پا سکے پار
ہوئی جگ میں........

ناٹک

آہ! دریودھن کو اتنا کہا۔ مگر وہ نالائق یہ آگ سلگا کر ہی رہا۔ لڑائی کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو۔ ہم جیتیں یا وہ۔ مگر میری تو دونوں ہی طرف ہار ہے۔ اور کلنک کا ٹیکہ میرے لئے تیار ہے۔ ہر حالت میں دنیا میں بدنامی اور دونوں صورتوں میں نرک کا گامی۔ اگر ہار گیا۔ تو کائرتا کا پاتک۔ جیت گیا تو کل گھاتک۔ تمام عمر کی کمائی۔ مرتی دفعہ مٹی میں ملائی۔ اچھا جو ایشور کو منظور۔

(پانچوں پانڈوؤں کا معہ کرشن جی کے داخل ہونا)

یدھشٹر۔ گانا (لوٹی آساوری)

پتامہ آئے شرن تہار دیا درشٹی ہم پہ کیجئے لیجئے ادھر نہار
پتامہ آئے........

یہ مانا کہ دریودھن کے آپ ہیں سپہ سالار مگر آپکی ذات پہ کچھ تو میرا بھی ادھیکار
پتامہ آئے........

دریودھن پہ کردیں بیشک سب کچھ آپ نثار ہمیں دخل دینے کا کہیں نہیں کوئی اختیار
پتامہ آئے........

سوا آپکے نہیں ہمارا کوئی بزرگوار کوئی مشورہ دیکر ہمکو کیجئے شکر گذار

چوتھا سین

بھیشم پتامہ کا کیمپ

بھیشم پتامہ ۔ گانا (مالکونس تین تال)

ہوئی جگ میں جیت تو بھی سمجھو ہار یہی سمجھ لیا اس یدھ کا سار
ہوئی جگ میں ....

ہائے کتنا شوک اور مہان شوک آپس میں چل رہی ہے کٹار
نہیں ایک سُنی مم دریودھن نے کہا بہتیرا بار بار
ہوئی جگ میں ....

پالن پوشن کیا جن کا اب تک پتر پوتر سم کیا پیار
میں کشل کا منا کرتا جن کی بنج کر سے اب کروں سنگھار
ہوئی جگ میں ....

ہائے بدھنا نے بردھ اوستھا میں یہ کیا دکھ دیا ڈار
اپنے ہاتھوں کُل ناش کروں میرے اس جیون پہ دھکار
ہوئی جگ میں ....

ان گنت سورما کٹیں روز نہیں جن کا ہے کوئی شمار

یدھشٹر۔ خالی آشیرباد سے تو کام نہ چلے گا۔ اور باتوں باتوں میں یہ بھار سر سے نہ ٹلے گا۔

بھیشم پتامہ۔ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ کچھ مطلب بھی کہو تو پرتیت ہو؟

یدھشٹر۔ بس کوئی ایسی ترکیب بتائیے کہ جس سے یُدھ میں ہماری جیت ہو۔

بھیشم پتامہ۔ (مسکرا کر) تو سیدھی طرح کیوں نہیں کہتے۔ کہ مجھ سے ہی میری موت کا اُپائے دریافت کرنے آئے ہو۔

یدھشٹر۔ ہرے ہرے۔ وہ مہاں پاپی ہے۔ جو آپ کی نسبت ایسا خیال کرے۔

بھیشم پتامہ۔ تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے۔ آخر میرے پاس آنے کا کوئی تو سبب ہے؟

یدھشٹر۔ مطلب یہی کہ ہمیں کوئی اُپائے تبلائیے۔ کیونکہ آپ کو سب سامرتھ ہے۔

بھیشم پتامہ۔ میں نے پہلے کہہ دیا کہ میری موت اور تمہاری جیت کا ایک ہی ارتھ ہے۔

یدھشٹر۔ ایسا تو خیال کرنا ہی انرتھ ہے۔

بھیشم پتامہ۔ بس تو میری زندگی میں تمہاری فتح کی اُمید کرنا بالکل ویرتھ[1] ہے۔

یدھشٹر۔ اس کے علاوہ کوئی اور اُپائے جو آپ کی سمجھ میں آئے۔

---

[1] فضول

پتامہ آئے ....

آپ ستیہ ادی ہیں بھگون ہیں ست اوتار   ناؤ بھنور میں اٹک رہی ہے کیجئے اسکو پار

پتامہ آئے ....

جب سے یدھ آرمبھ ہوا ہے ہو رہی مار و مار   کٹی ہماری سینا اتنی رہا نہ کوئی شمار

پتامہ آئے ....

کچھ ایسی ترکیب بتائیے کرکے ذرا وچار   جس سے ہووے جیت ہماری دشمن کی ہو ہار

پتامہ آئے ....

ناٹک

پتامہ جی! یہ مانا کہ آپ کا تن من کوروں پر نثار ہے۔ مگر آخر ہمارا ابھی تو آپ پر ادھیکار ہے۔ ہم نے اگر کچھ صلاح مشورہ لینا ہو تو کس سے لیں۔ اور سوائے آپ کے اور کون ہے۔ جس کو تکلیف دیں۔

بھیشم پتامہ۔ بیٹا یدھشٹر! میں نہ تو تمہارا بدخواہ ہوں۔ اور نہ دریودھن کا خاص طرفدار ہوں۔ مگر کیا کروں۔ اپنے کشتری دھرم سے لاچار ہوں ہاں جو کچھ صلاح مشورہ لینا چاہتے ہو۔ ہر وقت دینے کو تیار ہوں۔ پوچھو کیا پوچھتے ہو؟

یدھشٹر۔ بس یہی یدھ کے متعلق۔

بھیشم پتامہ۔ یدھ کے متعلق پوچھنے کی کونسی بات ہے۔ میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ میرا آشیرباد تمہارے ساتھ ہے۔

میرے جیتنے جی ....

ناٹک

یدھشٹر! جب تک مجھے نیچا نہ دکھا سکو۔ ایسی صورت کوئی نہیں جس سے تم یدھ میں فتح پا سکو۔ تمہاری سینا میں مجھے ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو میری ایک چوٹ بھی سہہ سکے یا میرے سامنے کھڑا رہ سکے۔ ارجن بہادر ضرور ہے اور اس کی شہرت بھی دُور دُور ہے۔ مگر میرا مقابلہ کرنے سے وہ بھی معذور ہے۔ ہاں اگر شکھنڈی میرے سامنے آئیگا۔ تو بھیشم ہرگز اپنا شستر اس پر نہ اٹھائے گا۔

یدھشٹر۔ تو کیا ہم بالکل ہی نراش ہو جائیں۔ آخر ہیں تو کوئی اُپائے تبلائیں۔

کرشن جی۔ آپ سارا وقت باتوں ہی میں ہی گزاروگے یا کچھ کام کا بھی خیال ہے آخر دو گھڑی آرام کرنا ہے۔ اور کل کی لڑائی کا بھی انتظام کرنا ہے۔ چلو اب انہیں بھی آرام کرنے دو۔ (سب جاتے ہیں)

پانچواں سین

رن بھومی

بھیشم پتامہ اور ارجن

بھیشم پتامہ۔ (للکار کر) ارجن ہوشیار ہو جاؤ۔ آج بھیشم کے ہاتھ سے تیری

بھیشم پتامہ۔گانا (بحر طویل)

میرے جیتے جی تم جیت سکتے نہیں چاہے ہو جائے دنیا ادھر سے اُدھر
میری تلوار کا سامنا کر سکے آج تک کوئی دیکھا نہ ایسا بشر
میرے جیتے جی........
جو تمہارے ہیں گنتی کے ہاں سورما وہ نہیں سامنے میرے سکتے ٹھہر
باندھ کر لاکھ ہتھیار آ جائیں وہ تو بھی مجھ کو ذرا بھی نہیں ہے فکر
میرے جیتے جی........
کوئی شیخی بڑائی جتاتا نہیں ہر تجربہ کی عظمت ہے یہ سر بسر
گر کسی کو نہیں آتا ہو ویسے یقیں دیکھ لیوے وہ میدان میں آن کر
میرے جیتے جی........
ایک ارجن ہے جس پر تمہیں ناز ہے بیشک اسکی نہیں ویرتا میں کسر
ایک گھنٹہ مرا سامنا کر سکے نہیں اس میں ابھی طاقت ابھی اس قدر
میرے جیتے جی........
اور جتنی جمعیت بھی ہے فوج کی ایک ریلے میں ہو جائے گی منتشر
پھر بتاؤ کہ جیتو گے تم کس طرح کوئی تدبیر مجھ کو نہ آتی نظر
میرے جیتے جی........
اور تو کوئی دنیا میں طاقت نہیں اور نہ مجھکو کسی سے ہے کوئی بھی ڈر
ہاں شکھنڈی سے نامرد کے سامنے میں نہ شستر اٹھاؤنگا ساری عمر

روک تھام کرو۔

بھیم سین۔ (کرشن جی سے) کہئے لڑائی کی کیا صورت ہے؟ کام چل جائے گا۔ یا کسی مزید امداد کی ضرورت ہے؟

کرشن جی۔ اب دیر کرنے کا وقت نہیں۔ تم جلدی جاؤ۔ اور شکھنڈی کو فوراً یہاں لاؤ۔

بھیم سین۔ لانا کہاں سے ہے۔ شکھنڈی تو میرے ساتھ ہے۔

کرشن جی۔ بس تو میدان ہمارے ہاتھ ہے۔ اور بھیشم پتامہ کو جیت لینا معمولی سی بات ہے۔

شکھنڈی۔ میرے لئے کیا ارشاد ہے؟

کرشن جی۔ تم اپنے شستر اٹھاؤ۔ اور بھیشم پتامہ کے مقابلہ پر آؤ (ارجن سے) اور تم ان کے پیچھے کھڑے ہو کر (کان میں کچھ کہہ کر) بس کام فتح ہے۔

ارجن۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ یہ کرم تو کشتری دھرم کے بالکل خلاف ہے۔

کرشن جی۔ یہ وقت بحث مباحثہ کا نہیں۔ اگر اس طرح بھین میکھ نکالو گے۔ تو ابھی صفایا کرا لو گے۔

ارجن۔ جیسا حکم

کرشن جی۔ (ایک پُرجوش شنکھ بجا کر) بڑھو بہادرو بڑھو۔ اب دیکھو فتح تمہارے قدم چومتی ہے۔

بھیشم پتامہ۔ (تیر برساتا ہوا) ہاں ہاں دیکھتے جاؤ۔ فتح تمہارے قدم چومتی

جان بچنی محال ہے۔

ارجن۔ کچھ مضائقہ نہیں جس چیز نے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے۔ اس کا ذکر ہی زبان پر کیا لانا ہے۔ پھر آپ کے ہاتھ سے میری جان جائے۔ تو چپڑی اور دو دو سعادت کی سعادت۔ شہادت کی شہادت۔

بھیشم پتامہ۔ شاید تو مجھ سے کچھ مروّت کی اُمید رکھتا ہے۔ مگر یاد رکھ۔ ایسا فعل میری عادت اور کشتری دھرم کے سراسر خلاف ہے۔ اور جس کی امداد کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کو دھوکا دینا بعید از انصاف ہے۔ رشتہ ناطہ القطع خاندانی تعلقات منسوخ۔

ارجن۔ نہیں میرا ہرگز یہ منشا نہیں کہ آپ میرے ساتھ کسی قسم کی ناجائز مروّت یا بیجا رعایت کریں۔ بلکہ آپ کا دھرم ہے کہ جس کے برخلاف شستر اٹھایا ہے۔ اس کے ساتھ پوری طاقت سے لڑیں۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ میں مروں یا آپ مریں۔

بھیشم پتامہ۔ شاباش! آفریں!! مرحبا!!! اپنے شستر سنبھالو۔ اور خوب دل کے ارمان نکالو۔

{ ٹھن ٹھن بجتی ہے۔ اور دونوں طرف سے تیروں کی بارش ہوتی ہے۔ ارجن اگرچہ بیحد چابکدستیاں دکھا رہا ہے مگر بھیشم پتامہ کے تیروں نے اسے اوسان باختہ کر رکھا ہے }

یدھشٹر۔ (بھیم سے) بھیشم پتامہ کے تیروں نے غضب ڈھا رکھا ہے۔ اور ارجن کو بالکل بے اوسان بنا رکھا ہے۔ تم جا کر کوئی انتظام کرو۔ اور جلدی اس کی

نہیں پاتا ہے۔ اس لڑائی کا دوسرا ہی طور ہے یعنی تیر ابشت پناہ کوئی
اور ہے ۵

ورنہ یہ طاقت کہاں نامردِ تبرے تیر میں
کاٹ دے رویاں مرا کیا تاب اس شمشیر میں
ہاتھ دکھلانا مجھے لکھا نہ تھا تقدیر میں
میں نے خوبی جکڑ ڈالا ہے انہیں بخیر میں
تیرے اک تیر کی رفتار قابل غور ہے
جو چلے پیچھے سے اس کی مار ہی کچھ اور ہے

{ ارجن کا شکھنڈی کے پیچھے سے پے درپے تیر برسانا اور بھیشم پتامہ کا زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر جانا۔ اور ایک خاص ماتمی نشان کے بلند ہونے سے لڑائی کا فوراً رُک جانا اور دریودھن وغیرہ کا بھیشم پتامہ کے پاس آنا }

دریودھن۔ پتامہ! ایسے کڑے وقت میں آپ کا ہم سے جُدا ہونا میری بدنصیبی کی علامت ہے۔

بھیشم پتامہ۔ بیشک جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور آئندہ ہوگا۔ یہ سب تیرے اعمال کی شامت ہے۔

دریودھن۔ جراح حاضر ہے۔ اجازت دیجیے۔ تاکہ آپ کی مرہم پٹی کی جائے۔

بھیشم پتامہ۔ کیسے جراح بلاتے ہو کس کی مرہم پٹی کراتے ہو۔ عمر بھر میں کوئی بیماری میرے نزدیک نہیں آئی۔ اور نہ میں نے آج تک کوئی دوائی کھائی۔ اب مرتی دفعہ میرے جسم پر پٹیاں باندھ کر مجھے چارپائی پر لٹانا چاہتے ہو۔ اور یہ

ہے یا موت تمہارے سروں پر گھومتی ہے (ٹھٹھک کر) ہیں! یہ کون؟ شکھنڈی؟ دشٹ رک کر چلا چلا بے کھٹکے تیر چلا۔ تجھ سے ہیجڑے کے ساتھ اگر مقابلہ کر کے فتح بھی پائی۔ تو بھیشم ایسی فتح کو شکست نہیں۔ بلکہ موت سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔

شکھنڈی۔ (تیر برساتا ہوا) اب بازوؤں میں طاقت نہیں تو یہی بہانہ ملاؤگے۔

بھیشم پتامہ۔ آہ! آہ!! ارے شکھنڈی! تیرے تیروں میں یہ کاٹ کہاں؟ ان تیروں کی مار صاف بتا رہی ہے کہ ؎

کوئی معشوق ہے اس پردہ نگاری میں

کچھ پرواہ نہیں۔ موت کا افسوس نہیں۔ زندگی کی چاہ نہیں۔ تجھے بھی اچھا موقعہ ہاتھ آگیا۔ کل کو خوب ڈینگیں مارنا کہ بھیشم کو جیتنا میرا ہی کام تھا ؎

اپنی پرتگیا سے میں مجبور ہوں لاچار ہوں
ہیجڑے کے ساتھ کیسے برسرِ پیکار ہوں
ہڈیاں سُرمہ بنادوں کھوپری کو پھوڑ دوں
کیا کروں لیکن میں کیسے پرن کو اپنے توڑ دوں

شکھنڈی۔ آپ باتیں بناتے ہیں بہت لمبی چوڑی۔ مگر جب ہاتھ نہ آیا تو تھو کوڑی۔

بھیشم پتامہ۔ ارے شکھنڈی! بے ایمان پاکھنڈی!! کیا تو اور کیا تیری اوقات۔ نہ مردوں کے لکشن نہ عورتوں کی صفات۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنا سارا زور لگا کر تیر چلاتا ہے۔ مگر وہ میرے بدن کو چھونے بھی

بھیشم پتامہ۔ میدان جنگ کے زخمی اور بانوں کی سیج پر لیٹنے والے بہادر کو ممکن نہیں کہ یہ مخملی تکیہ آرام کا کارن ہو۔ مجھے وہ تکیہ چاہیئے۔ جو بالکل اساد معارن ہو سے

شہادت کا پیا جب جام کیا پرواہ پرانوں کی
پہنچ اِن مرحلوں پر کیا ضرورت ان سامانوں کی
بنی ہے جس بہادر کے لئے یہ سیج بانوں کی
نہیں اس کو اوشکتا ہے مخمل کے سرہانوں کی
بنی ہے جس قسم کی سیج ویسا ہی سرہانہ ہو
وہ اچھا ہو بُرا ہو خواہ پھٹا ہو یا پُرانہ ہو

کیا ارجن یہاں موجود نہیں؟

ارجن۔ چرنوں میں حاضر ہوں۔

بھیشم پتامہ۔ یہ نایاب سیج تو تم نے تیار کر دی کیا ایک تکیہ بہم نہ پہنچاؤ گے۔

ارجن۔ (دو تین تیر پے درپے زمین پر مار کر) لیجئے تکیہ حاضر ہے۔

بھیشم پتامہ۔ چرنجیو۔ زندہ باش۔ تو نے میرا سر بلند کیا۔ پرمیشور تیرا سر بلند کرے۔ تیرے بغیر کس کی طاقت تھی جو اتنا پربندھ کرے۔

دریودھن۔ کسی اور چیز کی اوشکتا؟

بھیشم پتامہ۔ ہاں ذرا حلق سوکھ رہا ہے۔ دو گھونٹ پانی دو۔

دریودھن۔ (ایک سونے کا گلاس پیش کر کے) لیجئے پانی۔

بھیشم پتامہ۔ (نفرت سے) لے جاؤ۔ لے جاؤ۔ ان آڈمبروں کو میرے سامنے

کلنک کا ٹیکہ مجھے لگانا چاہتے ہو سے

نہیں مجھ کو ضرورت اس قسم کی خیر خواہی کی
نہیں ان میرے زخموں کو ضرورت کچھ جراحی کی
عبث بے سود مجھ کو اس قسم کی بات کہنا ہے
زخم تو کشتری کے واسطے نایاب گہنا ہے

ارجن۔ ارجن چھوکی پوچھیہ پتامہ! میں اس جنگ کے جن برے نتائج سے ڈرتا تھا۔ اور جن وجوہات سے اکثر پہلو تہی کرتا تھا۔ آخر وہ بعد دیگرے رونما ہونے لگے۔

بھیشم پتامہ۔ ارجن! تو اس وقت مہا پاپ کرتا ہے۔ جو کشتری ہو کر اس قسم کا پشچا تاپ کرتا ہے۔ رن بھومی میں کشتری کے سنمکھ خواہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ یدھ کی سماپتی تک ہر پرکار کی رشتہ داری کا دروازہ بند رہتا ہے۔ بس اگر رہتا ہے تو کیول ایک شترو سمبندھ رہتا ہے۔ پس شترو کو مار کر وجے پراپت کرنا کشتری کا مکھ دھرم ہے۔ پھر نہ معلوم تجھے کس بات کا بھرم ہے۔ تم نے مہا پتا کو نہیں بلکہ ایک مہا شترو کو مارا ہے۔ اور ایک بھاری فرض کو سر سے اتارا ہے۔ میں نے اپنی سی کوشش کسر گذاری۔ یہ بات دوسری ہے کہ وجے میری ہوئی یا تمہاری۔

دریودھن۔ بھگون! کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمایئے۔

بھیشم پتامہ۔ لیٹنے کے لئے تو تیروں کا پلنگ بڑا مزیدار ہے۔ صرف سر کے لئے ایک تکیہ درکار ہے۔

دریودھن۔ (ایک مخمل کا تکیہ پیش کر کے) تکیہ حاضر ہے۔

ارجن۔ پتامہ! آپکے ارشاد کی دیر تھی پانی خود بخود آپ کے پاس چلا آئے گا۔
بھیشم پتامہ۔ بس تو جلدی کر حلق سوکھا جاتا ہے۔
ارجن۔ (زمین پر ایک تیر مار کر) پتامہ! منہ کھولئے پانی آتا ہے۔

{ارجن کا زمین پر تیر مارنا۔ اور وہاں سے پانی کا فوارہ نکلنا اور اچھل کر بھیشم پتامہ کے منہ میں پانی کے قطرے گرنا}

بھیشم پتامہ۔ شاباش! بیٹا ارجن شاباش!! اس پانی کو پی کر جو آنند آیا وہ مجھ پر ہی ظاہر ہے۔ مگر اس کا ورنن کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔
ارجن۔ یہ سب آپ کے چرنوں کا پرتاپ ہے۔
بھیشم پتامہ۔ دریودھن!
دریودھن۔ جی!
بھیشم پتامہ۔ کچھ سمجھا؟
دریودھن۔ کیا؟
بھیشم پتامہ۔ مورکھ! تجھے قدم قدم پر اُپدیش ملتا ہے۔ مگر تو کہیں بھی نہیں سنبھلتا ہے ؎

نہ یہ پانی ہی امرت تھا نہ اس میں بس ملایا تھا
نہ وہ پھیکا تھا نہ یہ ڈال کر مصری پلایا تھا
نہ اس پانی کے پینے سے وشیش آنند آیا تھا
نہ سونے کی صراحی کو زہر میں ہی بجھایا تھا
نہ کوئی خاص سُکھ ایک یہ تیروں کا سرہانہ تھا

سے لے جاؤ۔

نہیں مجکو ضرورت ان صراحی اور گلاسوں کی
بجھے گی پیاس اس پانی سے نہ مجھ سے پیاسونکی
چاہے یہ آب زمزم یا حلاوت ہے بتاشوں کی
یہ دو اس کو جسے پرواہ ہو ان دم دلاسوں کی
مجھے وہ چاہیئے پانی جو سب سے ہی نرالا ہو
نہ چشمے کا نہ دریا کا نہ کنوئیں سے نکالا ہو

دریودھن۔ نہ چشمے سے آئے۔ نہ دریا سے۔ نہ کنوئیں سے۔ نہ معلوم آپ کونسا پانی مانگ رہے ہیں؟

دوشاسن۔ اجی کیسا پانی ہے۔ یہ بہک تو آخری وقت کی نشانی ہے۔

بھیشم پتامہ۔ ارے دوشاسن! شاید تیرا یہ گمان ہے کہ بھیشم اب چند گھڑیوں کا مہمان ہے۔ اسی لئے تو میری باتوں کو بہک اور آخری وقت کی نشانی بتلاتا ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جب تک اس یدھ کا انتم پرنیام نہ دیکھ لوں گا۔ اس وقت تک اپنے پران نہ تیاگوں گا۔

دریودھن۔ یہ دوشاسن کی سراسر حماقت ہے۔ بیشک آپ میں اتنی ہی طاقت ہے۔

بھیشم پتامہ۔ ارجن!

ارجن۔ پتامہ!

بھیشم پتامہ۔ کیا ایک دو گھونٹ پانی کو ترسائے گا؟

لئے بلایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی پرتگیا انوسار سوشرما کے مقابلہ پر چلا گیا۔

بھیم۔ بس تو موج اڑاؤ۔ اور مرنے کو تیار ہو جاؤ۔

یدھشٹر۔ آخر بات کیا ہے۔ کچھ کارن تو بتاؤ؟

بھیم۔ آج دشمن نے اپنی سینا کو چکر بیوہ کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ اور اسی لئے دھوکا دے کر ارجن کو ہم سے علیحدہ کیا ہے۔ کیونکہ درونا چاریہ جانتا ہے کہ اس قسم کی قلعہ بندی کو توڑنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ صرف ارجن ہی اس بات کا ماہر ہے۔ پس جب تک ارجن یہاں موجود ہے۔ اس قلعہ کا بنانا بے سود ہے۔ اس لئے محض ارجن کو ہم سے علیحدہ کرنے کے لئے انھوں نے یہ چال بنائی۔ ورنہ کون سوشرما اور کس کی لڑائی۔

یدھشٹر۔ تو اب کیا کیا جائے؟

بھیم۔ جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے۔

یدھشٹر۔ اور کسی سے امید نہیں۔ شاید ابھیمنیو کو اس کی کچھ ترکیب یاد ہو تو ہو

بھیم۔ کیا مضائقہ ہے۔ اس سے دریافت کرو۔

یدھشٹر۔ گانا

ارے مرے نورِ نظر ارجن کی تو اولاد ہے	اس قلعہ کے توڑنے کا ڈھنگ بھی کچھ یاد ہے
ہم میں سے اب تک کسی نے یہ علم سیکھا نہیں	یہ درونا چاریہ کی اک نئی ایجاد ہے
جانتا تھا ارجن اس کی ماہیت اچھی طرح	اس قسم کی قلعہ شکنی میں بڑا استاد ہے
دھوکا دیکر لے گیا ارجن کو دشمن اک طرف	کس قسم کی ہم سے چالیں چل رہا بیداد ہے

میرا مطلب تجھے ارجن کی طاقت دکھانا تھا

دریودھن۔ واہ پتامہ جی! واہ آپ نے بھی کمال ہی کر ڈالا۔ اور ارجن کی بہادری کا بڑا بے نظیر کرشمہ نکالا۔ جس معمولی سی بات پر اتنے ارجن ڈنڈ بیلتا ہے۔ ایسے ایسے کھیل تو کرن بطور تفریح کھیلتا ہے۔ آپ کہیں یا نہ کہیں اب صلح صفائی کی کوئی بھی صورت نہیں۔ یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کسی چیز کی تو ضرورت نہیں؟

بھیشم پتامہ۔ میں دنیاوی خواہشات سے بالاتر ہو کر ایسے استھان میں پہنچ چکا ہوں۔ جہاں سنسارک ابھلاشاؤں کا بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسے منش کی درشٹی میں چاروں طرف پرماتما ہی پرماتما ہو جاتا ہے۔ جاؤ اب اپنا اپنا راستہ سنبھالو۔ اور میرے کام میں دِگھن نہ ڈالو۔ ہاں ایک کام کرنا کہ میرے مرنے پر ان تیروں کو میرے شریر کے ساتھ ہی جلا دینا

چھٹا سین

چکر بیوہ قلعہ

بھیم۔ (یدھشٹر سے) ارجن کہاں ہے۔ اسے جلد بلانا چاہیئے۔

یدھشٹر۔ ارجن یہاں کہاں تمہیں معلوم نہیں کہ آج صبح ہی سوشرما کا ایک خاص دوت آیا تھا۔ اور ارجن کو میدان جنگ کے آخری مقام پر لڑائی کے

میں نہیں واقف مکمل طور سے اس کام کا — محض داخل ہونیکی ترکیب مجکو یاد ہے
داخل ہو جاؤنگا پر باہر نکل سکتا نہیں — اسقدر واقف ہوں اور اتنی ہی استعداد ہے
خیر جو کچھ ہو سو ہو مت کیجئے اتنا فکر — کام بن جائے گا ایشور کی اگر امداد ہے
اک دفعہ تو اس قلعہ کے پرخچے دونگا اڑا — جیت ہو یا ہار یہ پرماتما کی داد ہے
سر ہتھیلی پر دھرا تو موت کا کیا خوف ہے — جان جانا موت آنا ایشوری مرباد ہے
جیت آیا تو فتح گر مرگیا تو بھی فتح
ہر دو صورت میں مرا جسونت سنگھ دل شاد ہے

ناٹک

بیشک آپ کا بالکل صحیح خیال ہے۔ دشمن کی یہ قلعہ بندی ایک قسم کا پیچیدہ جال ہے۔ اور اس کا درہم برہم کرنا ایک امر محال ہے۔ اول تو اس میں داخل ہونا ہی بڑا وبال ہے۔ اگر کسی طرح گھس بھی جائے۔ تو زندہ نکلنا سخت محال ہے۔ میں صرف اتنی ہی مہارت رکھتا ہوں کہ اس میں آسانی سے داخل ہو سکتا ہوں۔ مگر نکلنے کی ترکیب مجھ کو یاد نہیں۔ کیونکہ میں اس فن کا پورا استاد نہیں۔ تاہم کوئی فکر کی بات نہیں۔ جب تک آپ کا اقبال ہے۔ اس قلعہ کی کچھ اوقات نہیں۔ ایک دفعہ تو اس کی ترتیب جڑ سے ہلا دوں گا۔ اور ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر جیت کر آیا۔ تو آپ کا نام۔ مارا گیا تو شہادت کا جام۔

یدھشٹر۔ شاباش میرے ہونہار! شاباش! بھگوان تیرے حوصلے میں برکت

گر یہ بات ہوتا تو اب پل میں لڑ دیتا اسے — اسکے آگے یہ قلعہ رکھتا ہی کیا بنیاد ہے
اب تو لیکن سوجھتا کچھ بھی نہیں چارہ کہیں — پڑ گئی آکر اچانک ایک نئی افتاد ہے
اب یقیناً ہی ہمیں کامل شکست ہو جائیگی — پاس دشمن کے جو ہے تھوڑی سی ہی تعداد ہے

اگر ہمت تو دکھلا اس قلعہ کو توڑ کر
ورنہ سب محنت ہماری ہو گئی برباد ہے

ناٹک

بیٹا ابھیمنیو آج کی لڑائی کی سخت خطرناک صورت ہے۔ اور اس وقت ہم کو ایک ایسے بہادر کی ضرورت ہے۔ جو اس قلعہ میں داخل ہو سکتا ہو۔ اور اس کے توڑنے کی پوری مہارت رکھتا ہو۔ ارجن اس فن کا پورا استاد ہے۔ اور اس کو اس قسم کی قلعہ شکنی کی ترکیب اچھی طرح یاد ہے۔ مگر افسوس کہ دشمن ہم کو دھوکہ دے گیا۔ اور ارجن کو لڑائی کے بہانے نہ معلوم کہاں لے گیا۔ اگر تجھ کو اس فن میں کچھ واقفیت ہو۔ تو اس کو اس وقت کام میں لا۔ اور جس طرح ہو سکے۔ قلعہ بندی توڑ کر دکھلا۔ ورنہ اس قسم کا پیچیدہ حال ہے کہ آج ہم میں سے ایک کا بھی زندہ بچنا محال ہے۔

ابھیمنیو۔ گانا

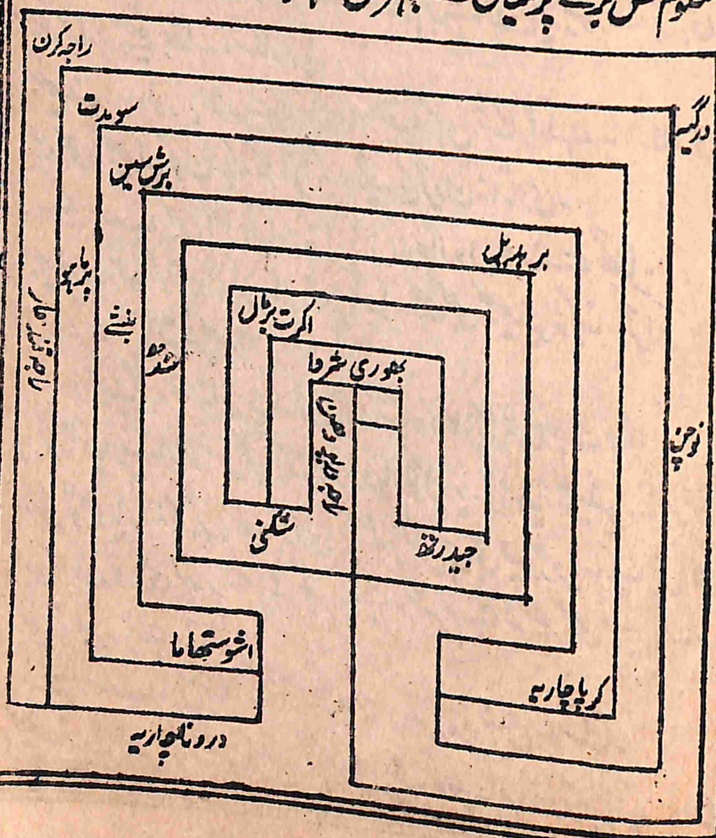
پیچیدہ اتنا کیا بالکل بجا ارشاد ہے — یہ قلعہ ایسا بنا ہے۔ نظیر ایجاد ہے
توڑنا اسکا نہیں ہے کام ہر انسان کا — گھس ہی جائے ہر کوئی اس کی کیا بنیاد ہے

ابھیمنیو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ کشتری کا پُتر زندگی اور موت کے سوال سے بالاتر ہے۔

درونا چاریہ۔ تو تو اس کے اندر ہی گھُسنے نہیں پائے گا۔

ابھیمنیو۔ (تلوار گھما کر) دیکھا جائے گا جب کوئی مجھے روکنے کے لئے آئے گا۔

درونا چاریہ۔ (آگے ہو کر) ٹھہر ٹھہر کیوں مینڈک کی طرح اچھل رہا ہے۔ نہ معلوم کس برتے پر میان سے باہر نکل رہا ہے۔



دے۔ جا اور فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا واپس آ۔

{جنگی بگل بجتا ہے۔ اور طرفین کی فوجیں حرکت میں
آتی ہیں۔ ابھیمنیو چکر بیوہ میں داخل ہوتا ہے۔}

ابھیمنیو۔ یہ کیا مکڑی کا سا جال تنا ہے۔ کبھی ان بے ایمانوں سے بھی کسی کا کام بنا ہے۔

درونا چاریہ۔ کیوں اپنی جان اور جوانی کو اکارتھ گنواتا ہے۔ اور دیدہ دانستہ موت کے منہ میں گھسا آتا ہے ؎

یہ جاں بازی کا سودا لینا نہیں ہے کھیل بچوں کا
میدان جنگ سے مورکھ بھلا کیا میل بچوں کا
مٹھائی یاں نہیں بٹتی یہاں تیروں کا سایہ ہے
عمر کیا ہے ابھی اچھی طرح کھیلا نہ کھایا ہے

ابھیمنیو۔ جان کی حفاظت اور موت کا خوف کشتری کا کام نہیں۔ اگر تمہارا یہ تانا بانا نہ ادھیڑ کر دھر دوں۔ تو ارجن کا پُترا ابھیمنیو نام نہیں ؎

کرے گا یُدھ کوئی جس گھڑی کہ ساتھ بچے کے
بتا دوں گا اسے کہ دیکھ لے اب ہاتھ بچے کے
جو ہو کر کشتری پُتر عمر کے سال گنتا ہے
وہ کشتری ہی نہیں جسکو کہ مرجانے کی چنتا ہے

درونا چاریہ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ قلعہ تیرے جیسے بچوں کے لئے موت کا گھر ہے۔

رہی نہیں سہہ سکتا۔

دریودھن۔ (جھنجلا کر) او ظالم! تو میرے کلیجہ کو کاٹ کر کہاں جائے گا؟

ابھیمنیو۔ اور جب بھی میرے سامنے آئے گا۔ اس کا بھی ...... (ٹھوکر کھا کر)

ٹھہرو ٹھہرو۔ ذرا مجھے سنبھل ......

جیارتھ۔ (ابھیمنیو پر متواتر گرز برساتا ہوا) کیسا اکٹھہرنا اور کس کا ٹھہرنا بس اب

جلدی ٹھنڈا ہو جا۔ اور ہمیشہ کے لئے موت کی گود میں سو جا (اچھل کر) بولو

مہاراجہ دریودھن کی جے۔

ساتواں سین

ابھیمنیو کی لاش پر مہاراجہ یدھشٹر کی آہ و زاری

{مہاراجہ یدھشٹر نہایت سراسیمگی کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ابھیمنیو کے ہمراہی اس کی لاش کو اٹھائے آ رہے ہیں۔}

یدھشٹر۔ (ابھیمنیو کی لاش دیکھ کر) ہائے ہائے میرے نونہال! کیسے آگیا تیرا کال!

ہائے ہائے گیا شستر باندھ کر۔ آئی تیری لاش۔ ارے ظالمو! تمہارا ستیاناس ہو جائے۔

ستیاناش بے ایمانو! تم جب لڑے دھوکے سے لڑے۔ اور بیچارے ابھیمنیو

کو اکیلا پا کر سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

ابھیمنیو۔ اگر ہمت ہے تو روکو۔ ورنہ اور بلالو ایک دو کو۔ یہ دیکھئے صاف نکلا جا رہا ہوں۔ کوئی روکے تو سہی۔ میں تو آواز دے دیکر بلا رہا ہوں۔

درونا چاریہ۔ (دل ہی دل میں) میرا تو سب پریتن نشپھل گیا جب یہ کل کا چھوکرا میرے سامنے سے نکل گیا۔ (للکار کر) سنبھالنا سنبھالنا ایک مکڑی جال میں آن پھنسی ہے۔ اس کو سنبھالنا۔ جہاں ملے وہیں مسل ڈالنا۔

جیدر رتھو۔ آنے دو۔ آنے دو۔ ذرا اسے آگے قدم بڑھانے دو۔ یہ پرمیشور نے بڑا ہی اُپکار کیا۔ جو بیٹھے بٹھائے شکار دیا۔

ابھیمنیو۔ (دونوں ہاتھوں سے کاٹتا ہوا) دیکھو تو سہی۔ شکار آتا ہے۔ یا شکاری مجھے بھی ابھیمنیو کون کہے گا۔ اگر ایک ایک کی گردن نہ اتاری۔

سب کے سب۔ بس اچھل لیا بہتیرا۔ ڈال لو چاروں طرف سے گھیرا۔

ابھیمنیو۔ (تلوار گھماتا ہوا) ہاں ہاں ڈال گھیرا۔ مجھے بھی ابھیمنیو نہ کہنا۔ اگر ایک ایک کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا۔

(ابھیمنیو کا بے تحاشا تیر چلانا۔ اندر کوروں کی سپاہ کا کائی کی طرح پھٹ جانا)

درونا چاریہ۔ (ہاتھ مسل کر) اُف! توڑ دیا۔ توڑ دیا۔ توڑ دیا۔ ابھیمنیو نے چکر بیوہ بالکل توڑ دیا۔ (للکار کر) ارے بزدلو! تم نے بالکل ہی جی چھوڑ دیا۔ ایک کل کا چھوکرا اور وہ بھی تمہارے اندر گھر رہا ہے۔ شرم ہے کہ پھر بھی تمہیں آگے لگائے پھر رہا ہے۔

سب کے سب۔ بس سنبھل جا۔ اب تو زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

ابھیمنیو۔ (لچھمن کا سر کاٹ کر) ارے بزدل! تیرے جیسا مردود تو میرا ایک وار

لیتا۔ مگر تجھ کو ہرگز جانے کی اجازت نہ دیتا۔ ہائے ہائے میں ارجن کو کیا منہ دکھاؤں گا۔
اور کونسی آنکھیں لے کر اس کے سامنے جاؤں گا۔ میرے بچے اب اتنی جلدی نہ کر
بتا تو سہی تو کہاں جاتا ہے۔ ذرا ٹھیر تیرا باپ بھی ابھی ابھی آتا ہے۔

وراٹ۔ مہاراج! اس میں شک نہیں کہ ابھمنیو کی موت کے صدمہ سے ہم سب کی
چھاتی پھٹی جاتی ہے۔ مگر آپ کی گریہ وزاری ویرابھمنیو کی بہادری کو ایک بدنما
دھبہ لگاتی ہے۔ آپ کا ہی قول ہے۔ جو کشتری چارپائی میں پڑکر مرتا ہے۔ وہ نہ
صرف خود ہی پتت ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے کل کو بھی کلنک کرتا ہے۔

ارجن۔ (دور سے آتا ہوا) ہیں؟ ہیں؟؟ کون؟؟؟ ابھمنیو؟؟؟

یدھشٹر۔ آہ! کس کا ابھمنیو اور کہاں ابھمنیو ے

ہائے ابھمنیو کہاں اور نام ابھمنیو کہاں
رو رہیں گے بیٹھے صبح اور شام ابھمنیو کہاں
جس کی کہ یہ تھی امانت آج ہم سے لے گیا
ہم کو رونا پیٹنا آنسو بہانا دے گیا

ارجن۔ گانا

ابھمنیو بول بیٹا کس نیند میں پڑا ہے
اٹھ اٹھ تو اٹھ اے بیٹا کیوں نہ لتا نہیں ہے
مجھ سے بھی کرلی تو نے اتنی بے اعتنائی
بھوتا شریر سارا خون میں ہوا ہے لتھ پتھ

چھائی ہے کیسی غفلت کیا نشہ چڑھا ہے
تیرا پتا سرہانے کب سے ترے کھڑا ہے
بیرحمی کا یہ تونے کس سے سبق پڑھا ہے
یہ کس قسم کا زہری لیسیر ترے سر لٹا ہے

بھیم۔ بھائی صاحب! ابھمنیو اکیلا ہونے پر بھی اُن سے کیا مرنے والا تھا۔ اس نے تو جاتے ہی ان کی قلعہ بندی کو درہم برہم کر ڈالا تھا۔ لاشوں کی اس قدر تہ جمائی۔ کہ ان کو گرنے کے لئے بھی جگہ نہ پائی جس طرف جھکا۔ کوئی اس کے سامنے کھڑا نہ رہ سکا۔ آخر ایک جگہ پر یہ خود ہی ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ بے ایمان جیدرتھ نے اصول جنگ کے خلاف گرے ہوئے کو گرزوں سے مار ڈالا۔ اور مرے ہوئے کو مار مار کر اس کے دوسرے ساتھیوں نے اپنے دل کا بغض نکالا۔

یدھشٹر۔ گانا

مفت برباد ہوئی تیری جوانی بیٹا!
کچھ مجھے بھی تو سُنا اپنی کہانی بیٹا!
بلغ دنیا کا کوئی پھل بھی نہ کھایا تو نے
آئی بے وقت تجھے موت نمانی بیٹا!
کیسی بیرحمی سے مارا ہے بے ایمانوں نے
تیری صورت بھی نہیں جاتی پہچانی بیٹا!
منہ دکھاؤں گا میں ارجن کو بھلا اب کیونکر
حال بتلاؤں گا میں کس کی زبانی بیٹا!
باپ آتا ہے تیرا اسکو تو مل کر جانا
ایسی جلدی کی بھلا کس لئے ٹھانی بیٹا!
چاند سا مکھڑا دکھا دے ابھمنیو مجھ کو
تیری صورت یہ نظر کیوں نہیں آتی بیٹا!

ناٹک

آہ! میرے ہونہار! اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ آج کی لڑائی کا یہ نتیجہ ہوگا۔ یعنی اس کی بھینٹ میرا ابھمنیو جیسا لائق بھتیجا ہوگا۔ تو جس طرح ہوتا میں خود بھگت

جس کسی نے تری ہستی کو مٹایا بٹیا! صفحہ ہستی سے اسے دونگا مٹا ابھیمنیو
پانچ ساتوں کی تو تو گنتی نہ گنتا تھا کچھ آگئی ہائے تیری کیسے قضا ابھیمنیو
کیا میرے سے بھی تجھے کوئی محبت نہ رہی چھوڑ کر مجھ کو کہاں پر تو چلا ابھیمنیو
کس لئے روٹھا ہے دو باتیں تو کر جا مجھ سے
اک دفعہ مجھ کو پتا کہہ کے بُلا ابھیمنیو

ناٹک

کرشن جی۔ ارجن! کچھ عقل کر کیوں اتنی آہیں بھرتا ہے۔ پرمیشور جو کچھ کرتا ہے۔ اچھا ہی کرتا ہے۔ اگر تو آج یہاں سے غیر حاضر نہ ہوتا۔ تو اب تُو ابھیمنیو کو روتا ہے۔ پھر یدھشٹر تجھے روتا۔ اس میں شک نہیں کہ ابھیمنیو ایک ہونہار نوجوان تھا۔ اور ہم سب کی امنگوں کا سامان تھا۔ مگر اس کے مرنے سے اتنی ہانی نہیں جتنا تمہارے مرنے سے نقصان تھا۔ بلا شبہ ابھیمنیو کی اچانک موت سے ہمارے کلیجوں پر ایک قسم کی برچھی چل گئی۔ مگر پھر بھی شکر کرو کہ آئی ہوئی بلا ٹل گئی۔

ارجن۔ اچھا جو ہوا سو ہوا۔ اب اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ابھیمنیو کا قاتل اب دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ باقی باتوں پر مٹی ڈالو۔ مگر اس کے قاتل کا جلد پتہ نکالو۔

یدھشٹر۔ قاتل کا پتہ نکلا ہوا ہے۔ یہ بے ایمان جیدرتھ کا منہ کالا ہوا ہے۔ یُدھ نیم کے درودھ گرے ہوئے ابھیمنیو کو مار کر اپنی بہادری دکھلائی۔ اور مرے ہوئے کو اس کے باقی ساتھیوں نے مار مار کر اس کی یہ درگت بنائی۔

ایسے کٹھن سمے میں ہم سے جدا ہوا تو
گھیرے مصیبتوں نے اور وقت بھی کڑا ہے
دل کے جو حوصلے تھے وہ ساتھ لے چلا تو
غم رنج اور الم کو میرے گلے مڑھا ہے
میری سب آس نعش پر پھر گیا ہے پانی
میرے لئے یہ کیسا منحوس دن چڑھا ہے
وہ حوصلہ تھا تجھ میں کہ جس طرف جھکا تو
جیونت سنگھ سنگرہ کوئی نہیں لڑا ہے

ناٹک

آہ! ابھمینو بیٹا! تو میرے آنے سے پہلے ہی موت کی گود میں جا لیٹا۔ کچھ انتظار تو کیا ہوتا۔ ذرا مجھے تو آ لینے دیا ہوتا۔ اتنی جلدی؟ اس قدر بے قراری۔ بغیر مری اجازت کے کدھر کی تیاری؟ ہوں کھول ذرا آنکھیں کھول۔ کچھ منہ سے بول۔ اور نہیں تو کم سے کم مجھے اپنے قاتل کا نام تو بتا جا۔

یدھشٹر۔ ارجن! صبر کر۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اگر رونے دھونے سے کچھ بنتا تو تیرے سے پہلے میں ہی بہتیرا رو چکا۔

ارجن۔ گانا

چھوڑ کر ہم کو گیا اچھا بھلا ابھمینو
کھا گئی کونسی آتے میں بلا ابھمینو
ہم نے باندھی ہوئی تھی بہت امید بس تجھ پر
ہائے بے وقت دیا تو نے دغا ابھمینو
وقت نازک ہے ہر اک طور سے بیٹا ہم پر
اس اڑے وقت میں کیوں چھوڑ چلا ابھمینو
کس بے ایمان نے ہے ہاتھ اٹھایا تجھ پر
نام اس کا تو ذرا مجھ کو بتا ابھمینو

سے پہلے جیدرتھ کو مار کر اپنے دل کی تپش بجھاؤں گا۔ اگر اس قسم کو پورا نہ کر سکا۔ تو سورج چھپنے کے بعد زندہ جل کر مر جاؤں گا۔ اب جیدرتھ کو کسی ایسی جگہ چھپایا جاوے۔ جو شام تک وہ ارجن کو نظر نہ آوے۔ بس جہاں شام ہوئی۔ پانڈوؤں کی ترکی تمام ہوئی۔ ان کا سارا دم خم ارجن کے ساتھ ہے۔ وہ مرا اور میدان ہمارے ہاتھ ہے۔ ہر روز کی جھنجھٹوں سے ہماری جان چھوٹی۔ گویا سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی۔

دریودھن - اگر یہ بات ہے۔ تب تو ہم نے جیت لیا جنگ۔ گویا ہینگ لگے نہ پھٹکری اور چوکھا آوے رنگ۔

دوشاسن - جی ہاں پرمیشور خود بخود ایسے سامان کر رہا ہے۔ ایک کو ہم مارتے ہیں۔ دوسرا اپنے آپ مر رہا ہے۔

دریودھن - بس تو انتظام کرو کہ جیدرتھ آج کا دن ہمارے لشکر کے عین درمیان تعینات رہے۔ اور فوج کا ایک دستہ ہر وقت اس کے ساتھ رہے۔ وہ بالکل اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ تاکہ ارجن کو کسی طرف سے بھی اس پر حملہ کرنے کا موقعہ نہ ملے۔

کرن - ایسا ہی انتظام ہو جائے گا۔ جیدرتھ تو کیا جیدرتھ کا سایہ بھی اس کو نظر نہ آئے گا۔

{جنگی بگل بجتا ہے اور طرفین کی فوجیں اپنے اپنے مرکز پر حرکت کرتی ہیں اور ارجن بھوکے باز کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا ہے۔}

ارجن - چھپائے رکھ چھپائے رکھ۔ اے بے ایمان جیدرتھ! تو اپنی جان چھپائے رکھ میں دیکھوں گا۔ تو کب تک مجھ سے اپنی جان چھپائے گا۔

ارجن۔ جیدرتھ! او دنیائی جیدرتھ!! تو اپنی فتح کے خوب جشن منالے اور رات بھر دنیا کی اور ہوا کھالے۔ کل کو اگر سورج ڈوبنے سے پہلے تیرا کام تمام نہ کردوں۔ تو مجھے ارجن نہ کہنا۔ اگر زندہ جل کر نہ مردوں ؎

اس جہاں میں تو فقط اک رات کا مہمان ہے
کل کو تو ہے اور مرے قبضے میں تیری جان ہے
آج میرے ہاتھ سے تو بچ گیا تقدیر سے
کل کو سر کاٹوں گا تیرا میں اسی شمشیر سے

آٹھواں سین

جیدرتھ کی ہلاکت

کرن۔ (دریودھن سے) لو مبارک ہو جب پرمیشور کی سیدھی نظر ہوتی ہے۔ تو سب کام بنتے جاتے ہیں۔

دریودھن۔ کہئے! آج کیا خوشخبری لائے۔ جو صبح ہی بھاگے آئے؟

کرن۔ بس ہمارا تھوڑا سا انتظام ہو جائے۔ تو آج پانڈوؤں کا کام تمام ہو جائے اور مکمل فتح آپ کے نام ہو جائے۔

دریودھن۔ تو پھر جلد بتلائیے۔ وہ کونسا انتظام ہے جو ہمیں کرنا چاہیئے؟

کرن۔ کل ابھیمنیو کی لاش پر ارجن نے قسم کھائی ہے کہ کل یعنی آج سورج چھپنے

یا میری جان لینے کیلئے یہ چال کھیلی ہے
مار کر جیدرتھ کا نام دنیا سے مٹایا ہے

اگر یہ بات ہے تو ہو گئی میری قسم پوری
مرا جو عہد تھا دشمن نے پورا کر دکھایا ہے

مگر اس بات کا مجھ کو یقیں آتا نہیں بالکل
کہ دریودھن نے کس احسان کا بدلہ دلایا ہے

نہیں ہرگز نہیں مطلق نہیں ہے جیدرتھ زندہ
ہے بالکل ہی غلط یہ میں جو اندازہ لگایا ہے

نکل پاتی نکل پاتی نہیں یہ کام بزدل کا
ارے بزدل تجھے ایسا سبق کس نے پڑھایا ہے

تو چڑھ جا آسماں پر چاہے پاتال میں گھس جا
چھوڑ دے آس جینے کی سمجھ تیرا صفایا ہے

ناٹک

آ گیا آ گیا اے بے ایمان جیدرتھ! تیرا کال آ گیا۔ چاہے تو زمین میں گھس جا۔ یا آسمان پر چلا جا۔ مگر موت کی نگاہ سے تو اپنے آپ کو کہاں چھپا سکتا ہے۔ وہ کونسی جگہ ہے۔ جہاں تیرا کال نہیں آ سکتا ہے (جیدرتھ کو اچانک دیکھ کر) مل گیا مل گیا میری زندگی کا سامان مل گیا۔ او بزدل! ذرا سامنے آ۔ اس طرح چوروں کی مانند منہ نہ چھپا۔

جیدرتھ۔ (اپنی فوج سے) بہادرو! جہاں کل ابھمنیو کا کچومر نکالا تھا۔ قریباً یہ ہی مقام ہے بس اسے بھی سنبھال لو اب دیر کرنے کا کیا کام ہے۔

ارجن۔ او ادھرمی! تو نے اس وقت ابھمنیو کا نام لے کر میرے غصہ کی آگ کو اور بھی دو چند کر دیا۔ اور اپنی زندگی کے دروازے کو قبل از وقت ہی بند کر دیا اور یہ اور بھی اچھا ہوا کہ جس مقام پر تو نے گرے ہوئے ابھمنیو کو دھوکے سے

اشو ستھاما کل تم ابھیمنیو کی لاش پر آنسو بہاتے تھے۔ آج یدھشٹر تمہاری لاش پر آنسو بہائے گا۔

ارجن۔ پہلے مجھے اپنی پرتگیا پوری کرنے دو۔ پھر اور بات کرنا۔

اشو ستھاما۔ پہلے مجھ سے نپٹ لو۔ پیچھے اور کسی سے دو ہاتھ کرنا۔

ارجن۔ (تلوار گھما کر) سامنے سے ہٹ جا۔ ورنہ مارا جائے گا۔ اور خواہ مخواہ گورو پتر کے قاتل کا الزام آئے گا۔

درونا چاریہ۔ (آگا روک کر) خبردار اجو آگے قدم اٹھایا۔ یہ لڑکا نہ سمجھنا جو بچکر نکل آیا

ارجن۔ میری نظر اس وقت لڑکے پر ہے نہ لڑکے کے باپ پر ہے۔ یعنی اشو ستھاما پر ہے نہ آپ پر ہے۔ بلکہ میرا تو اور ہی منزل مقصود ہے۔ آپ کا میری راہ میں حائل ہونا بے سُود ہے۔

درونا چاریہ۔ ارتھات؟

ارجن۔ ابھیمنیو کا بدلہ۔ اور جیدرتھ کی موت میرے ہاتھ۔

درونا چاریہ۔ کیا میری موجودگی میں جیدرتھ تک پہنچنے کی امید رکھتا ہے؟

ارجن۔ (للکارتا ہوا کوروؤں کے لشکر میں گھس کر) جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ مجھے روک ہی کون سکتا ہے۔

ارجن۔ گانا

نہ پایا جیدرتھ سورج غروب ہونے کو آیا ہے
نہ جانے بے ایمانوں نے کہاں اسکو چھپایا ہے

دوڑاتا ہوں نگاہ جس طرف مایوسی ہی ہوتی ہے
چڑھ گیا آسماں پر یا کہ دھرتی میں سمایا ہے

شکست پرمیشور کے ہاتھ ہے۔

درونا چاریہ۔ مگر آج سب سے پہلے تمہیں کیوں بلیدان کے لئے انتخاب کیا ہے؟

راجہ وراٹ۔ (وار کر کے) اگر لڑنا نہیں چاہتے تو چلے جاؤ۔ ہمارا وقت کیوں خراب کیا ہے؟

درونا چاریہ۔ (تیر برساتا ہوا) معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے بہت بیزار ہو رہا ہے۔ جو خواہ مخواہ موت کے گلے کا ہار ہو رہا ہے۔

راجہ وراٹ۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوا) وہ کشتری ہی کیا ہے جسے زندگی سے اتنی پریت ہو یا موت سے اس قدر بھے بھیت ہو۔

درونا چاریہ۔ اگر مرنے کی ہی دل میں سمائی ہے تو مر۔ پھر کیوں دیر لگائی ہے؟

(راجہ وراٹ سخت زخمی ہو گیا)

دروپد۔ (للکار کر) خبردار ہوشیار ہو جا۔ اور راجہ براٹ کے پہلو میں لیٹنے کے لئے تیار ہو جا۔

درونا چاریہ۔ (حملہ کرتا ہوا) معلوم ہوتا ہے کہ آج تک درونا چاریہ سے واسطہ نہیں پڑا۔ جو جان بوجھ کر موت کے سامنے آ کھڑا۔

دروپد۔ (پے درپے وار کرتا ہوا) اگر پہلے نہیں تو آج پڑ گیا۔ مگر آپ کو ذرا سی دیر میں ہی دم چڑھ گیا۔

درونا چاریہ۔ کس کا دم میری تو ابھی اچھی طرح تلوار بھی نہیں گرمائی (ایک بھرپور ہاتھ مار کر) لے سنبھل جا۔ اب تیری قضا آئی۔

(راجہ دروپد کا کام تمام ہو گیا)

مارا۔ اسی مقام پر (جیدرتھ کا سر کاٹ کر) میں نے تجھ کو للکار کر مارا تیر کے ساتھ جیدرتھ کا سر اوپر اٹھا کر) ؎

شکر ہے پرماتما کا ہو گئی محنت سپھل
ہو گئی پرتگیا پوری جو کہ میں نے کی تھی کل
جیدرتھ نے بہت کوشش کی نہ دکھلائی شکل
آگیا لیکن قضا کے سامنے گردن کے بل
کہہ دیا تھا منہ سے جو کچھ کر دیا پورا جناب
دیکھ لو ابھی طرح ڈوبا نہیں ہے آفتاب

نواں سین

درونا چاریہ کی سپہ سالاری

(ایک پرجوش شنکھ کی آواز آنا۔ اور طرفین کی فوجوں کا اپنے اپنے فوجی نشان ہوا میں اڑانا۔ اور درونا چاریہ کا ایک خاص ترتیب میں اپنی فوج کو آگے بڑھانا۔ ادھر سے راجہ براٹ کا درونا چاریہ کے مقابلہ پر آنا)

درونا چاریہ۔ آج کی لڑائی کو معمولی نہ سمجھنا۔ جو میرے مقابلہ پر آئے۔ وہ کفن اور اٹھانے والے کو ساتھ لائے۔

راجہ وراٹ۔ یہ ابھیمان کی بات ہے۔ ہمارا کام لڑنا ہے۔ زندگی اور موت فتح یا

بھیم ۔ نہیں مانیں گے تو ہمیشہ کے لئے جنگلوں کی خاک چھانیں گے ۔

(سب یدھشٹر کے پاس جاتے ہیں)

ارجن ۔ گانا

گورو جی نے تو رن میں اس قدر اودھم مچایا ہے
جو سنکھ آ گیا ان کے نہ زندہ جانے پایا ہے
جھکے جس کی طرف اس کو نہ دم لینے کی مہلت دی
جدھر دیکھو اُدھر ہی ڈھیر لاشوں کا لگایا ہے
کسی کی کوئی بھی تدبیر وہ چلنے نہیں دیتے
اگرچہ ہم نے بہتیرا جتن اپنا بنایا ہے
کٹ چکے بہت سے افسر سپاہ کی کچھ نہیں گنتی
نہیں معلوم کتنوں کو عدم کا پتھ دکھایا ہے
اسی پرکار سے گر شام تک چلتا رہا تیغا
تو نشچہ سمجھ لیجئے کہ ہمارا تو صفایا ہے
جہاں تک ہو سکا ہم سے نہیں کوئی کسر چھوڑی
مگر ہم کو انھوں نے ہر طرح عاجز بنایا ہے
بالآخر تنگ ہو کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں
ہمارے سر پہ کیول آپ کا ہی ایک سایہ ہے
کوئی تدبیر بتلا دو کہ کیسے کامیابی ہو

ارجن۔ (کرشن سے) گوروجی کی تلوار تو آج غضب ڈھا رہی ہے۔ اور پرے کے پرے صاف کرتی ہوئی جا رہی ہے اچھے اچھے نامی بہادروں کی طوطی بند کر دی اور اُن کی آن میں لاش پر لاش چڑھا دی۔ جو سامنے آیا۔ زندہ نہ جانے پایا۔ اگر ان کی تلوار شام تک اسی طرح چلتی رہی۔ تو ہمارا تو ہو گیا صفایا۔

کرشن جی۔ چلے گی اور ضرور چلے گی۔ بلکہ دم بدم اس سے بھی زیادہ چلے گی۔ اور یہ بلا ادھر ہی اوپر نہ ٹلے گی۔ اور ان کے آگے تمہاری دال بھی مشکل سے گلے گی۔

ارجن۔ آخر اس کا اُپاے؟

کرشن جی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ یدھشٹر مان جائے۔

ارجن۔ جب تمام لشکر اس طرح تہ تیغ ہو گا۔ تو ایسی کونسی بات ہے۔ جس کو ماننے میں انہیں دریغ ہو گا؟

کرشن جی۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ درونا چاریہ سے مقابلہ کر کے جیتنا تمہارے لئے سخت محال ہے۔ یہ جہاندیدہ اور زمانہ بھر کا استاد ہے۔ تمہارے جیسوں کی اس کے آگے کیا بنیاد ہے۔ اور معمولی تیر تلوار کی چوٹ اس کے کیا یاد ہے بہر حال یہاں کسی حکمت عملی سے کام نکالنا پڑے گا۔ اور بجائے تیر و تلوار کے نیتی کا شستر سنبھالنا پڑے گا۔ (کان میں کچھ کہکر) بس اس کے علاوہ تمہارے لئے کامیابی کی اور کوئی صورت نہیں۔

ارجن۔ تو آپ بھی میرے ساتھ آئیں۔ امید تو نہیں۔ ممکن ہے ہمارے زور دینے پر مان جائیں۔

یدھشٹر۔ تو پھر میں اس کا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہ خود تلوار پکڑ کر ان کے ساتھ لڑ سکتا ہوں۔

کرشن جی۔ ہماری کامیابی کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ اور اس میں آپ کی امداد کی ضرورت ہے۔

یدھشٹر۔ ہر طرح تیار ہوں۔ فرمایئے مجھ سے آپ کو کس قسم کی امداد چاہیئے؟

کرشن جی۔ بس آپ درونا چاریہ کے سامنے اتنی بات کہہ دیں کہ اشوستھاما مر گیا۔

یدھشٹر۔ نارائن! نارائن!! اتنا انرتھ؟ گویا گورو کے سامنے جھوٹ بولوں۔ اور بر تھا اپنی جان پر پتھر تولوں۔ کرشن جی! گستاخی معاف ہو۔ مجھ سے وہ کام نہ ہو گا جو دھرم کے خلاف ہو ۔

جس طرح منش کے بش پان کرنے سے سارے ہی شریر کو اتی انت کشٹ ہو
جس طرح پاپی کے گھر کا ان کھانے سے اچھے اچھے رشیوں کی بدھی بھی بھرشٹ ہو
جس طرح منش کے کوسنگ سنگ بیٹھنے سے کیرتی کی ہان آپ کیرتی بھرشٹ ہو
اسی پرکار ایکبار جھوٹ بولنے سے جنم جنمانتر کا پن دان نشٹ ہو

کرشن جی۔ نہیں ہو سکتا۔ تو موج اڑایئے۔ سارا خاندان یدھ میں مر جائے گا۔ آپ نارائن کا نام جپتے جایئے۔ راج پاٹ کی آس چھوڑ دیجئے۔ اور چپکے سے جنگل کی راہ لیجئے۔

یدھشٹر۔ فوج کٹ جائے۔ تمام کنبہ مر جائے۔ راج جائے یا رہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ یدھشٹر اپنے منہ سے جھوٹی بات کہے۔ اگر میں اس پرکار کی انیتی کروں۔ تو

اسے بھی پوچھ لو جسونت سنگھ کو بھی بلایا ہے

ناٹک

بھیراتا آج کا خون خرابہ تو مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ گوروجی تو آج اس قدر تن رہا ہے کہ ساکشات یم کا روپ بن رہا ہے۔ اس غضب کی تلوار چلا رہا ہے کہ ایک ایک ہاتھ میں سینکڑوں کو شربت مرگ پلا رہا ہے۔ یدھ بھومی میں جہاں تک نظر جاتی ہے۔ لاش پر لاش چڑھی نظر آتی ہے۔ علاوہ بیشمار سپاہ کے ہمارے بہت سے نامی گرامی سپہ سالار اُن کے ہاتھ سے مر چکے۔ ہم جو کچھ نہ کرنا تھا وہ کر چکے۔ اور جس طرح نہ لڑنا تھا۔ اس طرح لڑ چکے۔ مگر ان کے سامنے ہماری بالکل دال نہیں گلتی۔ اور کسی بھی طرح پیش نہیں چلتی۔ شام تو ابھی دور ہے۔ اگر تھوڑی دیر بھی ان کا اسی طرح ہاتھ چلتا جائے گا۔ تو ایک ایک کو موت کی گود میں سلائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی اٹھانے والا بھی نظر نہ آئے گا۔

یدھشٹر۔ اس میں شک نہیں کہ آج کا مقابلہ ایک پورے اُستاد کے ساتھ ہے۔ تاہم گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ ذرا ہمت کرو اور قدم جما کر لڑو۔

ارجن۔ تو آپ کی دانست میں ہم وہاں گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے۔ یا یوں ہی ڈنڈ پیل رہے تھے۔

کرشن جی۔ میرے خیال میں تو آج ہماری فوج نے جس قدر ثابت قدمی دکھلائی ہے۔ وہ شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ کوئی سامنے ٹھہرنے بھی پائے۔

دہنا۔ اب تو خوش ہو۔

ارجن۔ آپ بھی کیا باتیں کرتے ہیں۔ جھگڑا تو جوں کا توں رہا۔ اس کہنے سے فائدہ کیا ہوا۔ جب انھوں نے ہاتھی کا لفظ ساتھ کہا۔

کرشن جی۔ آپ اس بحث کو یہیں رہنے دو جس طرح کہتے ہیں۔ اسی طرح کہنے دو۔ دکان میں کچھ کہہ کر۔ بس اس کا ہم یوں انتظام بنالیں گے۔ اور اس ترکیب سے اپنے مطلب کی بات کہلوالیں گے۔

ارجن۔ بیشک ترکیب تو خوب آپ کی سمجھ میں آئی ہے۔ (یدہشٹر سے) چلیئے بھائی صاحب! اب دیر کیوں لگائی ہے۔

[ایک پُر جوش شنکھ بجتا ہے۔ طرفین کی فوجیں حرکت میں آتی ہیں۔ اور ارجن درونا چاریہ پر یکبارگی حملہ کرتا ہے]

ارجن۔ سنبھل جایئے۔ اب آپ کا وقت قریب آگیا ہے۔

درونا چاریہ۔ تعجب ہے کہ ان بیچارے موت کے مہمانوں کو میرے سامنے کر کے خود کہاں چلا گیا۔ بھلا درو پد جیسے میری مار کو سہہ سکتے ہیں۔ اور وراٹ جیسے میرے سامنے کھڑے رہ سکتے ہیں؟

دھرشٹھ دیومن۔ (بھالا مار کر) خبردار! میری موجودگی میں آپ پتاجی کے متعلق کوئی لفظ نہیں کہہ سکتے۔

درونا چاریہ۔ (تلوار چلا کر) ارے موت کے نوالے کیا تو اور کیا تیرے بھالے۔ جونسی دو چار چھلانگیں لگانی ہیں لگالے۔

ارجن۔ (تیر برساتا ہوا) اشوستھاما کے لئے دو چار آنسو بہانے ہوں تو بہالو۔ ورنہ

آج یہ دکھ کا ہے کو بھرتا۔

ارجن۔ یہ اپنی طرف سے بالکل فرق نہ کریں گے۔ بلکہ جہاں تک ان سے بن سکے گا۔ ہمارا اچھی طرح بیڑا غرق کریں گے۔ نارائن نارائن چاہے جتنا کہلوالو مگر ہمارے بھلے کی کوئی بات منہ سے نہ نکالو۔ اچھا بھائی صاحب اگنبہ مرد یا کٹو۔ مگر آپ آنند سے نارائن کی مالا رٹو۔

کرشن جی۔ خیر یوں نہ سہی۔ مگر یہ تو آپ نے اچھی طرح نہارا ہے کہ آنند بر ہما کے اشوستھاما ہاتھی کو ابھی بھیم سین نے مارا ہے۔

یدھشٹر۔ ہاں بے شک مارا ہے۔

کرشن جی۔ چلو کام بھی بن گیا۔ اور جھوٹ بھی نہ بولنا پڑا۔

یدھشٹر۔ کس طرح ذرا مجھے بھی تو سمجھا دو۔

کرشن جی۔ بس اتنی بات کہدینا کہ اشوستھاما بھیم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

یدھشٹر۔ کہلواؤ جا ہے نہ کہلواؤ۔ میں تو پوری بات کہوں گا یعنی ہاتھی کا نام لئے بغیر نہ رہوں گا۔

ارجن۔ کرشن جی! آپ کسے کہہ رہے ہیں۔ اگر یہ ماننے والی اسامی ہوتے۔ تو آج ہم اپنی قسمت کو کیوں روتے۔ یہ تو ہمارا سب کچھ کھو کر رہیں گے۔ اور ہماری اچھی طرح لُٹیا ڈبو کر رہیں گے۔

یدھشٹر۔ لُٹیا ڈوبے یا ترے۔ کوئی جیئے یا مرے۔ مگر میں جھوٹ کہوں۔ ہرے ہرے۔

کرشن جی۔ اچھا بابا۔ جس طرح تم نے کہی۔ اسی طرح سہی۔ ہاتھی کا نام بھی لے

اور میری آخری اوستھا کو..........

دھرشٹھ دیومن۔ (تلوار کا ہاتھ مار کر) زندگی رہے گی۔ تو برباد ہوگی جب تم ہی نہ رہو گے۔ تو پتر کی کس کو یاد ہوگی؟

(اور دونا چاریہ جی چل بسے)

{درونا چاریہ کے مرتے ہی کورووں کی فوج کا دُم دبا کر بھاگنا
اور پانڈوی لشکر کا فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ پر آنا}

سترھواں نظارہ ۱۷

دریودھن کی بیقراری

دریودھن۔ گانا

پرار بدھ گردش میں آئی ہوئی ہے
کیا بدھنا کے دل میں سمائی ہوئی ہے

مجھے ہی خبر ہے میں کیا چاہتا ہوں ۔ مری کس غضب کی تباہی ہوئی ہے
مایوسی نظر آ رہی ہر طرف سے ۔ گھٹا ناامیدی کی چھائی ہوئی ہے

پرار بدھ گردش.......

نہیں بہتری کی نظر آتی صورت ۔ کہ جس روز سے یہ لڑائی ہوئی ہے

اس کے ساتھ ہی آپ بھی سورگ کی راہ لو۔

درونا چاریہ۔ (حیران ہو کر) یہ کیا کہا؟

ارجن۔ ہاں اشوستھاما اب دنیا میں نہیں رہا۔

درونا چاریہ۔ مگر مجھ کو کس طرح یقین آئے کہ اشوستھاما تمہارے جیسوں کے ہاتھ سے مارا جائے؟

ارجن۔ یقین آئے یا نہ آئے۔ ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ ہمارا تو جتلا دینا فرض ہے۔

درونا چاریہ۔ تمہاری بات کا مجھے اعتبار نہیں۔ ہاں اگر یدھشٹر اپنی زبان سے کہدے۔ تو مجھے ماننے میں انکار نہیں۔ کیونکہ مجھے پورا نشچہ ہے کہ وہ جھوٹ بات کیلئے ہرگز منہ نہ کھولے گا۔ اور جو بولے گا سچ ہی بولے گا۔

ارجن۔ ہم اب کہتے ہیں کہ آپ ہماری بات کا یقین کیجئے؟ یہ یدھشٹر کھڑے ہیں۔ ان سے پوچھ لیجئے۔

یدھشٹر۔ ہاں ہاں ابھی بھیم سین کے ہاتھ سے اشوستھاما......

سب کے سب۔ (شنکھ گھڑیال بجا کر شور و غل مچا کر) ہاتھی کی ہا ہیری کی وہ مارلیا پالا۔ سچ کا بول بالا۔ جھوٹے کا منہ کالا۔

درونا چاریہ۔ (شستر ڈال کر) نہیں چلتے۔ نہیں چلتے۔ اب وہ ہوا کی طرح چلنے والے ہاتھ نہیں چلتے۔ تلوار میان سے نکالنی دشوار ہے۔ تیر کو ترکش سے نکلنے میں عار ہے۔ پتر کے غم نے اُبلتا ہوا خون بالکل سرد کر دیا۔ اور درونا چاریہ جیسے مرد کو بالکل نامرد کر دیا۔ پتر اشوستھاما! تیری موت نے میری زندگی کو برباد کر دیا

چوبدار ۔ شہریان نریش ۔

دریودھن ۔ جا ذرا کرن کو میرے پاس بُلا لا ۔

چوبدار ۔ جیسی آگیا ۔

دریودھن ۔ گانا

ہائے ایشورا ، سوچا کیا دل ہیں ، آیا کیا آگے گردش نے گھبرا دیا

ہائے ایشورا ....

جو کچھ تھے دل کے منصوبے خاک میں ملتے جاتے ہیں

چھوں اور سے مایوسی کے بادل چڑھتے آتے ہیں

پربھو یہ تیری لیلا .... ہائے ایشورا

درونا چاریہ اور بھیشم نے تو دل میں یہی ٹھانی تھی

نتیجہ ہی ان کے دل میں پہلے سے بے ایمانی تھی

ظاہرا میرا دم بھرا .... ہائے ایشورا

دل تھا ان کی طرف ظاہرا شستر ادھر سنبھالے تھے ۔

قدم جما کر لڑتے تو کب ان سے مرنے والے تھے

دل میں تھا ان کے دغا .... ہائے ایشورا

گورو باپ بھائی اور بیٹا آس سبھی کی چھوڑی ہے

نہیں کسی کا آسرا اب تو پرمیشور پر ڈوری ہے

ہوگا قسمت کا لکھا .... ہائے ایشورا

بہادر دلاور تھے سردار جتنے ہائے آج سب کی صفائی ہوئی ہے

پراربدھ گردش........

جب بھیشم پتامہ درون ایسے یودھا کہ دھرتی جنہوں نے ہلائی ہوئی ہے
ہوئے وہ بھی سارے اجل کے حوالے نہ اُن کی مدد کچھ سہائی ہوئی ہے

پراربدھ گردش........

نہ دیتا ہے کوئی ٹھکانہ دکھائی مری غم نے چھاتی جلائی ہوئی ہے
تمہارے سوا اب نہیں ناتھ کوئی فقط آس تم سے لگائی ہوئی ہے

پراربدھ گردش..........

ناٹک

ہو چکا ہو چکا۔ آج میری اُمیدوں کا خاتمہ ہو چکا۔ میں تو سوچتا تھا کہ بس اب صبح و شام ہی وجے کی دیوی مجھے درشن دکھائے گی۔ فتح کی ملکہ میرے قدم چومنے آئے گی۔ مگر واقعات کچھ اور ہی صورت اختیار کرتے جاتے ہیں جن پہ مجھے ناز تھا وہی ایک ایک کرکے مرتے جاتے ہیں۔ بھیشم پتامہ اور گورو درونا چاریہ جیسے ادوتیہ شستر دھاری جن کی شستر ودیا کے سامنے تمام زمانہ سر جھکائے۔ افسوس کہ وہ بھی میرے کام نہ آئے۔ تعجب ہے! غضب ہے!! سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ ایسا نہ ہو کہیں یہ لوگ ظاہرا طور پہ ہی میری ہمدردی کا دم بھرتے ہوں۔ اور دوستی کے پردے میں مجھ سے دشمنی کرتے ہوں (للکار کر) ارے کوئی ہے؟

کرن ۔ ہیں! ہیں!! آپ تو بہت ہی گھبرائے ہوئے ہیں۔ آخر بتلاؤ تو کہ کون سے خیالات آپ کے دل میں سمائے ہوئے ہیں؟

دریودھن ۔ گانا (ٹوڈی آساوری)

جگ میں جھوٹی دیکھی پریت مطلب کی ساتھی ہے دنیا کون کسی کا میت
جگ میں......

مطلب کو سب کرتے خوشامد بڑھ بڑھ گاویں گیت اپنی سوارتھ سدھی کو نہیں دیکھیں نیت انیت
جگ میں......

نہیں زمانہ اعتبار کا کیا کس کی پرتیت منہ میں رام بغل میں انیٹیں یہ دنیا کی ریت
جگ میں......

بنا بنا کر باتیں لیتے سب کے من کو جیت دنیا کو کر لیتے موہت بناریت کی بھیت
جگ میں......

کس پر شوک کلہ ہے کس کا وقت پڑا وپریت کیا سوچ جسونت سنگھ وہ گیا زمانہ بیت
جگ میں......

ناٹک

بس میں یہی کہتا تھا۔ جو کہہ دیا

کرن ۔ کیا کہہ دیا۔ سوائے اس کے کہ اپنا مغز کھپایا۔ اور میرا وقت خراب کیا۔

ناٹک

طبیعت گھبرا رہی ہے۔ دل بیٹھا جاتا ہے۔ پریشانی بڑھ رہی ہے۔ دماغ چکر کھاتا ہے۔ آنکھوں میں مایوسی کی گھٹا چھا رہی ہے۔ کانوں میں نراشا کی آواز آ رہی ہے۔ دل کو مانو کوئی بیٹھا مسل رہا ہے۔ کلیجہ پر ایک پرکار کا آرہ چل رہا ہے۔ چیت کی ہر ایک برتی خود بخود مچل رہی ہے۔ شریر میں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز آہستہ آہستہ نکل رہی ہے۔ کارن؟ نہیں بتا سکتا۔ کوئی کلیش؟ نہیں جتا سکتا۔ اگر بتاؤں بھی تو کس کو؟ (دیوانہ وار) کوئی نہیں۔ کوئی نہیں میرا اس سنسار میں کوئی نہیں۔ جن کو اپنا سمجھتا تھا۔ دغا باز نکلے۔ جن پہ بھروسہ تھا وہ زمانہ ساز نکلے ؎

ایک جن کا ظاہر و باطن تھا عنقا ہو گئے
ستیہ وادی اب بے ایمانی میں یکتا ہو گئے
آ گیا ایسا زمانہ جھوٹ کا اور پاپ کا
اب نہ کرنا چاہئے وشواس اپنے باپ کا

کرن۔ کہئے خیر تو ہے۔ آج خود بخود ہی کیا بڑبڑا رہے ہو۔ کیسے خیالات کے گھوڑے دوڑا رہے ہو۔ کس طرف طبیعت کو لڑا رہے ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ کسی لڑکے کو پڑھا رہے ہو۔

دریودھن۔ ہاں بھائی! جس تن لگتی ہے۔ وہی جانتا ہے۔ ورنہ دوسرے کی تکلیف کو تو ہر ایک مخول ہی مانتا ہے۔

تو قسم ہے کہ اگر تمام رات نیند آئی ہو۔ یا مارے فکر کے روٹی بھی کھائی ہو۔

کرن۔ فکر کس بات کا۔ بلکہ ہمارے لئے تو وہ وقت بڑا ہی مبارک تھا۔ ان کے مرنے سے اتنا نقصان نہیں۔ جتنا ان کا زندہ رہنا ہمارے لئے ہانی کارک تھا علاوہ اس کے میں بھی تمہارے کسی کام نہ آسکتا تھا۔ کیونکہ میں اپنی پرتگیا انوسار درونا چاریہ کی موجودگی میں شستر نہ اٹھا سکتا تھا۔ اب دیکھنا میرے ہاتھ۔ اگر ایک ہی دن میں ناکوں چنے نہ چبوا دوں تو بات۔

دریودھن۔ بیشک تمہارا خیال صحیح ہے۔ دراصل غلطی تو میری طرف سے ہی ہوتی رہی ہے۔ تم پر جتنا مجھے وشواس ہے۔ اتنا کسی انسان پر بھی نہیں۔ سچ پوچھو تو اتنا اپنی زبان پر بھی نہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جب تم شستر سنبھالو گے تو اگلی پچھلی کسر ایک ہی دن میں نکالو گے۔

کرن۔ آجی ایک دن کس کا۔ انھوں نے تو ایک گھنٹہ بھی میرے سامنے نہیں رہنا اگر جاتے ہی صفایا نہ کردوں تو کرن نہ کہنا ؎

جس طرف ذرا میں نے نظر قہر اٹھائی
وہ ہستی کہیں دنیا میں ڈھونڈے نہیں پائی
جس جس کو کہ دے گئی مری تلوار دکھائی
وہ بھاگ کھڑا سامنے سے دے کے دوہائی
ڈھونڈے سے جہاں میں میرا ثانی نہیں ملتا
مارا جسے میں نے اُسے پانی نہیں ملتا

دریودھن۔ بھائی کرن کیا بتاؤں۔ نہ کچھ کہا جاتا ہے اور نہ خاموش رہا جاتا ہے۔ روز بروز جو کچھ لڑائی کا نتیجہ نکل رہا ہے۔ اسے دیکھ دیکھ کر تو میرا خون جل رہا ہے بھیشم پتامہ مر چکے۔ گورو جی اس دنیا سے کوچ کر چکے۔ جب ان کی موجودگی ہمارے لئے غیر مفید ثابت ہوئی۔ تو بھلا اب ہمیں کب فتح پراپت ہوئی۔

کرن۔ کیا بتاؤں۔ اگر سچ کہدوں تو بُرا مانوگے۔

دریودھن۔ تم بھی کمال کرتے ہو۔ جو میری نسبت ایسا خیال کرتے ہو۔ جب میں تمہیں اپنا سچا ہتیشی جانتا ہوں۔ تو تمہاری کسی بات کا کب بُرا مانتا ہوں۔

کرن۔ آپ کو یقین آئے یا نہ آئے۔ مگر مجھے تو بھیشم پتامہ اور درونا چاریہ کی نیک نیتی میں شروع سے ہی شک تھا۔ جتنا عرصہ ان کا بھیشم سے یدھ ہوتا رہا۔ تو وہ دادا اور وہ پوتا رہا۔ درونا چاریہ سے جنگ شروع رہا تو وہ چیلا اور وہ گورو رہا۔ جب لڑائی ہی دھرم اور اصول سے بعید ہو۔ تو ایسی حالت میں ہمیں کامیابی کی کیا خاک اُمید ہو۔ کتنا پاپ کس قدر گناہ۔ ان دوست نما دشمنوں سے پرمیشور کی پناہ۔

دریودھن۔ میں بھی تو اسی بات پر حیران ہو رہا تھا۔ اور ان دوست نما دشمنوں کی جان کو رو رہا تھا۔

کرن۔ اور میں نے کتنی دفعہ سر ٹپکا ہے کہ بھائی مجھے ان کی طرف سے پورا کھٹکا ہے۔

دریودھن۔ خیر اب پچھلی غلطیوں پر مٹی ڈالو۔ آئندہ کے لئے کوئی تجویز نکالو۔ مجھے

کے ساتھ دل بہلایا ہے۔

ارجن۔ گھڑی دو گھڑی اور دل بہلالے۔ شستر تو چلتا نہیں۔ زبان چاہے جتنی چلالے۔

راجہ شل۔ (دوسری طرف سے حملہ کرکے) آج تک تو نے بہتیرے ہاتھ چلائے اب یدھشٹر کو بلا۔ تاکہ تیری لاش کو اٹھا کر لے جائے۔

ارجن۔ خواہ مخواہ میرے لہو میں ہاتھ بھرواؤ گے۔ اور مرنے لگے ایک پل بھی دیر نہ لگاؤ گے۔

نکل۔ (کرن پر حملہ کرکے) دیکھ اب کرن کی کرنی آگے آتی ہے۔

کرن۔ ارے موت کے نوالے! تیری یہ طاقت! کہ میرے سامنے قدم جمالے۔

نکل۔ (نیزہ مار کر) ذرا ہوش میں آ۔ ابھی بتاتا ہوں موت کا بھاؤ۔

کرن۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میرے سامنے سے چلا جا۔ اور اپنا راستہ سنبھال لے۔

نکل۔ کیوں؟ شرم آتی ہے۔ تو گھونگھٹ نکال لے۔

کرن۔ (تلوار کا ہاتھ مار کر) ارے موت کے مہمان! مٹھی بھر ہڈیاں۔ اور ننھی سی جان تو تو میری ایک معمولی دھکیل بھی نہ سہہ سکے گا۔ اگر تیرے جیسے لڑکے میرا مقابلہ کرلیں گے۔ تو مجھے کرن ہی کون کہے گا۔

{ نکل زخمی ہو کر گرتا ہے۔ اور اُٹھ کر بھاگنا چاہتا ہے۔ مگر کرن فوراً کمند ڈال کر گرفتار کرلیتا ہے }

بس اسی حوصلہ پر مینڈک کی طرح پھدک رہا تھا۔ اور جو منہ میں آیا

دوسرا سین

کرن کا گھمسان یُدھ

پہلا روز

(آج کوروی لشکر میں غضب کا جوش بھرا ہوا ہے۔ اور سب کے آگے کرن بحیثیت سپہ سالار کھڑا ہوا ہے۔ طبل جنگ بجتا ہے اور جانبین کے بہادر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔)

کرن۔ (اپنی فوج کو للکار کر) شاباش بہادرو! بس آج زمین کو خون سے لال کر دو دشمن کی گردن اور اپنے مالک کا نمک حلال کردو۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ تمہیں کوئی کائر یا بزدل کہے۔ ایسی مار مارو کہ کوئی اٹھانے والا بھی نہ رہے۔

ارجن۔ کیوں بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا ہے۔ اور سپاہیوں کو بڑھاوے دیکر کٹواتا ہے ذرا سامنے ہو کر بات کر۔ اور بہادروں کی طرح دو ہاتھ کر۔

کرن۔ (تیر چلا کر) ہر ایک کو ہمیشہ یاد رہنا چاہیے نہ سمجھنا میں کرن ہوں کرن۔

ارجن۔ (پے در پے تیر برساتا ہوا) تو بھی ہوشیار ہو جا۔ اور لے موت کی شرن۔

کرن۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو آج تک یا تو بڈھوں میں مرد کہلایا ہے۔ یا بچوں

ارجن۔ واہ واہ! آج تو ساری سینا سج کر آئی ہے۔ کیا سب نے ایک ہی دن مرنے کی ٹھہرائی ہے؟

اشوستھاما۔ او بے ایمان جھوٹے! تجھ پر قہر کی بجلی ٹوٹے۔ پاپی۔ دروغگو! ذرا میرے سنمکھ تو ہو۔

ارجن۔ جتنی زبان چلاتا ہے۔ اگر اتنا شستر چلائے تو کسی کام تو آئے۔

اشوستھاما۔ گانا۔ (بطرز۔ جاؤ جی جاؤ کس ناداں کو)

بزدل مکار۔ تو نے یہ کیا کائرتا دکھلائی

لعنت ہے تیری شکل پر لعنت۔ تیرے اس بل پر لعنت اس فریب چھل پر

آتم گھاتی۔ شرم نہ آتی او ظالم بیدرد انیائی

بزدل مکار........

کامیابی نہ ہوئی تجھ کو جو آسانی سے وہ فتح کیا جسے حاصل کیا شیطانی سے

مار کر میرے پتا جی کو بے ایمانی سے کہاں جائیگا تو بچکر بھلا قربانی سے

بدلہ لیکر چھوڑوں گا۔ ہڈی پسلی توڑوں گا ہرگز نہیں منہ موڑوں گا

او ابھیمانی یہ شیطانی۔ جھوٹ بولتے شرم نہ آئی

بزدل مکار........

ارجن۔ گانا

جا جا مرد ود ناحق کیوں اتنی بکواس لگائی

سو تک رہا تھا۔ اب بول۔ کہے تو کھول دوں بھیجا۔ چیر ڈالوں کلیجہ۔ مگر نہیں
میں رانی کنتی کو بچن دے چکا ہوں۔ کہ تیرے بیٹوں میں سے سوائے ارجن
کے اور کسی کو جان سے نہیں ماروں گا۔ اس لئے جب تک دم میں دم
ہے اپنے قول سے نہیں ہاروں گا۔ پھر کبھی ایسی غلطی نہ کھانا۔ اور بھول کر
بھی میرے سامنے نہ آنا۔

{ سورج کے غروب ہونے پر ایک خاص نشان بلند ہوتا ہے۔
اور دونوں طرف سے بہادر اپنے اپنے ہاتھ روک لیتے ہیں۔ لڑائی
بند ہو جاتی ہے۔ طرفین کے لشکر اپنے اپنے کیمپ کو لوٹتے ہیں۔ }

دُوسرا روز

{ کوروؤں کی طرف سے کرن۔ دوشاسن۔ دریودھن سر پر
کفن باندھے کھڑے ہیں۔ اور آپس میں مشورہ کر رہے ہیں۔ }

دریودھن۔ اشوستھاما! آج تم ارجن سے مقابلہ کرو۔ اور ایسی ترکیب سے
لڑو کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے ارجن کو دُور فاصلہ پر لے جاؤ۔ اور وہاں اس سے
یُدھ مچاؤ۔ باقیوں کے لئے ہم جال بُن لیں گے۔ اور ایک ایک کر کے
سب کو چُن لیں گے۔

اشوستھاما۔ یہ کونسی بڑی بات ہے۔

دریودھن۔ بس پھر میدان ہمارے ہاتھ ہے۔

(جنگی بگل بجتا ہے۔ دونوں طرف سے شستر چلتے ہیں)

بدلہ لے کر نہ چھوڑوں تو اشوستھاما نہ کہنا۔

(اشوستھاما اس طرح پیچھے ہٹتے ہٹتے ارجن کو دُور فاصلہ پر لے جاتا ہے)

کرن۔ (یکبارگی حملہ کرکے) بہادرو! اب آج اپنے دل کے ارمان نکال لو۔ اور ایک ایک کو یہیں سنبھال لو۔

بھیم۔ (گرز برساتا ہوا) مر گئے سنبھالنے والے۔ پہلے تو اپنی جان بچالے۔ کوئی گھڑی دنیا کی ہوا کھالے۔

کرن۔ (تلوار مار کر) ارے پیٹو بلانوش! ذرا ہوش کر ہوش تیرا تو ایک پل میں نکل جاوے گا جوش۔ میں جانتا ہوں۔ تو کس قدر دریائے خون کا تیراک ہے سوائے پیٹ بھرنے کے تجھے آتا کیا خاک ہے۔

یدھشٹر۔ (دوسری طرف سے حملہ کرکے) زیادہ چرچر نہ کر۔ اگر مرنا ہے تو سیدھی طرح مر۔

کرن۔ (دونوں ہاتھوں سے تیر چلاتا ہوا) کیوں موت کے منہ میں سر پھنساتا ہے مجھے تو تیری حالت دیکھ کر ویسے ہی رحم آتا ہے۔

(یدھشٹر سخت زخمی ہو کر گر گیا)

ارجن۔ ہیں! ہیں!! یہ کیا؟ بھائی یدھشٹر کی ایسی حالت کیوں؟

یدھشٹر۔ گانا (بحر طویل)

جاؤ جاکر کرو خوب آرام تم میری حالت کا تم کو فکر کیا پڑا!

چاہے کل کو مروں چاہے پرسوں مروں تو اسی وقت مجکو سمجھے مرا

جاؤ جاکر.........

ہمت ہو تو ہاتھ ملالے۔ ورنہ چپکا سا راہ لے۔ تو اپنی جان بچالے
ارے چھچھورے شیخی خورے۔ کیوں تیری بھی شامت آئی
جا جا مردود۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے جس قدر تیرا پانی ہے — آجا آگے کو اگر مرنے ہی کی ٹھانی ہے
ہیں نئے نیا کو یہ بات بھی دکھلانی ہے — کدھر ایمان ہے کس طرف بے ایمانی ہے
بڑھ بڑھ کر زبان چلاتا۔ مجھکو کائر بتلاتا۔ پیچھے کیوں ہٹتا جاتا
آجا آگے دور کیوں بھاگے کرتا ہے یہ کیا چترائی
جا جا مردود۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

اشوستھاما۔ او دھرمی! کونسی کرتوت پر اتنی شیخی بگھارتا ہے۔ اور کونسی بہادری پر اس قدر ڈینگیں مارتا ہے۔ سوائے چھل کپٹ اور بے ایمانی کے کچھ اور بھی جانتا ہے۔ یا صرف ان ہتھیاروں پر اپنے آپ کو بے نظیر بہادر مانتا ہے۔

ارجن۔ (وار کرکے) جتنی باتیں بناتا ہے۔ اس سے زیادہ پیچھے ہٹتا ہے۔ آگے ہوتے ہوئے کیا تیرا کلیجہ پھٹتا ہے جس کام کے لئے آیا ہے۔ پہلے اسے تو کرلے۔ یا مارلے یا مر لے۔ جب وقت آئے گا۔ تو ان باتوں کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔

اشوستھاما۔ (پیچھے ہٹ کر) وقت کے بھروسے پر نہ رہنا۔ اگر اسی وقت پتا جی کا

بس بہت ہو چکی ....

جو نہ کہنا تھا ہر اک نے ہم کو کہا جو نہ سہنا تھا وہ کشٹ ہم نے سہا
پھر بھی نخرہ تمہارا چڑھا ہی رہا نہیں معلوم ہے کیا بھرم ہو گیا

بس بہت ہو چکی ....

آپ کی ہیں یہ ساری مہربانیاں ہوئی ہم پہ جو اتنی ستم رانیاں
اب دکھاتے طبیعت کی جولانیاں میں نہ جانے کہ کیونکر نرم ہو گیا

بس بہت ہو چکی ....

ہر طرح ہم کو برباد کرتے رہے ہم سدا زہر کے گھونٹ بھرتے رہے
آج تک تو بہت تم سے ڈرتے رہے اب لحاظ و ادب سب ختم ہو گیا

بس بہت ہو چکی ....

آج تک بھی کسی نے نہ جس کو چھوا روکتے روکتے کھیلا جا کر جوا
جو نہ ہونا تھا ہم پر ستم وہ ہوا نشٹ سارا ہی دھن اور دھرم ہو گیا

بس بہت ہو چکی ....

آج ہی پڑا تلوار سے واسطہ بھاگتے تک کو بھی نہ ملا راستہ
آج ہی میں تمہارے نہیں پاس تھا وہ گھڑی ہیں سبھی خشک دم ہو گیا

بس بہت ہو چکی ....

ناٹک

بس میں بہت سہہ چکا۔ بہتیرے دن خاموش رہ چکا۔ یہ سب

اک دفعہ منہ دکھا کر کہاں چھپ گیا چار گھنٹہ تلک میں کرن سے لڑا
جبکہ ساری لڑائی ختم ہو چکی شام کو اب سرہانے میرے آ کھڑا
جاؤ جا کر........

محض بڑھ بڑھ کے باتیں بنانے کو تھا میں بہادر بڑا ہیں بہادر بڑا
منہ چھپا کر نہ جانے کہاں چل دیا کام کرنے کا جس وقت موقعہ پڑا
جاؤ جا کر...........

روز شیخی جتاتا تھا گھر بیٹھ کر کرن کو میں سمجھتا ہوں کچا گھڑا
تیری شیخی جتانے کا تب تھا مزا سامنے تو ہوا ہوتا اس کے ذرا
جاؤ جا کر...........

تو بہانے بنا اب چاہے جس قدر ہے یہ نتیجہ کہ بس تو کرن سے ڈرا
آئی شستر چلانے کی نوبت نہیں دیکھتے ہی شکل تجھکو لرزہ چڑھا
جاؤ جا کر...........

جا کھڑا سوچتا کیا ہے آرام کر تجھے جننی نے جن کر یوں ہی دکھ بھرا
بھاڑ میں پھینک دے شستروں کو کسی پاٹھ شالہ میں جا کر تو لڑکے پڑھا
جاؤ جا کر...........

ارجن ۔ گانا ۔ (بطرز ایضاً)

بس بہت ہو چکی بس بہت ہو چکی سنتے سنتے کلیجہ بھسم ہو گیا
یا تو اپنی زباں کو یہیں روک لو ورنہ سمجھو ابھی سر قلم ہو گیا

یدھشٹر - نہیں کرشن جی! ارجن بالکل بے قصور ہے۔ دراصل میری عقل میں ہی فتور ہے۔ اس میں سندیہہ نہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ سب میری ہی نادانی ہے۔ اور جس قدر تکلیفیں انھوں نے اٹھائی ہیں۔ سب میری ہی مہربانی ہے۔ نہ میں یہ کانٹے بوتا نہ اتنا کلیش ہوتا۔ او انیائی کرن! جہاں تو نے اتنا کیا تھا۔ ایک ہاتھ اور مار دیتا۔ گھائل تو کیا ہی تھا۔ سر بھی اُتار دیتا (اپنی تلوار ارجن کی طرف پھینک کر) لے بھائی! یہ تلوار اٹھا لے میں تیرا بڑا ہی مشکور ہوں گا۔ اگر تو میری گردن کاٹ ڈالے ؎

میں بڑا راضی ہوں راضی ہے مرا پرماتما
تو اگر کر دے مری اس زندگی کا خاتمہ
تم پہ لائی ہیں مصیبت میری ہی بد بختیاں
مہربانی سے مری جھیلی ہیں تم نے سختیاں

کرشن جی - پشیمان ہو ارجن! پشیمان ہو۔ آئندہ ایسی کرتوت سے ڈر۔ اور اس پاپ کے لئے پشچاتاپ کر۔ ہاتھ جوڑ اور یدھشٹر سے اپنے قصور کی معافی مانگ۔ ورنہ اگر دشمن اس بات کو سن پائے گا۔ تو سب کرا کرایا خاک میں مل جائے گا۔

ارجن - پاپ ہے۔ واقعی پاپ ہے۔ اس اپرادھ کا نہ کچھ پرائشچت ہے۔ نہ پشچاتاپ ہے۔ اگر ہے تو یہی کہ یا تو اس شریر کو جلا کر خاک کر دوں یا تلوار نکال کر اپنے تئیں ہلاک کر دوں۔

کرشن جی - (ارجن کا ہاتھ پکڑ کر) یہ پشچاتاپ کرتے ہو یا ایک دوسرا پاپ کرتے ہو۔ ذرا کرودھ کو تھام لو اور کچھ عقل سے کام لو۔ اتنے کشٹ اٹھا اٹھا کر جب کچھ

تمہاری ہی مہربانی ہے۔ جو ہم نے تمام عمر جنگلوں کی خاک چھانی ہے۔ حیا گئی
حرمت گئی۔ لاج گئی۔ عزت گئی۔ راج پاٹ کھو کر بھکاریوں کی سی زندگی بسر
کر رہے ہیں۔ کبھی دوسروں کو کھلاتے تھے۔ آج خود بھوکے مر رہے ہیں۔ نہ تم
جوا کھیلتے نہ ہم آج یہ مصیبتیں جھیلتے۔ جوئے میں تو بڑی پھرتی اور شوق سے
ہاتھ چلایا۔ میدان میں آتے ہی بخار چڑھ آیا۔ ساری عمر میں آج تلوار اٹھائی
آج ہی رونا پڑ گیا (تلوار نکال کر) تم جب تک جیو گے۔ ہمارا اسی طرح خون
پیو گے۔ جب تک بیچ میں سے تمہاری لڑی نہ کٹے گی۔ اس وقت تک
ہماری مصیبت نہ ہٹے گی۔

کرشن جی۔ (ارجن کا ہاتھ روک کر) لعنت ہے اس عقل پر۔ دھکار تمہارے بل پر۔
تمہیں ایسی حرکت کرتے ہوئے غیرت نہیں آئی۔ افسوس کہ بڑے بھائی کو مارنے کے
لئے تلوار اٹھائی۔ تمہیں شرم آنی چاہیئے۔

ارجن۔ مجھے شرم آنی چاہیئے یا انہیں۔ جو قینچی کی طرح زبان چلا رہے ہیں۔
اور سب کچھ کرا کرایا خاک میں ملا رہے ہیں۔ میں کونسا پھولوں کی سیج پر
سو رہا تھا۔ یا کھیل کتاریوں میں مشغول ہو رہا تھا۔ آپ سے تو کچھ پوشیدہ
نہیں۔ اشوستھاما کے ساتھ وہ تلوار چلی ہے کہ جب ہی کھلی ہے۔ کیا میں اس
کے سامنے سے بھاگ کر چلا آتا؟

کرشن جی۔ یہ بھی دشمن کی ایک چال تھی تم دیکھتے ہی تھے کہ وہ دو منٹ سامنے ڈٹتا
تھا۔ اور بیس قدم پیچھے ہٹتا تھا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ تمہیں اس قدر دور
فاصلے پر لے جائے۔ جو یہاں کا حال تم کو نظر ہی نہ آئے۔

پر اُتر آئے۔ مزا تو جب ہے جو آج جان بچا کر جائے۔

کرن ۔ تیری تقدیر ہی اچھی تھی۔ جو کل تو مجھ کو نظر نہ آیا۔ نہ معلوم کہاں چھپ کر اپنی جان کو بچا پایا۔ ذرا یدھشٹر سے جا کر پوچھ کہ کس نے لڑائی جیتی۔ اور خود اس کے ساتھ کیسی بیتی؟

ارجن ۔ (تیر برسا کر) اس وقت تیری یدھشٹر کے ساتھ نہیں۔ بلکہ میرے ساتھ گفتگو ہے۔ ادھر میں ہوں اُدھر تو ہے۔ جو نسے تیر کل چلائے تھے۔ آج چلا لے۔ اور جتنا زور تیرے سے لگتا ہو لگا لے۔ اگر بلانا ہو تو دریودھن کو بھی بلا لے۔

کرن ۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوا) پہلے تو میں تیرا کچومر نکالوں گا۔ اگر میرے ہاتھ سے تو زندہ بچے گا۔ تو دریودھن کو بھی بلا لوں گا۔

ارجن ۔ بہتر ہے کہ تیری زندگی میں ہی آ جائے۔ ورنہ ممکن ہے کہ مرتی دفعہ تیرا منہ بھی دیکھنے نہ پائے۔

کرن ۔ (ہاتھ کھڑا کر کے) ٹھہر ٹھہر۔ ذرا مجھے اپنے گھوڑوں کو سنبھال لینے دے اور رتھ کا پہیہ دلدل سے نکال لینے دے۔

ارجن ۔ (ہاتھ روک کر) نکال لے۔ بڑی خوشی سے نکال لے۔ اور بےفکر ہو کر نکال لے۔ جب تک تو اپنی زبان سے نہیں کہے گا۔ میرا ہاتھ بند رہے گا۔

(کرن بہت کوشش کرتا ہے۔ مگر رتھ کا پہیہ دلدل سے نہیں نکلتا)

کرن ۔ (پسینے سے تر بتر ہو کر) وہی ہاتھ جنہوں نے بڑے بڑے درخت ایک جھٹکے میں جڑ سے اکھاڑ ڈالے۔ وہی بھجائیں جنہوں نے دشمن کے دل کے دل مکڑی

لینے کا وقت آیا۔ تو تم نے یہ جھگڑا پھیلایا۔ اپنی ضد کو چھوڑو۔ اور کشما مانگنے کے لئے یدھشٹر کے آگے ہاتھ جوڑو۔

ارجن۔ (یدھشٹر کے آگے ہاتھ جوڑ کر) معاف کرو بھراتا! میرا قصور معاف کرو۔

یدھشٹر۔ (ارجن کو چھاتی سے لگا کر) بھائی اوّل تو تمہارا کوئی قصور نہیں۔ تاہم مجھے تم کو رنجیدہ رکھنا منظور نہیں۔ تمہارا کہا سنا سب معاف ہے۔ اور میرا دل تمہاری طرف سے بالکل صاف ہے ۔

میں بڑا پرسنّیہ ہوں پرسنّیہ میرا آتما!
میرے بھائیوں کو سلامت رکھیو پرماتما
میرے جیسا اس جہاں میں کون خوش تقدیر ہے
چار بھائی ہیں ہر اک اپنی ہی آپ نظیر ہے

تیسرا روز

دلاور کرن اور ویر ارجن

کرن۔ ادھر اُدھر منہ چھپاتا کیوں پھرتا ہے۔ ابھی سے تیرے چہرے پر اس قدر اُداسی ہے۔ میری تلوار مدت سے تیرے خون کی پیاسی ہے۔

ارجن۔ اے دھوکہ باز! نہ دل میں شرم نہ آنکھوں میں لحاظ۔ کل جو تو نے ابھیمنیو کو پڑھائی تھی۔ یہ بھی کوئی بہادرانہ لڑائی تھی۔ بس اب ان اچھے ہتھیاروں

کرن۔ (تیر برساتا ہوا) نہیں ہلا تو میں کیا پرواہ کرتا ہوں۔ کیا میں تیری ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈرتا ہوں۔

ارجن۔ گیدڑ بھبکیوں کا کیا کام ہے۔ بس یہ تیر تیرے لئے موت کا پیغام ہے۔

کرن۔ (پھر ہاتھ کھڑا کر کے) ذرا صبر کر۔ مجھے ایک دفعہ اور قسمت آزمائی کر لینے دے عاجز آئے دشمن پر وار کرنا نہ صرف بعید از انصاف ہے۔ بلکہ نیتی اور دھرم کے سراسر خلاف ہے۔

کرشن جی۔ اے او ظالم انیائی! تو کس منہ سے دیتا ہے دھرم کی دوہائی۔ اس وقت تجھے دھرم یاد نہ آیا۔ جب انہیں دھوکے سے لاکھا مندر میں جلانا چاہا۔ اس وقت تجھے دھرم یاد نہ آیا۔ جب بھیم کو زہر دلوایا۔ اس وقت تجھے دھرم یاد نہ آیا۔ جب جوئے کا جال پھیلا کر ان کو پھنسایا۔ اس وقت تجھے دھرم یاد نہ آیا جب بیچاری دروپدی کو ننگن کرنے کے لئے سبھا میں بلوایا۔ اس وقت تجھے دھرم یاد نہ آیا جب اکیلے ابھیمنیو کو چاروں طرف سے گھیر کر مار گنوایا۔ او پاپی! اتنے اتیاچار کرنے پر بھی جب اپنی موت دکھائی دی۔ تو ہاتھ اٹھا کر دھرم کی دوہائی دی۔ او بے شرم! اب کہاں سے یاد آ گیا دھرم!

ارجن۔ (تیر برسا کر) شاید میں اپنے ہاتھوں کو تھام لیتا۔ اور تجھ کو ایک دفعہ اور قسمت آزمائی کا موقعہ دیتا۔ مگر ابھیمنیو کی یاد نے مجھ میں ضبط کی طاقت نہیں چھوڑی۔ تیرے جیسے ادھرمی کے ساتھ جتنی ہو سو تھوڑی۔ اب تیرا زندگی کی اُمید رکھنا بالکل بے سود ہے۔ اب تیری زندگی چند سانسوں تک محدود ہے۔

کرن۔ (حواس باختہ ہو کر) ارجن! ذرا پرمیشور سے ڈر۔ اس قدر بے انصافی نہ کر۔

کے جالے کی طرح پھاڑ ڈالے۔ وہی ہاتھ رتھ کا معمولی سا پہیہ دلدل سے نہیں نکال سکتے۔ وہی زبردست باز وجنہوں نے بڑے بڑے مست ہاتھیوں کے گلے چیر ڈالے۔ ان دو گھوڑوں کو نہیں سنبھال سکتے۔ پہیہ کیا اگر اس رتھ کا چکر بنا کر بھی چلاتا۔ تو ڈھونڈے سے اس کا پتہ نہ پاتا۔ مگر آج اتنا زور لگانے پر بھی نتیجہ الٹا ہی نظر آتا ہے۔ میں اوپر کو کھینچتا ہوں پہیہ نیچے کو جاتا ہے۔ کارن معلوم ہوگیا وجہ سمجھ لی۔ میری روح دمبدم گھٹ رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری موت ہی اس پہیہ کو چمٹ رہی ہے۔ یقیناً میرے آخری سانس اب نزدیک آرہے ہیں اور یم کے دوت گھوڑوں کو چمکارہے ہیں ؎

کسی طاقت کو بھی اب تک میں خاطر میں نہ لاتا تھا
کوئی چھوٹا بڑا میری نہ نظروں میں سماتا تھا
میرا یم دوت پر بھی اس قسم کا رعب چھایا تھا
نہ سمجھا کال کو کچھ موت تک کو بھی بھلایا تھا
کیا جس نے تکبر ایک دن وہ سر کے بل آیا
میرا ابھیمان ہی میرے لئے بن کر اجل آیا

ارجن۔ ذرا جلدی پہیہ نکال۔ اور باتوں باتوں میں وقت نہ ٹال۔

کرن۔ نہیں نکلتا تو جہنم میں جائے۔ اب اس کے ساتھ کون سر کھپائے۔ (اسی رتھ پر سوار ہوکر) ہاں ہاں اپنے شستر سنبھال اور خوب دل کے ارمان نکال۔

ارجن۔ او ابھیمانی! یہ تجھے تیرے ابھیمان کا پھل ملا ہے۔ جو اتنے زور لگانے پر بھی پہیہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا ہے۔

سننے والو! سُن لو میرے آخری الفاظ ہیں
ہو رہی ہے اب تو تیاری مری شمشان کی
دو قدم بھی آپ سے اُٹھ کر وہ چل سکتا نہیں
آج تک جس نے لڑائیاں کیں بڑے گھمسان کی
یہ تکبر ہی میری اس موت کا کارن ہوا
دیکھنا جسونت سنگھ صورت نہ اس شیطان کی

(پران تیاگ دیئے)

{کرن کے مرتے ہی کوروی لشکر کا آنسو بہاتے ہوئے واپس جانا
اور پانڈوؤں کا فتح کے ڈنکے بجانا۔ اور پُرجوش نعرے لگانا۔}

تیسرا سین

بھیم اور دوشاسن

دوشاسن۔ ابھی سے گھبرا رہے ہو۔ اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے ہو۔ کیا موت نے کچھ کان میں تو نہیں کہا؟

ارجن۔ (کمان سنبھال کر) او دھورت شیطان کی صورت! تو نے بہتیروں کو رولیا۔ مگر تجھ کو تو کوئی رونے والا بھی نہیں رہا۔

دوشاسن۔ (تیر مار کر) تو مر کر تو دیکھ رونے والے بہتیرے آ جادیں گے۔

میں تجھ سے ایسی امید نہ رکھتا تھا۔

ارجن۔ (بان مار کر) او مغرور! وہ وقت یاد کر جب طرح طرح کی بکواس بکتا تھا تو اچھلتا تھا۔ اور میں تیرے منہ کی طرف تکتا تھا۔ کرنا چاہتا تھا۔ مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اگر تو بھی اس وقت پرمیشور سے ڈرتا۔ تو آج ایسی بری موت نہ مرتا۔

کرن۔ (زمین پر گر کر) او پرماتما! بس ہو چکا میری زندگی کا خاتمہ۔ افسوس! یہ میری تقدیر میں نہ تھا کہ اپنے کام کا انجام دیکھ سکتا۔ اوہ ایشور کی لیلا! اس کال بکرال نے سوکھا چھوڑا نہ گیلا۔

کرن۔ گانا

آج تک پرواہ نہ کی جس نے دھرم ایمان کی
یہ مہربانی ہوئی مجھ پر مرے ابھیمان کی
اس تکبر نے مجھے اندھا کیا تھا اس قدر
نیک اور بد کی نہ میں نے آج تک پہچان کی
اپنی طاقت پر ہوا تھا اس قدر مغرور میں
کوئی گنتی ہی نہ گنتا تھا کسی بلوان کی
موت سنمکھ آ کھڑی تو اب لگا مجھ کو پتہ
کوئی بھی ہستی نہیں دنیا میں اس انسان کی
جن کی آنکھوں میں ذرا بھی طاقت بینائی ہے
دیکھ لو حالت ذرا مجھ موت کے مہمان کی

دوشاسن۔ بھلا چاہتا ہے تو ہو جا فرار
نہیں تو ابھی ہوں گا گردن اُتار
بھیم۔ مری تو یہی ہے دلی آرزو
کھڑا ہوں جبھی تو تیرے رُوبرو
دوشاشن۔ سمایا ہے دل میں تیرے کیا وہم
چلا جا مجھے پھر بھی آتا رحم
بھیم۔ رحم کے وقت تو قصائی بنا
دیا وقت تو انسانی بنا
دوشاشن۔ او بیہودے بکواس اتنی نہ کر
اڑا دوں گا ورنہ ابھی تیرا سر
بھیم۔ زباں کے چلانے میں ہی طاق ہے
تجھے اور آتا ہی کیا خاک ہے
دوشاسن۔ مرے مارے ابتک نہ تاب آ سکے
نہ منہ اپنا دنیا کو دکھلا سکے
بھیم۔ شرم کر شرم کر اے روسیاہ
نہیں ڈوب مرنے کو پانی ملا
دوشاسن۔ تو طاقت کو میری نہیں جانتا
ارے پوچھ لے دروپدی سے ذرا
بھیم۔ او کائر ہے تیری یہی ویرتا
ظلم عورتوں پر ہے اب تک کیا

ناٹک

دوشاسن۔ ارے بیوقوف! جانتا نہیں کہ میں وہی دوشاسن ہوں جس کے مارے ہوئے تم آج تک آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر رو رہے ہو۔ اور روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہو رہے ہو۔ اگر تو مجھ کو بھول گیا۔ تو ذرا دروپدی سے پوچھ آ۔
بھیم۔ نہیں نہیں۔ جب تک میں اپنی پرتگیا پوری نہ کروں۔ اور تیرا خون پی کر اپنی طبیعت نہ بھر لوں۔ اس وقت تک میں تجھے کب بھول سکتا ہوں۔ چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہر وقت تجھے یاد رکھتا ہوں۔ ہر وقت پرمیشور سے یہی پرارتھنا کرتا تھا کہ

ارجن۔ او دشٹ آتما! تو ہی تو اس سارے فساد کا بانی مبانی ہے۔ جو کچھ یہ ہو رہا ہے تیری ہی تو مہربانی ہے۔ اگر یہ فساد کے بیج نہ بوتا۔ تو آج میرے چچا کا کل ناش نہ ہوتا او مہاں بدمعاش! تیرا ہو جائے ناش۔ بے ایمان کل گھاتی۔ اب سامنے ہوتے ہوئے بھی غیرت نہیں آتی۔ او ملین آتما! اب کرتا ہوں تیرا خاتمہ۔

بھیم۔ بھائی! آپ اپنا ہاتھ روک لیجئے۔ اور اس بلیدان کے بکرے کو میرے لیے رہنے دیجئے۔ بہت دن کے بعد پرمیشور نے یہ دن دکھایا ہے۔ بس اب میری پرتگیا پورتی کا وقت آیا ہے (دوشاسن کو للکار کر) آجا آجا او بے ایمان! آجا۔ میری امنگوں کے سامان آجا۔

دوشاسن۔ آتا ہوں آتا ہوں۔ او بھیمانی! آتا ہوں۔ اور تیری موت کو اپنے ساتھ لاتا ہوں۔

بھیم اور دوشاسن کا مشترکہ گانا

بھیم۔ ارے دشٹ ہو میرے سنمکھ ذرا ۔ او کائر نہ پیچھے کو منہ اب چھپا

دوشاسن۔ او بھیو نہ بک بک زیادہ لگا ۔ ابھی دن ہیں دو تُو نگا ستارے دکھا

بھیم۔ چھپاتا پھرا منہ ادھر اور ادھر ۔ او بے شرم اب سامنے ہو کے مر

دوشاسن۔ یہ الزام تیرا ہے مجھ پہ عبث ۔ چُھپایا تھا منہ کس نے تیرہ برس

بھیم۔ تو کر زندگی کا کچھ اپنی فکر ۔ نکالوں گا تیرہ برس کی کسر

دوشاسن۔ مرا ہاتھ جو وقت چل جائے گا ۔ نہ ڈھونڈے سے تیرا پتہ پائے گا

بھیم۔ ترا ہاتھ بہتیرے دن چل چکا ۔ ترا کال بہتیرے دن ٹل چکا

خون دشمن کا پیا اور ہو گیا میں سُرخرو

چوتھا سین

دریودھن کی روپوشی

[دوشاسن کے مرتے ہی دریودھن کا روپوش
ہو جانا۔ اور پانڈووں کا جابجا اس کی تلاش کرنا]

ارجن۔ گانا

تو چھپ گیا کہاں اب اتنے غرور والے
ڈھونڈے مقام سارے پتے بھی اُلٹ ڈالے
کنبہ سبھی کھپا کر کہاں چھُپ گیا تو جا کر
دو ہاتھ کر لے آ کر او موت کے نوالے
بس اسقدر ہی دم تھا جس پر تجھے بھرم تھا
یہ کونسا دھرم تھا نہ بھاگ کر چھپا لے
اوبے شرم انیائی کتنی یہ ہی نیرتائی
جب موت ہی دکھائی یوں جان کو بچا لے
سر پہ اجل کھڑی ہے ہر وقت ہر گھڑی ہے
جس پر نظر پڑی ہے پھر کون جو چھڑا لے
چاہے زمیں میں گر جا یا آسمان پہ چڑھ جا
چاہے کنوئیں میں پڑ جا کتنے جتن بنا لے

دو دن کی زندگانی آخر کو ہونا فانی
گر ہاتھ نہیں چلتا تو زبان ہی چلا لے

نائک

تو آج کے دن تک زندہ ہے۔ تاکہ مجھ کو کوئی عہد فراموش نہ کہے۔

دوشاسن۔ (گرز مار کر) اے ملعون! ٹھہر جا تجھے پلاتا ہوں خون۔

بھیم۔ (گرز برساتا ہوا) خون پیوں گا خون۔ اگر تیرا خون نہ پیا تو یہ سمجھنا کہ کنتی رانی کے پیٹ سے جنم نہیں لیا۔

دوشاسن۔ (لڑکھڑا کر) ٹھہر ٹھہر۔ ذرا صبر کر......

بھیم۔ (پے درپے گرز مار کر) اب ٹھہرنے کا کیا کام۔ لے ایشور کا نام۔ اور دیکھ اپنی کرتوتوں کا انجام

دوشاسن۔ (کراہ کر) بس بس۔ اب کیوں مار رہا ہے۔ مرے ہوئے کو مار کر کیا غصہ اتار رہا ہے۔

بھیم۔ غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا کرودھ کی اگنی ابھی تک نہیں بجھی۔ کلیجہ میں ایک برچھی سی لگ رہی ہے۔ اور انتقام کی آگ سینے میں بدستور سلگ رہی ہے۔ آنکھوں میں خون کی بارش برس رہی ہے۔ اور زبان تیرے لہو کا مزا پینے کیلئے ترس رہی ہے (دوشاسن کا کلیجہ چیر کر) شکر ہے۔ شکر ہے۔ جو کچھ منہ سے کہا تھا پورا کر لیا (لہو کی چلو پی کر) یعنی اپنے دشمن کے لہو کا گھونٹ بھر لیا ؎

شکر ہے کہ آج میری ہو گئی پوری قسم
جان میری بچ گئی اور رہ گیا میرا دھرم
آج زندہ سمجھتا ہوں آج آیا دم میں دم
آج میرے ہو گئے کافور سارے رنج و غم
میں یہیں پشتر وہیں دونوں ہیں یاں سب روبرو

(۵) جسے ایسا کھیل یاد ہو. سب کا ہی دل شاد ہو. وہ ہمارا اُستاد ہو

آؤ بھائی کھیلیں کودیں.......

(۶) جانتا ہوں ایسا کھیل میں. بنا دوں ایک ایسی ریل میں یہیں کھڑا دوں دھکیل میں

آؤ بھائی کھیلیں کودیں........

ناٹک

ایک لڑکا. ارے بھاگ چلو. بھاگ چلو. جلدی جلدی اپنے ڈھوروں کو اٹھا لو.

اگر بھلی چاہتے ہو. تو اپنے گھر کی راہ لو.

دوسرا. ارے کیا ہے ؟ کمبخت! تو نے سارے کھیل کا مزا ہی کرکرا کر دیا.

وہی لڑکا. ارے ڈاکو. ڈاکو.

دوسرا. تو ہم سے کیا لیں گے. یہاں تیل نہ تمباکو.

تیسرا. ارے سُسر کے ماروں پیٹ میں چاقو. بتا تو کہاں ہیں ڈاکو؟

پہلا. ارے اندھے! وہ دیکھ آرہے ہیں. تیرے باپو (بھیم کو) ہا نئے رے

ڈ........ا........کو.

بھیم. (لڑکوں سے مخاطب ہو کر) لڑکو! تم یہاں کتنی دیر سے بیٹھے ہو.

لڑکا. اجی! ہمارے پاس کچھ نہیں. ہم تو لوگوں کے ڈھور چگاتے ہیں اور

دو وقت روٹی ٹکڑ کھا لیتے ہیں.

بھیم. تم بالکل نہ ڈرو. اور کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کرو. ہم تو اپنے کسی کام کے

لئے جاتے ہیں. اور تم سے صرف ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں.

کہاں چھپ گیا کس جگہ الوپ ہو گیا۔ تمام جگہ ڈھونڈ لیا۔ پتہ پتہ چھان مارا۔ مگر دریودھن کے قدم کا نشان نہ ملا۔ نہ معلوم بے ایمان نے کہاں اپنے آپ کو چھپایا چھپالے۔ چھپالے۔ خوب اچھی طرح چھپالے۔ جہاں تک تیرے سے جتن بنتا ہے بنالے۔ زمین میں گڑ جا۔ آسمان پر چڑھ جا۔ مگر موت سے بچکر تو کہاں جا سکتا ہے اور اس طرح چھپ کر کب تک جان بچا سکتا ہے۔

بھیم۔ ذرا آگے چلو۔ اگر کہیں دور نکل جائے گا۔ تو پھر مشکل سے ہاتھ آئے گا۔

(سب جاتے ہیں)

(چند دیہاتی لڑکے آپس میں کھیل رہے ہیں)

لڑکوں کا گانا

آؤ بھائی کھیلیں کودیں۔ آؤ آؤ کھیلیں کودیں

(۱) بیٹھ گئے ڈھور سبھی۔ ملا ہمیں وقت تبھی۔ کھیلا کرو کبھی کبھی
آؤ بھائی کھیلیں کودیں ....

(۲) آؤ آؤ کھیلو کھیلو۔ بس بس ڈنڈ پیلو۔ دوسرے سے بازی لے لو
آؤ بھائی کھیلیں کودیں ....

(۳) پھینکتا ہیں گیند دور ہوں۔ اس میں ہم مشہور ہوں۔ بازی جیتا ضرور ہوں
آؤ بھائی کھیلیں کودیں ....

(۴) کھیلیں گے کبڈی یار تو۔ ہو کوئی تیار تو کھیلیں ذرا پانچ چار تو
آؤ بھائی کھیلیں کودیں ....

یدھشٹر آئے گا اور ضرور آئے گا (جیکھے سے) تم ذرا سخت سُست الفاظ میں اسے پکارو۔ اور دو چار جلی کٹی بولیاں مارو۔ اگر وہ یہاں ہوا۔ تو فوراً باہر آئے گا۔ اگر نہ آیا تو پھر دیکھا جائے گا۔

بھیم۔ گانا (بحر طویل)

او ادھرمی بے ایمان دشٹ آتما کل کلنکی کمینے او کائر کُٹل
بس یہی ویرتائی تھی او بے حیا تو اسی حوصلہ پر رہا تھا اچھل

او ادھرمی ....

کچھ بھجاؤں میں طاقت بھی رکھتا ہے تو یا محض جانتا ہے فریب اور چھل
منہ چھپا کر رہے گا تو یاں کب تلک باہر آکر ذرا تو دکھا تو شکل

او ادھرمی ....

پاپ گنتی کسی کی بھی گنتا نہ تھا آگئی آج ہی اینٹھ ساری نکل
لاکھ دھکار اس زندگی پر تری گر جیا سارا کنبہ کرا کر قتل

او ادھرمی ....

جان پیاری اگر اس قدر تھی تجھے تو یہ بہتر تھا پہلے ہی جاتا سنبھل
ہاتھ سے جبکہ سب کچھ ہی جاتا رہا اب ٹھکانے پہ آئی ہے تیری عقل

او ادھرمی ....

لاکھ لعنت ہے تجھ پر ارے بے حیا کیا کہیں ڈوب مرنے کو پایا نہ جل
گیا رد چھونی سپاہ کی کرا کر قتل چاہتا ہے منانا تو اپنی کُشل

لڑکا۔ ہاں ہاں فرمایئے۔
بھیم۔ تم یہاں کتنی دیر سے بیٹھے ہو۔
لڑکا۔ ہم ہر روز صبح ہی اپنے ڈھور لے کر آتے ہیں۔ اور دن بھر یہیں چُگاتے ہیں۔ اور شام کو اپنے گھر جاتے ہیں۔
بھیم۔ آج تم نے کسی شخص کو ادھر آتے جاتے تو نہیں دیکھا۔
لڑکا۔ یہاں تو کوئی نہیں آیا ہے۔ مگر صبح ہی (ہاتھ کا اشارہ کرکے) ان جھاڑیوں میں ایک آدمی نے اپنے آپ کو چھپایا ہے۔ بڑا موٹا تازہ جوان تھا۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ کوئی پہلوان تھا۔
بھیم۔ بس تم عزت سے کھیلو۔ اور یہ مٹھائی کے لئے پیسے بھی لے لو۔
ارجن۔ لڑکوں نے بالکل سچ بتایا جب اس کو کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ تو بھاگ کر جھاڑیوں میں اپنے آپ کو چھپایا۔
بھیم۔ مگر یہ کونسا قلعہ ہے۔ جو اُس کو جان چھپانے کیلئے ملا ہے۔ چلو وہیں چلو۔
(سب کے سب اس جھنڈ کے پاس پہنچتے ہیں)
بھیم۔ (جھنڈ میں گھُس کر) او مردود! اب چھُپ کر کہاں جائے گا۔ بھیم تو تجھے پاتال سے بھی نکال لائے گا۔
یدھشٹر۔ (بھیم کا ہاتھ پکڑ کر) کیسی غلطی کرتا ہے۔ دشمن کو مارنے جاتا ہے۔ یا خود مرتا ہے؟ دشمن تو اگر مرا ہوا بھی ہو۔ تو اس کی طرف سے غافل ہونا سراسر نادانی ہے تمہیں کیا معلوم اس نے کیا سوچ کر یہاں چھپنے کی ٹھانی ہے۔
بھیم۔ تو یوں کیا وہ ہمارے بلانے سے باہر آئے گا؟

کچھ تمہارا ابھی تک تو بگڑا نہیں، تم کرو راج بے کھٹکے اور بید ھڑک
رکھ زباں بند..........

اس وقت میری حالت ہے ابتر بہت روح نہ جانے کہاں پڑی ہے بھٹک
جاؤ جاؤ نہ زیادہ بلاؤ مجھے پیاس کے مارے جاتا ہے سوکھا حلق
رکھ زباں بند.........

ناٹک

بھیم! ذرا انسانیت سے کام لے۔ اور اپنی چلتی ہوئی زبان کو تھام لے۔ اگرچہ میں اس وقت بالکل بے یارو مددگار ہوں۔ ہر طرح سے عاجز و لاچار ہوں تاہم جس وقت تک خون کا ایک قطرہ بھی میرے جسم میں موجود ہے۔ تیرا کسی قسم کی ڈینگیں مارنا بالکل بے سود ہے۔ مگر میرا تو اس وقت خیال ہی پلٹ گیا۔ اور دنیا کی محبت سے بالکل ہی دل ہٹ گیا۔ جس راج کے لئے تم نے اتنے پاپڑ بیلے۔ اتنے سنکٹ جھیلے۔ اس قدر مصیبتیں اٹھائیں۔ اتنی خون کی ندیاں بہائیں۔ آج وہ تمام راج میں خوشی سے تمہیں سنبھالتا ہوں اور پچھلی تمام کدورتیں دل سے نکالتا ہوں۔ نہ تم سے مطلب نہ تمہارے راج سے سروکار۔ ایک روٹی کا سوال بھی کروں۔ تو تمہارا گنہگار ہوں پرسنیہ ہے آتما پرسنیہ ہیں پرسنیہ میرا پرماتما پرسنیہ۔

بھیم۔ گانا (بحر طویل)

او ادھرمی ....
منہ چھپانے سے اب کچھ نہیں فائدہ اس طرح سے ٹلے گی نہ تیری اجل
او دغا باز کپٹی جواری ذرا تو باہر تو نکل تو باہر تو نکل
او ادھرمی ....

دریودھن ۔ گانا (بطرز ایضاً)

رکھ زباں بند اپنی ارے بھیم تو کیوں چھڑکتا ہے زخموں پہ میرے نمک
میں بہت سن چکا بہت جل بھن چکا دے زباں کو لگام اور زیادہ نہ بک
رکھ زباں بند ....
نہ کسی کی ہمیشہ رہی آج تک نہ کسی کی رہے گی ہمیشہ تلک
رات آخر اندھیری ہر ایک کیلئے چاندنی ہے فقط چار دن کی چمک
رکھ زباں بند ....
میں نے آدھا چوتھائی نہ کچھ بھی دیا مانگتے تم رہے میرے سے آج تک
آج آدھا و سارا ابھی کچھ تجا کوئی سمجھو نہ اس میں شبہ اور شک
رکھ زباں بند ....
راج اور پاٹ سارا تمہارا رہا لاؤ لکھ دوں کہ میرا نہیں کوئی حق
میں یہیں سے کہیں کو چلا جاؤنگا یا عمر بھر یہیں پہ رہونگا دبک
رکھ زباں بند ....
خود مجھے بھی ہے افسوس اس بات کا کہ سبھی کچھ گنوا کر کے سیکھا سبق

او بے غیرت انیائی! اب مرتی دفعہ تجھے بھی پرماتما کی یاد آئی۔ بے شرم! اس جینے سے تو بہتر تھا کہ کہیں ناک ڈبو کر مر جاتا۔ نہ کہ اس طرح چھپ کر جان بچاتا۔ تو نے تو ہم کو کچھ سیدھے ہاتھوں نہیں دیا ہے۔ نہ کوئی خاص احسان ہم پر کیا ہے۔ بلکہ جو کچھ لیا ہے۔ اپنی بھجا بل سے لیا ہے۔ جب تک جیا اپنی بے ایمانیوں سے کل کو کلنکت کیا۔ جب آخری وقت آیا۔ تو مرتے مرتے بھی کل کو داغ لگایا۔ او نالائق روسیاہ! تو نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ تو نے کسی کشترانی کا دودھ نہیں پیا۔

دریودھن۔ (جھاڑیوں سے نکل کر) بس بس ذرا جیبھ کو سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال۔ اگرچہ میں اس وقت ہر طرح سے عاری ہوں۔ مگر اس حالت میں بھی اکیلا تم پانچوں پر بھاری ہوں۔ ہاں اتنا افسوس ہے کہ میں وہاں سے بالکل نہتھا آیا۔ اور اپنا کوئی بھی شستر ساتھ نہ لایا۔

یدھشٹر۔ اس بات کے لئے اتنا ویاکل نہ ہو۔ اور جو شستر چاہیے وہ ہم سے لیلو۔

دریودھن۔ (ایک گرز اٹھا کر) بس ایک یہی کافی ہے۔ لیکن اگر پانچوں ایک دم لڑوگے تو بے انصافی ہے۔

یدھشٹر۔ نہیں صرف ایک لڑے گا۔ وہ بھی جسے تم انتخاب کرو۔

دریودھن۔ اچھا تم بھیم کو ہی آنے دو۔ پہلے اس کی مٹی ٹھکانے لگانے دو۔

بھیم۔ من کی مراد ملی۔ اور دل کی کلی کھلی۔ یہ پرماتما کی خاص مہربانی ہے آخر اس نے میری پرتگیا بھی پوری کرائی ہے۔

(ٹیون بجتی ہے اور دونوں کا گدا یدھ ہوتا ہے)

ہم نے جو کچھ لیا اپنے بل سے لیا اس میں تیری کوئی مہربانی نہیں
تیرا تو آج تک بھی یہی قول تھا منہ میں مرتوں کے ڈالونگا پانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

مانگنے اور دینے کے دن تو گئے وہ گھڑی اب تیرے ہاتھ آنی نہیں
اب تو دنیا سے یا ہم ہی مٹ جائینگے یا رہے گی تری کچھ نشانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

جو نہ کہنا تھا ہر ایک نے کہہ لیا اس وقت تو کسی کی بھی مانی نہیں
پانچ گاؤں بھی مانگے تو یہ کہدیا وہ تو بھکاری ہیں یہ میں دانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

تو نے کُل ناش تو سارا کر ہی دیا گئی پھر بھی تیری بے ایمانی نہیں
خاتمہ کر کے سب کا یہاں آ چھپا بے شرم آئی تجھ کو گلیانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

کشتری ہو کے بھاگا تو میدان سے نرک میں بھی جگہ تجھ کو پانی نہیں
تو نے اپنے عمل سے یہ جتلا دیا جننے والی تجھے کشترانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

باہر آ باہر آ تو ارے بے حیا اب کروں گا میں باتیں زبانی نہیں
ورنہ گردن پکڑ لوں گا آ کر یہیں پھر تری ایک بھی پیش جانی نہیں
ہم نے جو کچھ لیا.........

ناٹک

کا شمار ہے۔

بھیم۔ (لڑکھڑا کر) زمانہ دیکھ لے گا کہ کس کے سر پر موت سوار ہے۔

دریودھن (پھر گرز مار کر) بس یہ میرا آخری وار ہے۔ اب تیرا زندہ بچنا سخت دشوار ہے۔

بھیم۔ (زمین پر گر کر پھر سنبھل کر) تو اپنی سی خوب چلا لے۔ اور جتنا زور لگانا ہو لگا لے۔

(بھیم دریودھن کے لگاتار واروں سے عاجز آ گیا)

کرشن جی۔ (اپنی ران پر ہاتھ مار کر) شاباش بھیم شاباش۔ خوب دلیری سے لڑو۔ موت اور زندگی کی کچھ پرواہ مت کرو۔

ارجن۔ ساودھان ہو گھبرا کیوں رہا ہے تیری پرتگیا پورتی کا وقت قریب آ رہا ہے

بھیم۔ (جوش میں آ کر ایک گرز دریودھن کی ران پر مار کر) بڑا رہ بد انجام! ہو چکا تیرا کام تمام۔

دریودھن۔ (زمین پر گر کر) آف! ادھرم۔ انیائے۔ پاپ۔ انیتی۔

بھیم۔ (دریودھن کے سر پر پاؤں کی ٹھوکر مار کر) بے ایمان جیسی تو نے ہمارے ساتھ کی ویسی تیرے ساتھ بیتی۔

بلرام۔ (ایک موسل اٹھا کر اور بھیم کی طرف لپک کر) ادادھرمی! اسا انیا چار یہ؟ یہ تو نے کہاں کی مردانگی دکھلائی۔ یدھ نیم کے ورودھ کمر کے نیچے ضرب لگائی۔ تو بچ کر کہاں جائے گا۔ ضرور میرے ہاتھ سے اس پاپ کی سزا پائے گا۔

کرشن جی (بلرام کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی صاحب! جلدی نہ کیجئے۔ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کیجئے۔ میں مانتا ہوں کہ یدھ نیم انکول کمر کے نیچے ضرب لگانا بالکل بے انصافی ہے۔ مگر بھیم کا یہ فعل قابل سزا نہیں۔ بلکہ قابل معافی ہے۔

دریودھن - گانا (بطرز: تیری چنچل بل ہے پیاری)

کرتا ہوں میں اپنا وار۔ ہو جا مرنے کو تیار۔ تیرے سر پر موت سوار۔ ہو جا ہو جا ساؤدھان
دونگا ہڈی پسلی توڑ جینے کی اُمید اب چھوڑ۔ جو کچھ لگے لگا لے زور لونگا لونگا تیری جان
دیکھ دیکھ آئی موت۔ ہوتا ہے ابھی فوت۔ منگوا لے اپنے کفن کا سامان
جینا اب تیرا دشوار۔ لے سانس پانچ یا چار۔ کر نے کرنا جس سے پیار
نہیں مرمرمر۔ مرمرمر۔ مرمرمر
کرتا ہوں اپنا وار........

بھیم - گانا (بطرز ایضاً)

آجا آجا او ابھیمانی۔ تیرا ختم ہے اِنہ پانی مگر کچھ اب بھی بے ایمانی نہ بچے جان جان جان
تجکو زندہ کبھی نہ چھوڑوں۔ نیبو کی مانند نچوڑوں۔ دیکھ ابھی گدا سے توڑوں تیری ران ران ران
بہت دنوں سے بار بار۔ کر رہا تھا انتظار۔ مشکل سے ہوکے ایشور مہربان
سُن لی ایشور نے فریاد۔ مجکو من کی ملی مراد۔ مگر تُنے آس دن کو یاد
ارے خرخرخر۔ خرخرخر۔ خرخرخر
آجا آجا آجا او ابھیمانی......

دریودھن۔ (گرز مار کر) سنبھل جا۔ موت تیرے استقبال کو آرہی ہے۔
بھیم۔ (پینترا بدل کر) ذرا ہوش کر تیری زبان اس قدر کیوں لڑکھڑا رہی ہے۔
دریودھن۔ (پھر وار کرکے) اب تیری زندگی کا دنوں کا نہیں۔ بلکہ سانسوں

دنیا کی باتیں اب تو تم کو رہیں مبارک
سُن سُن کے انکو میرا تو خون جل رہا ہے
دنیا نہیں ہے میری دنیا کا میں نہیں ہوں
میرا واُس کا رشتہ دو چار پل رہا ہے
کیا دوش دوں کسی کو جسونت سنگھ بھلا میں
میرے اعمال کا ہی یہ بدلہ مل رہا ہے

ناٹک

بس بھائی! کیوں آنسو بہاتا ہے۔ کیوں میرا جی جلاتا ہے بس کے سمبندھی اور کون رشتہ دار گنتی کی گھڑیاں اور سانسوں کا شمار۔ یاد بھی کروں تو کس کس کی۔ آنسو بھی بہاؤں تو کس کس پر۔ دو ہوں۔ چار ہوں۔ بیس ہوں۔ پچاس ہوں۔ ہائے ہائے گیارہ اکشونی فوج میں صرف تین آدمی میرے پاس ہوں؟ اچھا کرموں کا پھل۔ اعمال کا بدلہ۔ کئے کی سزا۔ ابھیمان کا نتیجہ بخش دو۔ بخش دو۔ پربھو! میرے گناہ بخش دو۔ پاپی ہوں۔ اپرادھی ہوں۔ لاچار ہوں۔ اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ؎

میں نہیں کہتا کہ میں نردوش نراپرادھ ہوں
پاپی ہوں اپرادھی ہوں نردئی اور بیداد ہوں
اب ہوا چاہتا ہے میری زندگی کا خاتمہ
بخش دے میرے گناہوں کو مرے پرماتما

یدھشٹر۔ آہ! کاش کہ اتنی عقل تجھ کو پہلے سے آجاتی۔ تو کیوں یہاں تک نوبت آتی۔ اچھا ہمیں اجازت دو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتلا دو۔

کیونکہ اس کی پرتگیا تھی کہ جس ران پر تو بار بار تھپکی لگاتا ہے۔ جس ران پر تو دروپدی کو بٹھانا چاہتا ہے۔ اگر یدھ میں تیری اس ران کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا تو نہ مہاراجہ پانڈو کا پتر۔ نہ ماتا کنتی کا دودھ پیا۔ اب آپ وچار لیجئے کہ یا تو اس کی ران توڑتا۔ ورنہ اپنا شریر چھوڑتا۔

(بلرام کا موسل ٹیک کر سرنگوں وہاں سے چل دینا)

{دریودھن خاک وخوں میں لتھ پتھ بحالت بیہوشی پڑا ہوا ہے۔ اور یدھشٹر اس کے پاس آتا ہے}

یدھشٹر (دریودھن کا سر اپنے زانو پر رکھ کر) دریودھن اور یودھن!! بھائی ذرا آنکھیں کھول کچھ منہ سے بول۔ آہ! جن برے نتائج سے میں ڈرتا تھا اور جس لئے تجھ سے بار بار صلح کے لئے پرارتھنا کرتا تھا۔ آخر وہ ہونہار ہو کر ہی ٹلی۔ اور میری ایک بھی پیش نہیں چلی۔ خاندان برباد ہوا۔ رشتہ دار سمبندھی قتل ہوئے۔ بوڑھے ماں باپ کا کلیجہ پاش پاش ہوا۔ اچھا جو ایشور کو منظور۔ اس میں ہمارا دوش نہ ترا قصور۔

دریودھن۔ گانا

بس بس بھرا تا میرا کیوں دل مسل رہا ہے
پچھلے بکھیڑے مجھ کو مت یاد اب کراؤ
ہونا اسی طرح تھا قسمت میں یوں لکھا تھا
اس کا گلہ یا شکوہ کرنا فضول بالکل
کل تک جو میں کسی کا جھکتا نہ تھا جھکایا

سینے پہ میرے یونہی خنجر سا چل رہا ہے
سن سن کے انکو میرا دم سا نکل رہا ہے
یہ ہو گا زمانہ یوں ہی بدل رہا ہے
جو آج چڑھ رہا ہے تو کل کو ڈھل رہا ہے
اب ہو او سمجھا ہے کہ بالکل بدل رہا ہے

پانچواں سین

اشوستھاما کا شبخون

{پانڈوؤں کے کیمپ میں سنّاٹا ہو رہا ہے
اور ہر ایک شخص بالکل بے فکر سو رہا ہے}

اشوستھاما۔ (ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے) سو لو۔ سو لو۔ سونے والو سو لو۔ جب تک میں اپنا کام نہ کر لوں ہرگز آنکھیں نہ کھولو۔ چرند سوئے ہیں۔ پرند سوئے ہیں۔ تم سو رہے ہو۔ تمہاری تقدیر سونے والی ہے۔ تم سوتے ہو میں جاگتا ہوں۔ تم ذرا کروٹ لیتے ہو میں بھاگتا ہوں۔ اندھیری رات اور ہاتھ میں تلوار ہے۔ نہ کوئی سنتری ہے نہ پہرہ دار ہے۔ مگر پھر بھی دل ڈرتا ہے۔ ہاتھ کانپتا ہے۔ ٹانگیں ڈگمگاتی ہیں۔ وجود ہانپتا ہے۔ کیا میں پاپ کرتا ہوں؟ نہیں۔ کیا ادھرم ہے؟ نہیں۔ کیا یہ گناہ ہے؟ انیتی ہے؟ انیائے ہے؟ نہیں نہیں۔ اس کا نام نیتی ہے۔ اس کو حکمت عملی کہتے ہیں۔ یہ پالیسی ہے۔ بازوؤ! مضبوط ہو جاؤ۔ دل کٹھور ہو جا۔ ہاں میری خنجر آبدار تیار ہو جا۔ دیکھ ادھرم کا نام نہ لینا۔ دَیا کو پاس نہ آنے دینا۔ مہربانی سے دُور بھاگنا۔ کوئی روئے کوئی چلائے۔ مگر تو اپنے سبھاؤ کو نہ تیاگنا۔ لے چل یہ وقت ہے۔ اب موقعہ ہے ۔

دیر مت کر وقت ہے موقعہ ہے تو جلدی سے چل

دریودھن۔ جاؤ آرام کرو۔ اور بے فکر ہو کر راج کا انتظام کرو۔ فتح کے ڈنکے بجاؤ۔ اور خوشی کے جشن مناؤ۔ لاکھ کشٹ اٹھاؤں گا۔ ہزار دکھ بھروں گا مگر اب مرتی دفعہ تم سے کسی چیز کے لئے کیا سوال کروں گا۔

یدھشٹر۔ کس بات پر فتح کے ڈنکے بجاؤں۔ کونسی خوشی ہوئی جس کے جشن مناؤں میری آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ اور کلیجہ باہر کو نکلا آرہا ہے۔ اچھا پرمیشور کی یہی مرضی تھی۔ کہ ہم آپس میں کٹ کٹ کر مریں۔ کس کو دوش دیں۔ کس پر گلہ کریں۔

(یدھشٹر بچشم تر وہاں سے رخصت ہوتا ہے اشوستھاما آتا ہے)

اشوستھاما۔ بس اب تو صرف ایک اُپائے ہے جس سے دشمن سے بدلہ لیا جا سکتا ہے۔

دریودھن۔ کیسا بدلہ؟ کس کا بدلہ؟ اب تو میری تقدیر ہی بدل گئی۔

اشوستھاما۔ نہیں مجھے تدبیر تو بہت اچھی یاد آئی ہے۔

دریودھن۔ تو بول پھر کیوں دیر لگائی ہے۔ شاید کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے مجھے آخری وقت میں خوشی نصیب ہو۔

اشوستھاما۔ آج رات کو شبخون مار دوں۔ اور پانچوں بھائیوں کا سوتے ہوئے سر اتاروں۔

دریودھن۔ نہیں نہیں۔ اس ارادے سے باز آ۔ اور مرتی دفعہ مجھ سے یہ پاپ نہ کرا۔

اشوستھاما۔ یہ آپ کا وہم فضول ہے۔ پاپ کیسا؟ یہ تو نیتی کا اصول ہے۔

دریودھن۔ تیری مرضی۔ اسے بھی آزما لے۔ اور یہ آخری ہتھیار بھی چلا لے۔

جسے وہ دنیا میں لاثانی چیز سمجھتا ہے۔ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ بس جس طرح ہو وہ ہیرا مجھے لا دو۔

ارجن۔ ہم ابھی اس کی تلاش میں جاتے ہیں۔ اور جہاں وہ ملے گا ہیرا اس کے پاس سے لے آکر آتے ہیں۔[1]

زخمی دریودھن کا خیمہ

دریودھن۔ گانا (سوہنی)

آتما کو اس جسم سے کیا محبت ہو گئی؟
موت کو بھی اس قدر میرے سے نفرت ہو گئی
کیا ابھی میرے دکھوں کا خاتمہ ہو گا نہیں
اے مصیبت! کیا تجھے بھی مجھ سے الفت ہو گئی
اب تو مجھ میں کشٹ سہنے کی نہیں طاقت رہی
جو نہ ہونی تھی وہ میری آج درگت ہو گئی
دم نکل جائے تو اس دُکھ سے تو چھٹکارا ملے

[1] پانڈوؤں نے معمولی سی تلاش کے بعد اشوتھاما کو گنگا کے کنارے پر پھرتے ہوئے جا پکڑا۔ اشوتھامانے وہ ہیرا بغیر کسی حیل وحجت کے ان کے سپرد کر دیا۔ چونکہ کوئی بات اس کے متعلق خاص طور پر قابل ذکر نہ تھی۔ اس لئے اس واقعہ کو قلم انداز کر کے طوالت سے گریز کیا۔ (مصنف)

اس طرف سے داخل ہوا اور اس طرف سے نکل
رحم کا یا دیا کا تو نام ہی مت لیجیو!
کاٹ کر سر دشمنوں کا خون ان کا پیجیو!

(تلوار مار کر)۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔

دروپدی۔ (چلا کر) ارے دوڑیو۔ آئیو۔ خون۔ خون۔ خون۔

ارجن۔ (گھبرا کر) کیا ہے؟ کیا ہے؟ کیسا خون!

دروپدی۔ ہائے پاپی اشوستھاما! میرے سوئے ہوئے بچوں کو قتل کر گیا۔

ارجن۔ او ظالم انیائی! تجھے یہ پاپ کرتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ دشمنی تھی تو ہمارے ساتھ نکالتا۔ نہ کہ ان سوئے ہوئے معصوم بچوں کو قتل کر ڈالتا۔

یدھشٹر۔ کیا بات ہے۔ کیسا شور ہے؟

ارجن۔ نیچ اشوستھاما اپنی نیچتا کا ثبوت دے گیا۔ اور پانچوں بالکوں کا سر کاٹ کر لے گیا۔

یدھشٹر۔ او دراچاری! تیرا خانہ خالی۔ ان بچوں سے تو نے کونسی دشمنی نکالی۔

دروپدی۔ یا تو اس دشٹ سے میرے بچوں کا بدلہ لو۔ ورنہ میں اپنے پران تیاگتی ہوں۔ ہائے ہائے۔ میرے بچوں کا قاتل دنیا میں زندہ نظر آئے۔

ارجن۔ بدلہ لینا تو کونسی بڑی بات ہے۔ اور اس بیچارے کی کیا اوقات ہے۔ مگر ذرا حق اُستادی کا خیال ہے۔ ورنہ اس کی مقابلہ کرنے کی کیا مجال ہے۔

دروپدی۔ خیر اگر آپ اس کو مارنا نہیں چاہتے تو نہ سہی۔ مگر سوکھ میرے من کو تو نہیں بھی رہی۔ ایک خوبصورت الماس ہے۔ جو اس بے ایمان کے پاس ہے

جسے وہ دنیا میں لاثانی چیز سمجھتا ہے۔ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔
بس جس طرح ہو وہ ہیرا مجھے لادو۔

ارجن - ہم ابھی اس کی تلاش میں جاتے ہیں۔ اور جہاں وہ ملے گا ہیرا اس کے پاس سے لے آکر آتے ہیں۔*

زخمی دریودھن کا خیمہ

دریودھن - گانا (سوہنی)

آتما کو اس جسم سے کیا محبت ہو گئی؟
موت کو بھی اس قدر میرے سے نفرت ہو گئی
کیا ابھی میرے دکھوں کا خاتمہ ہوگا نہیں
اے مصیبت! کیا تجھے بھی مجھ سے الفت ہو گئی
اب تو مجھ میں کشٹ سہنے کی نہیں طاقت رہی
جو نہ ہونی تھی وہ میری آج درگت ہو گئی
دم نکل جائے تو اس دکھ سے تو چھٹکارا ملے

---

* پانڈوؤں نے معمولی سی تلاش کے بعد اشوتھاما کو گنگا کے کنارے پر پھرتے ہوئے جا پکڑا۔ اشوتھاما نے وہ ہیرا بغیر کسی حیل و حجت کے ان کے سپرد کر دیا۔ چونکہ کوئی بات اس کے متعلق خاص طور پر قابل ذکر نہ تھی۔ اس لئے اس واقعہ کو قلم انداز کرکے طوالت سے گریز کیا۔ (مصنف)

اس طرف سے داخل ہو اور اس طرف سے نکل
رحم کا یا دیا کا تو نام ہی مت لیجیو!
کاٹ کر سر دشمنوں کا خون ان کا پیجیو!

(تلوار مار کر)۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔

دروپدی۔ (چلا کر) ارے دوڑیو۔ آئیو۔ خون۔ خون۔ خون۔

ارجن۔ (گھبرا کر) کیا ہے، کیا ہے؟ کیسا خون!

دروپدی۔ ہائے پاپی اشوستھاما میرے سوئے ہوئے بچوں کو قتل کر گیا۔

ارجن۔ او ظالم انیائی! تجھے یہ پاپ کرتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ دشمنی تھی تو ہم سے ساتھ نکالتا۔ نہ کہ ان سوئے ہوئے معصوم بچوں کو قتل کر ڈالتا۔

یدھشٹر۔ کیا بات ہے۔ کیسا شور ہے؟

ارجن۔ بیج اشوستھاما اپنی نیچتا کا ثبوت دے گیا۔ اور پانچوں بالکوں کا سر کاٹ کر لے گیا۔

یدھشٹر۔ او دراچاری! تیرا خانہ خالی۔ ان بچوں سے تو نے کونسی دشمنی نکالی۔

دروپدی۔ یا تو اس دشٹ سے میرے بچوں کا بدلہ لو۔ ورنہ میں اپنے پران تیاگتی ہوں۔ ہائے ہائے۔ میرے بچوں کا قاتل دنیا میں زندہ نظر آ گے۔

ارجن۔ بدلہ لینا تو کونسی بڑی بات ہے۔ اور اس بیچارے کی کیا اوقات ہے۔ مگر ذرا حق اُستادی کا خیال ہے۔ ورنہ اس کی مقابلہ کرنے کی کیا مجال ہے۔

دروپدی۔ خیر اگر آپ اس کو مارنا نہیں چاہتے تو نہ سہی۔ مگر سو کھ ... نے تو میں بھی رہی۔ ایک خوبصورت الماس ہے۔ جو اس بے ایمان کے پاس ہے

اس مصیبت کے سمے میں تو ہی میرا ساتھ دے
میں ترا بھکشک ہوں مجکو موت کی خیرات دے
کانپ جاتا ہے زمانہ دیکھ کر جس کال کو
میں خوشی سے آرہا ہوں اس کے استقبال کو

اشوستھاما۔ خوشیاں منائیے۔ اور سب رنج بھول جائیے۔ اپنی محنت سپھل کر آیا۔ اور آپ کے جیتے جی پانچوں کو قتل کر آیا۔ دل شانت ہے من کو سنتوش ہے اب نہ جینے کی خوشی اور نہ مرنے کا افسوس ہے۔ پانچوں کے سر موجود ہیں۔ دیکھ لیجئے اپنے دل کا اطمینان اور روح کی شانتی کیجئے۔

دریودھن۔ لاؤ لاؤ۔ ذرا انہیں میرے نزدیک لاؤ۔

اشوستھاما۔ لیجئے دیکھئے۔ خوب اچھی طرح اطمینان کرلو ہیں نہ وہ کے وہ۔

دریودھن۔ (ہاتھ سے ٹٹول کر) کچھ پہچان نہیں۔ کوئی اطمینان نہیں۔ ایک تو اندھیری رات۔ دوسرے طبیعت پر طرح طرح کے توہمات عقل چکرا رہی ہے آنکھوں میں اندھیری چھا رہی ہے۔

اشوستھاما۔ کرت برما! ذرا چراغ لاؤ

(کرت برما چراغ لاتا ہے)

دریودھن۔ (سر کو دیکھ کر) اُف غضب۔ ستم ظلم۔ اندھیر! اتی پاپ کیا۔ ارے دشٹ! ان بیگناہ اور معصوم بچوں کو کیوں گھات کیا۔ دشمنی دشمنوں کے ساتھ تھی۔ نہ کہ ان بچوں کے ساتھ۔ جو کہ بیفکر ہو کر اپنی ماتا کی گود میں لیٹے تھے۔ یہ تو جیسے ان کے بچے تھے ویسے میرے بیٹے تھے۔ ہٹ ہٹ او پاپی! ان سروں کو میری آنکھوں کے

کشٹ سہتے سہتے مجکو ایک مدت ہو گئی

جا نکل جا دُور ہو جا میں تیرا خواہاں نہیں
مجھ کو اپنی زندگی سے ہی کدورت ہو گئی

یہ جسم جیو آتما! تیرے نہیں لائق رہا
اب ترے سمبندھ کی اودھی سماپت ہو گئی

کیا مرے اعمال کا ثمرہ ابھی مل جائے گا
مجکو تو اک اک گھڑی بھی اک قیامت ہو گئی

رحم کر۔ بس رحم کر بس رحم کر پرماتما
جان ہی میری کیوں میری جان کو آفت ہو گئی

ناٹک

نکل نکل او میرے دشمن! تو اس شریر سے نکل۔ چھوڑ دے۔ اس خاکی چولے کو چھوڑ دے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس سے اپنا سمبندھ توڑ دے۔ او ظالم! تو مجھے کیوں ترسا رہا ہے۔ کیوں اس قدر دکھ بھر رہا ہے۔ بس رحم کر۔ دیا کر۔ کرپا کر۔ مہربانی کر۔ اب عارضی سمبندھ کے لئے اس شریر کے ساتھ کیوں اتنی محبت کر رہا ہے۔ کیوں اس کی الفت کا دم بھر رہا ہے۔ آخر تیری کیا خواہش ہے؟ کس بات کا انتظار ہے۔ کس چیز کی تمنا ہے؟ کس کے ملنے کو بیقرار ہے؟ ہائے ہائے! مجھے انتظار کرتے کرتے اتنی دیر ہو گئی۔ مگر آج میری موت بھی نہ معلوم کہاں جا کر سو گئی۔ دیا کرو۔ پربھو دیا کرو

(ساتھ ہیں ودرجی وسیجے پنڈت نے اندھے مہاراجہ کو سنبھالا ہوا ہے)

دھرت راشٹر۔ نوحہ (ٹوڈی اساوری)

کس کا رنج اور کیا افسوس ۔ پرار بدھ میں لکھے تھے دکھ نہیں کسی کا دوش
کس کا رنج.........
آہ! بدھنا یہ کیا ہوئی آج ہمارے ساتھ ۔ سو بیٹوں کو پال کر رہ گیا خالی ہاتھ
کروں کس طرح ہائے سنتوش کس کا رنج.........
پاپی ہوں کمبخت ہوں دکھی اپاہج دین ۔ دیوانہ پاگل سڑی سودائی مت ہین
ٹھکانے نہیں رہے ہیں ہوش کس کا رنج.........
جنکے بل کی تھی کبھی کل دنیا میں دھاک ۔ آج وہ جلکر رہ گئے اک مٹھی بھر خاک
پڑے ہیں بیچارے خاموش کس کا رنج.........
بیٹے پوتے مر گئے کھپ گئے رشتہ دار ۔ دکھ سہنے کو رہ گیا میں اندھا لاچار
موت میری ہو گئی روپوش کس کا رنج.........

ناٹک

تقدیر الٹ گئی قسمت پھوٹ گئی ۔ ٹوٹ گئی آج مجھ اندھے کی ڈنگوری ٹوٹ گئی ۔ آہ! کبھی دن تھے کہ ہر طرح کی خوشیوں میں مست تھا ۔ اور بےشمار کنبہ کا سرپرست تھا ۔ جب مجھے دنیا میں کوئی اندھا نہیں کہہ سکتا تھا باوجود نیتر ہین ہونے کے سینکڑوں آنکھیں رکھتا تھا ۔ مگر آج یہ اوستھا ہے کہ نہ رہنے کو ٹھکانہ ہے نہ جانے کو رستہ ہے۔

سامنے سے ہٹا۔ اور ان معصوموں کی شکلیں دکھا کر میری روح کو نہ گھٹا۔ افسوس! تو نے میرے ساتھ دغا کرنا تھا۔ اوہ! پرماتما میں نے مرتی دفعہ بھی یہ صدمہ دیکھ کر مرنا تھا

نہیں معلوم مجھ کم بخت کی کب موت آئے گی
مری بد قسمتی اب اور کیا کیا دُکھ دکھائے گی
میرے جیسا جہاں میں اور بھی کوئی ابھاگی ہے
کہ جسکی دیکھ کر صورت اجل بھی دُور بھاگی ہے

(ہچکی لیکر) اُف! اُف!! دم.... دم.... دم رُک.... رک تا.... ہے.... گلا.... گلا.... خشک.... ہو.... ہو.... رہا.... ہے۔ .... پا.... پا.... پانی.... کا.... گھوں..............

(پران تیاگ دیئے)

اٹھارھواں نظارہ

پہلا سین

جنگل

[مہاراجہ دھرت راشٹر دریودھن و دیگر کشتگان جنگ کے داہ سنسکار سے فارغ ہو کر واپس آرہے ہیں۔ رانی گاندھاری دریودھن وغیرہ کی استریاں

سو گئے کہاں میرے دولارے ۔ بڈھی ماتا کی آنکھوں کے تارے

اتنے کنبے پریوار والی　　رہ گئی آج خالی کی خالی

نام کس کس کا لے کر پکارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

دیکھنے کو نہ کوئی نشانی　　کون دے گا بڑھاپے میں پانی

چھوڑ دکھیا کو کس کے سہارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

موت نے ہائے کچھ بھی نہ سوچا　　ایک دم آ کے سب کو دبوچا

بیٹے بچھڑائے گردش نے مارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

کس مصیبت سے تم کو تھا پالا　　سو سو بپتا میں اپنے کو ڈالا

کشٹ کیا جانے کیا کیا سہارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

بھاگ پھوٹا ہے ایسا ہمارا　　ہو گیا ہائے کل نشٹ سارا

آئی ایشور کیا دل میں تمہارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

کون کس کا کرے رنج اور غم　　آج کرتا نہیں کوئی ماتم

جن کے در پر بجیں تھے نقارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

کھا رہی ان کو گدھ اور چیلیں　　گھر پہ منڈلا رہی ابابیلیں

ہاتھی جھولیں تھے جن کے دوارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

کون پوچھے گا پیاسی یا بھوکی　　ننھی دلہن کی مہندی سوکھی

آج سنگار سارے اتارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

جس نے پالے تھے دیدے کے لوری　　کون اندھے کی پکڑے ڈنگوری

ہاتھ آ گئے وہ کس کے پسارے ۔ بڈھی ماتا کی ......

او پربھو! تیری لیلا۔ پرمیشور! تیری مایا۔ پرماتما! تیری قدرت۔ اٹھارہ روز تک پرتھوی پر موت کا بازار اتنا گرم رہا کہ چاروں طرف خون ہی خون برستا رہا۔ کال بکرال بڑی بے رحمی سے ایک ایک کو گرستا رہا۔ مگر میں بد نصیب موت کے لئے بھی ترستا رہا۔ میرے لئے موت بھی اتنی مہنگی ہو گئی کہ بُلائے بھی نہیں آتی۔ پرماتما دیا کرو اب مجھ کو زندگی نہیں بھاتی ؎

مستک کی تو پھوٹی ہوئی ہیں اُبد کی آنکھیں
اب پھوٹ گئیں میری پراربدھ کی آنکھیں
میں تیرا بھکاری ہوں یہ احسان تو کر دے
کچھ اور نہیں موت ہی پردان تو کر دے

سنجے۔ صبر کرو راجن! صبر کرو قسمت کے آگے کس کا زور چل سکتا ہے۔ جو ہونہار ہے۔ وہ کس طرح ٹل سکتا ہے۔

دھرت راشٹر۔ ہائے کس کو دیکھ کر صبر کروں۔ کس طرح چھاتی پر پتھر دھروں۔ کس پرکار اپنے من کو ماروں۔ کس کے سہارے بڑھاپے کے دن گذاروں ؎

کس طرح سنتوش ہو اور کس طرح کر لوں صبر
وہ طبیعت ہی نہیں کہ جس پر ہو جائے جبر
موت آ جائے اگر تو پھر مجھے کچھ غم نہیں
زندگی مجھ کو یہ میری موت سے کچھ کم نہیں

گاندھاری۔ نوحہ

(طرز۔ جگ کو رہت کہاں پاؤں)

کرشن جی۔ مشکل آسان سامنے جانا پڑے گا۔ اور اس مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹانا پڑے گا۔

یدھشٹر۔ (دوڑ کر دھرت راشٹر کے پاؤں پکڑ کر) چچا! چچا! میں ہی وہ اپرادھی ہوں۔ جس کی بدولت آپ کا ایک پُتر بھی زندہ نہ بچا۔

دھرت راشٹر۔ کون؟ یدھشٹر؟؟ اچھا بیٹا! جو کچھ تم نے کیا اچھا کیا۔ خوش رہو۔ آباد رہو۔ جاؤ اپنا راج بھوگو۔ میرا یہاں کون ہے جس کو اپنا دکھ درد کہوں گا۔

یدھشٹر۔ گانا (بطرز:۔ ہے بہار باغ دنیا چند روز)

پاپی ہوں ظالم ہوں بے ایمان ہوں ۔ کُل کلنکی بے حیا انسان ہوں
بے شرم بیداد ہوں جلّاد ہوں ۔ میں ہی کُل کے ناش کا سامان ہوں
سنگ دل لوبھی ادھرمی لالچی ۔ سر سے لیکر پاؤں تک ابھیمان ہوں
بے وفا نرلج ہوں انیائی ہوں ۔ ظلم کی اور پاپ کی میں کان ہوں
کیا نتیجہ ہوگا اس اپرادھ کا ۔ سوچتا ہوں میں یہی حیران ہوں
ڈنڈ دو میرے گناہوں کا مجھے ۔ ہوں سراسر بے عقل نادان ہوں
ہو نہیں سکتا ہوں سنمکھ آپ کے ۔ رو سیاہ ہوں اور بے پہچان ہوں
میں نہیں طالب ہوں راج اور پاٹ کا
آپ کے چرنوں کا پائدان ہوں

ناٹک

دھرت راشٹر۔ بیٹا! کیوں رودن کرتا ہے۔ کیوں ہچکیاں بھرتا ہے۔ میں نے

اڑ گئے میرے ہاتھوں کے طوطے دیکھنے کو نہ بیٹے نہ پوتے
بڑھی ماتا کی..... کون کٹوائے گا دن ہمارے۔

ناٹک

آہ پرمیشور! او پرمیشور! ہماری قسمت یونہی پھوٹنی تھی۔ اور میں کمبخت ایسی بے رحمی سے لوٹنی تھی۔ ہائے ہائے اتنے بڑے پریوار میں سے ایک بچہ بھی نظر نہ آئے۔ اور گنے دنوں میں میرا یوں نام ونشان مٹ جائے۔ میرے بچو! کیا میں نے تم کو آج کے دن کے لئے ہی پالا تھا۔ یہی دن دکھانے کے لئے تم نے ہوش سنبھالا تھا۔ میرا بڑھاپا یوں ہی مٹی میں ملانا تھا۔ اور میں نے دنیا سے نامراد جانا تھا۔ یہ تم نے کونسے جنم کی دشمنی نکالی۔ ذرا بتاؤ تو بوڑھے اور اندھے باپ کی ڈنگوری کس کو سنبھالی۔ سینہ پھٹ رہا ہے۔ کلیجہ کٹ رہا ہے۔ کس طرح اپنی طبیعت کو سنبھالوں۔ کس کس کی یاد دل سے نکالوں۔ رونے کے لئے آنکھوں میں پانی نہیں۔ صبر کرنے کے لئے کوئی نشانی نہیں۔ اس طرح تو کسی دشمن کا بھی کل ناش نہ ہو۔ کہ اتنی اولاد جن کر دودھ بیتا بچہ بھی پاس نہ ہو۔

ایسی تو پرماتما دشمن کے سنگ بھی نہ کرے
نام زندوں میں ہے لیکن ہوں مُردوں سے بھی پرے

یدھشٹر۔ کرشن جی! دیکھنا شاید میرے اندھے چچا پریوار سہت ادھر آرہے ہیں ہائے ہائے مجھ بد نصیب کی بدولت یہ اس عمر میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ کیا کروں۔ کیونکر بناؤں۔ اب کونسا منہ لیکر ان کے سامنے جاؤں۔

تجھ کو لگ جائے تیرے اندھے چچا کی بھی عمر

کرشن جی۔ (سبھدرا کو سامنے کرکے) یہ سبھدرا موجود ہے۔

دھرت راشٹر۔ (سینہ سے لگاکر) آنند رہو میرے لال! آنند رہو ؎

ہو سکھی کایا تیری اور ہر طرح آنند ہو
بال بیکا ہو نہ تیرا عمر بھی دو چند ہو

کرشن جی۔ (لوہے کا بت آگے کرکے) یہ بھیم کھڑا ہے۔

دھرت راشٹر۔ (بغل میں دباکر) آ۔ آ میرے ہونہار! ذرا میری چھاتی سے لگ جا ؎

ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ آگ دل کی بجھ گئی
تجھ کو چھاتی سے لگاکر آگ دل کی بجھ گئی

اُف غضب کیا۔ ستم کیا۔ پاپ کیا۔ انرتھ کیا۔ اب دریودھن زندہ ہو جائے گا۔ یا دوشاسن واپس آئے گا؟ او پاپی! تو نے یہ کیا پاپ کمایا بھیم کو مار کر تیرے ہاتھ کیا آیا؟ (بت پر ہاتھ پھیر کر) مر گیا مر گیا۔ کیا میرا بھیم سچ مچ مر گیا! (اپنی چھاتی میں مکا مار کر) ؎

کچل دوں ہڈیاں ہیں ہائے بے ایمان سینے کی
کہ جس میں اب تلک بھی سلگتی ہے آگ کینے کی

کرشن جی۔ (دھرت راشٹر کا ہاتھ پکڑ کر) دھیرج کرو راجن! دھیرج کرو۔ آپ کا پچھتانا اب بے سود ہے۔ بھیم مرا نہیں بلکہ زندہ موجود ہے۔

دھرت راشٹر۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ اگر میرے آنکھیں نہیں تو کیا کان بھی نہیں رکھتا

تمہیں کب دوش دیا ہے

یوں ہی لکھا تھا مری تقدیر میں
ٹھوکریں کھا کر مروں آخیر میں
میرا یا تیرا نہ کچھ مقدور تھا
ہوگیا جو کچھ اُسے منظور تھا

کرشن جی۔ راجن! یدھشٹر بہت ویاکل ہو رہا ہے۔ ارجن الگ کھڑا رو رہا ہے۔ اسی پرکار بھیم۔ نکل۔ سہدیو کا بھی یہی حال ہے۔ غرضیکہ جو بھی یہاں اس وقت کھڑا ہے۔ اسے اپنے آنسوؤں کا ضبط کرنا محال ہے۔ آپ بزرگ ہیں ان کی دھیر بندھائیے۔

دھرت راشٹر۔ (یدھشٹر کو گلے لگا کر) مت رو بیٹا! مت رو صبر کر مرنے والے مر گئے۔ مگر دُرودھن کرم کس نے زندہ کر لئے۔ اب رونا دھونا بے سود ہے۔ تمہاری جان سلامت چاہئے۔ سب کچھ موجود ہے۔ ہاں ذرا ارجن۔ بھیم۔ نکل اور سہدیو کو بھی لاؤ۔

کرشن جی۔ (ارجن کو پیش کر کے) راجن! ارجن حاضر ہے۔

دھرت راشٹر۔ (چھاتی سے لگا کر) اچھا بیٹا! چرنجیو رہو ہے
تجھ کو سینہ سے لگا کر مَن ہوا پرسنیہ ہے
خوش رہو میرے پُتر تو دھنیہ ہے تو دھنیہ ہے

کرشن جی۔ (نکل کو آگے کر کے) یہ نکل اوپستھت ہے۔

دھرت راشٹر۔ (گلے لگا کر) خوش رہو بیٹا! خوش رہو ہے
میری آنکھوں کے اجالے آ مرے پیارے کنور

ہے مری پرماتما سے یہ دعا شام و صبح
جس طرح سے میں مٹی ہوں اس طرح مٹ جائے تو

کرشن جی۔ نہ کوس دیوی! اچنبھا کون کوس۔ بھلا میرا اس میں کیا دوش۔ خواہ مخواہ ہی الزام دے۔ تو تیری مرضی ہے۔ ورنہ تو ہی بتا کہ میری اس میں کونسی خود غرضی ہے۔ آپس کی سنادھی کیلئے میں نے کس قدر زور لگایا۔ پانڈوؤں کے منع کرنے کے باوجود بھی دریودھن کے پاس آیا۔ آدھا مانگا۔ چوتھا مانگا۔ آخر گھٹتے گھٹتے صرف پانچ گاؤں کیلئے کہا مگر دریودھن کا ایک ہی جواب کہ پانڈوؤں کیلئے تو میرے پاس زمین کا ایک انگل بھر ٹکڑا نہیں رہا میرے پاس امداد کیلئے دونوں فریق آئے۔ تو میں نے کہدیا جو جس کی طبیعت چاہے لیجائیے۔ پانڈوؤں کی طرف صرف میری اکیلی جان۔ اور دریودھن کے پاس تمام فوج لشکر اور سب سامان۔ اگر ان باتوں کے باوجود بھی میں قصوروار ہوں اور تیرے شاپ کا سزاوار ہوں تو اہو بھاگیہ۔

دھرت راشٹر۔ کرشن جی! ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور انکی باتوں کا کچھ گلہ نہ کیجئے۔ کیونکہ اس وقت یہ اپنے تمام پریوار سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہے۔ اس لئے اپنے ہوش و حواس بالکل کھوئے بیٹھی ہے (گاندھاری سے) پریہ جی! یہ تمھاری بھول ہے۔

کرشن جی پر گلہ کرنا فضول ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ سب اپنے کرم انکول ہے۔

یدھشٹر۔ اب یہاں بیٹھنا دیرتھ ہے۔ چلیئے ہستناپور کو پدھاریئے۔

دھرت راشٹر۔ میرا اب ہستناپور میں کیا کام ہے۔ بستی کی نسبت جنگل میں زیادہ آرام ہے۔ یا اسی طرح پھر پھرا کر اپنی زندگی کے دن گذاروں گا۔ یا کہیں بیٹھ کر پرمیشور کا نام لوں گا۔

میرے دل کی دھڑکن بھیم کی موت کا یقین دلا رہی ہیں۔ اور ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آواز اب تک کانوں میں گشت لگا رہی ہے ~

آپ کی باتیں ہیں میرا دل دھرانے کے لئے
یا میری غلطی کو الٹا کر دکھانے کے لئے

کرشن جی۔ نہیں میں اس بات کو پہلے ہی جانتا تھا کہ بھیم کے سامنے آتے ہی آپ کے دل میں بجلی کی سی کڑک اٹھے گی۔ اور آپ کے کرودھ کی اگنی ایک دم بھڑک اٹھے گی۔ اسی لئے میں لوہے کا بت بنوا لایا۔ اور اس حکمت عملی سے آپ کے کرودھ کی اگنی کو بجھایا۔ اب آپ کو فضول لرزہ چڑھ رہا ہے (بھیم کو آگے کرکے) یہ دیکھیے بھیم آپ کے آگے کھڑا ہے۔

دھرت راشٹر (بھیم کو کلیجے سے لگاکر) شکر ہے۔ شکر ہے۔ پرماتما! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ~

تو سلامت رہ گیا اور مر گیا شیطان بھی
تیرے سر پر سے نچھاور کر دوں اپنی جان بھی

گاندھاری۔ کرشن! تو نے یہ کیا اڈمبر رچا ہے۔ کس کے بھتیجے اور کون چچا ہے کل کا کل برباد ہو گیا۔ اتنے بیٹے پوتوں کو پال کر کے میرا اندھا پتی بے اولاد ہو گیا۔ دھن گیا۔ دھام گیا۔ سکھ گیا۔ آرام گیا۔ نشان گیا۔ نام گیا۔ سچ پوچھئے تو یہ سب تیری ہی مہربانی ہے۔ تیری ہی کارستانی ہے۔ تو ہی اس سارے فساد کا بانی مبانی ہے۔ اور تو ہی میرے کل ناش کی نشانی ہے۔ پرمیشور کرے کہ تیرا پریوار بھی اسی طرح آپس میں کٹ کٹ کر مرے ~

کر رہی چیلیں خدمت گذاری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے ......

نیند گدّوں پہ جن کو نہ آتی
آج خالی زمیں بھی نہ پاتی
کس طرح سے سمجھائیں پساری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے ......

کوئی ادنے ہوا چاہے اعلیٰ
موت نے سب کا کس بل نکالا
ساری دنیا یہاں آئے ہاری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے ......

انیسواں نظارہ

پہلا سین

تخت نشینی

نرتکاؤں کا گانا

آؤ جی آؤ خوشیاں مناؤ۔ منگل گاؤ بار بار
سارے ہی آ کر سر کو جھکا کر خوش ہو کر کریں جے جے کار

یدھشٹر- اگر آپکے یہی خیالات ہیں تو چلئے ہم پانچوں بھائی بھی آپکے ساتھ ہیں۔
سنجے- مہاراجہ! یہ آپکے دل میں کیا سمائی ہے۔ اب تو صبر کرنے میں ہی دانائی ہے۔ زندگی اور موت کے بھید کو جانیئے۔ اور اس کل کو بالکل ہی بے چراغ کرنے کی نہ ٹھانیئے۔ چلو اب اُٹھو۔ صبر کرو۔ شانتی سے کام لو۔ اور دل پر جبر کرو۔ جو مر چکے انکا رنج بیہودہ ہے۔
دھرت راشٹر- اچھا جس طرح تم راضی۔ سانس پورے کرنے ہیں۔ یہاں گئے تو کیا۔ وہاں گئے تو کیا؟

سب کا گانا

ہائے بدھنا نے یہ کیا وچاری رے۔ ہائے ہائے۔ بدھنا نے یہ کیا وچاری

جس کے در پہ تھے لاکھوں سوالی ہے کہاں ہستنا پور کا والی
تیری قدرت ہے سب سے نیاری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے.........

کہیں جھولیں تھے ہاتھی دوارے کہیں بجتے خوشی کے نقارے
آج ماتم وہاں پر ہے جاری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے.......

کل خوشی مگن تھی سُہاگن بیٹھی آج سر کو ابھاگن
چوڑیاں ہاتھ کی پھوڑ ڈاری رے ہا
ہائے ہائے بدھنا نے.......

جن سروں پہ کہ تھے تاج شاہی کر رہے ان کی گدھ خیر خواہی

پھر آیا۔ اکارن ہی ایک بھائی دوسرے کے ورُدھ ہوا۔ جس کا پرنام یہ گھور یُدھ ہوا۔ اسنتو اس منگل مے اوسر پر اَن گھرنت دکھدائی باتوں کا ورنن سمے اور سبھیتا کے پرتیکول ہے۔ بلکہ یہ میری سروتھا بھول ہے۔ جو میر اکرتویہ ہے۔ اس کا پالن کرتا ہوا مہاراجہ دھرت راشٹر کی آگیا انوسار راج تلک کی ریتی کرتا ہوں۔ اور ہستناپور کی راج گدی کو پھر سے جیتی کرتا ہوں۔ سب اُدسبھتت گن پرماتما سے آرادھنا کریں۔ اور اپنے مہاراج کی ہر پرکار کی بردھی کے لیئے پرارتھنا کریں۔

تمام حاضرین۔ بولو دھرم راج مہاراجہ یدھشٹر کی جے۔

دھرت راشٹر۔ (تلک کرکے) بیٹا یدھشٹر! پرماتما تیری عمر دراز کرے۔ اور تو پرتھوی پر اکھنڈ راج کرے۔

راج بھٹ

کبت

ہستناپور راجہ کے ہیں بڑے ہی شریسٹ بھاگ جب تُو دھرم راج ہو رہے براجمان ہیں
آس پاس چاروں بھائی ہو رہے شوبھایمان دھرم راج مانو بیچ چندرما سمان ہیں
پانڈو کل دیپک اور دیا کے اوتار کریں۔ ایک ایک ہاتھ سے کروڑوں ہی کا دان ہیں
پرجا کو نہال کریں سب کی پرتپال کریں دیا دان ایسے بھاگ شالی ججمان ہیں

ا؎ انجام ۲؎ خبر ۳؎ وقت ۴؎ تہذیب ۵؎ خلاف ۶؎ ہمیشہ ۷؎ فرض ۸؎ حاضر ۹؎ ترقی۔

دھنیہ دھنیہ دن آج کا ہو رہا منگل چار گھر گھر خوشیاں ہو رہی بجیں نقارے دوار
لوگ اور لگائی دیتے بدھائی۔ خوشیوں کا نہ کچھ شمار
آؤ جی آؤ............

پنڈت کرتے استتی گاتے ہیں گن واد پڑھ پڑھ منتر وید کے دیتے آشیرواد
راجے آ آ کر نذریں دکھا کر ہوتے ہیں پل پل نثار
آؤ جی آؤ............

کہیں باجے بج رہے کہیں راگ اور رنگ پر جا کے دل میں اٹھ رہے طرح طرح کے ترنگ
نر اور ناری ہوتے بلہاری اپنی جتھائیں پیار
آؤ جی آؤ............

کہیں کیشر استتی کے گاتے ہیں چھند آج نگر میں ہو رہا گلی گلی آنند
در در خوشحالی گھر گھر دیوالی رکھا شہر کو سنگار
آؤ جی آؤ............

ناٹک

سنیئے۔ سبھا سد گن! ہستنا پور باشیوں کے لئے آج بڑا ہرش کا سمے ہے کہ ان کی راج گدی پر دھرم مورت پرجا ہتیشی دھرم پتر مہاراجہ یدھشٹر براجمان ہیں۔ ارجن۔ بھیم آدی چاروں بھائی بھی ان کے سمیت ہی سشوبھایمان ہیں۔ دیو لوگ اور پرجا کے در بھاگیہ سے اس راجیہ پر ایسا سمے بھی آیا کہ جس کا چنتن کرتے کرتے ہی میرا من

(۱) خوشی (۲) تشریف فرما (۳) اتفاق (۴) بدنصیبی (۵) خیال

نام سے ادا کی جارہی ہے۔ مگر میں اس راج کا حقیقی مالک اپنے بزرگوار چچا کو سمجھتا ہوا بحیثیت ایک کارندے کے ان کے حکم کے مطابق آپ لوگوں کی سیوا کروں گا۔ پرماتما بل دیں کہ میں آپ لوگوں کی بہتری اور بہبودی اور اپنے خاندان کی فرمانبرداری اور رضاجوئی میں اپنی عمر کا بقیہ حصّہ صرف کروں۔ یہی میری خواہش ہے۔ اور یہی پرماتما سے پرارتھنا ہے۔

دھرت راشٹر۔ (تاج شاہی یدھشٹر کے سر پر رکھ کر) یدھشٹر! پرماتما تیرے ارادوں میں برکت اور مقصد میں کامیابی دے۔ چرنجیو رہو۔ چراَیو ہو۔ میں دنیاوی خواہشات سے بالکل سیر ہو چکا۔ اب تو میری ایشور سے یہی پرارتھنا ہے کہ سوائے تیرے دوسرا اس گدّی پر دیکھنا مجھے نصیب نہ ہو۔

حاضرین

نرتکاؤں کا گانا

ہماری آج بڑھ بڑھ کر بدھائی ہو بدھائی ہو
سبھی اپنا جھکا ئیں سر بدھائی ہو بدھائی ہو
مبارک آج گدّی پر قدم رکھنا تمہیں راجن
خوشی ہے آج ہر گھر گھر بدھائی ہو بدھائی ہو
بجے دیشوں بدیشوں میں تمہارے نام کا ڈنکا
رہے دشمن نہ پرتھوی پر بدھائی ہو بدھائی ہو
اودے سے استت تک دنیا میں راجن راج تیرا ہو

یدھشٹر۔ معزز حاضرین و بزرگان خاندان! میں آج کے دن کو اپنے لئے بالخصوص اور اس خاندان کے لئے بالعموم نہایت نامبارک اور منحوس دن سمجھتا ہوں جبکہ اپنے خاندان کے بہت سے چمکتے ہوئے ستارے۔ ودیا کے سورج بھشٹر کے دھنی بھیشم پتامہ سے بزرگ۔ درونا چاریہ سے گورو۔ اور دریودھن سے بھائی انیک رشتہ دار اور بے شمار فوج و لشکر کو قتل کرا کر اپنے منحوس قدم ہستنا پور کی راج گدی پر رکھتا ہوں۔ ہستنا پور اور ہستنا پور کا علاقہ تو کیا۔ آریہ ورت کا قریباً قریباً تمام حصہ بدھوا استریوں اور یتیم بچوں کی آہ و زاری سے زمین و آسمان کو ہلا رہا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس میں سے رونے پیٹنے اور چلانے کی آواز نہ آتی ہو۔ گھر کے گھر بدھوا استریوں۔ دکھیا ماتاؤں ضعیف العمر بڈھوں اور معصوم و کم سن بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ گلی گلی اور کوچے کوچے سے ماتم کی صدا آ رہی ہے۔ بے شمار عالیشان مکانوں میں اُلو بول رہے ہیں۔ خاندان کے خاندان تباہ اور برباد ہو گئے۔ کہاں تک تفصیل میں جاؤں۔ کس کس کی گنتی کراؤں۔ یہ رام کہانی ایسی نہیں جو اس محدود وقت میں ختم ہو سکے۔ اس کی تشریح کے لئے دنوں اور مہینوں کی نہیں۔ بلکہ سالوں کی ضرورت ہے۔ مجھ کو اس صداقت کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی دریغ نہیں کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے سب میری ہی کوتاہ اندیشیوں کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں میرے جیسے کل گھاتک کو یہ راج گدی ہرگز شوبھا نہیں دے سکتی۔ اور میری منشا ہرگز نہ تھی کہ اس پوتر گدی کو اپنے ناپاک قدموں سے اپوتر کروں۔ مگر میرے بزرگوار چچا نے جن کے حکم کی میں نے آج تک نافرمانی نہیں کی۔ مجھ کو اس بات کے لئے سخت مجبور کیا۔ اگر چہ آج تلک کی رسم میرے

عیش اور آرام دنیا کے نہیں بھاتے مجھے — پھر جلی ان سے طبیعت مل چکا آرام ہے
لے چکا ہیں خوب ہی اس کی محبت کے مزے — ہاتھ ملنا پیٹنا یہ آخری انجام ہے
پاس کتنا دھن ہو پھر بھی خوشی ملتی نہیں — سب دھرا ہی رہ گیا جب آ گیا پیغام ہے
میرا اور دنیا کا اب سمبندھ ہی کیا رہ گیا — کونسا اب رہ گیا کرنا جو میں نے کام ہے
عمر کا آخیر حصہ بھی ختم ہونے لگا — ایک دو دن میں مرا شمشان ہی بستر آرام ہے
اب تو اس دنیا سے میرا جلد کر دے فیصلہ — بنتی میری پربھو سے یہ صبح اور شام ہے

دھن نہیں دولت نہیں بیٹے نہیں پوتے نہیں

اب تو میرے پاس کیول آپ کا ہی نام ہے

ناٹک

شکر ہے پربھو! تیرا ہر حال میں شکر ہے۔ الپگیہ منش اپنے آپ کو بہت کچھ بڑھ چڑھ کر مانتا ہے۔ پرنتو تیری قدرت کے بھیدوں کو تو ہی جانتا ہے۔ تیری لیلا اپرم پار ہے منش کی بدھی کا وہاں تک پہنچنا سخت دشوار ہے سو ہے ہو۔ دھنیہ ہو پربھو! تم کلیان کاری ہو۔ مجھ دکھیا کا کلیان کرو۔ تم دیا دان ہو۔ مجھ دین پر دیا کرو۔ اب تو میری آپ سے یہی پرارتھنا ہے کہ میرے پاپوں کو اپنی دیا کے پردے میں چھپا لو اور بہت جلدی مجھے اس سنسار سے اٹھا لو۔

گاندھاری۔ پران ناتھ! اب پرتھا رودن کرنے اور آہیں بھرنے سے کیا لابھ ہوتا ہے۔ بلکہ اس طرح تو منش کا من اور بھی خراب ہوتا ہے۔ میں نے اپنے دکھ کو تو جس طرح ہو سکا سہا ہے۔ پرنتو آپ کی یہ دشا دیکھ کر میرا من بھی ویاکل ہو رہا ہے۔ اب

دان دیوے روز سیم و زر بدھائی ہو بدھائی ہو
رہے پرجا کے سر پر آپ کا سایہ ہمیشہ تک
رہے ان کو نہ کوئی ڈر بدھائی ہو بدھائی ہو
پھلو پھولو سدا خوشیوں کے دن دکھلائے پرمیشور
لٹاؤ جھولیاں بھر بھر بدھائی ہو بدھائی ہو
نہ پرجا پر کوئی آفت نہ راجہ پر کوئی دکھ ہو
نگہبان ہووے پرمیشور بدھائی ہو بدھائی ہو
صدا ہر طرف سے آوے مبارکباد کی ہر دم
کہے جسونت سنگھ آکر بدھائی ہو بدھائی ہو

دوسرا سین

مہاراجہ دھرت راشٹر کا بان پرستھ

{دھرت راشٹر اور رانی گاندھاری ایک مکان میں کشا کی چٹائی پر بیٹھے ہوئے پرماتما کی یاد میں مصروف ہیں}

دھرت راشٹر - گانا

اب دنیا سے طبیعت ہو گئی اپرام ہے   چین ہے دن کو نہ مجکو رات کو آرام ہے

ہی ہوش سنبھالنی نہیں ملی۔

دھرت راشٹر۔ نہیں بیٹا! نہیں۔ تیرا یہ بھا بھرم ہے۔ مجھے تیرے ہی سر کی قسم ہے کہ تیری نسبت آج تک بھی کوئی شکایت کا حرف میری زبان پر نہیں آیا۔ بلکہ تو نے مجھے جیسا سکھ دیا ہے۔ ایسا آرام تو میں نے دریودھن کے ہوتے ہوئے بھی نہیں پایا پر ہونہار کی برتیوں کے آگے کچھ زور نہیں چل سکتا۔ اب اس ارادے کو تو کیا۔ میں خود بھی نہیں بدل سکتا۔

یدھشٹر۔ تقدیر میں لکھا کس طرح ٹلے۔ افسوس کہ آپ مجھے اس آدھ تھا میں چھوڑ چلے۔

کنتی۔ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گی۔ اور جب تک جیوں گی۔ اپنے اندھے دیو کی خدمت بجاؤں گی۔

یدھشٹر۔ میں نہ کسی کو روک سکتا ہوں۔ نہ کسی کو ٹوک سکتا ہوں کس کس کا صدمہ اور کس کس کی جدائی سہوں۔ کچھ کہوں تو کس سے کہوں ؎

فلک کی سب پر ہمیشہ کب رہی سیدھی نظر
کل کو جو ہونا ہے مجھ کو آ رہا ہے اب نظر
آ گیا ہے وقت اب اس بدھ کے انجام کا
ہے ہمارا کل جہاں میں بس صبح و شام کا

[دھرت راشٹر کا مع گاندھاری و کنتی کے فقیرانہ لباس زیب تن کر کے جنگل کو جانا۔ یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائیوں کا غم کے آنسو بہانا۔]

تو دیر تھا آنسو بہانا ہے۔ کیا بیٹے دھونے سے کسی نے واپس آتا ہے۔

دھرت راشٹر۔ نہیں پریہ جی! انہیں مر گئے والوں کو نہیں روتا ہوں۔ اور نہ اس دکھ سے ویاکل ہوتا ہوں۔ لیکن میرا دل بانک پرکار کے خیالات سے گھبرا گیا۔ اور من دنیا کی طرف سے بالکل پھر گیا۔ بس اب تو یہی کٹھنائی ہے۔ کہیں جنگل کو سدھار دوں۔ اور زندگی کے جو دن ہیں پرماتما کی یاد میں گذاروں۔

گاندھاری۔ ہے کرپا پت آپ کے ارادے میں رکاوٹ نہیں ڈالوں گی۔ اگر دریودھن دنیا میں نہیں ہے۔ تو میں آپ کی ڈنگوری سنبھالوں گی۔

دھرت راشٹر۔ کوئی ہو تو ذرا یدھشٹر کو بلا لائے۔

چوبدار۔ سیوک جاتا ہے۔ اور ابھی مہاراج کو آپ کے پاس لاتا ہے۔

یدھشٹر۔ (ہاتھ جوڑ کر) فرمائیے کس طرح یاد فرمایا؟

دھرت راشٹر۔ بیٹا! پندرہ سال تک جس طرح تو نے میری دلجوئی اور سیوا کی ہے۔ میں تیری ان خدمات کی داد دیتا ہوں۔ اور سچے دل سے تجھے آشیرباد دیتا ہوں پرنتو اب میری زندگی کا بہت لمبا پاٹ ہو گیا۔ اور دل دنیا کی طرف سے بالکل اچاٹ ہو گیا۔ اب تو مجھے خوشی سے اجازت دے کہ میں بن کو چلا جاؤں۔ اور زندگی کے باقی سانس پرماتما کے بھجن میں لگا دوں۔

یدھشٹر۔ چچیا جی! چھما کرو۔ میرے کلیجہ میں چھریاں نہ چلاؤ۔ اور میری زندگی کو خاک میں نہ ملاؤ۔ اگر آپ کی سیوا میں میری طرف سے کچھ کمی رہ گئی ہو۔ تو آج سے میں ہر وقت آپ کی سیوا میں رہا کروں گا۔ اور ہر طرح سے آپ کا کہا کروں گا۔ میں نے آپ کی کیا خدمت کی۔ ابھی تک تو مجھے دوسرے جھمیلوں سے

تیسرا سین

راج سبھا

یدھشٹر۔ گانا

دل میرا دنیا سے بیزار ہوا جاتا ہے
یہ کہیں جانے کو تیار ہوا جاتا ہے
میرا اور اسکا بہت دن سے یہی ہے جھگڑا
دن بدن زیادہ ہی تکرار ہوا جاتا ہے
نہ کسی کام میں دل لگتا ہے اک پل میرا
دل یہ توہمات کا طومار ہوا جاتا ہے
رات کی نیند گئی دن کا گیا سب دھندا
جسم بھی گویا کہ مردار ہوا جاتا ہے
وسوسے اٹھتے ہیں دن رات ہزاروں دلمیں
رنج و غم سر پہ ہی اسوار ہوا جاتا ہے
خوف لگتا ہے ہر اک چیز سے مجھ کو اتنا
موت کا گھر میرا گھر بار ہوا جاتا ہے
اب کسی وستو سے رغبت نہیں مجھکو کوئی
گویا ہر چیز سے انکار ہوا جاتا ہے
نہیں معلوم کہ منظور ہے کیا ایشور کو
میرا دشمن در و دیوار ہوا جاتا ہے

ناٹک

کئی روز سے طبیعت سخت بے قرار ہے۔ چیت پر طرح طرح کے خیالات کا طومار

سب کا گانا (بطرز۔ ایشور تمہارا دھنیا دبار بار ہے)

پرماتما تمہاری لیلا کا نہ پار ہے

بہتیرے رکھیشر بھیرے منڈیشور دی دنیا جنہوں نے تیاگ۔ وہ بھی چکیت ہوئے تھکت

تیری اننت مہما کا نہ کچھ شمار ہے

پرماتما تمہاری ....

جہاں کل تھا سب کچھ نہیں پاس اب کچھ نہ مانگے بھی ملتی ہے بھیک ہے دھنیہ تو ہے دھنیہ تو

دانی کو آج دانہ نہ ملتا اُدھار ہے

پرماتما تمہاری ....

نہ دھن میں ہی سکھ ہے۔ نہ نردھن کو دکھ ہے نہ سنتان ہی میں ہے آنند۔ تیاگی دکھی راگی دکھی

سکھ اس کو جس کو تیرے نام کا آدھار ہے

پرماتما تمہاری ....

تری گت نرالی۔ اے قدرت کے والی۔ نہ پایا کسی نے بھی بھید۔ گیانی تھکے۔ دھیانی تھکے

جسونت سنگھ کیا ہو رہا تجھ کو وچار ہے

پرماتما تمہاری ....



وقت میں ان کی دستگیری فرمائیں۔ اوران کے یتیم بچّوں اور بدھوا استریوں کو یہاں لے آئیں۔

بدھشٹر۔ شوک ۔ مہاشوک میرا دل تو بہت پہلے ہی پکڑا ہوا تھا۔ اور طرح طرح کے توہمات میں جکڑا ہوا تھا۔ ابھی کیا پتہ ہے کہ کس قدر جلنا بھُننا ہے۔ آنکھوں نے کیا دیکھنا ہے۔ اور کانوں نے کیا سُننا ہے۔ آہ پرمیشور! تیری مایا۔ تیری قدرت کا بھید کسی نے نہ پایا۔ ارجن! جاؤ اور ان کے پریوار کو یہاں لے آؤ ۔

اب ذرا بدلہ نہ زمانہ بدلے اس کے طور بھی
یہ تو کیا ہے اب یہاں پر گُل کھلیں گے اور بھی
دیکھنا سننا لکھا ہے کیا ابھی تقدیر میں
بس جہاں سے جائینگے ہم بھی یونہی آخیر میں

چوتھا سین

جنگل

(دھرت راشٹر مع گاندھاری دکنتی کے بن میں بیٹھے ہوئے تپسّا کر رہے ہیں)

دھرت راشٹر ۔ گانا (رام کلی)

ہے۔ دل خود بخود گھٹ رہا ہے۔ اور من دنیا کی طرف سے ہٹ رہا ہے۔ نہ دن کو چین پڑتا ہے۔ نہ رات کو نیند آتی ہے۔ نہ کسی کام کو جی چاہتا ہے۔ نہ کوئی چیز سہاتی ہے۔ نہ دنیا سے محبت ہے۔ نہ دنیا کی چیزوں سے پیار ہے جس چیز کی طرف دیکھتا ہوں۔ گویا منہ پھیلائے کھانے کو تیار ہے۔ عیش و آرام محبت راحت۔ بھوک پیاس مجھ سے کوسوں دُور ہے۔ اس کا کارن کوئی ضرور ہے۔ نہ معلوم پرمیشور کو کیا منظور ہے؟

ارجن۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ ماتاجی اور چچاجی کی جُدائی سے آپ کی طبیعت پرملال ہے۔ بلاشک ان کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا ہمارے لئے سخت محال ہے۔ پرنتو صبر اور استقلال ....

دربان۔ مہاراج! شری کرشن جی کا رتھبان دارک آیا ہے۔ نہ معلوم کیا پیغام لایا ہے۔

یدھشٹر۔ جاؤ اور اسے جلدی یہاں لاؤ۔

دارک۔ مہاراج کی جے ہو۔

یدھشٹر۔ کہو دارک! کرشن جی کے پریوار میں تو سب طرح کشل ہے؟

دارک۔ (روتا ہوا) خاموش۔

یدھشٹر۔ دارک! سچ بتا کیوں روتا ہے۔ تجھے دیکھ کر میرا دکھ زیادہ ہوتا ہے۔

دارک۔ مہاراج! کیا کہوں۔ تمام یادو آپس میں کٹ کٹ کر مر گئے۔ بلرام جی بھی دنیا سے کوچ کر گئے۔ کرشن جی ویسے اس صدمہ کو نہ سہہ سکے اور ایک پل دوارکا میں نہ رہ سکے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ ایسے

کیا آفت آہی ہے؟

گاندھاری۔ پران ناتھ! بن میں آگ لگ گئی۔ اُٹھو اُٹھو جلدی اُٹھو۔

دھرت راشٹر۔ غضب کیا پریہ! غضب کیا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے من کو پرماتما کے ساتھ جوڑا۔ مگر تم نے میری لگی ہوئی لگن کی ڈوری کو درمیان سے توڑا۔ بس تپسیا میں وگھن نہ ڈالو۔ اگر تم نے جانا ہے تو اپنا رستہ سنبھالو ؎

موت سے ڈر ہے نہ مجھ کو زندگی سے پریت ہے
زندگی دشمن ہے میری موت میری میت ہے
میں سمجھتا ہوں کہ میرا بہت اُدّم بھاگ ہے
میرے پاپوں کے بھسم کرنے کو آئی آگ ہے

گاندھاری۔ بہت بہتر۔ میرا اور آپ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ میں بھی وہیں ہوں۔ جہاں میرا پران ناتھ ہے۔

دھرت راشٹر۔ آؤ آؤ۔ میرے اگنی رُوپ پرماتما! آؤ۔ میرے اپرادھوں کو بھسم کرو۔ میرے پاپوں کو جلاؤ۔ اور میرے جیسے پتت آتما کو شدھ اور نرمل کر کے اپنی آنند مئے گود میں بٹھاؤ ؎

مجھ سے نیتر ہین کی بیدار آنکھیں ہو گئیں
اُٹھ گیا جب پردہ دو سے چار آنکھیں ہو گئیں
میل تجھ سے ہو گیا تو میل من کی دُھل گئی
بند ہیں باہر کی اور بھیتر کی آنکھیں کُھل گئیں

آ میری کلیان کارنی! آ میری ہتکارنی! آ میں تجھے ہردے سے لگاتا ہوں

نمسکار تم کو اے وید وں کے گیاتا
نمسکار تم کو اے آنند داتا
نمسکار تم کو اے سرشٹی کے پالک
تم ہی ہو سکھا اور تم ہی پتا ماتا
نمسکار تم کو ہو اے پتت پاون
تم ہی ہو ادھم پاپیوں کے تراتا
نمسکار تم کو اے دینوں کے سوامی
تم ہی میرے بندھو تم ہی میرے بھراتا
دیا کے سمندر اے کرنا کے ساگر
تیری مہما کے بھید کوئی نہ پاتا

سبھی چھوڑ دنیا کے جھگڑے بکھیڑے
لگا یا ہے اب تو تیرے ساتھ ناتا

ناٹک

نمسکار ہو میرے پربھو! تمہیں نمسکار ہو. ہزار نمسکار ہو. بار بار نمسکار ہو. جتنا دنیا سے من لگایا. اتنا ہی دکھ پایا. جب سے تیرے دوار پر سر جھکایا. نیتر ہین ہونے پر بھی مجھ کو چاروں طرف آنند ہی آنند نظر آیا. دھنیہ ہو. میرے سوامی! تم دھنیہ ہو. جو میرے جیسے ادھم پاپی پر اس قدر پرسنیہ ہوئے

تھوڑے دن میں ہی ملا یہ پھل تمہاری یاد کا
انش بھی مجھ کو نہیں دکھتا میرے اپرادھ کا
جس قدر تھے پاپ میرے آج سر سے ٹل گئے
آپ کی بھگتی کی اگنی میں وہ سارے جل گئے

گاندھاری۔ (گھبراتی ہوئی) اٹھو اٹھو پران ناتھ! اٹھو جلدی کرو۔
دھرت راشٹر۔ کیا ہے پریہ کیا ہے؟ کیوں اتنی جلدی مچا رہی ہے؟

بیسواں نظارہ

انجام

پہلا سین

یدھشٹر کا بشرام بھون

[مہاراجہ یدھشٹر غمگین صورت بنائے بیٹھے ہیں۔ نکل
سہدیو پاس بیٹھے ہوئے ان کی دلجوئی کر رہے ہیں]

یدھشٹر ۔ گانا (سندھ بھیرویں تین تال)

سمبندھ ہمارا دنیا سے پرمیشور کو منظور نہیں
بس یہی وجہ ہے دل میرا اب کچھ دن سے مسرور نہیں
دل ہر دم گھٹتا جاتا ہے   نہیں کھانا پینا بھاتا ہے
ہر چیز سے خوف سا آتا ہے   رہا آنکھوں میں بھی نور نہیں
سمبندھ ہمارا......

تیرے سواگت کو آتا ہوں ۔

آج تک آپ کو گنوائی لوبھ میں یا کر ودھ میں
آ مری محسن مجھے لے تو اپنی گود میں

(پران تیاگ دیئے)

گاندھاری۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ پران ناتھ! اتنی جلدی نہ کرو۔ اتنے لمبے لمبے قدم نہ بھرو ۔

کیا ہوا اپرادھ جو تم نے چھڑایا ہاتھ ہے
ٹھہرو ٹھہرو آپ کی داسی بھی آتی ساتھ ہے

(چل بسی)

کنتی۔ آہ میری سچی سہیلی! بچپن سے تیرے ساتھ کھیلی تیرے ساتھ دکھ سہے۔ تیرے ساتھ مصیبت جھیلی۔ ہائے چھوڑ چلی مجھے اکیلی ۔

مجھ کو سکھ ہے اُس میں ہی جس میں تجھے آرام ہے
ہے وہیں میرا بھی گھر تیرا جہاں پر دھام ہے
تو چلی ہے کس جگہ مجھ کو اکیلی چھوڑ کر
ہائے ایسی بیدرد جلدی محبت توڑ کر
نہ رہوں گی اس جگہ اور نہ کہیں پر جاؤں گی
جس جگہ پر تو چلے گی ساتھ تیرے آؤں گی

(روح پرواز کر گئی)



اور تو رہنا ہے کیا جب دل نہیں میرا رہا

بھیم۔ بھرا تا! ہم سے آپ کا یہ رنج و غم نہیں دیکھا جاتا جب دیکھو اس قسم کی باتیں کرتے ہو۔ جب دیکھو ایسے ہی ٹھنڈے سانس بھرتے ہو۔ خواہ مخواہ اپنے دل کو وسوسوں میں نہ پھنسائیے۔ آخر اس کی وجہ تو بتلائیے؟

یدھشٹر۔ اس بات کو میں خود محسوس کرتا ہوں۔ مگر کیا کروں کمبخت دل نہیں مانتا۔ کوئی کارن ضرور ہے۔ مگر میں نہیں جانتا ؎

کر لیا مجھ سے کنارہ عیش نے آرام نے
جو وجہ ہے خود بخود ہی آجائے گی سامنے

بھیم۔ کرشن جی کے پریوار کی مصیبت کا افسوس ضرور ہے۔ مگر کسی کا کیا بس ہے۔ پرمیشور کو اسی طرح منظور ہے۔

یدھشٹر۔ کس کس کا افسوس کریں۔ کس کس کے لئے آنسو بہائیں کس کس کی یاد کریں۔ کس کس کو بھلائیں ؎

اب نہیں ہیں دن کسی کے رنج کے افسوس کے
ہم مسافر ہیں یہاں پر کوس کے دو کوس کے

بھیم۔ دھیرج کیجئے۔ دھیرج کیجئے۔ چت کو ٹکائیے۔ طبیعت کو اتنا نہ ڈگمگائیے۔ ہوتا وہی ہے۔ جو ایشور کو منظور ہے۔ مگر اس قدر بے قراری اور بدشگونی.........

یدھشٹر۔ (سامنے دیکھ کر) ہیں؟ ارجن؟ تم کب آئے؟ کہو کرشن جی کے پریوار کو بھی ساتھ لائے؟

کیا اس کا جتن بتاؤں اب ۔ کیا کروں کدھر کو جاؤں اب
حال اپنا کیسے بتاؤں اب ۔ دل بلا وجہ رنجور نہیں
سمبندھ ہمارا ....

کچھ قدرت کھیل رچائے گی ۔ کچھ قسمت رنگ دکھائے گی
کچھ شدنی آفت لائے گی ۔ وہ دن سمجھو اب دُور نہیں
سمبندھ ہمارا ....

ارجن ابھی تک نہیں آیا ۔ ہر چند اُسے کہا سمجھایا
کسی کام نے اس کو الجھایا ۔ اس کا بھی کوئی قصور نہیں
سمبندھ ہمارا ....

ناٹک

کیا ہو گیا نامُراد دل! تجھے کیا ہو گیا؟ تو کیوں دشمن بنا ہے۔ کیوں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑا ہے۔ کیوں شیطان کی طرح میرے سر پر چڑھا ہے کیوں مجھے جلا جلا کر مار رہا ہے۔ کون سے جنم کے بدلے اُتار رہا ہے۔ آخر تو کیا چاہتا ہے؟ کچھ اپنا مطلب بھی بتلاتا ہے؟ پرمیشور سے ڈر۔ اور میرے ساتھ اس قسم کی دل لگی نہ کرے

لاکھ سر پٹکا و سمجھایا ہے بہتیرا ہی دل
دل لگی کرتا ہے مجھ سے آج یہ میرا ہی دل
جائے گا سب کچھ یہ رکھنا یاد تم میرا کہا

طرح سے گھائل کیا۔

یدھشٹر۔(حیرانگی سے) بھیلوں نے آگھیرا؟ کیا تیرے بازو ٹوٹ گئے تھے۔ یا گانڈیو دھنش کو دیمک لگ گئی تھی۔

ارجن۔ میں نے اپنا بہتیرا زور لگایا۔ گانڈیو دھنش کو بھی بہتیرا ادھر اُدھر گھمایا مگر تقدیر کچھ ایسی ٹلی۔ کہ ان کے آگے میری کچھ بھی پیش نہیں چلی۔ میں جو تیر مارتا تھا خالی جاتا تھا۔ اور ان کا تیر سیدھا میرے سینے پر آتا تھا ؎

بازوؤں میں تھی نہ طاقت اور نہ شکتی تیر میں
یہ ندامت دیکھنی بھی تھی لکھی تقدیر میں
گر گیا اقبال اور قسمت کی ہاری آگئی
اور تو سب چل بسے باری ہماری آگئی

یدھشٹر۔ بس اب راج پاٹ کا بکھیڑا چھوڑ دو۔ اور دنیا سے اپنا رشتہ توڑ دو۔ راج حقداروں کو سنبھالو۔ اگر اپنا کلیان چاہتے ہو۔ تو اپنی لَو پرماتما سے لگالو۔ جب معمولی بھیلوں نے تم کو لوٹ لیا۔ تو تم نے کتنے دن راج کیا۔ اب تمہارے زوال میں کچھ شک نہیں۔ اس لئے ہمیں راج کرنے کا کوئی حق نہیں ؎

راج کرنے کے نہیں اب ہم رہے حقدار ہیں
یہ جو لکشن ہیں ہمارے ناش کے آثار ہیں
اب نہیں رہنا مناسب اس جگہ پر ایک پل
سوچنا بے فائدہ ہے اور فضول اب آج کل

ارجن ۔ میں ابھی آیا ہوں ۔ اور کرشن جی کے پریوار کو بھی ساتھ لایا ہوں ۔

یدھشٹر ۔ کہو یادوؤں کے ساتھ کیسے بیتی ؟

ارجن ۔ تمام یادو پربھات کشیتر کے میلے گئے تھے ۔ باتوں باتوں میں ہی مَیں مَیں تُو تُو کرتے ہوئے آپس میں تکرار آ گئی ۔ بڑھتے بڑھتے کسی کے ہاتھ میں تیر کسی کے ہاتھ میں تلوار آ گئی ۔ جس کو کچھ نہ ملا ۔ اس نے لاچی پاڑہ سے ہی کام لیا ۔ آخر وہ گھمسان مچا کہ دیکھنے والوں نے کلیجہ تھام لیا ۔ دیکھتے دیکھتے خون کے کھپر بھر گئے ۔ اور تمام یادو اس دنیا سے کوچ کر گئے ۔ کرشن جی نے دکھی ہو کر دوارکا کو ہی تیاگ دیا ۔ اور وہیں سے بن کا راستہ لیا ۔ جنگل میں ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے ۔ کہ ایک شکاری نے ہرگ کے دھوکے میں ان کے تیر مارا ۔ اور وہ پوتر آتما اس طرح سورگ سدھارا ۔ نیز میں نے اپنے بحری علم سے اندازہ لگایا ہے ۔ کہ عنقریب ہی سمندر میں بڑی بھاری طغیانی آئے گی ۔ اور تمام دوارکا بالکل غرق ہو جائے گی ۔

یدھشٹر ۔ مگر تو بات کرتا ہوا آنکھیں کیوں جھپکتا ہے ۔ اور تیرے تمام جسم سے خون کیوں ٹپکتا ہے ؟

ارجن ۔ نہ پوچھو بھرا تا ! اس کی وجہ نہ پوچھو ۔ تبلاتے ہوئے شرم آتی ہے کہتے ہوئے زبان تھرتھراتی ہے ۔

یدھشٹر ۔ آخر ؟

ارجن ۔ جب میں کرشن جی کے پریوار کو رتھوں میں سوار کر کے لئے آ رہا تھا ۔ تو رستے میں بھیلوں نے آ گھیرا ۔ تمام مال و متاع لوٹ لیا ۔ اور مجھ کو بُری

پریکشت کو میں اب اس راج کا مختار کرتا ہوں
ہمارے خانداں میں دوسرا اس کا نہ ثانی ہے
نہ کچھ افسوس کرنا تم ہمارے بن میں جانے کا
سدا رہتا نہیں کوئی یہ دنیا آنی جانی ہے

ناٹک

میرے وزیرو! اور میری پرجا کے لوگو! دنیاوی عیش و آرام اور راج کے آنند سے میرا دل بالکل بھر چکا۔ اور کافی عرصہ تک آپ لوگوں کی خدمت کر چکا۔ یہ جہان فانی ہے۔ اور یہ جیون ایک ناپائیدار زندگانی ہے۔ اس لئے اب دل میں یہی ٹھانی ہے کہ راج کسی دوسرے حقدار کو سنبھالوں۔ اور خود معہ اپنے بھائیوں کے بن کی راہ لوں۔ خواہشات کبھی گھٹنے میں نہیں آتی ہیں۔ بلکہ جوں جوں دنیا سے دل لگاؤ یہ بڑھتی ہی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ بہت جلد اپنے آپ کو ان جھمیلوں سے نکالوں۔ اور سلطنت کا تمام کاروبار پریکشت کو سنبھالوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری تائید ضرور کریں گے۔ اور میرے اس انتخاب کو منظور کریں گے۔ نیز میں آشا کرتا ہوں کہ راجہ اور پرجا کے تعلقات نہایت خوشگوار رہیں گے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے جان نثار اور وفادار رہیں گے۔

پریکشت۔ پوجیہ پتامہ! راج کا سنبھالنا کوئی آسان کام یا معمولی سی بات نہیں مخصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میرے سر پر کسی کا بھی ہاتھ نہیں۔ آپ مجھے راج

دوسرا سین

راج سبھا

یدھشٹر - گانا (قوالی)

وزیرو! اب تمہیں اپنی دلی منشا بتانی ہے
کچھ اپنی بارتا بھی آپ لوگوں کو سنانی ہے
مفصل گر کہوں تو بہت عرصہ چاہیئے اس کو
بڑی ہے داستاں میری بہت لمبی کہانی ہے
مختصر طور سے یوں سمجھ لو کہ اب مرے دل میں
ہوئی دنیا سے نفرت راج سے آئی گلیانی ہے
ہمارے ہاتھ میں یہ راج ہرگز رہ نہیں سکتا
دکھائی دے رہی قدرت کی جانب سے نشانی ہے
کنارے بیٹھ کر پرماتما سے لَو لگاؤں گا
نہیں معلوم کتنے روز کی یہ زندگانی ہے
نہ دنیا سے محبت ہے نہ اُلفت راج سے مجکو
تجوں سارے جھمیلوں کو یہی اب دل میں ٹھانی ہے

تم سے سکھ سمپتی چھوٹی — ہستناپور کی قسمت پھوٹی
چلدئے ہمیں رلائے رلائے — راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
عمر کٹی بپتا میں ساری — آیو ساری بن میں گذاری
کشٹ کا بیش اٹھائے اٹھائے — راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
کیا شہر کو کس کے حوالے — پرجا کو اب کون سنبھالے
کون اب دھیر بندھائے بندھائے — راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
گھر گھر میں لکشن ماتم کے — بہا رہے ہیں آنسو غم کے
نگری نہیں سہائے سہائے — راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر

ناٹک

یدھشٹر مت روؤ۔ میری پیاری پرجا کے لوگو امت روؤ مت غم کے آنسو بہاؤ۔ اور چلتی دفعہ ہمارے دل کو نہ دکھاؤ۔ اب ہمارے تمہارے سمبندھ کا خاتمہ ہے۔ اور تمہارا رکھشک وہ سرو شکتیمان پرماتما ہے ؎

اتنا ہی سمبندھ تھا اور اس قدر ہی نام تھا
یہ ہماری زندگی کا آخری انجام تھا
یہ ہمارا گھر نہیں تھا اور نہ کوئی دھام تھا
مانتے کیونکر نہ جب پربھو کا یہ پیغام تھا
خوش رہو پھولو پھلو اور آخری پرنام لو
صبر اور دھیرج کرو اپنے دلوں کو تھام لو

نہیں۔ بلکہ منجدھار میں دھکاّ دئے جاتے ہیں۔ اور مجھے ہر طرح سے تباہ و برباد کئے جاتے ہیں۔

یدھشٹر۔ بیٹا! تم کشتری پتر ہو۔ تمہیں کس بات کا ڈر ہے۔ کشتری کے لئے دوسرے کا سہارا تکنا موت سے بھی بدتر ہے۔ تمہارے منہ سے ایسے شبدوں کا نکلنا ہی بڑے شرم کی بات ہے۔ کشتری کے سر پر کسی انسان کا نہیں بلکہ پرمیشور کا ہاتھ ہے۔

پانچوں بھائیوں کا معہ دروپدی کے گیروے وستر
پہن کر بن کو جانا۔ اور اہل شہر کا غم کے آنسو بہانا

گانا (بطرز۔ جنڈڑی اڑ گئی نال نیوں دے)

راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر چل دئے بن کو ہائے ہائے

واہ وا تیری گتی بدھاتا
بھید نہ تیرا کوئی پاتا
کچھ نہیں پار بسائے بسائے
راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
تج کر بستر سب شاہانہ
کر لیا سب نے بھگوا بانا
انگ بھبوت رمائے رمائے
راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
جنہیں نہیں تھی پرواہ زر کی
مانگیں گے بھیک اب در در کی
گھر گھر الکھ جگائے جگائے
راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر
راجن کیا یہ دل میں آئی
چل دئے بن کو پانچوں بھائی
ہمیں شہر نہیں بھائے بھائے
راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر

اور بھومنڈل کے مہاراج کہلائے۔ پرنتو نہ آتما پرسنّیہ ہوا۔ نہ چت کی برتیاں ستھر ہوئیں۔ نہ اپرشا کا دروازہ بند ہوا۔ مگر جب سے ان سنسارک بندھنوں سے مکت ہوکر کیول ایک پرماتما کے آدھار رہا ہوا۔ تو ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ میرا لوک اور پرلوک سے بیڑا پار ہوا۔ گرمی ہو۔ سردی ہو۔ بھوک ہو۔ پیاس ہو۔ مگر کیا مجال کہ چت ذرا بھی اداس ہو۔ قدرت کی رچی ہوئی رچناؤں کو دیکھ کر دِچتر پرکار کا آنند مل رہا ہے۔ اور جو من ہر وقت اداس رہتا تھا۔ پُشپ کی مانند کھِل رہا ہے۔ دھنیہ ہو۔ آنند کے بھنڈار! آتم دھنیہ ہو ۔۵

ملا آنند جس پرکار کا آکر مجھے بن میں
نہ وہ آرام دنیا میں نہ وہ آنند تھا دھن میں

ارجن۔ شکر ہے پربھو! تیرا شکر ہے۔ تونے اپنی کرپا سے ہمیں وہ مارگ دکھایا۔ جو بڑے بڑے تپسیوں کو عمر بھر تپسیا کرنے پر بھی مشکل سے نظر آیا۔ میرے پوجنیہ بھراتا! اگر تم نہ ہوتے تو ہمیں یہ مارگ کون دکھلاتا ۔۵

ہم بندھے تھے لوبھ کی اور موہ کی زنجیر میں
بھوگنا آنند یہ کب تھا مری تقدیر میں
میں عمر بھر بھی نکل سکتا نہ تھا اس پاپ سے
ترگیا لوہا بھی آخر کاٹھ کے پرتاپ سے

دروپدی۔ پران ناتھ! ذرا ٹھہریئے۔ آپ تو آگے بڑھتے جاتے ہیں اور میرے پاؤں برف میں گڑے جاتے ہیں۔

ارجن۔ پریہ جی! کچھ چنتا نہ کرو۔ اب ہماری کوشش کرنا فضول ہے۔ جو کچھ

تیسرا سین

ہمالیہ پربت

{ پانچوں پانڈو معہ درو پدی کے ہمالیہ پربت کی یاترا کر رہے ہیں }

یدھشٹر۔ گانا

سُمر سُمر ادم نام پرم آنند داتا

تیرا نام پرم دھام پرم پد دکھاتا
کام کرودھ لوبھ موہ نکٹ نہیں آتا
سُمر سُمر ادم نام.......

جنم جنم گھوم گھوم جیو سُکھ نہ پاتا
رین دوس بیٹھ بیٹھ دھن کے گیت گاتا
سمر سمر ادم نام......

جیت جیت جنکے ہیت پاپ تو کماتا
چھوڑنے پڑینگے انت کیا سنیہ لگاتا
سُمر سُمر ادم نام.......

ناٹک

راج کے بھوگ بھوگے۔ انیک پرکار کے آنند اُٹھائے ہر پرکار کی سمپتی دیکھی

بھیم - اوہ! تمام شریر مارے سردی کے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اور برف کا ایک ایک ٹکڑا کال روپ ہو کر میرے بدن کو ڈھانپ رہا ہے۔ نہ پاؤں اٹھتا ہے نہ ہاتھ ہلتا ہے۔ ذرا بدن ہلاتا بھی ہوں تو برف سے چھلتا ہے۔ آ گیا بس میرا بھی آخیر وقت آگیا ؎

موڑ دیتا ہاتھیوں کے منہ ذرا سی بات میں
اب نہ خود ہلنے کی بھی طاقت رہی اس ہاتھ میں
آپ کا جاتا ہے سیوک دیکھ لو دل تھام لو
میرے بھراتا! بھیم کا یہ آخری پرنام لو

(چل بسا)

نکل - پاؤں پتھر ہو گئے۔ وجود شل ہو گیا - آنکھیں پتھرا گئیں۔ دماغ ڈل ہو گیا۔ تمام وجود برف میں دھنسا جاتا ہے۔ اور کال مجھ کو ساکشات رُوپ سے سامنے نظر آتا ہے ؎

دے رہی ہے موت دکھلائی مجھے چاروں طرف
نسچے ہی اب کال میرا آگیا بن کر برف
کر رہا ہوں کوشش مگر پھر بھی نہیں اُٹھتا قدم
آگئی ہے موت میری زندگی سمجھو ختم

(رُوح پرواز کر گئی)

سہدیو - بھراتا! مجھے سنبھالئے۔ اور اس برف کے ڈھیر سے نکالئے۔ چاروں طرف برف کا ہی انبار ہو رہا ہے۔ اور مجھے قدم اٹھانا بھی دشوار

ہو رہا ہے۔ وہ ایشور اچھا انکول ہے ؎

جو ایشور کا حکم ہے وہ نہیں ٹالے سے ٹل سکتا
نہ کچھ اختیار ہے تیرے نہ میرا زور چل سکتا
تجھے میں کیا نکالوں خود نہ میرے پاؤں ہلتے ہیں
ہوئے پانی سے پیدا اور پانی میں ہی ملتے ہیں

دروپدی۔ (زمین پر گر کر) آگئی آگئی۔ پران پیارے! میری موت آگئی۔ اور برف موت کا روپ بن کر میرے چاروں طرف چھا گئی۔ ناتھ! میں مرتی ہوں۔ اور پرماتما سے انتم پرارتھنا کرتی ہوں کہ اگر میرے کچھ اچھے کرم میرے ساتھ ہوں۔ تو اگلے جنم میں بھی آپ ہی میرے پران ناتھ ہوں ؎

مت لانا میرے مرنے کی کچھ دل پہ اُداسی
ہوتی ہے جُدا آپ کے چرنوں سے یہ داسی

(پران تیاگ دیئے)

ارجن۔ بھراتا! مجھ سے تو بالکل چلا نہیں جاتا۔ میرے چاروں طرف برف ہی برف چھا گئی۔ نسچے ہی اب میری بھی آخری گھڑی آگئی ؎

ہو گیا کوئی وداع کوئی وداع ہونے کو ہے
آپ کے چرنوں سے ارجن بھی جدا ہونے کو ہے
پہن کر جامہ برف کا موت سنمکھ آ کھڑی
ہو چکا سمبندھ بس اب آگئی انتم گھڑی

(سورگباش ہو گیا)

ہو رہا ہے ۔

جسم کے چاروں طرف ہی برف کا انبار ہے
انچ بھر ہلنا جگہ سے بھی مجھے دشوار ہے
زندگی کے سانس ہیں شاید مرے دو چار پل
منہ پھیلائے سامنے آ کر کھڑی میری اجل

(روح پرواز کر گئی)

یدھشٹر - میرے دنیاوی سمبندھ کا رہا سہا بھی خاتمہ ہو گیا جن کے ساتھ میرا سمبندھ تھا۔ وہ ایک ایک کر کے موت کی گود میں سو گیا۔ میرے دیکھتے دیکھتے میرے چاروں بھائی اس سنسار سے چل گئے۔ اور برف کے ٹکڑے موت کا روپ بن کر نگل گئے۔ دنیا اور دنیا کی ہر ایک چیز اب میری نظروں سے دور ہے آنکھوں میں عجیب پرکار کا نور ہے۔ اور دل پرماتما کی لگن میں مسرور ہے۔ اپکار کیا پرماتما! اپکار کیا۔ جو ہم دینوں کو اس منجدھار سے پار کیا ہے

اس وستھا میں مجھے کچھ کشٹ ہی نہ کلیش ہے — من میرا نرمل ہے میری تمام کلیش ہے
رل رہا چاروں طرف سے بنیظیر اندیش ہے — پتے پتے پر لکھا جگدیش کا سندیش ہے
لاکھ ہے تیرا شکر تو دھنیہ ہے پرمیشور
تو نے اپنی دیا لتا سے کر دیا مجھ کو امر

(شریر چھوڑ دیا)

تمام شد

سنگیت حقیقت رائے باتصویر

سری ارجیونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی معرکتہ الآرا تصنیف ہے۔ یہ ہندو دھرم کے شہید صادق حقیقت رائے دھرمی کی شہادت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جس نے صرف گیارہ سال کی عمر میں جبکہ ابھی اس عمر کے بچوں کو کھیلنے اور کھانے کی بھی پوری سُدھ بُدھ نہیں ہوتی۔ اپنی لاثانی اور بے نظیر قربانی سے ہندو عظمت کو چار چاند لگا دئے ماں باپ کا بڑھاپا اپنی زندگانی۔ نوعمر بیوی کی جوانی۔ دنیا کی جاہ و حشمت ایک طرف ہے اور صرف ہندو دھرم دوسری طرف۔ مگر یہ شہید ان فانی چیزوں کو اپنے لافانی دھرم پر قربان کر کے حیات جاوید کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اوّل تو قصہ ہی سخت جگر سوز ہے۔ اس پر مصنف کا طرز بیان اور بھی غضب کا ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان کے بھی آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت نفیس۔ باوجود ان خوبیوں کے باتصویر کتاب کی قیمت صرف سوا دو روپے ہندی ڈھائی روپے۔ گورمکھی ڈھائی روپے۔ کپڑے کی جلد کے ۳ آنے پیسے زائد ہونگے۔ محصولڈاک علاوہ

نوٹ:۔ یہ کتاب پنجاب میں ہائی سکولوں اور لائبریریوں کیلئے منظور ہو چکی ہے۔

سنگیت ہریشچندر

یہ سری ارجیونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی جادو اثر قلم سے نکلی ہوئی پستک ہے۔ ستیہ وادی مہاراجہ ہریشچندر کے نام نامی سے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے۔ جس نے راج جیسی نایاب چیز کو جس کیلئے دنیا میں خون کے دریا بہہ جاتے ہیں۔ دنیا کے شہنشاہوں نے اپنے بھائی۔ باپ اور بھتیجوں کو تہ تیغ کرنے سے گریز نہ کیا اپنی سچائی اور زبان کی پاسداری کے مقابلے میں بالکل ہیچ سمجھا۔ اور ایک سادھو کے مانگنے پر تمام راج ایسی فراخدلی سے اسکے حوالے کر دیا جس طرح ایک گرہستی معمولی روٹی کا ٹکڑا کسی بھکاری کی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔ قیمت اردو ایک روپیہ۔ ہندی ایک روپیہ۔ گورمکھی ایک روپیہ۔ جلد کے ۴ آنہ زائد ہونگے۔ محصولڈاک علاوہ

نوٹ:۔ یہ کتاب پنجاب میں ہائی سکولوں کی لائبریریوں کیلئے منظور ہو چکی ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **گپتا اینڈ کمپنی۔ ٹوہانہ۔ ضلع حصار۔ پنجاب**

